

عَوْنِ صَبَاحِ كَيْسَرِ كَا فُضْلِ خَلِيقِ وَيُؤَيِّدُ مَلِكِيَّةَ

مطالع مشهور که کشته در جنگ جمل بین امیرالمؤمنین علیه السلام و امیر معاویه بن ابی سفيان بن حرب و کشته شد و در جنگ جمل بین امیرالمؤمنین علیه السلام و امیر معاویه بن ابی سفيان بن حرب و کشته شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و سپاس خدای عز و جل و تحت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ نبی مرسل و منقبت
 شہید خدا علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ و الثناء و تحوت ایمنہ لدی اراکین شریعت عمر اکنتا ہی فقیر حقید سید
 مظفر علی اسیر کہ در بنوا اکثر و مستان صادق الولا اور آشنایان با صدق و صفا فقیر خالہ
 ین جمع ہوئے اور بیشتر تذکرہ اشعار و روایات فارسی کا اور مسائل علم عروض اور قوافی کا
 بایک دیگر راہ چنانچہ صحیفہ رشیدہ اعلیٰ کتاب مبدار الاشعار تصنیف عالم کامل فخر اجد و امثال رئیس الحکما
 اسناد الکلام محقق طوسی علیہ الرحمہ کہ اسی صنعت میں ہوا اور اس پر بعض کلمائے اصحاب خلعت و
 براعت فرما علی مولوی سعد اللہ صاحب فرماشیہ گلماسے اور انصاف کو بالاسے طاق رکھہ کہ چاہا
 اعتراض کیے ہیں اور شرح شیخ مہدی علی زکی مشہور ہلک الشعار کی بھی ہو بارہ اصحبت ین ہر گاہ
 بعض مطالب زیادہ حاشیہ اور شرح سے ذہن میں آئے اور معلوم ہوا کہ بعض مقامات کتاب کے
 صحت سے بھی رہ گئے ہیں لہذا بہ تکلیف بعض احباب اور مفاد و کان حقاً علینا نصر المؤمنین احقر العباد
 مطالب نو و کمن عبارت اردو میں بطریق ترجمہ لکھے اور نام اسکا زر کا ل عمیاد و ترجمہ معیار الاشعار

اور کہیں کہیں عبارت حاشیہ و شرح میں بھی بعض کلمہ دی اس لیے کہ دریافت کرنا اوسکا بتدیو کو سہل ہو
اور جس جس مقام میں عبارت متن پیچیدہ اور حاشیہ و شرح میں بسبب عدم فہم کے خلاف واقع ہو گیا
مستقیمہ ن پر حال اوسکا منکشف ہو جائے طرز تحریر یہ ہے کہ ہم اشارہ عبارت متن کا اور نے
عبارت اپنے ترجمے سے اور سہ نشان عبارت حاشیہ کا اور شین علامت شرح کی وبالمد التوفیق
ہم الحمد للہ الشاکرین والصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین بت سب تعریفیں ثابت یز
اور اسے خدا یتعالیٰ کے تعریفیں شکر کرنے والوں کی اور درود کا ملہ نازل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے جو سردار انبیاءے مرسل کے ہیں اور اوپر مذکور اولاد کے جو طاہرین معلوم ہو کہ حدیث اکبرین
مفسر ال مطلق ہے اور منصوب اور حمد میں مقابلہ نعمت کا ضرور نہیں ہے اور شکر میں مقابلہ نعمت کا
اور ہے پس جو حمد کہ مقابلہ نعمت ہے البتہ فضل حمد ہے اور انسان نعمت الہی سے کسی وقت غالی
نہیں علی الجہد جس وقت تالیف کہ قوت تالیف بھی عمدہ نعمت الہی ہے ترجمہ ستودن اور ستائش
اور صلوٰۃ دعا اور رحمت اور آفرینش اور آل بالمد فرزند ان تینوں نعمت متخج سے ہم اما بعد این مختصری
در علم عروض و قوافی شعر تازی و فارسی کہ بالتماس بعض دوستان مرتب کردہ شد و آنرا معیار الاشعار
نام نہادہ آندست یہ ایک سالہ محقق علم عروض اور علم قوافی شعر عربی و فارسی میں ہے کہ بالتماس
بعض دوستان کے مرتب کیا گیا اور نام اوسکا معیار الاشعار رکھا عروض بالفتح نام ایک علم کا جو
کہ میزان شعر موزون اور ناموزون ہو منتخب سے اور عروض کر سول یعنی عروض اور صلاہ اوسکا
مخروف یعنی عروض علیہ کسوا سطلے کہ اشعار کو اس پر عرض کرتی ہیں کہ موزون ناموزون سے
جدا ہو کذا فی القاموس اور وجہ تسمیہ عروض سالہ سیفی وغیرہ سالہ ہائے عروض میں بکثرت کھو
ہیں مگر بہتر سب سے یہی ہے جسکا ذکر ہوا اور قوافی جمع قافیہ اور قافیہ معنی ازپی رونہ سے
اور اوسکو قفو سے لیا ہے معنی ازپی رفتن جو بیشتر یہ قافیہ پیچھے باقی الفاظ یا پیچھے اکثر باقی الفاظ
واقع ہوتا ہے گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ نام رکھا اور اصطلاح میں عبارت ہے
اوس سب سے جو تکرار پاؤ الفاظ متشابہ الاواخر میں یا ایک لفظ متغایر المعانی میں اور آخر صریح
یا ابیات کذا فی النیثاں اور سالہ عطای و دیگر رسائل قافیہ اور معیار بالکسر پیمانہ و اندازہ و چاشنی
مخرفتن دروسیم وآلہ رہست گرفتار تر از و منتخب اور کشف سے ہم و این مختصر مشتمل بر مقدمہ و دروز

مقدمہ در بیان ماہیت شعر و ذکر صناعتی کہ شعر را بدان تعلق باشد و آن سہ فصل است **فصل اول در**
 شعر و تحقیق آن است اور اس مختصر میں ایک مقدمہ اور دو فن ہیں مقدمہ بیان ماہیت شعر میں اور ذکر
 صنائع میں کہ شعر سے تعلق رکھتے ہیں اور سمین تین فصلیں ہیں **فصل اول** تعریف اور تحقیق شعر میں
 مقدمہ بالضمیمہ و کسر وال میشد و پیش رونده ہے یا وہ مطلب جو پیشتر کہا جاے واسطے آسانی مطالب
 آئندہ کے کذا فی المدار و المکید و المنتخب و الغیث اور ماہیت کسر او تشدید تختانی بمعنی حقیقت شی
 مستعمل ہے اور یہہ مصدر جہلی ہے ترشیدہ اہل منطق اور اہل حکمت کا اور معنی لفظی ماہیت کہ چلیست
 اینچین میں مرکب موصولہ و لفظ ہی سے کسر او فتح یا ضمیر مونث واحد اور یار مشدد علامت جہلی ہے
 اور تاہم مصدر سی مگر یا لفظ ہی بہمت اجتماع یا ات حذف ہوئی ہے کذا فی الغیث اور صناعت کسر
 پیشہ اور کام اور اصطلاح میں اطلاق او سکا علم پر شائع ہے کذا فی الصراح و المنتخب و الکشف اور جہ
 بنوع و تشدید وال حائل میان دو چیز اور نہایت اور کنارہ ایک چیز کا اور اصطلاح منطق میں تعریف شی بذات
 جیسے کہ تعریف انسان کی بجوان ناطق بجان رسم کے کہ وہ تعریف ہے بضرعیات جیسے کہ تعریف
 انسان کی بکاشی ضنا حک غیاث سے ہم شعر نزد منطقیان کلام مخیل موزون باشد و در عرف جمہر کلام
 موزون مقفے ^{۱۲} شعر نزدیک منطقین کے کلام مخیل مقبیل ہے اور عرف جمہور میں نیز نزدیک شعر کے
 کلام موزون بوزن عروضی اور مقفے ہے کلام سخن گفتن و سخن منقح سے اور مخیل خیال کردہ شدہ جس کو
 تنخیل ہو مقفے وہ کلام جو قافیہ رکھتا ہو اور معنی ان لفظوں کے آئندہ متن میں مفصل مرقوم ہیں جن
 صاحب حاشیہ نے یہ شبہ کیا ہے بحسب قولہ مخیل موزون باید دانست کہ وزن نزد منطقیان از امور
 مقصودہ یا لذات نیست آری از امور مقصودہ بالعرض است کہ معین و مفید سخوی از تنخیل باشد کہ
 مقصود بالذات است و ازین جهت کہ شیخ در منطق الشفا آورد لا نظر للمنطقی فی شی من ذلک الانی کو نہ کلاماً مخیلاً
 و در سہ دیگر گفت انما یفطر المنطقی فی الشعر من حیث ہو مخیل و لهذا بعضی قد ما وزن را داخل حد شعر کردہ اند
 چنانکہ محقق خود را اساس الاقتباس میگوید بعضی قد ما کلام مخیل را شعر گفته اند اگر چه وزن حقیقی نہ باشد
 چنانکہ بعضی اشعار چنان است و در دیگر لغات قدیم مانند عبری و سریانی و فرس ہم وزن حقیقی اعتبار
 نہ کردہ اند و استعار وزن حقیقی اول عرب را بودہ و دیگر اہم متابعت ایشان کردہ اند و نظر منطق ^{۱۲}
 بہ مخیل و وزن را از ان جهت اعتبار کنند کہ بوجہی اقتصادی تنخیل کند و صناعت منطق باحت بالذات

از تخیل شعر است و بالعرض از دیگر احوال تم کلامہ اور صاحب شرح نے اوسکا جواب یوں لکھا ہے ش
 باید دانست کہ شعر جزوی از اجزای منطق است زیرا کہ قیاس را از علم منطق پرستج نوع قسمت کرده اند و شعر هم
 جزوی از همان اجزای چکناہ است و این بہت مناسب تخیل است تم کلامہ پس کیفیت جواب کی ظاہر ہے
 پس وجہ سے کہ یہ عبارت خارج از بحث ہے اور اعتراض سے بالکل تعلق نہیں کھتی بہر کیف فقیر نے
 اس باب میں قہ بولوی عبد الرزاق صاحب کی خدمت میں لکھا اور بولویہا صاحب موصوف نے جواب
 اوسکا یوں لکھا بھیجا کہ فی الواقع شعر در اصطلاح منطقین کلام مخیل کہ باعث انبساط نفس یا القباض یا شہ
 ہست پس مراد از لفظ موزون عرف عام یعنی دلچسپ گرفتہ نہ متعارف صرفیان و عروضیان پس این شہ
 شبہ محض است و پس آد جناب سید علی محمد صاحب خلع لہر شید جبار قبہ و کعبہ مجتہد العصر و از زمان ادا مہم
 نے اس جگہ یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ کجی اطلاق تخیل کا اوس مقام پر ہوتا ہے کہ ایک شی انسان کے
 خیال میں گدزی چنانچہ یہ معنی لغوی ہیں اور کجی تخیل سے مراد ہوتی ہے کہ اثر کو سے سخن نفس میں
 از روئے القباض یا انبساط کے چنانچہ یہ معنی اصطلاحی ہیں اور وزن کے معنی لغت میں معتدل کے بھی
 آئے ہیں چنانچہ کتاب مجمع البحرین میں تفسیر آری وانی ہدایہ و انبثافہا من کل شی موزون کھے ہیں اور عرف عام
 میں کہتے ہیں قد موزون اور بنا بر اصطلاح جمهور شعر کے ایک ہیات سے تالیع نظام حرکات و سکنات و غیر
 کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا جب یہ مہم ہو پس معلوم ہو کہ یہ شبہ جب ہوتا ہے کہ تخیل اور
 وزن کے معنی اصطلاحی ہوں اور اگر تخیل سے مراد معنی لغوی ہوں اور موزون سے مراد معتدل و معنی
 تمام عبارت کے یہ کہیں کہ شعر بنا بر اہل منطق کے کلام مخیل یعنی خیال کردہ شدہ اور معتدل ہوں جس میں
 قطوئل یا احوال مضمر و مفہم مطالب ہیں اور یہ کلام البتہ اثر کرے گا نفس میں بہ القباض یا بہ انبساط یا یہ کہ
 تخیل کے معنی اصطلاحی ہوں مگر تجرید کرین اوس سے معانی کو بعد از ان اوس لفظ کو ذکر کرین کہ وہ لالت کرے
 اون معنوں پر چنانچہ و نقض شعر منہ جلوہ الدین الایہ میں تجرید کی ہی پس بنا بر این اعتراف من مذکور مرفوع او
 شبہ مطور مرفوع ہے فقال لعل اللہ یحدث بعد ذلک امر اقم اور فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے
 کہ اس تکلف اور تاویل کی حاجت نہیں شعر کے واسطے وزن ضرور ہے اویسی وزن فارسی جو در بیان
 شعر و نظم کے وزن کلام مخیل و وزن میں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ما علمناہ اشعر یعنی نیا سو ختم پیغمبر
 صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را شعر شک نہیں کہ کلام خدا میں بھی شعر سے مراد کلام موزون ہے اور منطق کو

عین کلامی است و این عبارت را در کتابی کہ در دسترس است از جناب سید علی محمد صاحب خلع لہر شید جبار قبہ و کعبہ مجتہد العصر و از زمان ادا مہم

غرض اور بحث قضایا کی تخیل سے جو نظم ہو خواہ شعر کی تعریف نظم اور شعر کی اور اسکے نزدیک بھی علاحدہ علاحدہ ہے
نثر فقط کلام نہیں ہے اور نظم کلام مخیل موزون جو اہل عروض کے نزدیک ہے مگر بحث وزن سے کام اہل عروض کا
ہے نہ کام اہل منطق کا جیسا کہ مثلاً نغمہ جب ذکر اسکا علم فقہ میں ہو گا فقہ کو غرض اور بحث اور اسکی حلال اور
حرام میں ہوگی مگر جب تعریف نغمہ کی فقہ سے ہو جیسے وہی تعریف نغمہ کی کریگا جو اہل موسیقی نے کی ہے
اگرچہ اسکو غرض اور بحث اس سے نہیں ہے وہ کام اہل موسیقی کا ہے پس محقق علیہ الرحمہ تعریف شعر میں
فرماتے ہیں کہ شعر نزد منطقیان مخیل موزون ہے غرض اور بحث منطق بیان نہیں کرتی اور شک نہیں کہ اگر
قید موزون کی نہو شعر بھی نظم میں داخل ہو جائے کہ کوئی کلام تخیل سے خالی نہیں نظم ہو خواہ نثر اور حال
اہل منطق کا اس باب میں یہ ہے کہ تقدیم اور تاخیر دو فرقے ہیں بعضوں نے فقط کلام مخیل کو شعر کہا ہے
اور انکو اپنے مطلب سے مطلب ہے اور غرض ثانی نے وزن کو معتبر جانا ہے تا فارق ہو در میان نثر اور
نظم کے چنانچہ یہ دعویٰ ہمارا عبارت معترض سے کہ لہذا بعضے قدما وزن را داخل حد شعر کرده اند اور عبارت
اساس الاقتباس سے کہ بعضے قدما کلام مخیل را شعر گفته اند اگرچہ وزن حقیقی نہ اشد باشد صاف پیدا ہے
کہو اسے کہ جب کہا بعض قدما نے اعتبار نہیں کیا لازم آیا کہ بعض دیگر نے اعتبار کیا ہے اور متاخرین
اہل منطق کا یہ حال ہے کہ کل وزن کو اعتبار کرتے ہیں بلکہ قافیہ کو بھی چنانچہ عبارت مشرح
تجرید کی یہ ہے متن والشعر من الصناعات وهو عند القدماء کلام مخیل وعن المتأخرین کلام موزون متساوی الارکان
المقفی اشرح الشعر صناعات وهو عند القدماء کل کلام مخیل تقیضی لنفسی سبطا او مقفیا اما المتأخرون
فالشعر عندہم کل کلام موزون متساوی الارکان متفاد و سری جگہ مشرح نکورین میں لکھا ہو والشعر التام سجا کی
بالکلام المخیل وبالوزن وبالنغمۃ المناسبۃ ان قارئہا والکلام سجا کی تا بالانفاظ والمعانی اور ہا اور وزن
کی بھی کئی صورتیں ہیں وزن صریح اور وزن موسیقی اور وزن عروضی اور تساوی اسکے اعتدال بھی ایک وزن ہے
چنانچہ عبارت مشرح تجرید کی یہ ہے واما فی الامم القدیمہ من الیونانیین والعربیین والاسرائیلیین سلم
ینقلوا عن قدماہم شعر اسوزونا بہذہ الاوزان العروضیۃ بل باوزان بالشعر شہ وقوافیہا غیر متقفۃ
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدما جنکے نزدیک شعر فقط کلام مخیل ہے وہ بھی اعتدال کو داخل حد
جانتے ہیں وہ بھی ایک وزن جو نہیں ان ویلون سے نزدیک متاثر کے پیدا ہے کہ شعر کو وزن سے
چارہ نہیں اور اہل منطق بھی اسکو داخل جانتے ہیں ہر چند غرض اور بحث اور تخیل سے ہے پس

قول تحقیقی صحیح ٹھہرا قائل ہم اما کلام الفاظی باشد مولف از حروف کہ بحسب وضع بر معنی مقصودہ وال باشد
 و شعر فی الفاظ تصور نتوان کرد و اگر کسی بہ تکلف فعلی غیر لفظی را مانند حرکتی از دست یا چشم مثلاً جڑو سے
 از اجزای شعر گرداند حکم آن فعل حکم الفاظ باشد ازان جهت کہ مشتمل باشد بر حدوث صوتی یا خیالی صوتی
 دال بر مراد ہی است پس کلام الفاظی ہن مولف حروف سے کہ بحسب وضع معنی مقصودہ پر دال ہوں اور
 شعر فی الفاظ نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی بہ تکلف ایک فعل غیر لفظی کو مثل حرکت دست یا حرکت چشم کی
 ایک جزو اجزای شعر سے مقرر کرے حکم اس کا حکم لفظ کا ہے کہ حدوث صوت یا خیالی صوت اور نیز
 ایک مراد پر مثال ہے پس کلام کے معنی انہی سابق لکھے گئے اور اصطلاح اہل نحو میں لفظ ہے
 متضمن دو کلمہ یعنی مرکب دو اسم سے یا فعل سے اور اسم سے کہ نسبت ایک کی دوسرے سے ہو
 اس طرح کہ فائدہ تام ہے جیسے زید قائم اور قائم زید منتخب اور غیاث سے اور مراد حروف سے حروف
 ہن اور مثال فعل غیر لفظی کی جب کو حکم لفظ میں کہا ہے یہ ہے مثلاً کہے کوئی یہ مصرع سے مروی
 درخانہ برون آمد و گفتا اور اشارہ آنکھ سے کرے معنی اور سکے یہ ہو سکے کہ بیا یا ہاتھ ہاتھ پر مارے
 معنی اور سکے یہ ہو سکے کہ برون پس یہ حدوث صوت یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہ خیالی صوت یعنی
 آنکھ سے اشارہ کرنا چونکہ دال ایک مراد پر ہے حکم لفظ میں ہے مگر یہ بھی تکلف سے خالی نہیں
 حاشیہ کا مطلب سی قبیل سے ہے مگر شارح نے اس کو خلاف ٹھہرایا ہے عبارت اور سکی یہ ہے ش
 مطلب متن از ضم صاحب میزان رو گرفته و بر زعم مصنف براہ دور از معانی رفتہ اللہم انی حقائق الاشیاء
 کما ہی بابدانت کہ مراد مصنف نیست کہ ان حرکت دست یا چشم مثلاً بہمت اشتغال بر حدوث صوت
 یا خیالی صوت کہ دال بود بر مراد ہی در حکم لفظ باشد اما بحرکت دست حدوث صوت چنانکہ درین مصرع
 ع مروی درخانہ مازدوستک پس لفظ دوستک ذکر سازند دوست بردست زدہ مضموم مراد گیرند
 و خیالی صوت بحرکت دست یعنی آوازی پیدا نہا شد چنانکہ درین مصرع ع کہ مرا تو ہیچ کار نما ندوست
 دوبار حرکت دہند کہ لفظ برو برو ازان مراد بود اما بحرکت چشم حدوث صوت راست نیاید پس خیالی
 صوت جی شاید چنانکہ درین مصرع ع گفتیم کہ بجا لہ نگری گفت + و پس از لفظ گفت اشارہ بحرکت چشم
 نماید کہ لفظ چشم بہ خیالی درآید و دلالت ایخراکات بر مدلولات وضعی غیر لفظی باشد و این ہمہ از تکلف
 خالی نباشد چنانچہ مصنف ہم اشارہ بان نمودہ ہم کلام نہ ہی ہر سبب کہ حاصل دونوں عبارتوں کا ایک

معلوم ہوتا ہے یا مطلب شراح کا کچھ اور کچھ بیان درست نہوسکا بہر کیف یہ مقام خندان وقت طلب
 نہیں ہے ہم وہیں الفاظ مہل یعنی راو اگرچہ مجمع وزن وقافیہ باشد از قبیل شعر شندت یہ فقرہ
 عطف ہے اوس قول پر کہ شعر بی الفاظ تصور نہتوان کرد یعنی جیسے شعر نے الفاظ نہیں ہوتا اسطرح
 الفاظ مہل یعنی کو اگرچہ ہوزون اور مقنی ہوں قبیل شعر سے نہیں گئے مصل لغت میں لغت اول اور
 میثم ثانی مفتوح فرد گذار شستہ شدہ اور متروک اور بیکار ردار اور کشف اور غیاث سے اور اصطلاح میں
 جو کلام کہ معنی نہ رکھتا ہو ایک مذکر سے میں لکھا ہے کہ کسی امیر نے کسی شاعر سے کہا کہ دو چار شعر ایسی
 کہو کہ فقط الفاظ مجمع ہوں اور معنی اونکے کچھ نہوں تا سامع اشتباہ میں نہ پڑیں اوس بزرگ نے
 اتباعاً لامر فی البدیہہ تین شعر کہے ایک اور تین سے یہ ہے روزی کہ در بدخشان رخ بر خیار بندد
 فالودہ دمشق خلخال بارگہ دہیں ایسے کلام یعنی کو شعر کہا چاہیے ہم حکم ہدیانت اہل حجون نہرل
 کہ ہر الفاظ مہل مشتمل باشد و در نظم ایراد کنند حکم الفاظ معنی دار باشد از ان جہت کہ مراد ایشان بحقیقہ
 ایشان از ان الفاظ حاصل آید پس کلام شعر را وغیر شعر را بجا سے جنس مست اور حکم بیودہ گویند
 اہل حجون اور اہل نہرل یعنی بیابکون اور گستاخون کا کہ مشتمل بالفاظ مہل ہوں اور نظم میں دار و گزین
 حکم الفاظ معنی دار کا ہے اس جہت سے کہ مراد انکی موافق اونکے قصد کے اون الفاظ سے حاصل ہو
 پس کلام شعر اور غیر شعر کو بجا سے جنس ہے ہدیانت لغت میں لغتین اور ذال مجرہ سخن بیودہ کہت
 بیوشی مرض میں کہ انی المنتخب الصراح والغیاث اور حجون لغت میں بالضم کال دخول معنی بیابکی پس
 اگرچہ ہدیانت کلام بیوشی اور نہرل سخن بیودہ ہے عدا الا اصطلاح میں نہرل اور ہدیانت دونوں کلام
 مسخرگی کو کہتے ہیں جیسا کہ کلام جعفر زلی کا کہ مشہور ہے اور اشعار میر انشا الدخان کے ہجومی لوی
 فائق بین شعر جو خوش گفت فائق شاعر غراہ کہ چون دہن من دہن رگسا نباشد بمقام شعر جو خوش
 افتد یہ تشدید صحیح ہے انباشد نقل اسکی زبانی مولوی فائق کے یوں ہے کہ میں نے ایک شعر
 کئی وزنوں میں کہا تھا اوس میں نظید مشد و تھا میر انشا الدخان نے اعتراض کیا اور فرما قلیل بھی
 اس میں شریک اونکے ہوئے میں سند قاموس وغیرہ کتب لغت سے لکھی بھی انشا الدخان نے
 خفیف ہو کر چند شعر میری جو میں کہے میں بھی ایک سالہ اول و دونوں کی ہجو میں لکھا کہ جواب ترکی
 ترکی شعر آخر اسکا یہ ہے شعر چون این رسالہ واقع دخل ووشاعرست دینین جہاں شدہ یک گرد و فاشد

صاحب میزان نے بھی شعر انشاء اللہ خان کا لکھا ہے مگر ایک مصرع کہیں کا اور ایک مصرع کہیں کا
 آدم بہ مطلب فرمایا محقق علیہ الرحمہ سے کہ کلام شعر اور غیر شعر کو یعنی نظم و نثر کو سجاوے جنس سے یعنی
 معنی جنس کے صادق ہیں مگر جنس حقیقی نکھا چاہیے اس واسطے کہ مرکب میں دریافت کرنا معنی جنس کا
 عیب اور دقیق ہے چنانچہ کتاب سلم العلوم میں بویار کے یہ عبارت ہے لاکن فی الکسب تحصیل
 معنی الجنس عسر و قوی البسط تنقیح المات و تنقیح کل فان ابہام المحین و تعیین البہم امر عظیم انتہی لهذا
 معنی جنس کا "دستور اور دقیق سے اور بے بسط کے دریافت کرنا مادی کا شکل ہے " پس تحقیق کہ ابہام میں کا اور میں کا اس کا کیا مطلب ہے؟
 علیہ الرحمہ نے احتیاطاً کلام کو سجاوے جنس کہا اقبال ح قولہ سجاوے جنس یعنی سجاوے آجنا جنس
 نمایند پس مراد ازان میں جنس است ہم ان تحصیل تاثیر سخن باشد و نفس بروچی از وجہ مانند ببطایر
 و شبہ نیست کہ غرض از شعر تنقیح است تا حصول آن و نفس بیدر صدور فعلی شود از و مانند اقدام بر کا
 یا امتناع ازان یا مہد حدوث ہدایتی شود و در و مانند رضا یا سطح یا نوعی از لذت کہ مطلوب باشد لا ان
 تنقیح را حکمای یونان از اسباب باہیت شعر شمرده اند و شعرا می عرب و عجم از اسباب جودت او
 می شمرند پس بقول یونانیان از فضیل شعر باشد و بقول این جماعت از اغراض و مباحث طبیعت است
 لیکن تنقیح تاثیر کرنا سخن کا ہے نفس میں کسی وجہ سے مانند ببط کے یا قبض کے کہ دل خوش ہو جائے
 یا زندہ جامی اور شک نہیں ہے کہ غرض شعر سے بھی تاثیر سخن ہو تا حاصل ہونا اس کا نفس میں نشا و نہاد ایک
 فعل کا ہو مثل اقدام کے ایک کام یا امتناع کی اوس سے یا مہد پیدا ہونا ایک باہیت کا نفس میں مانند صفا
 یا نا خوشی کی یا سطر علی لذت کہ مطلوب ہو مگر اس تنقیح کو حکمای یونان اسباب باہیت شعر کہتے ہیں اور شعرا می عرب
 اور عجم اسباب حسن شعر کہتے ہیں پس بقول یونانیان یہ تنقیح فضول شعر سے ہی اور بقول شعر ابنہ لغرض اور غایت
 شعر سے ہی معنی تنقیح کے لغت سے قبل ازیں لکھ گئے اور ربط بالفتح بھی فراخی صراح سے اویسی کثرتوں غیاث سے
 اور مراد اوس سے انبساط نفس ہے اور قبض بفتح اول اور سکون ثانی گرفت اور گرفتگی غیاث سے اور مراد اول
 انقباض نفس ہے اور مہد بفتح صیغہ اسم ظرفت ثلاثی مجرد سی جگہ آغاز کرنے اور آشکارا کرنے کی
 اور بضم اور دال مہد کسورہ اور بعدا و کے ہمزہ صیغہ اسم فاعل کا باب افعال سے آغاز
 کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور بضم اور دال مہملہ مفتوحہ صیغہ اسم ظرف کا
 باب افعال سے جگہ آغاز آشکارا کرنے کی کذا فی الغیاث اور اقدام کبیر پیشروی کرنا کسی کام میں غیاث سے
 اور غیاث بر وزن نحریت بخانا اور شکل اور صورت کشف اور غیاث سے اور رضا یا کبیر خشنودی اور

جاری ہے

بفتح خوشنود و ناگشتن اور صراح اور منزل سے اور صاحب منتخب سے دونوں لفظ بفتح لکھے ہیں
 سے اور خط بفتحین اور خار مع ششم اور غصب مدار اور مید سے اور منتخب میں بالفہم اور بفتحین
 اور صراح میں بضم اور بفتح اور سکون ثانی اور جودت بفتح نیکی اور نیک ہونا اور خوبی ہر چیز کی تختہ
 اور کشف اور شروح لغاب اور غیاث سے اور فصل بفتح جدا کرنا اور جدا ہونا اور اصطلاح منطلق
 وہ چیز کہ تفسیر وی ایک شے کو مشابہات ذاتیہ اور واقع ہو چکا ہے یا شے ہونی ذاتیہ میں جیسے کہ لفظ
 تمیز دیتا ہے انسان کو اور حیوانوں سے کہ شریک اسکے ہیں حیوانیت میں غیاث سے مثال اور
 جو نفس میں انبساط پیدا کرے صبح شمس بفتح چون یا قوت سیال مثال اور سکی جو نفس میں انقباض
 پیدا کرے صبح غسل بفتح و صبح چون گس یا مثال اور سکی جو نفس میں منقبض اور اقدام کار کا
 سعدی کہتا ہے طبیعت خواہی کہ خدای بر تو بخشد باخلق خدای کن نکوئی یا اشعار خبر وقت
 جنگ نظامی کہتا ہے طبیعت رزانیہ منہم بیل فولاد خای کہ کہ پشت بیلان کشم پلپای دم
 پہلوی پہلوانان بہ تیغ بہ نورم گرہ گردان بیدر تیغ مثال اور سکی جو نفس میں باشت و انتہای
 کار کا ہو سعدی کہتا ہے طبیعت الانا خواہی باز جسد و کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست چہ حیات
 کہ باوی کنی دشمنی کہ دی را چنین دشمن اندر قفاست مثال اور سکی جو نفس میں بیدر رضا ہو
 سعدی کہتا ہے طبیعت ریشم آہ چو کسے سیر نگہ در نو کند باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بود و
 مدح جیسا کہ ناصر علی نے مدح ذوالفقار خان میں ایک مطلع پڑھا وہ ایسا خوش ہوا کہ لاکھ روپے
 صلہ میں دیے مطلع اسی شان حیدری ز جبین تو آنکار ہذا نام تو در نہر دکن کار ذوالفقار مثال
 اور سکی جو نفس میں باعث سخط ہو سعدی کہتا ہے طبیعت بے تیشہ کس نخر اشدر زوی خار اگل
 چنانکہ بانگ درشت تو بیز اثر شد دل یا اشعار جو کہ باعث سخط ہیں اور سکو کہ جسکی سوجو ہے جیسے
 طبیعت تاسیر آفتاب ترا خواند روزگار بہ خورشید سر بہ نہر آند ز کو ہمارہ مثال اور سکی کہ جس سے
 نفس کو لذت حاصل ہو اور لذتیں بہت سی ہیں از انجملہ ذکر عیش و نشاط کا حافظ کہتا ہے طبیعت
 ساقیا بر حیر زودہ جام را بہ خاک بر سر کن غم ایام را بہم و اما وزن مثنوی است تابع نظام ترتیب
 حرکات و سکونات و تناسب آن در عدد و مقدار کہ نفس از ادراک آن ہیات لذتی مخصوص یا بکہ از
 در بین تو منع ذوق تو اندست و اما وزن ایک شکل ہے تابع نظام ترتیب حرکات و سکونات کی

در بیان مباحث و مسائل

اور اسکے مناسبت کے عدد میں اور مقدار میں کہ نفس اسکے دریافت کرنے سے ایک لذت مخصوص
پاتا ہے کہ اسکو اس جگہ ذوق کہتے ہیں پس مناسبت عدد کی یہ ہے کہ مثلاً حروف اور حرکات
اور سکناات و ولون مصرعون میں برابر ہوں اگرچہ حرکات مختلف ہوں اور کہیں ایک ساکن اور
کہیں دو ساکن ہوں اور مناسبت مقدار کی یہ ہے کہ مثلاً عروض میں فعلین ہوں اور ضرب میں فحلان
یا عروض میں فعلین اور ضرب میں فعلین یہ مناسبت ہے خارج نہیں جسوقت ایسی حرکات اور سکناات مناسبت
کیئت اور کیفیت میں واقع ہوں گی اور اسے ایک شکل پیدا ہوگی کہ اسکا نام وزن ہے اور اس وزن
کے ادراک سے نفس جو لذت اٹھائے گا اسکو ذوق کہیں گے ہم و موضوع آن حرکات و
سکناات اگر حروف باشند انرا شعر خوانند والا انرا ایقاع خوانند چنانکہ فطرت نفس را اور ادراک آن ہست
ذخلی غلیم است و باین سبب بعضی مردم در ہر یکے از شعر یا ایقاع بحسب فطرت صاحب ذوق باشند
و بعضی نباشند و از صنف دوم بعضی را امکان تحصیل آن باشد یا کتباً یا بعضی را بنود و عادت را ہم
وزان باب در خلّی تمام و باین سبب اوزان اشعار و ایقاعات مستعمل بحسب اختلاف اعم مختلف است
ت اور محل عرض اون حرکات اور سکناات کا اگر حروف ہوں اسکو شعر کہتے ہیں اور اگر سوا حروف
یعنی اصوات فراہم وغیرہ ہوں اذکو ایقاع کہتے ہیں اور فطرت نفس کو اس کے ادراک میں دخل تمام
ہے یا سبب سے بعضے آدمی بحسب فطرت شعر یا ایقاع میں صاحب ذوق ہوتے ہیں اور بعضے
نہیں ہوتے اور قسم دوم سے یعنی جو صاحب ذوق نہیں ہوتے اونہیں سے بعضو کو امکان تحصیل
باکتاب ہے اور بعضو کو امکان تحصیل باکتاب بھی نہیں ہے اور عادت کو بھی اس میں دخل تمام
ہے اور اسی باعث سے اوزان شعر اور ایقاعات مستعملہ موافق اختلاف اعم کے مختلف ہیں مثلاً
اکثر اوزان عرب میں مستعمل اور خوشناما میں عجم میں مستعمل اور خوشناما میں و بیشتر اوزان عجم میں مستعمل و خوشناما میں عرب میں
مشترک ہیں ایقاع لغت میں واقع کرنا اور جناب میں ڈالنا ہے منتخب سے اور مطلقاً سو سیتی
میں مال اور اہل کلام کے نزدیک مطلق صوت حرفی ہو یا غیر حرفی مگر تحقق علیہ الرحمہ کو اس جگہ
بیان وزن شعر منظور ہے نہ تعریف الیقاع لہذا وزن کو منقسم کیا طرف شعر و ایقاع یعنی مال کے
ہم و وزن اگرچہ از اسباب تحصیل است و ہر وزن بوجہ از وجہ تخلیل باشد و اگرچہ ہر جملی موزون
باشد اما اعتبار تخلیل دیگر است و اعتبار وزن دیگر و نیز اعتبار وزن ازان بہت کہ وزن سے دیگر

۹
ایقاع
رکعت
۱۰

و اوزان جہت کہ اقتضای تخیل کند دیگر اور وزن اگر چه اسباب تخیل سے ہے کسواسطے کہ وزن
 سے بھی ایک ذوق جہد و طبیعت کو حاصل ہوتا ہے اور ہر وزن کسی وجہ سے تخیل سے یعنی ہر کلام
 موزون رضا اور سخط وغیرہ تاثیرات سے خالی نہیں اگرچہ ہر تخیل موزون نہیں ہے کسواسطے کہ تخیل متحرک
 بھی حاصل ہے مگر اعتبار تخیل کا اور ہے کہ وہ تابع تاثیر سخن ہے نفس میں اور اعتبار وزن کا اور ہے
 کہ یہ تابع نظام ترتیب حرکات و سکونات ہے اور اعتبار وزن کا اس جہت سے کہ وزن ہی اور ہے
 اور اس جہت سے کہ اقتضای تخیل کرتا ہے اور ہر کہ بوجہ وزن اسکو موزون کہتے ہیں اور بوجہ تخیل
 کلام تخیل پس وزن خاص اور تخیل عام ہے کہ کوئی کلام موزون تخیل سے خالی نہیں اور کلام تخیل متحرک
 ہے ہم و باتفاق وزن از فصول ذاتی شعر است الا انکہ ہیاتا باشد کہ تناسب آن تمام نباشد و نزدیک
 باشد تمام مانند اوزان خسرو اینها و بعضی لاسکو ہا و شاید کہ بعضی اعم آنرا بسبب مشابہت از اوزان
 شعر موزون و بعضی بسبب عدم تناسب حقیقی شعرند پس ازین جہت در اعتبار وزن باشد کہ خلاف افتد
 است اور باتفاق حکما اور شعر کے وزن فصول ذاتی شعر سے ہے یعنی شعر کو تیز دیتا ہے اور جدا کرتا
 ہے نثر سے مگر اس وزن کی صورتیں ہیں کہ مناسبت اسکی تمام نہوا و نزدیک ہو ساتھ مناسبت
 تمام کے مانند اوزان خسروانی اور بعضی اوزان آواز لاسکوی کے اور بھی بعضے لوگ اسکو بسبب مشابہت
 کے اوزان شعر سے جانتے ہیں اور بعضے بسبب عدم تناسب حقیقی کے وزن شعر سے نہیں جانتے
 پس اس جہت سے کبھی اعتبار وزن میں اختلاف پڑتا ہے پس لاسکوی بفتح سین و کاف و کسر و واو
 اور یا و موزون نام ایک چھوٹے جانور کا ہے کہ خوش آواز ہوتا ہے جہاں گیری سے اور بران سے اور
 خسروانی ایک سخن ہے تعنیفات بار بدمطرب سے کہ نثر سجع ہے مدح خسرو پوزین جہاں گیری سے
 اور بران قاطع سے ش خسروانی عبارت از انست کہ نقیبان پیش سلاطین سہرایند و لاسکو
 منسوب باشد لاسکو نام شخص کے از قوم ترک زندان وضع بود کہ تصنیف ماسے چاہلانہ میکرد و بنام موزون
 طرح شہرت یافت کنون گفتہ ہر کہ باشد آنرا لاسکوی خوانند الی آخر وہم کلامہ ظاہر یہ معنی ایجاد ہی ہیں کہ
 جہاں گیری اور بران وغیرہ کتب لغت میں پائے نہیں عباسی ہم و اما قافیہ تشابہ او آخر او در باشد و
 از تشابہ ایجاد خسروانہ خاتمہ است یا اختلاف کلمات مقاطع یا آنچه در حکم مقاطع باشد در لفظ یا
 در معنی است و اما قافیہ تشابہ او آخر مصارع کاسے اور مراد تشابہ سے متحد ہونا حروف خاتمہ کا یعنی رو

و غیرہ کا ساتھ اختلاف کلمات آخر کے یا وہ کلمے جو حکم آخرین ہوں لفظ میں یا معنی میں پس کلمات آخر وہ قافیہ ہیں کہ جنکے بعد رویت ہو اور حکم کلمات آخرین وہ قافیہ ہیں کہ جنکے بعد رویت ہو یا قافیہ بعد قافیہ کے ہو جیسے یہ بیت ساقی انان بادہ منصور دم درگ و دریشہ من صور دم پس اگر بعد قافیہ کے تمام بیت رویت ہو وہ بھی حکم آخرین داخل ہے جیسے یہ بیت زیر بہر تیان ثمار کروم سر بہر تیان ثمار کروم جاننا چاہیے کہ یہ تین صورتیں ہیں الیق قافیہ ہونے کے ایک قافیہ کار کا ساتھ مار کے کہ اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً اور معنیاً دوسرا قافیہ زبان کا ساتھ بیان کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً معنیاً تیسرا قافیہ چشم کا معنی آنکھ کے ساتھ چشم کے معنی امید کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے معنی لفظاً تحت عبارت تشابہ اور نوشتہ کہ این قول باعتبار اکثرست چہ گاہی ہمہ بیت جز قافیہ و رویت نباشد فافہم ہم و مراد از دور یا درینجا یا مصرعہ است کہ قافیہ دران اعتبار کنند چنانکہ دور مثنوی یا بیت ای نام چنانکہ در قطعہ او قصیدہ است اور مراد دورست یہاں وہ صحیح ہیں جنہیں قافیہ ہو جیسے مثنوی میں یا ابیات نام جیسے قطعون اور قصیدون میں یعنی اشعار مثنوی اور قطعہ قصیدہ اور غزل میں کہ دونوں مصرعون میں قافیہ ہوتا ہے او کو دور کہتے ہیں اور باقی ابیات قصیدہ اور غزل اور قطعہ میں کہ مصرعہ آخر محل قافیہ ہیں وہ دور ہیں حقیقتہً اور تمام بیت کو یعنی دونوں مصرعوں بسبب شمول قافیہ کے مجازاً دور کہتے ہیں ہم وہاں کہ ہم در بعضی مصرعہ اعماد ہم در بعضی بیت بار کنند چنانکہ در رباعیات اور امہات اور کبھی بعضے مصرعون میں اور بیہون میں اعتبار کرتے ہیں چنانکہ رباعیوں میں اور ادرام میں پس اور ام جمع و ہم معنی مستتر او ہے یعنی رباعی میں مصرعہ اول اور ثانی ہم قافیہ ہے اور بیت اخیر مثال رباعی کے سلیم کہتا ہے رباعی پنج بیتہ جہان میں زنا شیر ہوا چہ شد موجب آب ہمو موج خارا چہ در صفہ بشکل نقطہ گردید الف از بسکہ شدہ غنچہ ز تاب سرا چہ او شمر او و بھی قافیہ معتبر ہوتا ہے جیسے ابن حسام کہتا ہے بیت آن کیست کہ تفریکند حال گداز چہ و حضرت شامی چہ در غزل بلبل چہ خبر باد صبار اجز نا کہ آہی ہم وہاں کہ در دور کہ اجزای یک بیت باشد اعتبار کنند مانند مسطرات چہا رخا نہ وغیرہ آن اور کبھی دوروں میں کہ اجزای ایک بیت کے ہوتے ہیں اعتبار کرتے ہیں مانند مسطرات چہا رخا نہ وغیرہ کے پس مسطرات چہا رخا نہ وہ بیت ہے کہ جس میں چار قافیہ

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہوں تین قافیہ جداگانہ اور چونکہ موافق قوافی قصیدہ خواہ غزل کے مثال سعدی کتاب ہے
 من مانده اسم مجوز از وہ در مانده ورنہ گویا کہ بیشی دور از وہ در استخوانم میرود۔ اور یہی
 چار قافیوں سے زیادہ بھی ہوتے ہیں مثال بیت چہ یاری شوخ پرکاری نگاری خاطر آزار ہے۔
 بہاری حسن گلزاری یقین و فتنہ فتانی ح در سخت عبارت و غیر آن نوشتہ پنج خانہ و شش خانہ
 یعنی محسن و مسدس قافیہ ہم و اگر وغیر شعر اعتبار کنند آن را سبع خوانند و باشند کہ انجا اتحاد حروف خاتمہ
 اعتبار کنند و بر تقارب آن در خارج قصار نمایند و اگر غیر شعر یعنی نثر میں اعتبار قافیہ کریں
 اوسکو سبع کہتے ہیں اور کبھی نثر میں اتحاد حروف خاتمہ اعتبار نہیں کرتے ہیں حروف قریب المخرج بہ
 و قصار کرتے ہیں پس سبع لغت میں بالفتح یعنی آواز طویو خوش آواز ہے مثل بلبل اور قمری کے
 اور اصطلاح میں برابر ہونا دو لفظ او آخر فقرتین کا اور سبع میں قسم میں پہلے اول توازی اوس میں حرف روی
 اور وزن اور عدد میں برابری چاہیے جیسے گل اور بل اور بہار اور قرار اور صوری اور دوری اور مجری
 اور مجنوری اور نظر اور شکر و دم مطرف بہ تشدید اوس میں موافقت دو لفظوں کی بجز حرف روی چاہیے
 اور وزن اور عدد حروف مختلف جیسے وقار اور اطوار اور مال اور مثال اور بود اور وجود سوم توار
 اوس میں موافقت دو لفظوں کی وزن اور عدد حروف میں چاہیے اور رو مختلف جیسے اعمار اور ازرا
 اور مراتب اور مراسم اور تحریر اور تشوید یہ قسم مرغوب نہیں ہے پس طلاق لفظ قافیہ کا نظم میں کرتے
 ہیں اور نثر میں اوسکو سبع کہتے ہیں غیاث اللغات اور اقصار لغت میں بالکسر و صادم کہ کوتاہی کرنا
 اور ایکس جزیرہ پٹھان منتخب سے اور اصطلاح اہل معنی میں کلام کثیر اللفظ اور قلیل المعنی کرنا اور قول محقق
 علیہ الرحمہ کا قریب المخرج پر لکھا کرتے ہیں جیسے یہ فقرہ کن سُبْحًا خَالِيسًا وَ ذِيْبًا خَالِيسًا او کَلْبًا
 حَادِسًا وَلَا تَكُنْ اِنْسَانًا نَاقِصًا یہاں روی قریب المخرج ہے معنی یہ ہیں کہ ہو درندہ قاہر یا گرگ
 رہا بندہ یا سگ نگہبان اور نہ ہو آدمی ناقص ہم و در یک دور اعتبار قافیہ ممکن نہاں الا بعد تقدیر
 دوری دیگر بات آن است اور ایک مصرع اور فرد میں اعتبار قافیہ کا ممکن نہیں الا بعد فرض کرنے
 مصرع یا فرد دوم کے یعنی جب تک دو دور نہوں گے قافیہ معتبر ہوگا ہم و چنین گویند کہ در اشعار یونانیان
 قافیہ معتبر نہوہ ست و حشونی بزبان فارسی کتابی جمع کردہ ست مشتعل بر اشعار غیر مقفی و آن را
 یونہ نامہ نام نہادہ است اور ایسا کہتے ہیں کہ یونانیوں کے اشعار میں قافیہ لازم اور ضروری

ع
ج
ح

نہ تھا اور جثونی شاعر نے زبان فارسی میں ایک کتاب جمع کی ہے کہ اس میں اشعار غیر مقفی ہیں
 اور اسکا یونہ نامہ نام رکھا ہے ہم میں ازین بحث معلوم می شود کہ اعتبار قافیہ از فصول ذاتی شعر
 نیست بلکہ از لوازم اوست بحسب اصطلاح اما از فصول ذاتی بعضی انواع شعر است مانند قصیدہ و قطعہ
 و مانند آن **س** میں ان سبکوں سے معلوم ہوا کہ اعتبار قافیہ کا فصول ذاتی شعر سے نہیں بلکہ
 اس کے لوازم سے ہے حسب اصطلاح اما فصول ذاتی بعضی انواع شعر سے ہے مانند قصیدہ اور قطعہ
 کے اور جو مثل قصیدہ سے اور قطعہ کے سپہ جیسے غزل اور مثنوی اور رباعی اور لوازم جمع لازم کی
 اور لازم وہ ہے کہ ہمیشہ ساتھ ایک چنیر کے ہر کذا فی المنتخب اور قطعہ کبیر اول اور سکون ثانی مکرر
 ہر جہ کا اور اصطلاح شعر میں دو بیشین یا زیادہ مطلع ہو یا نہ ہو گویا وہ ایک مکرر غزل سے یا قصیدہ
 سے بریدہ ہو اسے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور اس معنی میں بالفتح خطاب ہے مگر بعضے فصحاے
 متاخرین نے جائز رکھا ہے مطلب عبارت کا یہ ہے کہ قصیدہ اور قطعہ اور غزل اور رباعی اور مثنوی
 جہیں ہر مصرعہ یا دو بیشین یا زیادہ ہوگی او نہیں قافیہ فصول ذاتی سے ہے اور ایک مصرعہ یا ایک
 فرداوسہین فصول ذاتی سے نہیں بلکہ اسکو موزون کہیں گے اور اعتبار قافیہ ہوگا ہم و حد شعر بحسب
 عرف اہل روزگار ہو جب این تحقیق کلام موزون باشد و بس و اگر اعتبار قافیہ در حد شعر واجب شعر نہ
 کلام موزون باشد برومی کہ چون قرائن زیادت از یکی شود ان قرائن مقفی باشند **ت** اور بعضے
 شعر کی بحسب عرف اہل زمانہ ہو جب اس تحقیق کے کلام موزون ہے اور بس و اگر اعتبار قافیہ تعریف
 شعر میں واجب جائین کلام موزون ہو اسطر حیر کہ جب مصداق یا ابیات ایک سے زیادہ ہوں وہ
 مقفی ہوں حاصل یہ کہ کلام موزون میں قافیہ کی قید ضرور نہیں اور اگر ضرور ہو جیسا کہ شیخ شفا میں کہتا ہے
 لا یحکموا ان یسعی عندنا بالشیء مالئیس مقفی اور واجب جائین تو اسطر جاننا چاہیو کہ مصرع اور فرداوسہین
 ضرور نہیں زیادہ میں ضرور ہے **فصل دوم در اسباب اختلاف اوزان و قوافی**
در لغات لغت رزانت و خفت مختلف است چہ تازی مثلاً بقیاس با پارسی بزرانت و ثلث نزد کتر
 باشد و پارسی بخت مایل **ترت** فصل دوسری اسباب اختلاف اوزان و قوافی میں از روی لغات
 زبانین گرائی اور سبکی میں مختلف ہیں اسوا سطر کہ تازی بہ نسبت فارسی کے گران تر ہے و فارسی
 سبکتر لغت بضم اول و فتح غین محجہ زبان قوم کو کہتے ہیں و عربی اصطلاح میں وہ الفاظ کہ معانی اور کئے مشہور ہوں

اوس وزن کی نسبت البتہ تخفیف سے ہے اور کبھی بحسب کثرت و قلت حرکات کی ہر مصرع میں کہ فعلوں
مفاعیلین میں حرکتیں زیادہ ہیں اور فعلوں فعلوں میں اوس سے کم ہم ولا محالہ وزن گران تر بلکہ
مانند آن خاص تر تواند بود و متساوی که حرکات بیشتر استعمال افتد شعر گفتن پرورنی کہ در سوزان
وزن حرکات بیشتر باشد آسان تر بود و برانچه حرکات کمتر باشد کلفت تر پس بعضی اوزان سبب
بعضی لغت باشد و بعضی بطبع و باین سبب بسیار سحر است کہ خاص شدہ است بعضی لغت
و در لغات دیگر اگر بران شعر گویند در دین نظر آتا موزون نشوند و اما محالہ وزن ثقیل لغت ثقیل
میں خاص تر ہے مثلاً عربی میں کہ حرکات بیشتر ہوتے ہیں کثرت کثرت اوس وزن میں کہ اوسکی مصرعوں
حرکات زیادہ ہیں آسان تر ہے اور جس زبان میں کہ حرکات کمتر ہیں تکلف پس بعضی اوزان سبب
بعضی لغت کے ہیں سو بعض کی طبیعت میں اور اسی سبب سے اکثر بحرین خاص ہیں یعنی زبانوں میں
اگر اوزان باقون میں اوس وزن پر شعر کہیں بد است نظر میں موزون معلوم ہوں شک نہیں کہ اکثر
اوزان عربی میں مانوس اور فارسی میں غیر مانوس ہیں ہم و ہمیز یہ قیاس در توانی بہ باشد کہ انکہ
تشابہی درختی گران تر محسوس باشد و در لغت سبکتا محسوس مثلاً ضرب و سلب در تازی قافیہ را
شاید و در پارسی از جهت اختلاف رولام شاید اور بھی قیاس کیا چاہیست قافیہ میں
اسو اسلے کہ تھوڑا سا تشابہ بھی لغت گران ترین یعنی عربی میں محسوس ہوتا ہے اور تشابہ کثرت
یعنی فارسی میں نامحسوس مثلاً قافیہ ضرب و سلب کا عربی میں چاہیہ اور فارسی میں چاہیہ تشابہ
را اور لام کے تشابہ سے کہ اسلے کہ اختلاف ردف کا باوصف قریب الحرج ہونے کے لغت سبکتا
میں یعنی زبان فارسی میں جائز نہیں و اگر کسی نے جائز رکھا ہے داخل عیب ہے قولہ اکثر
تشابہی یعنی درانت زمین و گران تشابہ طویل ہم میان دو لفظ محسوس و معتبر می شود مثل تناسب و
تشابہ میان ضرب و سلب اگر حرف روی را و ام را قرار دہند میتواند زیر کہ ہر دو حرف مذکور جہت
ضرب و جرح تناسب دارند لیکن تناسب نام و کمال نیست الی آخرہ شش عجب است از صاحب
کہ در قافیہ ضرب سلب را و لام را روی قرار دادہ زیر کہ باتفاق جمهور روی حرف آخر اصلی از
کلمہ مقررہ قافیہ می باشد پس اگر لام و را روی باشد بای ضرب و سلب چہ باشد و روی قرار دوانا
حرف میانہ لفظ کہ ہم تقریب تواند شد تم کلامہ اور امن جگہ حق بجانب شارح ہے کہ محقق علیہ الرحمہ

رسالہ قافیہ میں جس جگہ بیان روی ہے یہ عبارت لکھی ہے روی حرفی است مگر کہ بنائی قافیہ
 بروی است دہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد نسبتش بحرف روی کنند مثلاً قصیدہ را کہ ضرب سلب
 قافیہ باشد بای خوانندم فصل سوم در ذکر صناعتہا کہ شعر را بان تعلق باشد چون این
 قواعد محمدیہ شد گوئیم آن کلام کہ بجای جنس است بحث از نفس الفاظ آن تعلق بصناعات لغویان دارد
 و از معانی آن تعلق بصناعات ارباب معانی از عموم علم است اور جب یہ قاعدے مقرر ہوئے
 اب کہتے ہیں ہم کہ کلام جو بجای جنس ہے اس کو نفس الفاظ بحث تعلق بصناعات لغویان یعنی اہل لغت اوسکو جانتے ہیں
 اور معانی کی بحث متعلق بصناعات ارباب معانی ہر معنی عموم علم میں محقق علیہ الرحمہ فرموا کلام کو بجای جنس لکھا اسکی وجہ
 پہلے اسکی تحریر ہوئی جو دریکہ لکھا جا تا کہ فائدہ بجای جنس سے یہ ہے کہ جنس کلی ہے اور بحث اوسکی مفہوم سے
 ہوتی ہے ذہن میں اور یہاں کلام سے مراد الفاظ ہیں اور الفاظ سے بحث امر خارجی ہے پس یہ کلام
 لفظی جنس تحقیقی نہیں بلکہ مفہوم اوسکا جنس حقیقی ہے اور لغت زبان تو کم گو کہتے ہیں اور زبان
 قوم میں تعلیل اور تصریف صرفی اور ترکیب نحوی دونوں شامل ہیں یعنی شعر میں احتیاج صرفت و نحو
 دونوں کی پڑتی ہے اور معانی کی بحث متعلق بعلم معانی ہے بحسب مذاہب ان بود کہ بعدہ سفیر مود
 و از ہیات کلماتش من حیث التعلیل و التصریف بعلم صرف و از ترکیب ان بعلم نحو بل عبارت شیخ
 نیز کہ ابن کلام محقق ترجمہ کنند احتیاج فن نحو نہ کو رہت اس ایراد صاحب بیان بہت ذکر کریں
 علم صرف و نحو کہ بر محقق علامت محض بیجا است لکھا لا یعنی تم کلام یہ جگہ حقیر نے یہ کہ شبہہ صاحب بیان
 مولوی عبدالرزاق صاحب جامع علوم معقول و منقول کی خدمت میں لکھ دیا مولوی صاحب نے
 یہ عبارت جواب میں لکھی کہ نزد فقیر در صناعت لغت نحو داخل است زیرا کہ بحث لغویان از ہیئت کلمہ است
 و بحث نحو از عسار است آنہم از ہیئت کلمہ است وہم ہیئت اند شد کہ در صناعت ارباب معانی داخل شود
 کہ ہر چند ارباب از ہیئت لفظیست اما استفادہ معنی ازان فی شود فقط اب کہتے ہیں ہم کہ فشار اس
 اعتراض کا یہ ہے کہ اطلاق علم لغت کا علم نحو اور صرف پر نہیں ہوتا اور یہ باطل ہے اس سبب سے
 کہ اطلاق لغت کا علم صرف اور نحو پر کلام عربیت میں واقع چنانچہ کتاب مختصر المعانی میں یہ عبارت ہے
 و إنما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوضاع المفردات لأن اللغۃ اعم من ذلك اور مطول میں یہ عبارت ہے
 و إنما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوضاع المفردات لأن اللغۃ قایلہ علی جمیع اقسام العلوم العسریۃ

نتیجہ اور یہ عبارت کما غنی دلائل کرتے ہیں مطلوب پر ہم وارتحیدنات و تزیینات ہر دو کہ از جملہ عوارض
 کلام باشد تعلق بصناعا علیٰ کہ بآن خاص ست اور تزیینات اور تزیینات لفظ و معنی کی کہ عوارض
 کلام سے ہیں تعلق او کا بصناعات خاص ہے کہ تحقق علیہ الرحمہ تو میان فرماتے ہیں ہم مانند علم خطابت
 و علم بیان و علم ترسل و علم محاسن و بدائع سخن کہ آنرا علم صنعت خوانند و علم تفرق معایب و خلیاے
 آن کہ آنرا علم نقد خوانند مانند علم خطابت کے اور خطابت ایک علم ہے کہ اوس میں اشخاص
 معتقدیم سوشل انبیا اور صلحا اور حکما کے بحث کرتے ہیں کہ کس آیت اور کس حدیث اور کس قول کے کون رکاو
 ہیں اور جس کے راوی معتبر پائی ہیں اوسکو ترجیح دیتے ہیں اور مانند علم بیان کے اور علم بیان ایک علم ہے
 کہ اوس میں ایراد معنی و احد سے بطریق مختلفہ و صنوح دلائل میں بحث کرتے ہیں اور غرض از تشریح
 معنوی سے ہے اور مانند علم ترسل کے اور ترسل ایک علم ہے کہ اوس میں حال کا تب و مکتوب الیہ
 سے من حیث الاداب و المناسبات بحث کرتے ہیں اور مانند علم محاسن اور بدائع سخن کے اور علم محاسن
 اور بدائع سخن ایک علم ہے کہ اوس سے طریقہ تشخیص کلام کے حاصل ہوتے ہیں مثل ترصیع و تہنیس
 کے کہ اوسکو علم صنعت کہتے ہیں اور مانند علم تفرق ویشناخت خلل کی کہ اوسکو علم نقد کہتے ہیں
 کہ اوس میں سرفات شعر وغیرہ ذکر کرتے ہیں غرض یہ کہ شاعر کو ان سب علموں میں دخل چاہیو
 ہم واما تخیل بحث از ان تعلق یعنی خاص از علم منطوق و اردو واما تخیل تعلق اوسکا علم منطوق سے
 ہے یعنی جب تک علم منطوق سے آگاہی نہ ہو بحث تخیل سے نہیں ہو سکتی ہم واما وزن بحث از ماہیت
 آن واز استعمالش وازینفات تعلق یعنی خاص واز علم موسیقی واز استعمالش واز شاعر مطلقاً
 تعلق موضوعی خاص دارد ہم از ان فن از علم موسیقی کہ مشتمل باشد بر تفصیل اوزان شعر واز استعمالش
 واز شاعر بحسب اصطلاح خاص باہل ہر تعلق بصناعتی مفرد دارد کہ آنرا علم عروض خوانند واما
 وزن بحث اوسکی ماہیت میں اور اوسکے استعمال میں یعنی حرکات و سکانات میں از روی ایقاعات
 کے متعلق ایک فن خاص یعنی علم موسیقی سے ہے اور استعمال اوسکا اشعار میں جز بان ہو تعلق ایک
 موضوع خاص کہتا ہے اوسی فن سے یعنی علم موسیقی کہ مشتمل ہوتا ہے اوزان اشعار پر مثلاً موسیقی میں
 کہتے ہیں فن فن بر وزن مستعمل اور استعمال اوسکا اشعار میں بحسب اصطلاح خاص ہر زبان
 میں متعلق بصنعت مفرد ہے کہ اوسکو علم عروض کہتے ہیں جاننا چاہیو کہ عروض ہر لغت کا بوضع علاحدہ

موضوع ہے اور عروض تازی اور فارسی میں یکدیگر البتہ مماثلت ہو ہم و اما قافیہ بحث ازان ہم بصفا
 معنفسہ و تعلق دارد کہ آنرا علم توانی خوانند و اما قافیہ بحث ادب سے بھی ساتھ صناعت مفرد
 یعنی فن علمہ کے تعلق رکھتی ہے کہ اسکو علم توانی کہتے ہیں ہم و این دو صناعت یعنی علم عروض
 و علم توانی در لغات مختلف باشد چنانکہ گفتیم بحسب اسباب مذکورہ و این جملہ تعلق باہیت شعریہ
 دارد و بعد ازان علم اقسام و انواع شعر و علم صنعتها و بدائع کہ در شعر افتد و علم نقد شعر از حیث صناعت
 ہو کہ تعلق بعوارض شعر و کشتہ باشد و چون این معانی مقرر شد و تقریر علم عروض شروع کنیم
 و بالمد التوفیق است اور یہ دو صنعتیں یعنی علم عروض اور علم قافیہ زبانون میں مختلف ہیں بسبب
 اسباب مذکورہ کے یعنی بخت تفاوت اور نخت کے جیسا کہ بیان ادسکا ہو چکا اور یہ سبب یعنی
 کلام اور تنجیل اور وزن اور قافیہ تعلق باہیت شعر سے رکھتے ہیں اور علم اقسام اور انواع شعر کا
 جیسے مثنوی اور غزل اور قصیدہ اور مسط اور قطعہ اور ترجیع بند اور رباعی اور فردا و مستزاد وغیرہ
 اور علم صنائع اور بدائع کہ شعر میں آتا ہے اور علم نقد شعر یہ سبب صنعتیں تعلق عوارض شعر
 سے رکھتے ہیں اور جب یہ معانی مقرر ہوئے شروع کرتے ہیں ہم علم عروض میں ح قولہ این
 جملہ تعلق باہیت شعر دارد میگویم کہ اگر مراد از جملہ ہمہ علوم سابق الذکر است از لغت و بلاغت
 و غیرہ ہمیں این قول صحیح نیست زیرا کہ منجملہ علوم مذکورہ علم محاسن و بدائع سخن و علم نقد باہیت شعر
 تعلق ندارد بل عوارض ان کما ہو الظاہر و محب است کہ علم صنائع و نقد را اولاً ہم ذکر ساختہ و متعلق
 باہیت گفتہ و من بعد ان ہر دو را متعلق بعوارض نیز قرار دادہ و اگر مراد از جملہ علم عروض و قافیہ
 این سخن صحیح است لیکن لغت نیز تعلق باہیت شعر دارد چہ مادہ شعر ہمین الفاظ واقع می شود
 و مادہ ہر چیز داخل در ان چیز پیدا شد مگر آنکہ گویند چون تعلق عروض و قافیہ باہیت شعر است
 از تعلق دیگر مہذا این ہر دو را مبا لغتہ باہیت شعر مخصوص ساختہ ہم کلامہ قتال کہ تقدیر مطلب
 دور مطلب حاشیہ میں مخیرت ہے اور قطع نظر اعتراض کہ تمثیل بھی شریک ہے محقق علیہ الرحمہ
 نے علم صنائع اور نقد کو کمان باہیت شعر سے کہا ہے ہم فن اول در علم عروض و آن
 وہ فصل است فصل اول در اشارت با جزای اولی شعر و آن حسوف و حرکات است
 در علم القیاس از صناعت موسیقی مقرر شدہ است کہ حدوث اوزان از فقرات متتابع باشد

و از سکونات متناسب که میان آن فقرات افتد فن اول علم عروض میں اور وہ دس فصلیں
ہیں فصل اول اشارت اجزای اولی شعرین کہ وہ حروف اور حرکات ہیں پس حروف و حرکات
شعرین جزو اول ہیں اور چند ثانی جو اون سے مولف ہوئی ہیں یعنی سبب اور تداوفاً صلاہ اول کا بیان
کے ہوگا یہاں بیان حروف و حرکات کا ہے کہ علم القیاع میں فن موسیقی سے یہ بات مقرر ہوئی
ہے کہ وزن فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے پیدا ہوتے ہیں فقرات دہ آوازیں ہیں
ناخن زدوں کے درپے سے پیدا ہوں اور سکونات جمع سکون کہ درمیان اول فقرات کو واقع ہوں
اور متناسب یعنی زمانہ سکونات کا درمیان میں برابر اور ہم مقدار ہوں پس یہ پہلے درپے ہوا حرکت
اور متناسب ہونا سکونات کا شعرین وزن ہے اور موسیقی میں القیاع اور حکم القیاع ایک علم
ہے کہ اوس میں آواز ہائے معروضہ لکھ کات والسکونات سے بحث کرتے ہیں اور موسیقی
نام علم سرود ہے اور یہ لغت سریانی ہے اور کبھی بحدت چارم کہ یا تختانی سے استعمال کرتے
ہیں اور موسیقی کہتے ہیں بہار عجم اور مصطلحات سے اور زبان یونانی میں معنی لکن ہے
اور ابتدا موسیقی کی حکیم فیساغورس سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آواز مرغ ققنس سے کہ
اوسکو موسیقار بھی کہتے ہیں حکمائے استخراج کیا ہے کذا فی الغیث اور فقرات جمع فقرہ
بمعنی ناخن زدوں چوب وغیرہ کہ اوس سے آواز نکلی اور فقر ہفت معنی انگشت زدوں سے
منتخب سے ہم چون خواہند کہ ازان عبارت کنند باز ای فقرات حروف متحرک ایراد کنند
خاصہ حرف ہائے کہ از اطلاق نفس از مخرج آن حرف بعد از جس تمام حادث شود مانند تا
وطات جو چاہیں کہ اول فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے عبارت کریں بمقتابل
فقرات کے حروف متحرک لایین علی الخصوص وہ حرف کہ اپنے مخرج سے بعد کشف کثیرہ کے
پیدا ہوں مثل تے اور طوے کے کہ ان میں تحریک زیادہ ہے از ابکسر اول بمعنی مقابلہ
وبرابر کشف اور کمتر سے اور ایراد بکسر اول بمعنی فرو آوردن صراح اور منتخب سے اور اطلاق
بالکسر روان کرنا اور ہا کرنا قید سے کمتر اور منتخب سے اور نفس بفتح قیم اور وہ جذب نسیم سے
راہ بینی سے یا مونہ سے واسطے ترہیح قلب اور دفع بھار کے اور پھر اوس راہ سے نکلتا اوسکا
اور یہ اندر جانا اور باہر آنادام کا ایک نفس سے ہم باز اسکونات حروف ساکن خاصہ حروف

غنتہ و آنچه محتمل درازی و کوتاہی زمان سکون تواند بود مثلاً گویند ثن تن است اور بقای سکنت
 کے حروف ساکن لاین علی الخصوص حروف غنتہ وغیرہ جمیع احتمال درازی اور کوتاہی زمان سکون
 کا ہو سکتا ہے یعنی زمان سکون کو اوسین چاہین دراز کرین چاہین کوتاہ مثلاً کمین ثن تن پس
 لفظ تن تن میں دونوں حروف تا بجا سے فقرات آوردونون بجا سے سکنتا ہیں غنتہ بالضم
 و تشدید یون آواز بینی غیاث سے اور حرف غنتہ جو خیشوم سے نکلتے ہیں مثل نون اور میم ساکن کے
 کہ ان میں احتمال درازی اور کوتاہی زمان سکون کا ہے ہم ادا و زن شعر و متحرک ازہر جنس کہ
 باشد بجای فقرات باشد و حروف ساکن بجای سکنتا است و ادا و زن شعر میں حرف متحرک
 جسطرح کے ہوں مضموم خواہ مفتوح خواہ مکسور بجای فقرات ہیں اور حرف ساکن بجای سکنتا
 ہم دور علوم دیگر تکریر کردہ اند کہ حروف در اصل دونوع است یکی مصوت و یکی مصمت و مصوت
 یا مقصور است یا ممد و مقصور حرکات باشد مانند فتح و کسر و ممد و حروف مدکہ اخوات آن
 حرکات باشد چہ ہر یکے از اشباع کیے از ان حرکات تولد کند و حروف مصمت باقی حروف است
 است اور علوم دیگر میں یون کہا ہے کہ حرف اصل میں دو طرح ہیں مصوت اور مصمت اور
 مصوت کی بھی دو قسم ہیں مقصور و ممد و پس مصوت مقصور حرکات کو کہتے ہیں یعنی زبر زیر
 پیش اور مصوت ممد و حروف مد کہتے ہیں کہ اخوات اونکے حرکات ہیں کسوا سطر کے اشباع
 ضمہ سے دو اور اشباع فتوح سے الف اور اشباع کسرہ سے یے پیدا ہوتی ہے اور سوا انکے
 سب حروف مصمت ہیں پس مصوت بتشدید کسرہ واد یعنی آواز دہندہ اور بطا ہے کہ آواز لفظ
 میں حرکات حروف سے پیدا ہوتی ہے اور مصمت بضم میم اور سکون صداد و فتح میم دوم اور تا
 فوقانی آگندہ میان خلاف مجوف معذب و شرح نصاب اور کنز سے کذا فی الغیاث اور بسبب
 استقامت اور استقلال کے کہ حروف مصوت سے انہیں زیادہ ہے مصمت نام رکھا اور حروف مد
 حروف علت ہیں کہ خود ساکن اور حرکت ماقبل موافق ہو جیسے دان اور دین اور وں پس اگر
 خود متحرک ہوں جیسے صور اور سیر جمع صورت اور سیرت کی یا حرکت ماقبل کی موافق نہو جیسے دور
 یعنی گردش اور دیر یعنی تجانہ حروف مد نہونگے اور اخوات جمع اخت مرادنا نسبت ہے اسوا سطر
 کہ سجائی ثن میں لاجلہ مناسب ہوتی ہے اور ان حروف اور ان حرکات میں بھی مناسب ہے

کہ او نہیں سے پیدا ہوتی ہیں ہشباع ہم وواو والہن ویاہریک باشرک بر و حروف است
 یکے مصوت کہ حروف مد مذکور ہست و ان حروف جز ساکن نہ اند بود دیگر مصمت کہ ہم متحرک بود وہم
 ساکن اما در واد و یا طاہر ہست و اما در الہن مصمت را ہمزہ نیز خوانند و اور و او و الہن اور یا ہریک
 باشرک حرکت دو قسم پر ہیں ایک مصوت کہ حروف مد ہیں اور وہ سوا ساکن کے نہیں ہو سکتے
 دوم مصمت کہ متحرک بھی ہوتے ہیں اور ساکن بھی لیکن واد اور یا میں متحرک اور سکون ظاہر ہے
 مگر الہن میں شکل پس اس جگہ الہن مصمت کو ہمزہ کہیں گے حاصل مطلب یہ کہ الہن اور واد اور یا
 دو طرح پر ہیں مصوت اور مصمت پس مصوت جسکو محدودہ کہتے ہیں جیسے نوز اور دور اور میر اور ہیر
 اور دار اور زار یہ سوا ساکن کے نہیں ہوتے اور مصمت وہ بھی دو طرح پر ہیں ساکن اور متحرک
 پس مصمت ساکن جیسے یوم اور ویل کہ بسبب عدم مناسبت حرکت ماقبل کے غیسر مدہ ہیں
 اور مصمت ساکن ہیں اور ماقبل الہن ہمیشہ فتح ہوتا ہے غیر مدہ ممکن نہیں اور مصمت متحرک وہ جیسے
 وکد و کدان و دو و اور یہ جیسے یسر بسیار معالیش اور الہن میں مشکل ہے کہ الہن ہمیشہ ساکن ہوتا ہے
 پس اگر متحرک ہوگا و اسکو ہمزہ کہیں گے الہن نہ کہیں گے اصل میں اور لغت میں معنی الہن کے
 یون لکھے ہیں کہ الہن بفتح اول و کسر لام معنی مرد جو اد و سخی اور بقولے مرد نے زن اور نام ایک
 حرف کا حرف تہجی سے اور وہ ایک خط استقیم ہے کہ در میان لفظ کے یا آخر لفظ میں ساکن
 واقع ہوتا ہے بے مضطہ زبان اور اگر وہ خط مستقیم ابتدا سے لفظ میں متحرک ہو یا در میان یا آخر
 میں مضطہ زبان واقع ہوا و اسکو ہمزہ کہتے ہیں مگر عرف اور محاورہ عربی اور فارسی میں ساکن اور
 متحرک دونوں کو الہن کہتے ہیں کذا فی الغیاث ہم و جوف مصمت تنہا ابتدا تو ان کو مد مگر بعد از انکہ
 حرف مصوت مقارن او شود و مجموع را حرف متحرک خوانند و اور حرف مصمت سے ابتدا ہے
 کلام نہیں ہو سکتی اسوا سے کہ ابتدا بسکون محال ہے مگر آنکہ ایک حرف مصوت یعنی حرف مقصور
 جسکو حرکت کہتے ہیں اس سے ملے اور مجموع کو یعنی اس حرف اور حرکت کہ حرف متحرک کہتے
 ہیں ہم پس اگر مصوت مقصور یا شد حرف متحرک را یک حرف بیش نشوند و آزا مقطع مقصور خوانند و ابتدا
 چہ تہا پس جو مصمت سے ملے وہ اگر مصوت مقصور ہو یعنی حرکت اس صورت میں حرف متحرک کہ
 یادہ ایک حرف سے گنہیں گے اور اسکو مقطع مقصور کہیں گے مگر چہ کے یعنی جب مصوت مصمت

سے ملے اوسکی دو صورتیں ہیں ایک مقصور و دوسرا ممد و ہیں جب مصمت مقصور سے ملے گا
ایک گنا جائے گا جیسے کہ اس میں ایک حرف متحرک ہے اور حرف واسطے انما حرکت
کے ہے نہ شمار حرف میں اور جب ممد و سے ملے گا دو حرف ہونگے بیان اوسکا آگے ہے ممد و اگر
ممد و باشد مقدار فضل ممد و برابر مقصور حرفی ساکن شمرند و مجموع را حرفی متحرک و حرفی ساکن شمرند
و آن را مقطع ممد و خوانند و حرف مصمت کہ از مصوت مجرب باشد ہم ساکن شمرند است اور اگر ممد و
یعنی حرف مصمت حرف مد سے ملے مقدار فضل ممد و کو ایک حرف ساکن گننتے ہیں اور مجموع کو
ایک حرف متحرک اور ایک حرف ساکن کہتے ہیں پس حقیقت میں یہ حرف تین ہوتے ہیں ایک مصمت
اور ایک مصوت کو حرکت مقصور کہ وہ بجائے ایک حرف متحرک کے ہے تیسرا ساکن جو شباع سے پیدا ہوا
اور مجموع کو مقطع ممد و کہتے ہیں جیسے ا ا ا و ای کہ حرف مدہ ہیں اور جو حرف مصمت کہ مصوت سے
خالی ہو وہ بھی ساکن ہے کس واسطے کہ حرف مدون حرکات کے پر ہے نہیں جاتے ہم و چون تحقیق
حرف متحرک و ساکن کردہ شد گوئیم کہ در زبان عربی حرف مصمت بست و مثبت است و حرف مصوت
شش است مقصور کہ آنرا حرکات بستہ کا گونہ گویند و از حرف نمی شمرند و سدہ ممد و کہ آنرا حرف مد خوانند
ست اور جب تحقیقات حرف متحرک اور حرف ساکن کی ہو چکی اب کہتے ہیں ہم کہ عربی میں حرف
مصمت اشٹائیس ہیں اور حرف مصوت چہ تین ہیں و نہیں مقصور ضمتہ فتحہ کسرہ کہ شمار حرف میں نہیں
ہیں اور تین ممد و کہ او کو حرف مد کہتے ہیں یعنی الف او و او او یا حرکت تا قبل موافق تیس اگر
مدہ نہوں وہ بھی شامل مصمت ہیں اور الف اگر ساکن ہو گا مدہ ہو گا اور اگر متحرک ہو گا اوسکو ہمزہ کہینگو
مگر حرف واحد ہے بحالت سکون مصوت اور بحالت متحرک داخل مصمت نہ خارج اشٹائیس سو حیثیت کہ
صاحب حاشیہ نے لکھا ہے کیا ہے حق قولہ بست و مثبت است بانیہ دانست کہ ہر حرف ہجاء بست و
حرف مثبت لیکن چون مصنف علیہ السلام درینجا کلام در حرف مصمت ساخته و الف مصمت نہاںست مگر بعد
از انکہ ہمزہ گرد پس الف را از انہما ساقط ساخته آئے جہاں ہمزہ را گا ہی مجازا الف گویند و ازین امر
خارج شدن الف از حرف علی الاطلاق لازم نمی آید چه داخل است در مصوتہ ہم کلام ہم و در زبان پارسی
از بلکہ حرف بست و مثبت است نہ مصمت مثبت حرف ساقط باشد و آن ثا و حا و صا و ضا و طا و ظا وین
و قاف است و حرف مصمت دیگر درین اختیارات شہود و آن با و جیم و ذ و ث و ق و ک و گ و ت و

اور پارسى میں ان اٹھائیس حروف صحت سے آٹھ حروف ساقط ہیں۔ اور سحر اور صا و اور ضا و اور
طوے اور ظوے اور عین و قاف مشہور ہشت حروف ست آنکہ ناید در زبان فارسى بہ ثا و حا و صا و ضا و
طا و ظا و عین و قاف بہ اور سبب یہ ہے کہ زبان فارسى میں یہ حروف خارج سے ادا نہیں ہو سکتے
اور پانچ حروف صحت فارسى میں زیادہ ہیں وہ پہلے اور چیم یعنی چے اور ژ سے اور قے اور گاف ہر
انہیں چار حروف مشہور ہیں اور ثے کہ اکثر نے اسکو بھی داخل کیا ہے حاشیہ میں لہجہ اوسکا در میان بار
فارسى اور فاکے لکھا ہے اور شرح میں لہجہ اوسکا در میان فا و وا لکھا ہے الا حق یہ ہے کہ لہجہ اوسکا
سوا زبانہ انان فارس کے غیر سے ادا نہیں ہو سکتا ہم دو حروف مصوت ممد و کہ کی ازان حرفى است
کہ میانہ مضمرہ فتحیہ باشد چنانکہ در لفظ شور افند کہ بتازی ماحج باشد و دیگر حرفى کہ میان کسرہ و فتحیہ باشد
چنانکہ در لفظ شیر افند کہ بتازی اسد باشد و این حرف بتازی نیز لکھا در زندوان را اما لغو اند اما
از اصل لغت شمرند است اور دو حروف مصوت ممد و کہ انہیں سے ایک حرف ہر کہ در میان ثے
اور فتحیہ کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں کہ تازی میں اوسکو ماحج کہتے ہیں اور دوسرا حرف
در میان کسرے اور فتحیہ کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شیر میں کہ تازی میں اوسکو اسد کہتے ہیں
اور یہ حرف تازی میں بھی مستعمل ہے اوسکو اما کہتے ہیں مگر اصل لغت سے نہیں جاتے مطلب یہ
کہ جب وا و او یا مدہ واقع ہوں اور حرکت ماقبل کو پُر پُر ہوں اوسکو معروف کہیں گے یہ عربى
اور فارسى دونوں زبانوں میں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ لفظ شورى پیشین شورہ اور لفظ شیر میں جو وودہ
کے معنی پر ہے اور جب اوس حرکت کو پُر پُر ہوں اوسکو جھول کہیں گے یہ فارسى میں واقع
ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں بمعنی نکین اور لفظ شیر میں بمعنی اسد مگر ایسی صورت یا ئى تازی میں
بھی ہے اوسکو اما کہتے ہیں جیسا کہ رکاب سے رکب اور حساب سے حسیب لیکن یہ اصل
لغت میں نہیں ہے بلکہ تصرف ہے ہم و از قبیل این دو حروف حرفى ثالث باشد میان ضمہ و کسرہ
کہ در دیگر لغت ہا بکا ردارند و در تازی در لفظ قیل و امثال آن استعمال کنند و گویند کسرست
باشام ضمہ یا در فارسى بنفقت است اور قیل قبل ان دو حرفوں کو حرف تیسرا بھی ہے در میان
ضمہ اور کسرے کے کہ اور زبانوں میں مستعمل ہے مثل سنس کرت کے اور زبان تازی لفظ
قیل میں اور اوسکی امثال میں مثل بیج کے استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسرہ جو اور

نوشہ کی دیتا ہے ہم و حرف ہائی دیگر باشد کہ ہم از ترکیب دو حرف حادث باشد مثلاً چنانکہ از ترکیب کی
 از حرف مد با غنہ نون در لفظ دون و دان و دین باشد و امثال این افتد کہ بروزن و وود و وادی باشد
 ست اورا در حرف ہین کہ ترکیب دو حرف سے پیدا ہوتے ہین جیسا کہ ایک حرف مد کی ترکیب
 سے ساتھ غنہ کے نون پیدا ہوتا ہے لفظ دون اور دان اور دین مین اورا و سکی امثال مین جیسے
 خوان اور زین اور زبان مین کہ بروزن دو اور دا و وادی اور خوا و وری اور با مین اورا افتد عبارت
 مین بمعنی واقع شود ہے ہم و چنانکہ از ترکیب کی از حرف و فی کہ مخرج آن آخر کام باشد با حرف و او با
 در لفظ خوش و در بعضی لغات عجم در لفظ درغوش کہ بجای حدیش گویند در لفظ کون کہ بجای
 بس گویند واقع باشد و دلیل برا نکہ ہر کی ازین حرف ہا یک حرف است آنست کہ در وزن بجای یک حرف است
 مثل خوان کہ در کتابت مشتعل بر چار حرف است و در لفظ مرکب از دو حرف است چہ بروزن خواست
 ست اور جیسا کہ ترکیب ایک حرف سے پنجہ حروف کہ مخرج او نکا آخر کام ہے ساتھ حرف و او
 کے لفظ خوش مین اور بیچ بعضے لغات عجم کے لفظ درغوش مین کہ بجای درویش کہتے ہین
 اور لفظ کون مین کہ بجای کون کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک ان و نون
 حروف سے ایک حرف ہے یہ ہے کہ وزن مین بجای یک حرف ہے مثل لفظ خوان کے کہ کتابت مین
 مشتعل چار حرف ہے اور بولنے مین مرکب دو حرفوں سے اس واسطے کہ بروزن خاصے مطلب یہ کہ
 جب یہ نہ اور غین کہ مخرج انکا شروع حلق ہو اور کاف کہ مخرج اوسکا آخر کام ہے اوسے شروع
 حلق اور آخر کام مین چندان فرق نہیں جب ساتھ و او کے ترکیب پائین گے ایک حرف شمار کیا جائیگا
 اورا و س و او کو و او معدو کہ مین گے اورا و س حرکت کو فتنہ مائل بہنہ مثل خود او و نون اور نون اور
 خواجہ اور خواست وغیرہ کی اور غنہ مائل یکسر و درغوش مین لہذا قافیہ خود ساتھ شد اور مد و نون کے
 درست ہے آخر کام یعنی حرف حلق ہر چند اشل مین لفظ کوس بھی شامل ہے اور کاف حرف حلق
 نہیں ہے اورا و سی جگہ با حرف و او باشد گویا حرف و او باشد گھما ہے اور خیال معنی کا نہیں کیا ہو
 ہم و چنانکہ حرکتی باشد از ترکیب و حرکت چنانکہ حرکت حرف مرکب درغوش کہ مرکب از غنہ و فتنہ است
 و حرکت حرف مرکب و درغوش کہ مرکب از غنہ و کسہ و ست و دلیل برا نکہ ہر کی ازین حرکت ایک حرکت
 است کہ ایک حرکت بیش نوازد و ست اورا سیرج ایک حرکت ہے کہ ترکیب و حرکت

پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حرکت حرف مرکب کی لفظ خوش میں کہ وہ حرکت مرکب ضمے اور فتح سے ہے اور حرکت حرف مرکب کی درعولیش میں کہ مرکب ضمے اور کسر سے ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک ان حرکتوں سے ایک حرکت ہے یہ ہے کہ ایک حرف پر ایک حرکت سے زیادہ نہیں ہو سکتے مرکب وہ حرف یا مفرد ہم و دربارہی حرکتی دیگر است کہ آواز پہنچ کلام ازین حرکات سے گانہ یعنی ضمہ و فتح و کسرہ نسبت نہتوان کرد و آواز حرکت مجہول و حرکت مختلفہ خوانند مانند حرکت حرف را در لفظ پارسی کہ بروزن فاعلن بہت و یا شد کہ این حرکت در ابتدای کلمات افتد و اگر کسی آواز از قبیل حرکات نشمر و بسبب آنکہ یکی از حرکات مذکور منسوب نیست با و در عبارت مضائقہ نیست اما در شعر آواز از قبیل حرکات باید بدلیل وزن ت اور پارسی میں ایک حرکت اور سے کہ او سکو حرکات سے گانہ سے یعنی ضمہ فتح کسر سے نسبت نہیں دے سکتے او سکو حرکت مجہولہ اور حرکت مختلفہ یعنی ربودہ کتنے ہیں مثل حرکت حرف را کی لفظ فارسی میں کہ بروزن فاعلن ہے اور کبھی یہ حرکت ابتداء کے کلمات میں آتی ہے اور اگر کوئی او سکو من قبیل حرکات شمار کرے اس سبب سے کہ ساتھ کسی حرکات سے گانہ کے منسوب نہیں ہے پس اگر وہ عبارت یعنی تلفظ میں کے مضائقہ نہیں ہے ورنہ شعر میں یعنی تقطیع میں او سکو من قبیل حرکات شمار کیا چاہیے بدلیل وزن کہ وزن میں وہ حرف کہ جس پر یہ حرکت ہوتی ہے متحرک واقع ہوتا ہے جیسے کہ راے لفظ پارسی بجائے عین متحرک فاعلن ہے اور اختلاس کے معنی سابق میں لکھے گئے ہیں اور ابتداء میں واقع ہونا حرکت مختلفہ کا مثل ابتداء بسکون ہے کہ البتہ او ہونا او سکا زباندانوں نے ممکن ہے ہم و غرض ازین تفصیل آنست کہ تا ہر حرف مفردہ و مرکبہ و فرق میان ہر دو ہر حرف متحرک و ساکن و فرق میان ہر دو وقوف افتد و معلوم کرد کہ حرکت حرف بمشایہ الضمام حرفیست با او و غرض اس تفصیل سے وہ ہے کہ لوگ حروف مفردہ اور حروف مرکبہ سمجھیں اور ان دونوں میں فرق جانیں اور حروف متحرک اور حروف ساکن کو سمجھیں اور ان دونوں میں فرق جانیں اور معلوم کریں کہ حرکت حرف کی بمنزلہ طے ایک حرف کے اوس حرف سے ہے وقوف بضمیمتین جاننا اور آگاہی اور ستادہ ہونا کشف اور تخفیب اور طایف اور صراح سے کہ انانی الغیث پس مطلب حروف مرکبہ سے یہ ہے کہ کتابت میں دو حرف ہوں اور تقطیع میں ایک حرف جیسا کہ لفظ خود اور خوش میں اور مفردہ حرف ہر جو ایسا نہو ح میں حرف مرکبہ پر یہ عبارت

کھنسی ہے کہ شل شور و شیر و در غومیش وغیرہ کہ تفصیلش در ماسبق گذشت جانتا چاہیے کہ شور اور شیر
 میں حرف مرکب کمان ہے ہم و با سر مقصود شویم و گو نیم اصناف حرکات مذکور وزن شعر یک حکم
 وارد و حروف کہ اجزائی کلمات اند یا متحرک اند یا ساکن است اور طرف مقصود کے جانین ہم اور کمین ہم
 کہ اصناف حرکات مذکور وزن شعر میں ایک حکم رکھتے ہیں اور حروف کہ اجزا کلمات کے ہیں یا متحرک
 ہوتے ہیں یا ساکن پس اصناف حرکات سے مراد ضمہ فتح کسرہ ہے یعنی مقابل موزون جو موزون
 ہو اور میں مطابقت متحرک کی متحرک سے اور ساکن کی ساکن سے چاہیے نہ مطابقت ضمہ کی ضمہ
 سے اور فتح کی فتح سے اور کسرے کی کسرے سے یا اصناف حرکات سے مراد مفردہ اور مرکبہ
 اور مختلفہ اور تامہ میں یہ بھی وزن میں ایک حکم رکھتے ہیں ہم و بر عرضی نیست کہ ماہیات حروف
 و حرکات اعداد بشناسد و بر اصناف اکن ہر یک و قوت یا بدوچ آن کار لغوی است انچہ اور اضوری است
 انست کہ میان حرف مفرد یا انچہ بجا ہی مفرد باشد از مرکبات و میان حروف موکلف فرق کند و ہمچنین میان
 حرف متحرک و حرف ساکن فرق کند است اور عرضی پر واجب نہیں ہے کہ حقیقت حروف اور حرکات
 اور انکے اعداد کو جائے کہ اصل میں لفظ کیا تھا اور بعد تحلیل کے کیا رہا اور اسکے اصناف سے
 واقف ہو کہ یہ ہموز ہے اور یہ معتل کسواستلے کہ وہ کمال لغت کا ہے جو کچھ کہ عرضی کو ضرور ہے
 یہ ہے کہ در میان حرف مفرد کے جیسے شین لفظ شد میں یا جو کچھ کہ بجا سے مفرد ہو مرکبات سے
 جیسے خا و او لفظ خود اور خوش میں اور در میان حروف موکلف کے جیسے الف لفظ آمد میں اور را
 لفظ فرخ میں کہ کتابت میں ایک حرف ہے اور وزن میں دو فرق کرے اور اسبطر ح در میان حرف
 متحرک اور حرف ساکن کے فرق جائے ہم و علامات حروف و حرکات در وضع کتابت مختلف باشند
 ما میان حروف مختلف و حرکات مختلف تمیز کنند و علامت سکون کی چہ سکون بیک صفت پیش نیست
 و اگرچہ اسباب آن مختلف است اما نزدیک عروضیان حرف متحرک را مطلقاً یک علامت است جب
 عرضی را با تمیز میان حروف مختلف و حرکات کاری نیست و آن علامت دائرہ خرد باشد بدین شکل
 و حرف ساکن را ایک علامت و آن خطی خرد مستقیم باشد بدین شکل او الداعلم است اور ان
 او لفظش حروف اور حرکات کی کتابت میں مختلف ہیں اسواستلے کہ حروف مختلف اور حرکات مختلف
 میں تمیز پیدا ہو اور علامت سکون کی ایک ہی ہے سب کے نزدیک اسلے کہ سکون ایک ہی طرح ہے

ہوتا ہے اگرچہ سبب سکون کے مختلف ہیں کہ کبھی سکون وقف سے اور کبھی تصرف اور تغلیل صرفی سے اور کبھی بنظر وضع لغوی ہوتا ہے لیکن نزدیک عروضیوں کے حرف تحرک کی مطلقاً ایک علامت ہے اس واسطے کہ عروضی کو اختلاف حروف و حرکات سے کام نہیں اور وہ علامت تحرک کی دائرہ چوٹا ہے اس شکل پرہ اور حرف ساکن کی ایک علامت ہے اور وہ خط چھوٹا مستقیم ہے اس شکل پرہ والداعلم جہاننا چاہیے کہ الف کو علامت سکون اس واسطے مقرر کیا کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اسے ہوز کو علامت تحرک اس واسطے کھڑا یا ہے کہ ہازبان عرب اور فارس میں علامت تحرک ایک ہے عربی میں کما قال اللہ تعالیٰ مَا تَعْنِي عَرَبِيٌّ مَالِيَّةٌ ہاگ عینی سلطانیتہ ہیں یہ سبب علامت فتح ماقبل ہے اور خود حالت وقف میں اور فارسی میں جیسے رسمہ اور مہمہ اور کہ ازچہ میں کہ ہے محض پراخ انہا حرکت ہے اور لفظ میں داخل نہیں جس جگہ اشتباع نہواور بعضے رسالوں میں علامت تحرک شکل بیہم بھی ہے کہ خط نسخ میں سریم شکل صفریہ نہ تھی کھاجاتا ہے ہم فصل دوہم کیفیت اعتبار حروف متحرک و ساکن و شعرو اشارت بہ تقطیع شعر و فصل گذشتہ معلوم شد کہ اجزای اولیٰ شعر حروف متحرک و ساکن بہت اکثرون گوئیم کہ مراد میں وضع از حروف متحرک و ساکن حروف ملفوظ است نہ مکتوب و بسیار حروف بہت کہ مکتوب بہت و ملفوظ بہت مانند الف در کتابت تازی کہ بعد از و او نوینند و او کہ در آخر اسم عمرو نوینند و حمزہ وصل کہ در اثنای کلمات متصل یکدیگر گشتند و الف آخر لفظ انما در غیر حالت وقف و در پارسی مانند او و عطف کے در میان دو کلمہ نوینند و حرف یا و ہا کہ آخر کے و چونہ نوینند و او در آخر و دو تو و امثال آن سے فصل دوسری بیچ کیفیت اعتبار حروف متحرک و ساکن شعرین اور تقطیع شعرین فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ پہلے اجزا شعر کے حروف متحرک اور حروف ساکن ہیں اب کہتے ہیں ہم کہ اس جگہ مراد حروف متحرک اور حروف ساکن سے حروف ملفوظ ہیں نہ حروف مکتوب اور بہت سے حروف ہیں مکتوب ہیں ملفوظ نہیں مانند الف در کتابت تازی میں کہ بعد از و او آمواس کے لکھتے ہیں اور مانند او کے کہ آخر لفظ عمرو میں لکھتے ہیں اور مانند حمزہ وصل کے در میان کلمات کہ متعلق ہیں یکدیگر واقع ہوتا ہے اور مانند الف کے آخر لفظ انما میں جب موقوف نہواور فارسی میں مانند او و عطف کے کہ در میان دو کلموں کے لکھتے ہیں اور مانند یا اور ہا کے کہ آخر کی اور چہ اور نہ میں لکھتے ہیں اور مانند او کے کہ آخر دو تو وغیرہ میں

لکھتے ہیں چنانچہ اسے کہ عروضیوں کو لفظ عربی میں اور حروف سے کام ہے جو لفظ میں آئے ہیں
حروف کتبونی غیر ملفوظی سے علاقہ نہیں ہیں وہ کتبونی غیر ملفوظی عربی میں مثل الف آخر آئینا کہ ہے
اور اس الف کو اس واسطے لکھتے ہیں کہ فارق ہو در میان و اوجع اور و او عطفت کے اور جس جگہ
صیغہ میں لا ہوا ہو تاسے و ان اگرچہ خیال التباس نہیں مگر طر و اللہ اب لکھتے ہیں پس و او لا ہوا صیغہ
میں جیسے آئینا میں اور علاحدہ جیسے فاعلہ و این اور کتبونی غیر ملفوظی عربی میں و او آخر لفظ عمرو
اور وجہ اس واسطے لکھنے کی یہ ہے تا یہ عمر منصرف عمر بضم عین و فتح میم جو غیر منصرف ہو اس سے
ملتبس نہ ہو اور کتبونی غیر ملفوظی عربی میں ہمزہ وصل ہے کہ در میان کلمات کے واقع ہوتا ہے
جیسے و اقلو ہم میں اور کتبونی غیر ملفوظی عربی میں الف آخر لفظ انا ہے غیر حالت و قف میں جیسے
ظہیری کہتا ہے مصرع بدعوی انا صدیق اکبر آوردہ اور حالت و قف میں یہ الف ملفوظ ہوگا
اور فارسی میں کتبونی غیر ملفوظی و او عطفت کا ہے در میان دو کلموں کے جیسے آید و شد اس مصرع میں
مصرع کو چار میں رفا آید و شد رہتی ہے بدو یا اور الفظ کی اور چہ اور نہ میں شاید زمانہ قدیم میں
کتابت اس کاف کی بصورت کے تھی ورنہ اس زمانے میں کوئی اس طرح نہیں لکھتا اور و او لفظ و او
تو میں جیسا خواجہ حافظ نے کہا ہے شعر صبا بہ لطف بگو آن غزال رعنا را کہ سر کوبہ بیابان
تو داوہ مارا دم و چینیں بسیار حرفت کہ ملفوظ است و کتبونی نیست مانند و او کہ ایک بڑا تازی لفظ
اللہ و سموات و ہمزہ جبریل و تنوینات و تشدیدات چہ حرف مشدد مرکب از دو حرف باشد اول ساکن
دوم متحرک و در پارسی مانند الف در آتش و تشدید آتش اور سیطرہ بہت سے حرف
ہیں کہ ملفوظ ہونے میں کتبونی نہیں ہوتے ہیں مانند و او کہ اور یا سے ہر کے عربی میں یہاں تک
کہ خاقانی نے تحفہ العراقرین میں قافیہ کیا ہے شعر کرد لو النصب در ایوان ہو و تحت لواء آدم
سن و و نہ و اور الف اللہ کا بعد لام کے اور الف سموات کا بعد میم کے اور ہمزہ جبریل کا
اور کتابت جبریل کی یون ہی صحیح ہے ہر چند بعضے ایک شوشہ بڑا کر لکھتے ہیں اور تنوینات اور
تشدیدات اس واسطے کہ حرف مشدد مرکب از دو حرف سے ہوتا ہے اول ساکن دوسرا متحرک و
نون تنوین بقیقت حرف جدا گانہ ہے اور پارسی میں مانند الف ممدودہ کے لفظ آب اور آس
میں اور مانند حرف مشدد کے آسے میں کہ ان سبب میں ایک حرف لکھا جاتا ہے اور دو حرف

ملفوظ ہوتے ہیں ہم و ہر انکہ تشدید در پارسی در دو موضع آورند یکی در اصل کلمہ چنانکہ در لفظ غزنہ و ہر یک
گویند و دیگر آنگہ میان دو کلمہ افتد چنانکہ در حرف اول از معطوف یا مضاف الیہ یککلمہ کہ با می امر و ہم
بر و سابق بود چنانکہ در لفظ بکن و کن یا حرفی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید مانند او و دو تو دای
سہ و نہ و کہ و چہ و لالہ و پرودہ و در غیر امثال این مواضع تشدید ^{قوی نام کلمہ} صحیح بود و در سبب کہ ام ازین مواضع تشدید
واجب نبود اگر بیارند ہم روا بود و ہر جگہ چندان کہ در لغت پارسی تشدید کمتر آوند بہتر باشد چہ تشدید
در ان لغت اصلی نیست و چون فرق میان حروف ملفوظ و مکتوب نظام شد اجزای شعر معین گشت
ست اور معلوم ہوا کہ تشدید پارسی مین دو جگہ لاسے مین ایک اصل کلمہ مین جیسا کہ لفظ غزنہ
اور بران مین کہتے ہیں مثال لفظ غزنہ کے نظامی کتاب ہے شعر بتیرہ بغریدن آمد چو ابرہ
بغزید ہر سو چو بانگ ہنر برہ بتیرہ بروزن کبیرہ یعنی نقارہ ہر ان سو مثال لفظ بران کی نظامی
کہتا ہے شعر یکے بالفرد تازان گروہ بہرید ہر سو چو کیا پارہ کوہہ اسی طرح ہی تشدید لفظ ہرید
کی نظامی کتاب ہے شعر چہ بران شود نامہ ہا سوی مرد چہ من آن نامہ را بر کشایم نوردہ اور اس طرح
ہی تشدید لفظ دریدن کی نظامی کتاب ہے شعر بتید خفتان زرہ پارہ کردہ عمل مین کہ فولاد
با خارہ گردہ دوسری تشدید دو کلموں کے در میان مین لاسے مین جیسا کہ حرف اول مین معطوف
وہ معطوف علیہ کا آخر حرف ٹھہر آخر حرف عطف سے کچھ کام نہیں جیسے ترسیم اور درہ گوہر اور
چپ و راست نظامی کتاب ہے شعر زیر پیرایہ گوہر ترسیم بدان جانور داد و نزل عظیمہ اور
خسر و کہتا ہے شعر تھخہ آورد ہمہ کرد راست شد و صفت آراستہ از چپ و راستہ اور حرف
اول مین مضاف الیہ سے وہ مضاف کا حرف آخر ٹھہر جیسے در سخن اور ستم ہپ اور نجم کہند
نظامی کتاب ہے شعر شغل زبان را رطب نوش دادہ در سخن را صدف گوش دادہ اور نظامی کتاب ہے
شعر زیر ستم ستوران و ران مین و شتہ زمین شش شد و آسمان گشت بہشتہ اور نظامی
کہتا ہے شعر بہ نیروی بازو نجم کن بہ در آورد گردن کشان را بہ بندہ اور اس طرح صفت موصوف
مین سعدی کتاب ہے شعر موجود مردم دانا مثال زر طلاست کہ کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند
اشرف کتاب ہے شعر در فراقت بہکمی زد و دم بخود نو نظر اشک از چشم چو بہ شہ رخ آید
برونہ یا وہ کلمہ کہ بے امر کے اور ہم نمی کا اوس پر ہوا و ان بھی تشدید آجاتی ہے جیسا کہ لفظ

بکن وکن میں مثال اسکی یہ بیت ہے مشہر بکن وکن ای بت خوشخوام بن رحم ویرغیر
 لطف دوام یہ بھی دو کلموں کی مثال ہے یا ایسا حرف اوس کلمے سے لایق ہو کہ لفظ میں نہ آئے
 مانند دوام کے دو اور تو میں اور ماتر اس کے یہ اور نہ اور کہ اور چ اور لالہ اور پردہ میں مثال اسکی وہی
 صبح ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے وائرہ شبہ میں لکھا ہے صبح بادہ تبین وہ تو تا ہم کیا بار برون
 صبح مستفعل مستفعل مفعول استا بہ تشدید باللفظ میں اور لفظ تبا میں یہ بھی دو کلموں کی مثال ہے
 اور ان مقاموں کی تشدید قبیح ہے اور کسی مقام میں ان مقاموں سے تشدید واجب نہیں ہے
 اگر لائین تو روا ہے اور بالجملة تشدید جتنی فارسی میں کمتر لائین بہتر ہے اسواسطے کہ تشدید لغت
 فارسی میں اصلی نہیں ہے اور جب فرق در میان حرف لفظ اور مکتوب کے معلوم ہوا اجزا سے
 معین ہوئے تمام ہوا ترجمہ اور مطلب عبارت متین کا اب کہتے ہیں ہم کہ اس جگہ شرح اور حاشیہ
 میں تازہ تازہ مضامین نظر آئے لہذا عبارتیں اوکلی بعینہ لکھ دیں کہ ناظرین کے ملاحظہ ہو گز جائیں
 ح زیر لفظ غرندہ اور برآن لکھا ہے کہ چنچین در خرم محقق علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ان مقاموں میں
 تشدید چاہیں لائیں چاہیں نہ لائیں پس لفظ خرم بدون تشدید عین دیکھا اور اس عبارت میں
 کہ یا حرفی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید ضمروی کی طرف بای امر و سیم نہی کی پھیری ہو اور خیال
 معنی کا نہیں کیا ہر خندہ و ضمیر طرف کلمے کے پھرتی ہے اور اس عبارت پر چنانکہ در حرف اول از محطوف
 یا مضاف الیہ یہ حاشیہ لکھا ہے ح تو چنانکہ در حرف اول از محطوف یا مضاف الیہ این قاعدہ
 در کتابی نظر فقیر نرسیدہ و مثالش نیز بست نیامہ ہر کہ برین قانون و مثالش ظفر یا بدر ہو اش
 کتاب افزودہ منت بر جان ناتوان نہدا نا شاید مراوش از حرف اول محطوف حرفی قبل از و شاید
 یعنی حرف عطفت و از اول مضاف الیہ جزو او لش و مثال آرزو و تمنا و زید و اود و قرار دادہ کہ لکن
 این معنی ہم فرقیست نہ محقق اور اس عبارت پر کہ یا کلمہ کہ بای امر و سیم نہی برو سابق بود چنانکہ در لفظ
 بکن وکن یہ حاشیہ لکھا ہے ح یعنی و اول کلمہ اش واقع شود نحو یارب بکن و حرام ہو لیکن مخفی
 نماید کہ تخصیص بای امر زائد است بل در ماورایش نیز یافتہ میشود مثل شب تو و شب تازہ اصل نام شب بو
 و شب بانبل در بای عربی و فارسی ہم ادغام دیدہ شد مثل شب تازہ اصل شب پرہل در غیر ان نیز مثل
 شب تازہ بدتر تم کلامہ و کذا اش حقیقت تشدید در حرف اول از محطوف یا مضاف الیہ این است

کہ داد عطف را بحر اول مخلوط حرف آخر مضاف الیہ تشدید میاں نیز در امثال تشدید در مخلوط حرف آخر
 درین شعر کہ از دشواری است پیچیدہ مردہ انشمن و نادان کی است فرق اندر ہر دو ان پس انکی
 و اما در مضاف الیہ چنانکہ گویند غلام زید بہ تتبع تازی بطریقہ غلام الرجل و بامی امر و میم نمی را بحر
 مابعد مذم سازند چنانکہ درین شعر نو کورم کبر کن گرتو هستی آدمی را نہ شیطاں را بود کبر و منی تم کما
 پس یہ شعر لطافت دشواری سے ہے قابل اعتبار نہیں اور اگر ہو تو مثال تشدید در میان کلمہ کے سے
 ہم و از فصل گذشتہ معلوم شدہ است کہ حرف مرکب اردو حرف را یکی بیش نباید گرفت اور
 فصل گذشتہ سے معلوم ہوا ہے کہ حرف مرکب دو حرفی مخلوط التلفظ کو مثل خود اور مثل در غولیش اگر حرف
 سے زیادہ نہ لیا جاوے ہم و بدانکہ اول شعر حرفی ساکن نہ تواند بود چہ ابتدا بساکن ممنوع یا متعذر بود
 ت اور جان تو کہ ابتدا شعر کے حرف ساکن سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ ابتدا بسکون زبان
 و عجمین بالاتفاق محال ہے کہتے ہیں کہ لغت سنس کرت اور مشتق اور انگریزی میں ابتدا بسکون
 ہے پس جب اہل عرب و عجم دون زبانوں میں کلام کرینگے دو کرنا دونکے لیے کا ایسے متعذر ہوگا
 اور متعذر کسر ذال مجہود و مبنی دشوار ہے منتخب و کثر اور غیاث سے ہم در میان شعر
 زیادت از یک ساکن یافتہ چہ حروف ساکن چون متوالی شوند سخن را از یکدیگر بریدہ گردانند
 و وزن باطل شود و نیز در لفظ آوردن آن در اثنا می سخن اقتضای کلفت کند ت اور در میان
 شعر کے زیادہ ایک ساکن سے نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ حروف ساکن متوالی سخن کو یکدیگر
 بریدہ کر لے تین اور وزن باطل ہوتا ہے اور بولنا اول کا اقتضای کلفت کرتا ہے یعنی وزن عروضی
 میں در میان شعر کے دو ساکن نہیں آتے اور اگر آتے ہیں ایک متحرک ہو جاتا ہے بمقابلہ وزن ت
 اگر آخر صرخ میں ہم و دتازی زیادت از دو ساکن جمع نشود و در اثنا می سخن التقای ساکنین بیشتر
 از اجتماع یکی از حروف مد با ادغام افتد چنانکہ در سائر یا با غنہ چنانکہ اندر تہم و ہچکد امر در اشک
 شعر جابر بنہ ت اور کلمات عربیہ میں زیادہ دو ساکن سے جمع نہیں ہوتے اور اثنا می سخن میں
 التقای ساکنین اکثر جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ ادغام کے ہوتا ہے جیسا کہ لفظ سار
 میں یا جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ غنہ کے ہوتا ہے جیسا کہ اندر تہم میں اور یہ کوئی اشک
 سخن یعنی وزن عروضی میں جائز نہیں پس التقای کسر با ہم ہونا اور با ہم ملنا اور ایک دوسر کو دھننا

کذا فی المنتخب والکنز والنفیث اور اوغام بالکسر کھانا ایک چیز کا سب سے چبانے کے اور لگام دینا لگور کو
 اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے لانا کذا فی المنتخب والنفیث تصریح یہ کہ عربی میں دو ساکن
 جمع ہوتے ہیں انہما سے سخن ہیں نہ وزن عروضی میں اور وہ دو مقام ہیں ایک یہ کہ بعد مدہ کے
 اوغام واقع ہو جیسے لفظ سارین کہ الف مدہ کے بعد رارشدہ واقع ہوتی ہے اول ساکن دوسرے
 متحرک ہیں دو ساکن جمع ہو کر اول الف ساکن دوسری سے ساکن ہو دوسرا مقام یہ ہے کہ بعد مدہ کے
 غنہ واقع ہو جیسا کہ لفظ آذر تہم ہیں اصل اسکی آذر تہم تھی جب الف اول متحرک اور دوسرا ساکن ہوا
 گیا دو ساکن جمع ہوئے اول الف دوم ساکن دوسرا تون غنہ ساکن ح قولہ آذر تہم اصلہ آذر تہم
 چون در ہمزہ ثانیہ شہیل یعنی بین بین گیرند ای میان مخج ہمزہ ولفش خوانند پس گویا کہ ساکن شد
 و سکون ساکن ثانی یعنی تون ظاہر است پس لجماع ساکنین متحقق شد تم کلامہ ہیں جو لفظ گویا ساکن
 شد خلاف مقام نظر آیا کس واسطے کہ یہاں عین ساکن چاہیے لہذا میں نے رقعہ مولوی عبدالرزاق صاحب
 کی خدمت میں لکھا مولوی صاحب نے اس کے جواب میں یہ عبارت لکھ بھیجی کہ قرآنہ آذر تہم جزیہ
 وجہ مرقوم است اول ثقیل ہر دو ہمزہ دوم ابدال ہمزہ ثانیہ بالف سوم تخفیف ہمزہ ثانیہ باقیام حرکت چہارم
 زیادت الف میان ہمزتین و تخفیف ثانیہ بین بین پنجم حذف ہمزہ استقامت مع حرکتش ششم حرف ہمزہ
 استقامت و نقل حرکتش ہوی تنوین سواکھم و انا در پارسی اجتماع دو ساکن بسیار بود و باشد کہ زیادت
 از دو ساکن نیز جمع آید و باشد کہ بعضی ازان بقیقت ساکن نبود لکن مجہول الحکمتہ باشد اباد و ساکن
 چنانکہ در کار و مراد افتد و انا فارسی میں یعنی انشائی کلمات فارسی جمع ہونا دو ساکنوں کا بہت
 مثل کار و بار کے اور کبھی زیادہ دو ساکنوں سے بھی جمع ہوتے ہیں یعنی تین ساکن جیسے گوشت اور
 پوست میں اور چار ساکن جیسے خواست میں لیکن حق یہ ہے کہ واو اور الف غلو ط التماثل لفظ خواست
 میں بجائے حرف واحد مرکب ہے پس زیادت تین ساکن سے ممکن نہیں آو بھی اون تین ساکنوں میں
 بھی بعض بقیقت ساکن نہیں ہوتا مجہول الحکمتہ ہوتا ہے مثل لفظ پارس کے کہ رے پر حرکت ہو رہا
 لیکن دو ساکن جیسے کار و مراد میں ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ بالغت فارسی کی اعراب پر نہیں لہذا
 جمع ہونا ساکنوں کا بھی اوس میں موجب کلفت نہیں مگر وزن میں موافقت موزون بہ ایکسا ہے
 ساکن رہے گا ہم چون اشغال میں در انشائی شعر افتد حرف اول ساکن و دوم متحرک باقیہ شمر د

چہ و وزن در مقابل متحرک افتد مثلاً کارکن یا مرد زن یا علین یا شہنی یح تفاوت و اما سہ
 حرف چنانکہ در لفظ راست و یحیت و مورد باشد ہمیشہ حرف اول از امثال این کلمات از حرف
 مد بود پس اگر حرف آخر متحرک نشود بعضی ازین سہ حرف را بجای دو حرف بکار دارند یکی ساکن
 و دیگر متحرک و یک حرف در عبارت بندزند مثلاً راست گو بردن فاعلن گویند و بعضی ہمہ صوف
 در عبارت آزند تا راست گو بردن مفتعلن شود و اگر چہ بروجه اول اگر انی خالی نبود اما دو گران تر
 باشد و شعر بیشتر بروجه اول استعمال کنند است اور جب امثال انکی اثناے شعرین واقع
 ہوتی ہے یعنی وزن عروضی میں حرف اول کو ساکن اور دوسرے کو متحرک کرتے ہیں اسو
 کہ وزن میں مقابل متحرک کے متحرک چاہیے مثلاً کارکن یا مرد زن کو بردن فاعلن کہتے ہیں
 نے تفاوت لیکن جب تین حرف ساکن جمع ہوں جیسے لفظ راست اور یحیت اور مورد میں ہیں
 اور حرف اول انکا ہمیشہ حرف مد سے ہوتا ہے پس اگر آخر انکا متحرک نہو بعض ان تینوں حرفوں کو
 مقام دو حرفوں کے استعمال کرتے ہیں ایک ساکن دوسرا متحرک اور ایک حرف کو عبارت
 میں حذف کرتے ہیں مثلاً راست گو کو بردن فاعلن کہتے ہیں حرف تا کو حذف کرتے ہیں
 اور بعض سب حرفوں کو عبارت میں لاتے ہیں اور راست گو کو بردن مفتعلن کہتے ہیں ہر
 پہلی وجہ سبکی یعنی راست گو بردن فاعلن ثقالت سے خالی نہیں مگر وجہ دوسری یعنی راست گو
 بردن مفتعلن ثقل تر ہے اور شعرا نے اکثر وجہ اول اختیار کی ہے پس قول محقق مرد زن
 یا بمعنی مرد زن کیے یا بخذف عاطف بمعنی مرد زن کیے اور مورد بضم اول اور سکون ثانی مجز
 اور ثالث اور دال بحد نام ایک درخت کا ہے کہ اسکو آس کہتے ہیں اور پتے اس کے نہایت
 سبز ہوتے ہیں اور طراوت رکھتے ہیں اور دو اونٹین کا ہم آتے ہیں اور بسبب سبزی کے
 اور طراوت کے او کو زلف اور کیسوے محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور بمعنی ہر دو گین
 بھی آیا ہے کذا فی البرہان مرد اگر حرف آخر متحرک شود خالی ہو ورنہ بعد از وی متحرکی دیگر آید
 یا ساکنی آید اگر متحرکی آید چنانکہ گویند مثلاً راست و کز و یضورت و زید ن کی حرف و عبارت گران تر
 بود از آوردن ہمہ بخلاف صورت اول و سبب آنست کہ در صورت اول دو حرف با زای حرفی متحرک
 افتاد و حرف متحرک بحقیقت ہم دو حرف است اما ایجاد و حرف با زای حرفی ساکن می افتد عبارت

از ان بروزن مفتعلن ہر چند اگر اتی خالی نیست اما بروزن فاعلن بسیار گران تر باشد و نیز صورت
 شعر اوجہ اول را اختیار کرد و اندست اور اگر حرف آخر انکا متحرک ہو اس میں دو صورتیں ہیں
 کہ بعد ازین متحرک کے یا حرف ساکن آئے گا یا حرف متحرک آئے گا مثلاً کہین رست و کر کہ و او عاطفہ بجا
 حرکت کے ہے تے پر اور بعد اس تے متحرک کے کاف کر کہ متحرک آیا ہے اس صورت میں
 حذف کرنا ایک حرف کا عبارت میں نقیل تر ہے سب کے قائم رکھنے سے یعنی او سکوبروزن مفتعلن
 کہین کے نہ بروزن فاعلن اور یہی شکل خلافت صورت اول کے ہے کہ رست گو بروزن فاعلن
 بہتر ستھا اور راست و کر بروزن مفتعلن بہتر ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ صورت اول میں یعنی
 راست گو کو بروزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف متحرک کے پڑے یعنی سین
 اور تے کہ دونوں ساکن ہیں بمقابلے عین متحرک فاعلن کے واقع ہوئے اور حرف متحرک بھی
 میں دو حرف ہیں ایک حرف مصمت اور ایک حرف مقصور یعنی حرکت سین کی پس دونوں بمقابلے
 برابر چٹھرے اور اس جگہ یعنی راست و کر کو بروزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف
 ساکن کے پڑے تے یعنی الف اور سین راست و کر کا بمقابلے الف فاعلن کو پڑتا ہی رست
 و کر کو بروزن مفتعلن کہنا اگر چہ گرائی سے خالی نہیں مگر بروزن فاعلن کہنا نقیل تر ہے کسواسطے کہ
 حال بروزن فاعلن کہنے کا بیان ہو چکا اور بروزن مفتعلن کہنے میں دو حرف ساکن یعنی الف اور
 سین رست و کر کا بمقابلے ایک حرف ساکن اور ایک حرف متحرک کے پڑتا ہے اور وہ فے اور تے مفتعلن
 کی ہے اس صورت میں شعر نے بیشہ وجہ اول اختیار کی ہے کہ رست و کر کو بروزن مفتعلن کہتا
 ہیں اور یہ وجہ اول کہنا نظر بہ عبارت اخیر ہے ہم و اگر بعد از حرف متحرک حرفی ساکن آید بیگو
 لفظ رستی مثلاً حکمش جان بود کہ در دو حرف ساکن متوالی گفتہ آمد و نیز صورت کلفت ناکل
 شود و این حکم جملہ حکم و توجہ این حرفا است در میان شعرا اما اگر در آخر شعر افتد ہر جہول الحکمۃ
 بود ساکن شعر ندو یک ساکن و دو ساکن در آخر اشعار اعتبار کنند و اگر زیادت بود آنرا اعتبار
 نہ و در حکم مخدوف باشد نیست حکم حرف ساکن تے اور اگر بعد اوس حرف متحرک کے
 ہو راست اور بیخت وغیرہ میں یا بالفعل متحرک ہو اسے ایک حرف ساکن آئے جیسا کہ لفظ رستی
 میں ہے حکم اسکا وہی ہے کہ دو حرف ساکن متوالی ہیں بیان کیا گیا کہ بروزن فاعلن ہو چکا اول

ساکن رہیگا دوسرے حرف ساکن کو متحرک کرینگے اور گفت باقی نہیں ہے گی اور یہ احکام حرفوں کے
جو بیان کیے تب جاری ہونگے جب یہ حرف درمیان شعر کے پڑیں مگر جب وقت یہ حرف آخر شعر میں
پڑینگے یعنی یہ حرف آخر شعر میں پڑیں یا وہ کلمے کہ جن میں یہ حرف ہوں آخر شعر میں پڑیں جو حرف
کہ مجهول الحرف ہوگا اوسکو ساکن شمار کرینگے جیسے سے لفظ پارس میں مجهول الحرف ہے اوسکو
ساکن شمار کرینگے اور ایک ساکن اور دوساکن آخر اشعار میں اعتبار کرتے ہیں ایک ساکن جیسے لفظ
شود اور دو دین ہے اور دوساکن جیسے لفظ کرد اور مردین ہیں اور جو ساکن لے سے زیادہ ہے
اوسکا اعتبار نہیں حذف ہوگا جیسا کہ سوخت اور ساخت اور خواست اور پارس میں یہاں تک
بنیان حروف ساکن کا تھا اب حال حروف متحرک کا سنو ہم اما حروف متحرک متوالی در شعر تازی زیادہ
از چہار متصل ندارند و چہارم بطریق زحف افتد و گران شمرند لیکن حروف متحرک متوالی
شعر تازی میں زیادہ چار سے متصل نہیں جاتے اور چوتھا بطریق زحف کے پڑتا ہے جس
فعلیت کے کہ مستفعلن سے بعد جن اور طے کے بنتا ہے مگر اوسکو بھی ثقیل جانتے ہیں نہ حرف
بالفتح چلنا کوک کا بز اور چلنا حیوان کا بشکر راحف وہ تیر کہ زمین پر گر کے نشانے پر ہوئے
زحاف بالکسر گرنا اور ساقل ہونا شعر میں ایک حرف کا دو حروف سے کذا فی التخت و در اشعار
میں زحاف بہت ہے ہم در شعر پارسی زیادہ است از مستعمل نیست و سہ متحرک متوالی ہم اصلی نہیں
و بطریق زحف افتد و تخفیف را تسکین اوسط جائز دارند چنانکہ بعد ازین گفت آید و آخر ہیچ متحرک
نہ بتازی و نہ بفارسی متحرک نشاید چنانکہ اولش ساکن نشاید و این چہاں باید کہ مقرر باشند تا اور
اشعار اعتبار کر دہ شود و در شعر فارسی میں زیادہ تین حرف متحرک متوالی سے مستعمل نہیں
ہیں بسبب سخت زبان فارسی کے وہ بھی اصلی نہیں ہوتے بطریق زحاف کے پڑتے ہیں مثل
فعلاتن کہ نامعلاق سے بعد جن کے بنتا ہے اور اس میں بھی تخفیف کے واسطے تسکین اوسط
جائز ہے جیسا کہ بعد اسکے بیان ہوگا چنانچہ اشعار میں جہاں وزن فعلاتن یا فعلن کا حرکت میں
واقع ہوگا وہاں ساکن کرنا اوسط کا روا ہے اور اوس مقام پر کہ ساکن الاوسط کا لانا درست ہے
اگر وزن میں خلل نہ پڑے شبہ نہ ہو کہ ہر جگہ تسکین اوسط جائز ہے بلکہ بعض مقام پر تسکین اوسط
جائز نہیں جیسا کہ رمضان کو سکون نیم کہیں گے اور آخر کسی شعر فارسی اور تازی کا متحرک سچا ہے

سہ حرفی اور چار حرفی اور پنج حرفی لہذا فرماتے ہیں اول تالیفی کہ نہ جیسا کہ صاحب میزان نے قیاس کیا ہے اور کھنکھایا ہے ح و ذہ اجزائی ثانیہ یعنی باعتبار لغت ذالا باعتبار عروض ہیں اسباب و او تاد اجزائی اولی است و لہذا گفتہ اول تالیفی کہ تم کلامہ قابل ہم اول تالیفی کہ حروف را ممکن شود تالیف ہند و حروف بود و آن مولف را سبب خوانند و لا محالہ حرف اول متحرک باید پس اگر حرف دوم ساکن بود آنرا سبب خفیف خوانند و آن مساوی مقطع محدود باشد و اگر متحرک بود آنرا سبب ثقیل خوانند است پہلی تالیف کہ حروف سے ممکن ہوئی ہے دو حرف کی تالیف ہے اور اس مولف کو سبب کہتے ہیں اول و لامحالہ حرف اول متحرک چاہے کہ ابتدا البکون محال ہے پس اگر حرف دوم ساکن ہو وہ سبب خفیف ہے اور مساوی مقطع محدود کی ہے یعنی حرف مصمت بامدہ مثل او اداری کے اور اگر حرف دوم متحرک ہو او کو سبب ثقیل کہتے ہیں کہ اسلئے کہ ایک متحرک اور ایک ساکن کا ملنا خفیف ہے اور واذن متحرک کو کثا ملنا بہ نسبت او سکے البتہ ثقیل ہے اور سبب لہجہ تین رس کنذانی المختبہ اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب بیت شعر کو گھر سے نسبت دیتے ہیں اور گھر عرب کا بیشتر خانہ پیشی ہوتا ہے کہ رس اور منج سو قیام پذیر ہوتا ہے لہذا ان اجزاء کا سبب اور دندان رکھا کہ قیام شعر کا اسنے ہے ہم دور اصل شعر فارسی سببیں مستعمل نیست از جهت آنکہ چون سبب ثقیل بحر وی دیگر پیوند نہ متحرک یا زیادہ متوالی شود و وقوع آن در شعر فارسی چنانکہ گفتیم از اعتدال خارج است اور اصل شعر فارسی میں یعنی ارکان عروض فارسی میں کہ وہ قولن اور فاعلاتن اور فاعیلن اور مستفعلن اور مفعولات ہیں سبب ثقیل مستعمل نہیں ہے اس جہت سے کہ جب سبب ثقیل کسی جزو اور سے ملے گا تین متحرک متوالی یا زیادہ تین سین جمع ہونگے اور وقوع اسکا شعر فارسی میں جیسا کہ کہا ہم نے اعتدال سے خارج ہے اور یہی وجہ ہے کہ چنگم اور نشود وغیرہ میں تشکیں یا وسک کر لیتے ہیں صاحب میزان نے الفاظ اصول سے چشم پوشی کی اور اپنے زعم میں یہ معنی ٹھہرائے کہ لغت فارسی میں سبب ثقیل نہیں آیا لہذا یہ حاشیہ لکھا کہ قولہ در شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست محض نماز کہ اہل فن گفتہ اند کہ ہا در حسن لفظ ہمہ و رسمہ و اشعار آہنا بکتابت محض برای اظہار حرکت است در تلفظ دخل ندارد پس ترکیب آہنا محض از دوحرف متحرک است و آن سبب ثقیل است بل بعضی از ثقات عروضیان نیز مثل شمس قیس صاحب معیار ہجو مولانا میا جانی برین معنی تصریح کردہ اند و انچہ مصنف علامہ درجہ عدم استعمال سبب ثقیل میفرماید کہ وقوع سہ حرکت

متوالی کہ از اجتماع سبب نقیض و متحرک دیگر تصور بہت از اعتدال خارج بہت و عوالہ باقیل نہ ساختہ عجب بہت
 چہ انچہ سابق آوردہ ہمین قدر بہت کہ در شعر فارسی زیادہ از سہ متحرک مستعمل نیست و اس کلام خود مجوز تحرک
 ثلثہ است و انچہ گفتہ ست سہ متحرک متوالی ہم اصلی نہ باشد معنیش آنست کہ در اصل الفاعیل و الفاعیلین
 در وزن یافتہ نمیشود الا بعد زحمت و این معنی منافی وقوع سبب نقیض نیست یا آنکہ کہ اکملہ منفرد مثل بر
 حرکات ثلثہ متوالیہ یافتہ نمی شود اما انتفاع اجتماع سہ حرکت از ترکیب با کلمہ دیگر از ان ازم نمی آید
 الا بسیاری از کلمات مثل دل بن و کنکم بحرکات ثلثہ موجود ہم کلامہ اور شرح میں کجی اس قول کو رد
 کیا ہے چنانچہ یوں لکھا ہے سبب عجب بہت از ہم صاحب میزان کہ انتقامی سہ متحرک متوالی را از ترکیب
 نسبت با فاعیل و فاعیلین خود میگوید و باز راہ کجی میرود الی آخر ہم و تالیف دوم از سہ حرف بود و آن
 و تد خوانند و ہر سہ متحرک نشاید چنانچہ گفتہ آمد و حرف اول لامحالہ متحرک باشد پس اگر دوم ساکن بود
 سوم متحرک باید چہ دوساکن نشاید کہ در اثنای سخن جمع شود و آن موکف را و تد مفروق خوانند و اگر
 دوم متحرک بود سوم ساکن آنرا و تد مجموع خوانند و اور دوسری تالیف تین حرفوں سے ہوتی
 او سکوت و تد کہتے ہیں پس تین حرف متحرک سچا ہے جیسا کہ کہا گیا کہ توالی سہ حرکات اصول فاعیل
 میں نہیں اور حرف اول لامحالہ متحرک ہوگا کہ ابتدا بسکون محال ہے پس اگر دوسرا ساکن ہو تیسرا
 متحرک چاہیے اس واسطے کہ دوساکن اثنای سخن میں جمع نہیں ہوتے اور اوس موکف کو و تد مفروق
 کہتے ہیں اور اگر دوسرا متحرک ہو تیسرا ساکن او سکوت و تد مجموع کہتے ہیں وجہ تسمیہ و تد کہ لغت میں
 بمعنی میخ ہے مثل وجہ تسمیہ سبب ہے کہ بیان اوسکا ہو چکا اور وجہ تسمیہ مفروق یہ کہ فرق زبان
 دو متحرکوں کی بسبب سکون کی ظاہر ہے مثل قال اور باع اور گفتہ اور رفتہ کے اور وجہ تسمیہ
 مجموع یہ کہ دو حرکتیں متوالی جمع ہوتی ہیں مثل دعا اور دو کی اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ
 بعض عروضیان پارس نے سبب کو تین قسم پر کہا ہے خفیف اور ثقیل اور متوسط سبب متوسط ایک
 حرف متحرک دوساکن جیسے کار و بار و تسطیر و تد کو بھی تین قسم پر کیا ہے مجموع اور مفروق اور
 کثرت و تد کثرت دو متحرک اور دوساکن جیسے نہان اور عیان اور فاعیل کو بھی تین قسم پر کہا ہے
 صغریٰ اور کبریٰ اور غلیظ فاعیل یا پنج متحرک ایک ساکن جیسے بگمنش مگر و افغین پڑا ہوا
 کہ حاجت اعتبار زواید کی نہیں ہے ہم و تالیف زیادہ ازین منحل باشد تالیف از دو دو یا سہ

باز ہر دو پس اول تالیفی کہ شعر را باشد اسباب باشد یا از اوتاد و مثال ہر چہ پارہ پارسی است
 بر سبب خفیف سبب ثقیل عمد و تد مفرق بینی و تد مجموع و علامات ہر کی فرد و اسر بر قیاس
 اشیہ گفتیم معلوم باشد و اسباب و اوتاد را اجزای پنجم چہ اجزای اولی کہ حروف و حرکات اند
 بشعر خاص نیستند اور تالیف زیادہ اس سے فارسی میں نخل اور منجر ہوتی ہے طرف دو
 دو اور تین تین کے یا طرف دو تین کے یعنی طرف اسباب کے یا طرف اوتاد کے یا طرف سبب
 اور تد کے پس اول تالیف کہ شعر میں ہوتی ہے اسباب یا اوتاد سے ہوتی ہے اور مثالین
 چارون کی یعنی سبب خفیف اور سبب ثقیل اور تد مجموع اور تد مفرق کی فارسی میں یونین
 بر سبب خفیف سبب ثقیل عمد و تد مفرق بینی و تد مجموع اور علامت ہر ایک دو دایرہ جیسا کہ
 کہا ہے معلوم ہوگی یعنی کہا ہے کہ الف مقابل ساکن کے اور دایرہ کو چک مقابل متحرک کر پس
 جس جگہ کہ دو دایرے اور بعد اس کے الف ہو و تد مجموع ہے اور اگر الف در میان دو دایرہ ہو
 ہو و تد مفرق ہے اور اگر فقط دو دایرے ہوں سبب ثقیل ہے اور اگر ایک دایرہ اور ایک الف
 سبب خفیف ہے اور ہم اسباب اوتاد کو اجزا کہتے ہیں اس واسطے کہ اجزائے اولے کہ حروف و حرکات
 ہیں شعر کے لیے خاص نہیں ہیں لغات اور قرأت میں بھی ہوتے ہیں پس حقیقت میں بھی اسباب
 و اوتاد اجزائے شعر ٹھہرے نخل یعنی اول و حار حملہ مفتوح و تشدید لام کشادہ ہونے والا کذا فی
 والخیات اور صاحب میزان نے لکھا ہے ح قولہ تالیف از زیادہ ازین قول انکار فاصلہ معلوم
 می شود چہ مقبر بنیش آنرا ہم در اجزای اولی شمار کردہ اند تم کلامہ معلوم ہو کہ یہ غلط فہمی ہو کہ سطر کہ
 محقق علیہ الرحمہ نے یہاں تک احوال مولفات فارسی کا بیان کیا اور البتہ اصول فارسی میں فاصلہ
 نہیں اور بعد اسکے جب مولفات تازی بیان کیے دو فنون فاصلہ کو تازی میں لکھ کر لکھا کہ ہر دو
 نہ از ان تالیفات اول باشند یعنی فاصلوں کی تالیف تازی میں مولفات فارسی سے جدا کا
 اور تالیف ثانی ہے ہم در عرض تازی لکھو کہ از چہا حرف بودہ متحرک و چہا م ساکن فاصلہ ہر
 خواند مثالش فعلن و آن مولف اند و سبب بود اول ثقیل و دوم خفیف و مؤلفی را کہ از پنج حرف
 بود چہا متحرک و پنج ساکن فاصلہ کہ ہے خواند مثالش فعلن و آن مولف اس سببی ثقیل و دوم
 مجموع بود ہر دو از ان تالیفات اول باشند اور عرض تازی میں وہ مولف کہ چہا حرف

ہو تین متحرک اور چوتھا ساکن اور سکوفاصلہ صغریٰ کہتے ہیں مثال اوسکی فعلین ہے اور وہ تالیف
 دو سبب سے تھی فارسی میں اول ثقیل دوم خفیف اور وہ مولف کہ پانچ حروف سے ہو چار متحرک اور پانچواں ساکن
 اور سکوفاصلہ کبریٰ کہتے ہیں مثال اوسکی فعلکش ہے اور وہ تالیف ایک سبب ثقیل اور ایک وزن مجموعہ
 سے تھی فارسی میں اور یہ دونوں تالیفین فاصلوں کی تالیف اول سے نہیں ہیں یعنی تالیف فاصلہ
 مولفات فارسی سے علاحدہ ہے اور تالیف ثانی ہے حاصل یہ کہ بعض عروضیوں نے فاصلہ کو
 معتبر جانا ہے اور بعضوں نے نہیں جانا ہے محقق علیہ الرحمہ اس جگہ قول فیصل لکھتے ہیں کہ تالیفین
 تین ہیں ایک دو حرف کی دوسری تین حرف کی تیسری چار حرف اور پانچ حرف کی اور ان
 تینوں کی دو قسمیں ہیں اول تالیف اول و دوم کہ وہ مشترک ہے پارسی اور تازی میں اور دوسری
 تالیف چار حرفی اور پانچ حرفی کی کہ وہ خاص ہے تازی میں پس اعتبار فاصلہ کا فارسی میں بجا
 کہ جب اصول فارسی میں سبب ثقیل نہیں ہے تین حرکتیں کیونکہ ہوگی اور اشعار شعر فارسی میں
 آجاتی ہیں اعتدال سے خارج ہیں یعنی اصول فارسی سے باہر ہیں اور اعتبار فاصلہ کا تازی میں
 چاہیے کہ اصول تازی میں فاصلہ داخل ہے مثل متفاععلن اور متفاععلن کے کہ اس میں متفاع و علتن
 فاصلہ ہے پس تالیف چار حرفی اور پانچ حرفی تالیف ثانی ہے اور تازی میں معتبر ہے بعضوں نے
 فاصلہ کو فاصلہ بضاد سمجھا ہے اور بعضوں نے فرق در میان دونوں فاصلوں کے بصدا و صمد اور
 ضاد سمجھا ہے اور بعضے قائل بفاصلہ ثالث ہوئے ہیں اور اسکو فاصلہ عظمیٰ کہتے ہیں پانچ
 متحرک اور ایک ساکن مگر یہ نہایت ناپسندیدہ ہے اور اس مقام پر صاحب میزان نے یہ حاشیہ
 لکھا ہے ح قد در عروض تازی الی آخرہ وجہ تخصیص اعتبار فاصلہ در عروض تازی معلوم نہیں
 بل بسیاری از عروضیان مجمہ نیز قائل ہر دو فاصلہ بودہ اند و بعضی شکر آری فرق اینقدر است کہ در اصل
 افاعیل فارسی فاصلہ صغریٰ ہم مستعمل نیست بخلاف عربی کہ در ان فاصلہ صغریٰ مستعمل متفاع و علتن
 در متفاع و علتن انما اینقدر کافی نیست چہ برین تقدیر اعتبار فاصلہ کبریٰ را بھی ہم نمیرسد
 معہذا کلام در اکتفا بہ نسبت موزونات است و شک نیست کہ اعتبار اسباب داود و مغنی از فاصلہ
 و برای وزن بہ موزونات کافی است ولذا انھن بعد از غلیل وجودش را سنکر گردیدہ و گفتہ کہ
 فاصلہ صغریٰ بحقیقت سبب ثقیل و خفیف است و فاصلہ کبریٰ سبب ثقیل و وزن مجموعہ است پس فاصلہ

از اجزای اولیه قرار دادن معنی ندارد و دقایق تالیفات از جانب طویل و پسر دانش که قابل بود و حاصله
 بوده اند آنکه چون خلیل بنیامی اوزان عروضی بطور وزن حرمت نهاده و لفظا و معنی و لام را در هر یک وزن
 یکبار برده و در کلام عرب که چهار حرفی باشد حرکت متوالی و پنج حرفی با چهار حرکت متوالی نیز یافته می شود
 نه زیاده از آن مثل فرس و غلبه که برای وزن این هر دو را فاصله قرار دادند و از بیجا است که در و در و
 متعلقه در لفظ متغایر و دقایق شروع از سبب خفیف کرده بحر ثالث بر نیار و ند یعنی از فاق و تن و وزن
 تن مفاعل و فاعلین است حرکت آخر قرار داده اند اما این قول مخدوش است باینکه اگر مدار اعتسار
 اجزای اولیه شعر بر اوزان مختلفه صلیبه عرب است پس بسیار است از ثنائی و رباعی و خماسی مثل جعفر
 و برتن و در هم و قطعه که اجزای مذکوره و دانش نمیتواند شد و عدم الفکاک بحر از سبب خفیف مذکور نیز دلیل
 عدم ترکیب از سببین نیست چنانکه سبب عدم استعمال است بل مصنف علام از بعضی عروضیان الفکاکش
 را هم نقل کرده و در دانش فاعلا تک آورده که سیاقی دارد و بحر احاشیه به کما ہے ح قوله هر دو
 نه اوزان تالیفات اول اشارت است بعد از احتیاج اعتبار فاصله تم کلامه پس فاعل بصیر بر ظاهر
 نه اس حاشیه که مطلب کتاب سے کیا واسطه اور ایک جگہ کہتے ہیں کہ ازین قول انکار فاصله معلوم
 می شود اور دوسری جگہ کہتے ہیں کہ وجه تشخیص فاصله در عروض تانمی معلوم نمی شود و دوسری جگہ
 کہتے ہیں اور خود قائل ہوتے ہیں کہ در عربی فاصله صغری استعمال است چونکہ جگہ کہتے ہیں کہ اعتبار
 فاصله کبری را و جمعی بهم نیز پسد پنجین جگہ کہتے ہیں کہ سه حرکت متوالی و چهار حرکت متوالی در عرب
 مستعمل است چھٹی جگہ کہتے ہیں کہ فاصله را از اجزای اولیه قرار دادن معنی ندارد و حال آنکہ حقوق علیہ السلام
 فاصله کو تالیفات ثنائی کہاسبے ساتوین جگہ کہتے ہیں کہ وجه عدم الفکاک بحر از سبب خفیف در و در و
 عدم استعمال است کیا بحر غیر مستعمل و اثر سے سے نہیں نکالتے بلکہ نکال کر غیر مستعمل کہتے ہیں کہ ایک
 حاشیہ کا یہ حال ہے پس ایسے کلام بخواند معلوم ہوتے ہیں اور یہ عبارت دوسرے حاشیہ کی
 کہ ہر دو نہ اوزان تالیفات اول باشند اشارت است بعد از احتیاج اعتبار فاصله اوس قلیل سے ہے
 کہ کوئی کے فلان کس آنکہ نہیں سکتا دوسرا کے یہ اشارہ ہے طرف بینائی کے برعکس ننند نام
 رنگی کا فورہم و عادت عروضیان آن باشد کہ دین موضع ابیات مرکب ازین اجزا را کہنہ برین قول
 از سبب خفیف تانمی بلایت و تمنع منی یا ابن الدینیاہ اعمل خیر اخر و دستاہ رکض چھون سکون

یاء جز مطوی مسکن یاء مل مجنون مسکن یا ہزج مکفوف مخفق و ہا رسی پلیمت یاری کرن دوری
جویدہ عشقش نہی تن تاکی پویدہ واز سبب ثقیل تنہا شعر حال بہت امانتہ بتاری چنین بود و کدک یک
و جد اثر ہماک محمد و طلب برکتہ رشیمک و ہا رسی چنین ۛ پس تو نہ چہ نشدہ ز پی ہنر تو نہ کہ ہنر تو نہ
ز برکت پدرت اور عادت عرو ضیون کی یہ ہے کہ اس جگہ ابیات مرکب ان اجزا سے
و ادو کرتے ہیں یعنی تنہا سبب اور تنہا تد اور تنہا فاصلہ میں شعر کی ہیں شعر سبب خفیف کا عربی میں
یہ ہے ۛ استمع بنی یا ابن الدنيا ۛ اعل خیر اثر و حنا ۛ ترجمہ یہ ہے سن مجھے اسے
فرزند دنیا کے کہ نیکی کہ زیادہ ہو تو از روے نیکی کے تزد اصل میں تر تو د تھا باب افتعال سے
تے کو دال سے بدل کیا بعد اسکے و او تحک ما قبل او سکے مفتوح و او کو الف سے بدل کیا اجزا
ساکنین کا ہو اور در میان الف اور دال آخر کے الف گر گیا کسو اسطے کہ دال آخر ساکن ہوئی بسبب اس
کہ یہ مضارع جواب امر میں ہے اور جو مضارع جواب امر میں پڑتا ہے آخر اسکا ساکن ہوتا ہو
اور یہ رخص مجنون مسکن ہو یعنی متدارک مجنون مسکن رکن اصلی فاعلن تھا جن سے الف گر گیا
فعلن بخرک عین رہا بعد اسکے تسکین سے عین ساکن ہو فعلن رہا پس فعلن چار بار تقطیع اس
شعر کی ہے اور اس شعر کی تقطیع رجز مطوی مسکن اور مل مجنون مسکن اور ہزج مکفوف مخفق سے
بھی ہو سکتی ہے کسو اسطے کہ رجز مطوی مسدس مخذوف الحروض والضرب یہ وزن ہے مفتعلن
مفتعلن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور بیان
رجزین محقق علیہ الرحمہ ہے کہ مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن
ایک وزن ہو جاتا ہے اور رمل مجنون مسدس مخذوف الحروض والضرب یہ وزن ہے فعلن فعلن
فعلن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور یہ وزن اور
رمل میں داخل ہے اور ہزج آخر مسدس مخذوف والضرب والحروض یہ وزن ہے اور بیان اور ان
داخل ہے مفعول مفاعیل فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے
مگر بیان جو محقق علیہ الرحمہ نے ہزج مکفوف مخفق کہا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مفاعیل مفاعیل
مفاعیل کو کہ مکفوف ہیں جب دائرے میں لکھے جائیں اور محقق کرین اسطرح کہ لام آخر رکن میں اول
رکن سے ملے تو یہ وزن ہو جائے مفعولن مفعولن مفعولن پس جب اسکو مخذوف کرین وہی وزن ہو

صاحب تہج کے ذہن میں یہ مطلب نگہ نہ اندازا یہ لکھنا شروع لفظ مکفوف باہر ج غلطی کا تبہ است
 زیر کہ فقط محقق فاعیل مفعول بہ است مکفوف آن فاعیل باشد کہ بروزش مفعول آید و در اینجا مفعول
 بکار است تم کلامہ حال آنکہ تحقیق اول رکن میں نہیں آتا تحقیق کو بعضوں نے بنجا و لون مجتہدین لکھا جو
 اور بعضوں نے بنجا مہملہ اور باے موحده کہا سیاقی محمد بن قیس لکھتا ہے کہ تحقیق ہم خرم است
 لیکن بجا آنکہ در اشعار عرب خرم جزو ابتدای مصاربع رواندارند چون عجم کہ در جملہ اجزای بیت جائز
 و اشتمہ اندازند اور غیر ابتدای تحقیق خوانند تم کلامہ اور فارسی میں شعر سبب خفیف تنہا کا یہ ہے
 علیت یاری کر میں ووری جویدہ عشقش ز می من تا کی پویدہ ز می من ای طرف من اور تقطیع
 چار بار فعلن بکون میں ہے اور سبب نفیل تنہا سے شعر محال ہے اس واسطے کہ فارسی میں
 حرکتیں تین سے زیادہ نہیں ہوتی ہیں اور عربی میں زیادہ چار سے پس گنجائش تحریک تمام حروف
 کہان مگر نہ کر مثال اسکی عربی میں یوں ہے و لک لک یک و جد اکثر ہنگام فہم و طلب برکت
 شیک معنی یہ ہیں کہ تیرے فرزند نے تجھے پائی نشان تیری ہمتوں کی پس سی کی اور طلب
 کی برکت تیری خصلتوں کی اور فارسی میں نثرون ہے پس تو زہر فشدہ زہنی ہنر تو کہ ہنر تو بدہ
 ز برکت پدر تو ترجمہ یہ ہے فرزند تیرا کیوں ہنوا پر تیرے ہنر کا کہ ہنر تیرا ہے برکت سے
 تیرے باپ کی اور داد اور ہے کہ واسطے اظہار حرکت کے ہے معتبر نہیں رکض بالفتح و ضا و حمہ
 پاؤں ہلانا گھوڑے کا اور ڈرنا کشف سے اور صراح سے اور گھوڑے کا دوڑنا بحر الجواہر سے
 کذا فی الغیاث شیم کہسار اول و فتح ثانی عادیں اور جو جمع شیم کہ فی الغیاث ہم و از و تد مجموع ثانی
 شعر فطالما و طالما و طالما سقی بکف خالد و اطعمہ رجز مخبون و ہپارسی چنین شہر چہر آب
 نذر ام از نگار من کہ بی گنہ بروں شد از کنار من رجز مخبون یا ہرج مقبوض است اور تو مخمور
 تنہا سے شعر عربی میں یوں ہے شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اس کے یہ ہیں پس دراز ہوا اور دراز ہوا
 اور دراز ہوا یہ امر کہ پانی پلا یا دست خالد سے اور کھانا کھلایا رجز مخبون یعنی مفاعلن مفاعلن مفاعلن
 مفاعلن مفاعلن مفاعلن اور فارسی میں شعر بد مجموع تنہا کا یہ ہے بیت جو مرقومہ متن ہے پس
 نگار من شعر مذکور میں یعنی نگار خود ہے رجز مخبون جیسا کہ بیان کیا گیا یا ہرج مقبوض رکن اصلی مفاعلن
 ہے قبض سے بانچوان حرف کر گیا مفاعلن ہوا تو ہم نہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے شعر عربی کو ہرج مقبوض

کیونکہ اس واسطے کہ عربی میں ہر جہت سے متعل نہیں ہے ہمیشہ مجزوالی ہے یعنی مریع بخلاف فارسی
 ہم واز و تدفق و تنہا تنہا ہی شعر لاکڑی میں الفاؤ و تہذیب و زاراک بہ ان یسئل من نحو شادین سو کا
 رمل کفوف و بیارسی شعر انچہ از ہم بروی من رسیدہ پیچ آفریدہ در جہان ندیدہ رمل کفوف
 او اخر لاجمالہ ساکن گرد و تا شعر تو اند بود چنانکہ گفتیم اور شعر و تدفق و تنہا سے عربی میں
 جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں نہیں دیکھتا ہو نہیں دل سے جہوت دیکھتا ہو نہیں چھو کہ
 کرے وہی دل طرف کسی آہو برہ کے سوا تیرے رمل کفوف ہے رکن اصلی فاعلاتن ہے کہ
 نون گر گیا فاعلاتن بضم تار ہائیں وزن اس شعر کا چہ باز فاعلاتن ہے اور فارسی میں یہ شعر
 جو مرقومہ متن ہے اور لفظ بت شعر مذکور میں معنی معشوق ہے رمل کفوف ہے جیسا کہ بیان کیا
 اور شعر عرض ضرب میں لاجمالہ ساکن ہونگے تا شعر کہ سکین جیسا کہ کہا ہم نے کس واسطے کہ اور شعر
 ہمیشہ ساکن ہوتی ہیں اور اسکا بیان فصل دوم میں ہو چکا ہے ماکال اور پیچ شعر نہ تباری و نہ ہا
 متحرک نہ شادید ہم واز فاصلا صغری تباری شعر ایا بیت بجا حاضر ہم اثر اہ و نہ بیت بجا ہی ہم خبر
 رکض مخبون و بیارسی بیت بری صنادل و جان رہی لیکان بری نہ ہی خبری رکض مخبون
 اور شعر فاصلا صغری تنہا کا عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں یاد کی
 تونے واسطے اونکے حاضر کی کوئی اثر اور سنی تونے واسطے اونکے غائب کی کوئی خبر رکض مخبون
 فعلن تجریک میں چار بار لفظ اس بیت کی ہے اور فارسی میں بیت فاصلا صغری تنہا سو ہے
 جو مرقومہ متن ہے معنی یہ کہ لیے جاتا ہے تو اسے معشوق دل بندے کا اور جان بندے کی
 بوسہ ہو ٹھو بکا اگر بندے کو ندے گا تو چھوٹے گا کو رکض مخبون ہے یعنی فعلن چار بار رہی تجریک
 علام اور بعد کشف و رموز سے اور بران میں بفتح اہل اور سراج میں بھی بفتح اول کہ ترفی الغیاب
 و لیکان ای لب ہا ہم واز فاصلا کبری تباری شعر و نقل منع خیر طلب و مجل منع خیر
 تودہ و رجز مخبول و بیارسی شعر صمن من زبر من خبروی و دلک من خبری نبشوی و رجز
 مخبول و بیشتر ازین ابیات ناخوش بہت خاصہ بیت اخیر است اور بیت مثال فاصلا کبری تنہا کا
 عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے پس شعر مذکور میں نقل برون غنبت یعنی اگورا و رجز
 فرس اور تودہ بضم تا و رجز ہمزہ ہے ترجمہ شعر کا یہ ہے کہ بہت سی گراں باریاں اور ستیاں

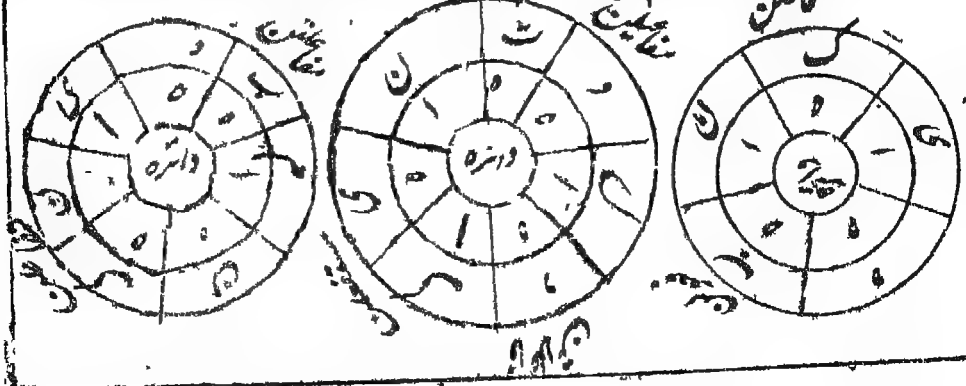
ہیں کہ منع کرتی ہیں خیر مطلوب کو اور بہت سی جملہ یا ان ہیں کہ منع کرتی ہیں خیر ذریعہ کو نیز جملہ
 ہے رکن اصلی مستقل جن سے سین گرا اور طے سے گری شعلین و فاعلین اور سے مقام پر
 لائے اور فارسی میں مثال اوسکی یہ ہے جو بیت مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں اور معشوق
 میر سے میر سے نزدیک سے بجا تو دل میرا نہ لیا تو اور بجا تو بے شوی آخر میں واسطے تاکید مضمون
 ماقبل کے ہے اور یہ زجر قبول ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اکثر ان بیتوں میں ناخوش ہیں جو صا
 بیت آخر ہم فصل چہارم در ارکان شعر کہ مولف بود ازین اجزا خلیل احمد کہ عروض تازی
 استخراج کردہ است عبارت از ارکان شعر بالفنائی کردہ است کہ از لفظ فعل مشتق باشد چنانکہ
 اہل موسیقی بلفظی گفتہ کہ از تا و نون مولف باشد و باین سبب ارکان شعر را فاعیل و تفاعیل و تفعیل
 و ارکان شعر بعضی بطبع آید و آنرا اصول خوانند و بعضی شہان و کثر است و بعضی ضعیف
 ابن احمد نے کہ عروض تازی نکالا ہے ان ارکان کی عبارت بنائی ہے اول لفظ و ثانی کہ لفظ
 فعل سے مشتق ہیں جیسے اہل موسیقی مثلاً تتا اور تونی و غیرہ کوتا اور نون یعنی تن سے عبارت کرتے
 ہیں اور اسی سبب سے ارکان شعر کا نام فاعیل اور تفاعیل رکھا ہے کہ فعل سے مشتق ہیں اور
 ارکان شعر کے بعضے موافق طبیعت کے ہوتے ہیں اور کچھ اصول کہتے ہیں اور بعضے ایسے نہیں ہوتے
 یعنی موافق طبیعت کے نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ جب حاف سے رکن اصلی تغیر ہوگا الفاظ نامعلوم
 نکلیں گے اور کچھ فرمے کہتے ہیں ہم دہر رکن کہ از تکرار جزوی باشد ملذذ بود و باین سبب باغی
 و سد اسی را کہ از تکرار سبب آتہ یا از تا و تنہا بود از اصول شعرند و ہر رکن کہ دراز شود ہم ملذذ
 نبود از جہت آنکہ اقتضای ملالت کند و ازین سبب یادہ از سبب باغی در اصول مستعمل نیست پس
 اصول یا خماسی بود یا سباعی و خماسی مولف از سببی و وندی بود اگر سبب خفیف بود و دہر مجموع
 از ان دو تالیف ممکن باشد کی آنکہ و تہ مقدم بود و مرکب بر وزن فعلین بود و دوم آنکہ سبب مقدم
 و مرکب بر وزن فاعلین بود و ازین ہر دو در شعر تازی از اصول اند و در شعر فارسی دوم مستعمل است
 و دیگر تالیف ممکن کہ در خماسی افتد و ازین شش نوع باشد از اصول شعرند و ہر رکن کہ
 تکرار ایک جزو سے ہے گا تہ یعنی لذت بخشند ہوگا اس سبب سے کہ رباعی کو جیسے فعلین اور
 سد اسی کو جیسے فعلین اور فاعلین کہ تکرار سبب یا از تا و تہ سے بنت ہیں اصول شعر سے

نہیں کہتے ہیں اگرچہ مثلثات فعل سے یہ بھی ہیں اور جو رکن کہ دراز ہو وہ بھی مکرر ہوگا اس
جست سے کہ اقتضائے ملائت کرتا ہے لہذا زیادہ سببائی سے اصول میں مستعمل نہیں کیا
پس اصول یا خماسی ہونگے جیسے فعلوں اور فاعلن سببائی ہونگے جیسے مفعولن اور فاعلاتن وغیرہ
اور خماسی مولف ایک سبب اور ایک وتد سے ہوتا ہے پس اگر سبب خفیف ہو اور وتد
مجموع اوس سے دو تالیفین ممکن ہیں ایک یہ کہ وتد مجموع مقدم ہو وہ مرکب بروزن فعلوں
ہوگا اور دوسرے یہ کہ سبب خفیف مقدم ہو وہ مرکب بروزن فاعلن ہوگا اور یہ دونوں یعنی فعلوں
اور فاعلن شعرائی میں اصول ہی ہیں اور شعرائی میں دوسرا یعنی فاعلن مستعمل نہیں ہے پس اصول شعرائی
بھی نہیں ہے اور تالیفین اور بھی ایک سبب اور ایک وتد ہی ممکن ہیں کہ خماسی میں واقع ہوتی ہیں وہ
آٹھ ہیں اونہیں چہ تالیفین جو اور ممکن ہیں اور انکو اصول سے نہیں جانتے نہ عربی میں نہ
فارسی میں پس ازو سے احتمالات عقلی کے بناے خماسی میں سبب اور او تا دوسرے آٹھ
صورتیں ہو سکتی ہیں چار تقدیم سبب خفیف یا ثقیل سے وتد مجموع یا مفروق پر اور چار تقدیم
وتد مجموع یا مفروق سے سبب خفیف یا ثقیل پر پس اونہیں دو صورتیں جیسا کہ مصنف نے
بیان کیا مستعمل ہیں باقی چہ ناستعمل اس واسطے کہ تالیف وتد مجموع ساتھ سبب ثقیل کی تقدیم
وتاخیر دونوں ناخوش ہیں کس لیے کہ تقدیم سبب ثقیل میں توالی چار حرکت لازم آتی ہے
اور تاخیر سبب ثقیل میں حرف آخر کلمہ متحرک ہوتا ہے یہ دونوں راہیں اور تالیف سبب
ثقیل کے ساتھ وتد مفروق کی بھی بد ہے کس لیے کہ تقدیم اور تاخیر دونوں میں آخر کلمہ متحرک
ہوتا ہے پس یہ دونوں بھی روا نہیں اور تالیف سبب خفیف کے ساتھ وتد مفروق کی پس
تقدیم سبب میں وہی قباح ہے تحریک آخر کی اور تقدیم وتد مفروق میں بعینہ صورت فاع
کے ساتھ فاعلن کی ہے اور تکرار زیادہ سبب قولہ دین ہر دو در شعرائی از اصول اند
یعنی من حیث المجموع والا اول در شعرائی ہم از اصول است تم کلامی جگہ داخل ہونا فعلوں کا
اصول فارسی میں ثبت ہے پس حاشیہ تحصیل حاصل ہم دانا سببائی مولف از دو سبب ایک وتد
باشد و از اسباب ہر دو ثقیل نشاید پس اگر ہر دو خفیف ہو دو وتد مجموع تالیف از ان سے نوع اول
اول آنکہ وتد ہر دو سبب مقدم ہو دو دین بروزن مفعولن ہو دو دم آنکہ میان ہر دو سبب ہو

وآن بروزن فاعلاتن بود سوم و بدان از ہر دو سبب متاخر بود و آن بروزن مستفعلین بود
 و اما رکن سباعی یعنی ہفت حرفی مولف و دو سبب و ایک و تدرست ہوتا ہے اور سچا ہے کہ دونوں
 سبب ثقیل ہوں سبب توالی حرکات اربعہ کی البتہ اگر ایک سبب ثقیل اور ایک سبب خفیف
 ہو مضائقہ نہیں جیسے متفاعلتن اور متفاعلتن میں پس اگر دو سبب خفیف ہوں اور ایک تدرج مجموع
 تالیف اول سے تین طرح پر ہو سکتی ہے اول تقدیم و تدرج مجموع دو سبب خفیف پر یہ بروزن متفاعلتن
 ہو اور سر اور تدرج مجموع درمیان دو سبب خفیف کے یہ بروزن فاعلاتن تھہر ایتسرا تاخیر و تدرج
 مجموع کے دو سبب خفیف سے یہ بروزن مستفعلین تدرج پایا ہم و اگر تدرج مفروق ہو دوسرے نوع
 دیگر تالیف تو اند ہوا اول بروزن فاعلاتن دوم بروزن مس تفع لکن سوم بروزن مفعولات و
 اول و دوم این صنف در لفظ مانند دوم و سوم صنف گذشتہ است و در کتابت بعضے فرق کنند
 با آنکہ اجزای صنف دوم از یکدیگر منفصل نویسند و این شش رکن از اصول اند و ہر ذہ تالیف دیگر
 سباعی ممکن بود کہ در شعر فارسی از اصول شش رکن سبب گرانی آن است اور اگر تدرج مفروق ہو اس
 سبکی تین طرح کی تالیفین ہو سکتی ہیں اول بروزن فاعلاتن دوم بروزن مس تفع لکن سوم
 بروزن مفعولات وزن پہلا اور دوسرا اس قسم کا مانند وزن دوسری اور تیسری قسم گذشتہ کے
 ہے لیکن کتابت میں بعضے فرق کرتے ہیں اس طرح کہ اجزای قسم دوم کو یکدیگر سے منفصل اور
 جدا لکھتے ہیں اور یہ چہ رکن اصول سے ہیں اور اٹھارہ تالیفین اور اس سباعی کی ممکن ہو سکتی
 ہیں کہ شعر فارسی میں ان کو اصول سے نہیں لگتے سبب گرانی اور ثقالت کے پس از رو
 احتمالات عقلی کے بناء سباعی میں تقدیم اور تاخیر اور توسط اسباب اور او تا دسے چوبیس تالیفین
 ہو سکتی ہیں مثلاً دو سبب خفیف جب تدرج مجموع سے مقدم ہوں یہ ایک صورت ہوئی اور جب
 تدرج مجموع دو سبب خفیف پر مقدم ہو یہ دو صورتیں ہوئیں اور جب تدرج مجموع درمیان دو سبب خفیف
 کے واقع ہو تین صورتیں ہوئیں اور جب تدرج مفروق بجائے تدرج مجموع کے ان تینوں صورتوں
 آیا چہ صورتیں ہوئیں اور جب دو سبب ثقیل بجائے دو سبب خفیف کے ان چہ صورتوں میں
 بارہ صورتیں ہوئیں اب دو صورتیں ان اسباب کی اور میں ایک سبب خفیف مقدم اور سبب ثقیل
 موخر اور دوسرے سبب ثقیل مقدم اور سبب خفیف موخر ہیں جیسے دو سبب خفیف یا دو سبب ثقیل

جب دونوں دتروں سے ملے بارہ صورتیں نکلیں ویسی ہی ان دونوں کے انضمام سے ساٹھ صورتیں
 دتروں کے کچھ بارہ صورتیں اور نکلیں اور یہ بارہ جو میں تالیفین ہوئیں پس چہ تالیفین
 انہیں سے تازی اور فارسی میں اصول ہیں باقی اٹھارہ تمام فارسی میں اصول سے نہیں بسبب
 ثقالت کے مگر عربی میں ان اٹھارہ سے دو تالیفین اور استعمال اور اصول سے ہیں جیسا کہ محقق علیہ
 الرحمہ فرماتے ہیں ہم اما و تازی دو تالیف از جملہ انچہ مولف بود از زودی مجموع و سببی ثقیل
 و سببی خفیف یا مولف از زودی مجموع و فاعل صغیر سے ہم از اصول شمرند و ان متاعلین و متاعلین
 پس ارکان اصلی در پارسی ہفت است بحقیقت و پنج در لفظ و آن فاعل مفعول متاعلین و فاعلاتن مستفعل
 و مفعولات مست و در تازی وہ بحقیقت و ہشت در لفظ چہ فاعلین و مفعولاتن و متاعلین ہم از اصول
 است مگر عربی میں دو تالیف نکو اوں تالیفون سے جو ایک وند مجموع اور ایک سبب ثقیل اور ایک
 سبب خفیف سے ہیں یا مولف ایک وند مجموع اور فاعل صغیر سے ہیں اصول سے گنتے ہیں
 اور وہ دونوں متاعلین اور متاعلین ہیں پس ارکان اصلی پارسی میں سات ہیں بحقیقت فاعل
 متاعلین فاعلاتن مستفعل فاعلاتن مست فاعل مفعول متاعلین و فاعلاتن مستفعل
 اور مستفعل متصل و مفصل متحد ہیں تلفظ میں اور تازی میں دس ہیں بحقیقت فاعل مفعول متاعلین
 فاعلاتن مستفعل متاعلین مست فاعل مفعولات متاعلین متاعلین اور اٹھ تلفظ میں کہ بیان کیا
 فاعلاتن اور مستفعل متصل و مفصل متحد ہیں تلفظ میں ہم و عروض بیان را عادت باشد کہ استخراج
 این ارکان از یکدیگر بلفظ و ترکیب بیان کنند و در وائر وضع کنند یک وائر و ہست فاعل فاعلاتن
 و ہر نو پسند علامت متحرک و ساکن و بازای آن حروف این کلمہ کہ ہی کن تا اگر آغاز از باکی
 ہی کن بر حوالی دائرہ برگردن فاعل و اگر آغاز از کاف کن ہی باشد بر وزن فاعل
 اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ استخراج ان ارکان کا یکدیگر سے بلفظ و ترکیب بیان کرنا
 یعنی پہلے جدا کرنے ہیں حروف کو پھر ملاتے ہیں اور یہ خاک و ترکیب دو ائرمین وضع کرنے
 ہیں ایک دائرہ واسطے فاعل و فاعلاتن کے اور اوس میں لکھتے ہیں علامتین متحرک و ساکن
 کی علامت متحرک کو دائرہ کو چک اور علامت ساکن کی الف اور مقابل حروف کے یہ کلمہ
 لکھتے ہیں ہی کن ناگربے سے شروع کیو تو بھی کن حوالی دائرہ پر پھر سے بر وزن فاعل ہو

اور اگر کاف سے شروع کرے تو کن ہی حوالی دائرہ پر پھر سے بروزن فاعلن ہو گا۔ یعنی
و تشدید جدا کرنا و چیز کا یکدگر سے منتخب اور بطلان سے کہ فی النیات ہم و
دیگر دائرہ جہت مفاعیلن و مفعولات و مستفعلن و فاعلاتن و بر و بایذ نوشت علامات متحرکات
و ساکنات این کلمہ و متن یک ل ثنائیت از ہر متحرک کہ کنی یکی ازین ارکان در تمامی دور حاصل آید
و کیفیت الفکاک ارکان از یکدگر روشن شود و چنان بہتر کہ درین موضع دور دائرہ آوردند یکی جہت
و تد مجموع و دیگر جہت و تد مفروق تا اجزای اولی از حال خود بگرد و سبب جزوی از تد نہ شود
و یا بر عکس و دائرہ دیگر جہت مفاعلاتن و متفعلن نہند و بر و نو لیستند بدی نہ کنند تا ہر دور کن از
خواندہ شود و صورت این است  اور دوسرا دائرہ واسطے مفاعیلن مفعولات
مستفعلن فاعلاتن کے ہے اوس میں لکھا چاہیے علامات متحرکات اور ساکنات اس کلمے کے
دورتن یکدل بدون تلفظ و او کے لفظ دومین تسلیہ کہ جس متحرک سے شروع کرے نو ایک
این ارکان سے تمامی دورین حاصل ہو اور کیفیت الفکاک ارکان کی یکدگر سے ظاہر ہو اور
بہتر یہ تھا کہ دور دائرے کے مقرر کرنے ایک واسطے و تد مجموع کے اور ایک واسطے و تد مفروق
کے تا اجزای او نے یعنی سبب اور تد اپنی حال سے نہ پھرنے اور سبب جزو تد کا اور تد
جزو سبب کا نہوتا مثلاً مفاعیلن مفعولات میں اگر کافے مفاعیلن سے شروع کریں مفعولات کہیں
کہ مفاعیلن جزو تد تھا اب سبب ہو گیا اور مفعولات کہ سبب خفیف تھا اب جزو تد مفروق ہو گیا
و قس علی ہذا پس انقلاب اسباب و اوقاتین لازم آیا اگر عرضی ایسا نہیں کرتے چاہیں ارکان
کا ایک ہی دائرہ لکھتے ہیں اور ایک دائرہ واسطے مفاعلاتن اور متفعلن کے مقرر کیا ہے اور
اوس میں لکھتے ہیں بدی کلمہ اسوا سبب کہ جزو تد کن و سبب جزو تد کن و سبب جزو تد کن و سبب جزو تد کن



فصل ہفتم در بحر او و دائرہ و تک بحر از یکدیگر بحر از کمر ارکان خیز و در کان را چون
چند بار تکرار کنند بشرطی کہ محتدل بودن دراز محل و نہ بیس کوتاہ محل وزن مصرعی حاصل آید و از مصرعہ
بیشتر آید و از ابیات قطعہ یا قصیدہ یا غیر آن و کمترین عددی تکرار را دو باشد و بیشتر چهار و زیادت
بسبب درازی مستعمل نباشد پس مثنی از چار رکن بود یا از شش یا از بہشت رکن مگر در مواضعی کہ ہوا
کردہ شود **فصل** پانچوین بحر و نین اور دائرہ و نین اور تک بحر مین یکدیگر سے بحرین تکرار
ارکان سے پیدا ہوتی ہیں یعنی تعدد ارکان سے اور ارکان کو جب کئی بار تکرار کریں بشرطیکہ وہ
تکرار محتدل ہو یعنی مرغوب طبع نہ دراز محل یعنی مال آوندہ اور نہ بہت کوتاہ محل یعنی خل انداز
پس وزن ایک مصرعہ کا حاصل ہوتا ہے اور دو مصرعوں سے ایک بیت ہوتی ہے اور بیتوں سے
قطعہ یا قصیدہ حاصل ہوتا ہے یا مثل اسکے جیسے مثنوی اور رباعی ہے اور کمترین عدد دو اسے
تکرار کے دو ہیں اور متوسط تین اور اکثر چار اور زیادہ اس سے بسبب درازی کے مستعمل نہیں
پس ایک بیت چار رکن سے ہوگی یعنی مربع یا چہرہ رکن سے مسدس یا آٹھ رکن سے یعنی مثنی
جس جگہ کہ بیان ادنکا آئے گا معلوم کیا جائیگا کہ یہ قول اکثر یہ ہے اور یہہ اوزان مرغوب
ہیں اور ابیات موحدا اور مشننے عربی مین اور شانزدہ رکتی بلکہ زیادہ فارسی مین اگر چہ کچھ کمی ہیں
مگر مرغوب طبع نہیں ہیں مثل بضم میم اول و کسر میم ثانی و تشدید لام طول کنندہ غیاث سے بحر الفخ
اول و سکون ثانی در بای شور اور جوی بزرگ اور مجازاً بمعنی وزن شعر مشابہت یہ کہ جیسا دریا
شامل ہے بالانواع جو اہر و نباتات بحر عرض بھی شامل ہے بالانواع شعر یا یہ کہ جیسا کوئی دریا
حیران اور سرگردان ہوتا ہے جو شخص بحر عرض مین پڑتا ہے تفکر اور حیران ہوتا ہے بحمت
تغیرات ارکان کے کذا فی الغیاث اور مصرع بدون الف بمعنی تختہ در کہ اسکو تختہ در اور طبقہ در
کہی کہتے ہیں اور اصطلاح مین نیمہ بیت و جہ مشابہت ظاہر ہے کہ جیسے دو طبقوں سے ایک دریا
ہوتا ہے ویسے دو مصرعوں سے ایک بیت منتخب و بہار عجم اور سالہ عروض سنی سے اور قصیدہ
معنی منخرطہ اور اصطلاح شعرائین وہ نظم کہ دونوں مصرع بیت اول کے مصاریع ثانی ابیات
سے ہم قافیہ ہوں اور وہ نظم کمتر نیزہ بیتوں سے نہ غیاث سے اور قطعہ یکسر اول اور سکون
ثانی تکرار ہر چیز کا اور اصطلاح شعرائین دو بیتین یا زیادہ او نہیں مطلع ہو یا نہ ہو گویا یا یک تکرار

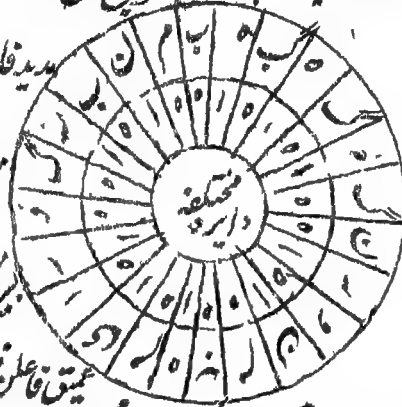
تصیّد کے کا ہے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور بعض فضیلت سے متاخرین نے قطعے کو بالفتح
 ہی کہا ہے کذا فی الخیات ہم دخلط ارکان متشابہہ یا یکدگر شبیہہ بود بکرار پس بجز یا از تکرار کہنی
 بسیط بود یا از خلط دو رکن متشابہہ و خلاف میان دو رکن متشابہہ یا بہ کم شود یا بہ کیفیت آما بہ کم چنانکہ
 فاعلن را با مفاعیلن باشد چہ ہر کے مولف از وندی مجموع و سببی خفیف ست الا انکہ کی از دیگر
 سببی کیفیت بیشتر است و همچنین فاعلاتن فاعلن و مستفعلن فاعلن آما کیفیت چنانکہ مستفعلن را
 با مفعولات باشد چہ تالیف ہر کی از دو سبب خفیف و یک و تد است الا انکہ و تد و کی مجموع است
 و تد کی مفعول و همچنین مس فاعلن را با فاعلاتن و همچنین فاعلاتن را با مفاعیلن و تحلیل احمد تبار
 بخلط خماسی و سباعی کردہ است پس سباعیات بسیطہ پس خلط سباعیات یا یکدگر و ضمیر بجماسیات بسیطہ
 کردہ است اور خلط ارکان متشابہہ کا ایک دوسرے سے شل تکرار ایک کن کے ہے
 یعنی جیسے تکرار فاعلن کی جھلیسی ہی تکرار فاعلن مفاعیلن کی کہ مفاعیلن شبیہہ فاعلن کی ہے
 پس بجز یا تکرار ایک کن بسیط یعنی ایک کن واحد سے ہوتی ہے یا خلط دو رکنون متشابہہ سے
 اور خلاف در میان دو رکن متشابہہ کے یا کم ہونے میں ہوتا ہے یا کیفیت میں یعنی ایک رکن کی
 حروف دوسرے سے کم ہوں یا حرکات میں دو رکنوں کے فرق ہو لیکن تشابہہ کی حروف
 جیسے فاعلن کو ساتھ مفاعیلن کے ہے بحر طویل میں اسواسطہ کہ دونوں و تد مجموع اور سبب خفیف
 مولف میں البتہ دوسرے میں ایک سبب خفیف زیادہ ہے اسطر ح متشابہہ فاعلاتن کا ساتھ
 فاعلن کے ہے بحر مد میں اور تشابہہ مستفعلن کا ساتھ فاعلن کے بحر بسیط میں فاعلاتن تشابہہ
 جیسا کہ تشابہہ مستفعلن کا ہے ساتھ مفعولات کے سرلیج اور منسرح اور مقضب میں اسواسطہ
 کہ تالیف انکی دو سبب خفیف اور ایک تد سے ہے فقط فرق اتنا ہے کہ ایک میں و تد
 مجموع ہر اور ایک میں و تد مفروق اور سطر ح تشابہہ کیفیت مس فاعلن منفصل کا ہے ساتھ
 فاعلاتن کے بحر جث میں اور تشابہہ کیفیت فاعلاتن منفصل کا ساتھ مفاعیلن کے بحر مضارع
 میں اور تحلیل ابن احمد نے ابتدا بخلط خماسی اور سباعی کے ہے دائرہ مختلفہ میں لہجہ اسکے
 سباعیات بسیطہ کو ملا یا ہے دائرہ مولفہ میں بعد اسکے خلط سباعیات کا یکدگر کیا ہے
 دائرہ مشتبہہ میں اور خاتمہ کیا ہے خماسیات بسیطہ پر دائرہ متفقہ میں بسیطہ فتح جای فرار

و گسترده شکرہ آورده چیر که فرخ ہو اور اصطلاح میں جو چیز کہ غیر مرکب ہو یا وہ چیز کہ جزا و سلا
مشابہ گل ہو جیسا کہ آب اور آتش اور خاک اور ہوا علاحدہ و علاحدہ کذا فی الغیث خلط باطن
طمانتخبت سے ہم انما خماسی و سباعی مانند فحول و مفاہیلین مولف از پنج جزو باشد و این را کہ
شمرد و عادت چنان رفتہ کہ بگردا ورہ ہمنان کہ از ارکان طبیعی ہند کہ تغیر با وجہ نیافتہ باشد
بعد از ان بعلل و تغیرات ارکان غیر طبیعی از انجا بر انگیزند عدد ارکان نیز بر تمام ترین و جی ابرا
کنند تا بسجذات بعضی از ان دیگر ذوہ مستعمل بر انگیزند لیکن خماسی اور سباعی کا خلط ماننا
فحولن اور مفاہیلین کے کہ دونوں مولف پانچ جزو سے ہیں فحولن میں دو جزو و مذموج اور مفاہیلین
اور مفاہیلین میں تین جزو و مذموج اور دو سبب خفیف اور او سکوعرضی کوتاہ جانتے ہیں اور خلط
خماسی اور سباعی کا خلط سباعیات سے کم ہے اور عادت عرضیون کی یہ ہے کہ بگردا ورہ
جیسا کہ ارکان طبیعی سے یعنی ارکان سالم سے مقرر کرتے ہیں کہ واسطے کہ تغیر نے ارکان سالم میں
راہ نمین پائی ہے اور بعد اسکے بسبب علل اور تغیرات یعنی زحافات کے ارکان غیر طبیعی را
مراحت اون ارکان سالم سے پیدا کرتے ہیں ویسے ہی عدد ارکان کے بھی تمام و کمال و در
میں اسرا کرتے ہیں اسلئے کہ بعض کو او نمین سے دور کر کے اور اوزان مستعمل پیدا کریں یعنی مجز
اور مشطور اور نہوک مجز و ایک رکن کم مشطور و رکن کم نہوک ثلث وزن کا باقی رہتا ہے علل
اول و فتح لام اسباب اور ہما ریان جمع ثلث اور اصطلاح میں زحافات کذا فی الملتخب و الغیث
ہم فحولن مفاہیلین را نگہ کر کردہ اند و انرا ایک مصرع شمرده و لامحالہ شیش شمن باشد و چون مصرع
از ان در وائرہ وضع کنند تا آخر بادل متصل شود شاید کہ بہر کی از اجزای پنجگانہ ابتدا کنند پس از
دائرہ پنج بحر بر خیزد ہمین وزن فحولن مفاہیلین فحولن مفاہیلین و این بحر اطویل نام کردہ چودہ لغت
تازی ازین در از تر بحر نیاید است پس فحولن مفاہیلین کو بکر کیا ہے اور او سکوعرضی نام کردہ چودہ لغت
اور یقیناً بیت او سین شمن ہو گی اور جب ایک مصرع او سکا دائرہ میں وضع کرے تین آرا
کہ آخر اول سے متصل ہو چاہیے کہ ساتھ ہر ایک اجزائے پنجگانہ کے ابتدا کریں پس اس در
سے پانچ بحر نکلتی ہیں پہلی اس وزن پر فحولن مفاہیلین فحولن مفاہیلین اس بحر کا طویل نام
رکھا ہے اس واسطے کہ لغت تازی میں اس سے در از تر بحر نہیں ہے بلان مدید اور سبط اگر

اسکے برابر ہیں لہذا اولیٰ کا بھی نام مدید اور لبید رکھا گیا کہ سب سے دراز تر نہیں ہے طویل دراز
 اور نام ایک بحر کا ہے اور یہ بحر اشعار عرب سے قتل رکھتی ہے شعر فارسی اس بحر میں کیا جا
 ہے اس واسطے کہ فارسی میں مطبوع نہیں ہے اور اصل اس بحر کی فعلوں مفاعیلین ہے چار بار
 اور اس بحر کو اس جہت سے طویل کہتے ہیں کہ واضع علم عروض نے بغلاف اس بحر کے
 بعض بحر کو مسدس وضع کیا ہے اور بعض کہ شمس ہیں بسبب حافات کے کوتاہ بھی ہو سکتے ہیں
 اور مجزوی بھی آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس بحر کی ارکان میں اوتاد مقدم ہیں اسباب اور
 و تد طویل ہے بہ نسبت سبب کے اور عوام کہ بحر رمل شانزدہ رکنی کو طویل کہتے ہیں خطا ہے
 کذا فی الغیث ہم ب اچھے ابتدا ایش از جزو دوم باشد از وزن مذکور برنگونہ لن مفاعیلین فعلو
 لن مفاعیلین فعلو برین وزن کہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن و این را مدید نام کہ وہ سبب
 دوسرے وہ کہ ابتدا جزو دوم سے کریں یعنی فعلوں کہ رکن اول سے اس کے لن سے شروع کریں
 اس طرح پر لن مفاعیلین فعلوں مفاعیلین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
 فاعلاتن اس بحر کا نام مدید رکھا ہے اور جو لن مفاعیلین فعلوں مستعمل تھا اس کی جگہ پر فاعلاتن فاعلاتن
 مستعمل لائے اور مدید اس واسطے نام رکھا کہ یہ بھی کشیدہ ہے مثل طویل کے کذا فی الغیث
 ہم ب اچھے ابتدا از جزو سوم باشد برین وزن کہ مفاعیلین فعلوں مفاعیلین فعلوں و برین وزن
 بتمازی شعر نیاختہ اند و بہرانی گوید بہارسی برین وزن اند کہ شعر دیدہ ام و این را مقابو طویل
 نام کہ وہ بہت سے تیسرے وہ کہ ابتدا اس کی جزو سوم سے کریں یعنی مفاعیلین کہ جزو اول رکن
 دوم ہے اس وزن پر مفاعیلین فعلوں مفاعیلین فعلوں اس وزن پر تازی میں شعر نہیں پایا اور اگر
 کسی نے بطریق مثال کوئی شعر کہا حکم اس کا حکم اناد کا لحد دوم کا ہے چنانچہ امر و القیس نے یہ
 شعر کہا ہے شعر الا یا عین فابکی علی فعدنی ملکلی و داتلا فی لمالی بلا حید و منید و مقلین
 بلا و اوصیعت تلا و ا و قد کنت قدیم ا حایر و مخیر و اور بہرامی کہتا ہے کہ فارسی میں
 شیخ اس بحر میں چند شعر دیکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے شعر نگار و لبائی ربوذا زکین
 دل من در سن بیدل چگونہ از و بسے ستانم و اور اس کا نام مقلوب طویل رکھا ہے اور نظائر
 کہ یہ عکس طویل ہے ہم کو اچھے ابتدا از جزو چہارم باشد برین وزن کہ مستعملین فاعلاتن مستعملین

فاعلن وان را بسط نام کرده است چهارم یہ کہ ابتدا جزو چہارم سے ہو یعنی علی ہی کہ جزو
 تین دوم ہے اس وزن پر مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن اسکا نام بسط رکھا ہے اسواسطے
 گسترده اور دراز مثل طویل کے ہے ہمہ انچہ ابتدا از جزو پنجم باشد برین وزن فاعلن فاعلان
 فاعلان و برین وزن ہم تازی شعر نیافتہ اند و بعضے این دو بحر مہل اعریض و عریق نام نہادند
 پنج بحر کہ ازین دائرہ ممکن است پانچون وہ کہ ابتدا جزو پنجم سے ہو یعنی لن سے کہ جزو سوم
 دوم ہے اس وزن پر فاعلن فاعلان فاعلن فاعلان مگر اس وزن میں ہی تازی میں شعر نہیں
 اور بعضوں نے ان دونوں بحر و مہل کا نام اعریض و عریق رکھا ہے یعنی مقلوب طویل کو
 اور اس بحر کو کہ مقلوب مدید ہے عریق کہتے ہیں اور بعضوں نے اول کو مستطیل اور ثانی کو
 کہا ہے یہ میں پانچ بحرین کہ اس دائرے سے نکلا اول کا ممکن ہے اسواسطے کہ فاعلان
 میں پانچ جزو ہیں اور ابتدا سے ہر جزو سے ایک بحر نکلی پانچ بحرین ہی ہو میں پانچ بحر کا
 نہیں اور دوسرا فاعلان مفاعیلن مکرر ہے کیا کام ہم و بر جملہ بحرین از زبان فارسی نہ کر
 و انچہ گفتہ اند بر سوال شعر عرب گفتہ اند از وجہ تشبہ با ایشان و این دائرہ را مختلفہ خوانند و ہم
 گفتہ اند کہ درین دائرہ نہند تا ہمہ بحرین بر توان خواند و خاک از یکدیگر تصور افتد و ان صلا
 طویل این بیتع بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ + و بر وزن مدیدع برگذرای مہ بن درنگر
 مہ بن + و بر وزن مقلوبع برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن درجہ و بر وزن بسطع الی
 مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن برگذرای مہ بن درجہ و بر وزن بسطع الی
 زبان فارسی میں متروک ہیں جو کہہ کہ فارسیوں نے ان بحر و مہل میں کہا ہے از روئے نظم
 اور تشبہ عرب کے کہا ہے اور اس دائرے کو دائرہ مختلفہ کہتے ہیں کہ اسکے ارکان میں فاعلان
 ایک سباعی اور دوسرا خاصی اور ایک مصرع کہا ہے کہ اس دائرے میں کہتے ہیں اور پانچوں
 اس سے بڑھ سکتے ہیں اور جدائی جو کی یکدیگر سے اس میں معلوم ہوتی ہے اور وہ مصرع
 طویل میں یون ہے مصرع بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ + و بر وزن فاعلان مفاعیلن فاعلان
 مفاعیلن و بر وزن مدیدیون ہے مصرع برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن + و بر وزن
 فاعلن فاعلان فاعلن و بر وزن مقلوب طویل یون ہے مصرع برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن

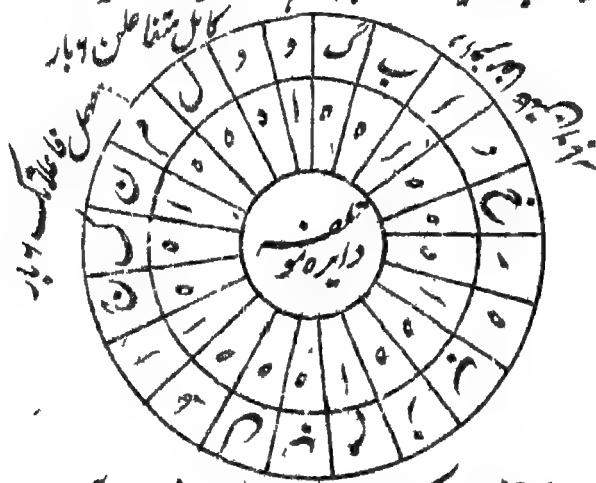
بروزن مفاعیلن فعولن اور بروزن بسیط یون ہے مصرع ای مہ بن درنگر گمہ
گمہ بن برگزہ بروزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن اور بروزن عیسیٰ جسکو بحر محل کہا ہے یون ہے
مصرع مہ بن درنگر گمہ مہ بن برگزہ ای چہ بروزن فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن چو کہ بحر محل
تھی مصرع بھی محل نکلا اور محل شعر نہیں لہذا محقق علیہ الرحمہ نے یہ مصرع کتاب میں نہ لکھا اگرچہ وزن
دائرے سے نکلتا ہے دائرہ مختلفہ یہ ہے



دائرے سے نکلتا ہے دائرہ مختلفہ یہ ہے
مطلوب طویل مفاعیلن فعولن ۲ بار
بسیط مستفعلن فاعلن ۲ بار
عینی فاعلن فاعلاتن ۲ بار
م و انا انچہ از سبایات بسیط خیز و ابتدا بولفت از و تد مجموع وفاصلہ کردہ است و مصرع
از تکرار یک رکن سہ بار بکار داشتہ اند و لا محالہ بیت مسدس باشد پس اگر ابتدا ابو تکند برین
وزن آید مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن و این بحر را وافر نام نہادہ است و اگر ابتدا بفواصلہ کنند
برین متفاعلتن متفاعلتن متفاعلتن و این بحر را کامل نام نہادہ است و پارسی گویان گفتہ اند ابتدا
بسبب خفیف کہ درین ترکیب ست ہم ممکن ست برین وزن باشد فاعلاتنک فاعلاتنک فاعلاتنک
و این وزن ہم محل است و انا جو بحرین کہ سبایات تنہا سے پیدا ہوتی ہیں غلیل ابن
احمد نے ابتدا او نمین اوس مولف سے کی ہے کہ جسکی تالیف و تد مجموع اور فواصلے سے ہے
اور ایک مصرع اوس میں تکرار ایک رکن سے تین بار عرضیوں نے استعمال کیا ہے اور جب
مصرع میں تین رکن ہوئے بیت لا محالہ مسدس ہوگی پس اگر ابتدا و تد سے کریں یہ وزن ہوگا مفاعلتن
مفاعلتن مفاعلتن اور اس بحر کا نام وافر رکھا ہے اس واسطے کہ اس بحر میں حرکات اور بحروں سے
زیادہ ہیں اور اگر ابتدا فواصلے سے کریں یہ وزن ہوگا متفاعلتن متفاعلتن متفاعلتن اور اس کا نام
کامل رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں بھی حرکات اور بحروں سے زیادہ ہیں اور بحر وافر اس بیت سے
کامل پر مقدم ہوتی کہ و تد اوس میں مقدم ہے اور پارسی گویوں نے کہا ہے کہ ابتدا اسبب خفیف

بھی کہ اس ترکیب میں سب ممکن ہے اس وزن پر فاعلاتک فاعلاتک فاعلاتک خواہ
 فاعلاتن فاعلاتن یہ وزن بھی محل اور متروک ہے بسبب تحرک آخر کے اور یہ قول باہر
 ہے اہل عرب کے نزدیک ابتدا سبب خفیف سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ متفا اور علت
 اور نیکے نزدیک فاصلے میں نہ مرکب دو بیچوں سے ح قولہ و فارسی گویاں آہ ازین توان
 شد کہ نزد عربیہ ابتدا از سبب خفیف درین ترکیب ممکن نیست چہ علت را فاصلہ صغری قرار
 نہ مرکب از سببیں والا شروع از سبب خفیف نیز میکردند و ہذا قال کثیر من المحققین لیکن از ما
 متحقق شد کہ اعتبار فاصلہ را چہ در فارسی و چہ در عربی اصلاً وجہی بہم نہیں رسد و ہذا شروع
 سبب خفیف ہیبت است استعمال بودن بگردگوار است نہ از جهت عدم امکان والہذا علم ہم کلام
 پس عدم اعتبار فاصلہ عربی میں ماسبق سے بموجب عبارت اس کتاب کے کہان محقق
 کہ بتحق علیہ از ہمد جاہجا کہتے جاتے ہیں کہ فاصلہ عربی میں معتبر ہے ایک جگہ لکھا کہ تازہ
 تیسری شریک اور چہارم ساکن کو فاصلہ صغری کہتے ہیں اور چار متحرک پنجم ساکن کو فاصلہ کبری
 کہتے ہیں اور دوسری جگہ لکھا کہ یہ دو تالیفین مفا علت اور متفا علت مثل تالیفات اول
 میں تالیفی اس باب اور او تاد سے نہیں ہیں تیسری جگہ لکھا کہ یا مولف از وقت مجموع و فاصلہ صغری
 جسکو محشی نے غلط پڑا اور سجا ہے یا حرف تردید کے ناہافیہ لکھا اور اس جگہ بھی محقق علیہ الرحمہ
 فرمایا کہ یہ سبب عیاست مولف و مجموع اور فاصلے سے ہیں اور ابتدا سبب خفیف اس دائرہ
 ممکن نہیں نزدیک اہل عرب کے کس واسطے کہ مفا علت اور متفا علت میں فاصلہ ہے سبب غیر
 اگر فارسی گوالبتہ ابتدا سبب کہہ سکتے ہیں کہ اصل عروض فارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور وجہ
 عدم شروع سبب کہ عدم استعمال کو محشی نے لکھا ہے یہ بھی غلط فہمی ہے کہ مجوز استعمال
 نکال کر متروک لکھ دیتے ہیں چنانچہ بیان بھی اس وزن کو نکال کر محل لکھ دیا ہم بیت از
 دائرہ بر وزن وافر چنین بود ع بود دل من کجا طلبم ز بہر خدا و بر وزن کامل چنین است
 ع دل من کجا طلبم ز بہر خدا بود و بر وزن محل چنین باشد ع من کجا طلبم ز بہر خدا بود
 و این دائرہ را دائرہ مولفہ خوانند و در فارسی بر جور این دائرہ ہم شعر گفته اند الا اچہ ہوجہ
 بہ تکلف گفتہ اند و صورت دائرہ این است است اور بیت اس دائرہ سے بر وزن وافر آ

مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے بگودل من مفاصل متن کجا طلیم مفاصل متن زہر خدا
مفاصل متن اور بروزن کامل یوں ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے دل من
کجا مفاصل متن طلیم زہر خدا بگو مفاصل متن اور بروزن مفاصل یوں ہے مصرع جو مرقومہ متن
ہے تقطیع اوسکی یہ ہے من کجا بطل فاعلاتک بم زہر خ فاعلاتک و ابگودل فاعلاتک
اور اس دائرے کو مطلقہ کہتے ہیں بسبب اختلاف ارکان کے کہ سباعی ہیں اور حرکات اور
سکناات میں برابر اور فارسی گوئیوں نے ان بحروں میں بھی شعر نہیں کہے ہیں اور جو کچھ
بہ تکلف کہا ہے بے تشبہ و تقلید عسر کہا ہے اور صورت دائرہ مطلقہ کی یہ ہے



ح قوہ بیت ازین دائرہ مخفی نمائند کہ درینجا و ما بعد آنچه درامثلہ بحر آوردہ مصرعها است بیت
پس اطلاق بیتما برین مصارح باعتبار آنست کہ بانضمام مصارح ثنوائی بیت ما نخواہند گردید
تم کلامہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں کہ واسطے کہ محقق علیہ الرحمہ نے پہلے بحث
عین کہ عبارت مصرع سے ہے لکھ کر ان مصرعون کو لکھا ہے ہم و بعد ازین آنچه از رکن سباعی
مؤلف از دہ مجموع و دو سبب خفیف آید و تا زبان یک مصرع از تکرار یک رکن سہ بار آوردہ اند
و بار بیان از تکرار یک کن چار بار پس بیت تازی سدس باشد و پارسى ششم و اگر ابتدا
نوند کنند برین وزن آید مفاصل سہ بار یا چار بار و آنرا پنج خوانند و اگر سبب اول کنند
برین وزن آید ستفعلن سہ بار یا چار بار و آنرا رجز خوانند و اگر بسبب دوم کنند برین وزن آید
فاعلاتن سہ بار یا چار بار و آنرا رجز خوانند و بیت ازین دائرہ بروزن پنج سدس چنین باشد
ع مر اول نے و لاراجی نیابند و بروزن رجز سدس چنین باشد ع بدل فی ہذا لاری نیابند و مر

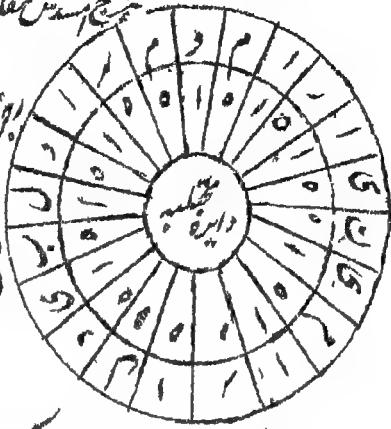
وہ وزن میں مسدس چھین شمس عی دلارامی نیارامدراول ہو اگر بعد از نیارامدگار نیارافزائیم جملہ میں شود و این دلار
جملہ خوانند شمس را مجتلبہ زائدہ و صورت دلار و مجتلبہ این است اور پھر اسکو جو جرجن کہ رکن سباعی ہو گا
مجموع اور دو سبب خفیت سے آئی ہیں اہل عرب میں ایک مصرع تکرار رکن واحد تین بار
مسدس لائے ہیں اور اہل پارس تکرار رکن واحد سے چار بار یعنی شمس لائے ہیں پس بیت
میں مسدس یعنی شش رکفی ہوگی اور پارسی میں شمس یعنی ہشت رکفی اور اگر ابتدا و تہ سے کریں
اور ابتدا و تہ بہتر ہے سبب سے بسبب تکمیل و تہ کے سبب سے یہ وزن ہوگا مفاعیلین
تازی میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہزج کہتے ہیں اس واسطے کہ ہزج لغت میں آ
باترخم ہے بسبب نکوئی اس بحر کے یہ نام اسکا رکھا اور اگر ابتدا بسبب اول کریں اسواسطے
پہلے ابتدا بسبب اول سے چاہیے بعد سبب دوم سے یہ وزن ہوگا مستفعلن تین بار تازا
میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہزج کہتے ہیں اسواسطے کہ ہزج بالتحریک لغت میں
اوس ہزج کو کہتے ہیں کہ پاسے ہشت کو لغز میں لائے پس اس بحر کا نام ہزج رکھا بسبب نظم
و ہزج کے بسبب تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے کہ عرب میں بیشتر منظور مستفعلن
ہے اور اگر ابتدا بسبب دوم سے کریں یہ وزن ہوگا فاعلاتن تین بار تازی میں اور چار بار
فارسی میں اور اس بحر کو رمل کہتے ہیں اسواسطے کہ رمل لغت میں مشتاب رفتن ہو پس
اس بحر کا نام رمل رکھا بسبب دانے کے کہ شتاب اور روان پڑھی جاتی ہے اور بیت اس
دائرے کی ہزج مسدس میں یون ہے مصرع مراول بی دلارامی نیارامد ہر وزن مفاعیلین
مفاعیلین مفاعیلین اور ہزج مسدس میں یون ہے مصرع دل بی دلارامی نیارامد ہر وزن
مستفعلن مستفعلن اور رمل مسدس میں یون ہے مصرع بی دلارامی نیارامد مراول
ہر وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اور اگر بعد نیارامد کی نگار تیا زیادہ کریں جملہ اوزان
شمس ہو جائیں اور اس دائرے کو مجتلبہ کہتے ہیں اسواسطے کہ اجتلاب لغت میں بمعنی
کشیدن ہے اور ارکان اس دائرے کے ارکان بخور دائرہ اوسے سے کھینچے گئے
ہیں مفاعیلین طویل سے اور مستفعلن بسیط سے اور فاعلاتن مدید سے اور دائرہ شمس
مجتلبہ زائدہ کہتے ہیں اسواسطے کہ ایک رکن اوس میں مسدس سے زیادہ ہے

اور صورت دائرہ مجملہ کی یہ ہے کہ کھچی جاتی ہے

خرج سبب مفاعیلین ۷ بار

بجز سبب مفاعیلین ۷ بار

دل سبب مفاعیلین ۷ بار



هم وزائده هم برین قیاس باشد و باشد کم مین بجز با بحد ساکن سبب دوم بکار و از اندام خارج
بر نیگونیہ شود مصاعیل چار بار و بجز بر نیگونیہ مفتعلن چار بار و دل بر نیگونیہ مفتعلن چار بار و بیت
دائرہ خرج برین منوال بود بیت مراکس ندم و دوم مراکس نکند شاد و دیر وزن رجز بیت
اکس ندم و دوم مراکس نکند شاد و دیر وزن رجز بیت ندم و دوم مراکس نکند شاد و دیر وزن رجز بیت
بجز رانج کفوف و رجز مطوی و دل مجنون خوانند و دائرہ بر قیاس گذشتہ نند و دائرہ مجملہ
زائده فرا حقه خوانند و بعضی بلقی دیگر خوانند و بعضی دیگر را این دائرہ نیاوردیم است اور زائده کجی
اسی طرح ہے یعنی ایک کن مثل نگار نیاز یاد کر کے اس طرح نشانات کا دائرہ لکھتے ہیں اور یہی
اہل فارس انہیں بجز و نکو ساکن سبب دوم کو مفاعیلین سے دور کر کے استعمال کرتے ہیں پس
ہر جن مفسر اس وزن پر ہوتی ہے مفاعیل چار بار ایک مصرع مین نونی مفاعیلین سے کہ ساکن سبب
دوم تھا دور ہوا اور ہر شمس اس وزن پر مفتعلن چار بار ایک مصرع مین جب مفاعیلین سے ساکن
سبب دوم دور کیا مفاعیل رہا اور جب ان اسباب کو جن مین ساکن سبب دوم دور ہوا ہے وند پر قدم
یا عیل مفاعیلین اس کے مقام پر لائے اور دل شمس اس وزن پر مفتعلن چار بار ایک مصرع
مین جب مفاعیلین سے ساکن سبب دوم دور کیا مفاعیل رہا اور جب ابتدا اس سبب سے کہ
مفاعیل ہو مفتعلن اس کے مقام پر لائے اور بیت دائرہ خرج سے اس طرح پر ہے بیت مرا
راکس ندم و دوم مراکس نکند شاد و دیر وزن رجز بیت مراکس نکند شاد و دیر وزن رجز بیت
یعنی اسی وزن پر ہوگا قطع یہ ہے مراکس مفاعیل و دیر وزن مفاعیل مراکس مفاعیل نکند شاد و مفاعیل

اور بیت بر وزن **خبر** اس طرح پر بیت کس نہد و اور کس کند شاد و مراد قطع بیت
 کس نہد مفتعلن و اور مراد مفتعلن کس کند مفتعلن شاد و مراد مفتعلن اور بیت بر وزن رل اس طرح
 پر بیت نہد و اور کس کند شاد و مراد کس بہ قطع بیت نہد و اور کس کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد
 کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد کس کند شاد و مراد
 سالتوان حرف گرا ہے اور رجز مطوی اس واسطے کہ عیلمن مفاعین کہ بر وزن مستعلن
 چوتھا حرف دو وزن سہیوں سے گرا ہے اور رل مجنون اس واسطے کہ لن مفاعی بین کہ
 بر وزن فاعلاتن ہے دوسرا حرف گرا ہے کہتے ہیں اور دائرہ انکا موافق دائرہ گذشتہ
 لفظ ہیں اور اس دائرے کو دائرہ مجملہ زائدہ مزاحفہ کہتے ہیں وجہ تسمیہ مجملہ اور زائدہ کا
 سابق بیان ہوئی اور مزاحفہ اس جہت سے کہ رکن اس میں مزاحفہ ہیں اور بعضوں سے
 اور بھی اسکا لقب کیا ہے چنانچہ سیفی نے اپنی رسالہ میں اسکو مؤلفہ کلمہ صحیح قولہ بخت ساکن سبب و مفعول
 کہ بخت ساکن سبب و مفعول یعنی بخت و مفعول عیلمن مفاعیل بضم لام و در مستعلن یعنی بلی مستعلن
 کہ متعلق مفتعلن میشود و این کلام صحیح و مطابق است اما در فاعلاتن از حذف ساکن سبب
 فاعلاتن بضم تا میماند فاعلاتن مجنون چنانکہ مصنف آورده کما ہوتی جمیع النسخ الحاضرة
 و بطریق الشرح المثل لہ ایضا زیرا کہ در فاعلاتن ساکن سبب اول حذف شدہ است و وجہ ایش
 آنست کہ مراد مصنف علام از ثانویت سبب و رین ترکیب فاعلاتن نیست بل در ترکیب مفاعیل
 کہ آخر اصل قرار داده و رجز رل را بہ بدایت از سبب اول و ثانی از ان منفک ساخته و شک نیست
 کہ چون بدایت از سبب ثانی مفاعیل کند فاعلاتن می شود و بحذف ساکنش فاعلاتن ثم کلامہ
 الحمد لہ کہ صاحب حاشیہ اگر پہلے اس جگہ راہ کجی چلا کر آخر راہ راست اختیار کی کہ سوا اسکا
 چارہ نہ دیکھا و دوسرا حاشیہ یہ سہم قولہ مجملہ زائدہ مزاحفہ اما وجہ تسمیہ مجملہ در ما قبل گذشت
 و زائدہ از بخت کہ یک رکن زائد و اور مزاحفہ از بخت کہ گفت و طی و خین و ان از رخافات
 واقع شدہ اما مخفی نماند کہ وضع دائرہ برای بیان اصل ارکان باشد و لہذا ارکان بجز راکہ
 غیر از مزاحفہ مستعمل نمیشود و نیز سالم آندیس دائرہ مزاحفہ نشاید و الا دوا و رفوعات و دیگر را نیز بیان
 باید کرد و تم کلامہ صاحب شرح نے جواب اسکا اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے میں پوشیدہ نیست

کہ صاحب میزان المقصود در اصل از تالیف این کتاب ثابت کردن غلطی نامی مصنف علام بود کہ بہر
 ترقی کہ مطلب بذہن رسیدہ غلطی بطرف محقق منسوب کردہ چنانکہ درین محل وجوہش بدو صورت
 ظاهر و باہر بہشت کہ نزد صاحب میزان کہ وضع دائرہ برای بیان اصل ارکان باشد این محض غلط
 و خلاف جہواست چہ بیان اصل ارکان علت غایت برای وضع دائرہ نزدیک کسی نباشد بیکہ
 غایت انضمام و التکامک بجز از یکدیگرست ثانیاً ایکہ وضع دائرہ خاصہ برای اصل ارکان کسی
 ننوشتہ اسچہ ممنوع است نیست کہ اصول و فروع را با ہم خلط کنند و تقابل و تساوی بکمیست
 حروف چنانکہ در اصول مشروط است بہمان طریق در فروع نیز در کار بود و نیاز دون دو اثر فروع
 در کتب عروض بحت احتراز از تطویل باشد اینکامی ممنوع نوشتہ باشد و مصنف نکتہ نوشتہ کہ
 ہر جا حاجت افتد و اثر بہشت فروع ہم ثبت توان کرد و مراد از ان ہمین است کہ کسی محتاج نہ
 اسکار و چون دو اثر فروع است ضروری نباشد از بخت مصنف علام ہم از اننوشتہ ہم کلامہ اسب ہم
 کہتہ ہین کہ دونون صاحب مطلب کتاب کو نہ پہونہ بخ و اور تطویل بیفائدہ سوال و جواب اسچ
 محقق علیہ الرحمہ تفصیل اوزان پنج مین گھتہ ہین کہ آبا پارسی اسش در دائرہ مفالین مشبت با
 بود و دونوع بود سالم و کفوف ہم دونوع بود موفور و اخر ب و کفوف موفور را کفوف ہینا
 خوانند و بعضی ہر نوعی را بجز دیگر شمرند اند اور بیان اوزان رخر مین گھتہ ہین کہ و آبا پارسی ار
 این بحر در دائرہ مستغفلن مشبت بار باشد و نہ نوع بود سالم و مخون و مطوی اور بیان اوزان رل
 ہین کہ ہین کہ آبا پارسی این بحر دونوع آید سالم و مخون و بعضی عروضیان ہر یک را بجز دیگر
 شمرند پس ظاہر ہے کہ جو لوگ ہرج اور رخر اور رل کو ایک ایک بحر جانتے ہین اونے کو لوگ
 دائرہ اسے ارکان سالم کافی ہین اور جو لوگ ہر قسم کو انہین سے بحر علاحدہ قرار دیتے ہین
 اونے نزدیک دائرہ ارکان سالم اور دائرہ ارکان مزاحفہ دونون در کار ہین کو اسے کہ ہم
 ارکان مزاحفہ اونے نزدیک بجائے اصل ارکان ہین کہ بحر علاحدہ قرار دیتے ہین اور سوا اسے
 رسالہ ہاسے عروض مین دو اثر ارکان مزاحفہ بھی موجود ہین ہم داز تکرار کن سباعی بسیط کہ
 از تہ مفروق بود و بحر مشعل نسبت و آما از غلط سباعی یکدیگر دآن رکنی بود کہ مولف از
 دو سبب خفیف بود و تندی مجموع و رکنی کہ مولف بود از دو سبب خفیف و تندی مفروق و تازیان

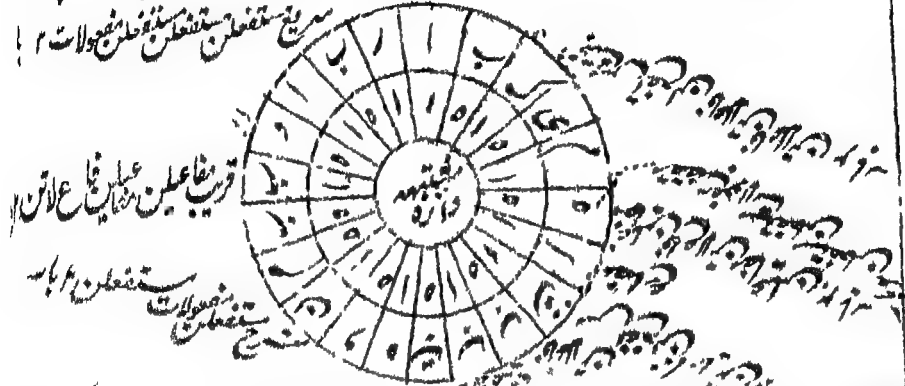
مسدس بکار و از بد کلیصرع از رکن مجموعی دوبار و رکن مفروق کی بار و چون در دائرہ نہند ابتدا از بد
 ممکن بود چه این سبب رکن مولف از بد جزو باشد اگرکہ ابتدا بدو سبب رکن مجموعی رکن اول کند
 تا این وزن باشد مستفعلن مستفعلن مفعولات و این بحر اسباع خوانند است اور تکرار رکن سباع
 تنها سے کہ اوس میں و تد مفروق ہو جیسے لات مفعولات میں اور فاع فاع لاتن میں اور فاع
 مس فاع لن میں کوئی بحر مستعمل نہیں ہے یعنی کوئی بحر نہیں نکلی ہے و اما آمیزش سباعی
 با یک دیگر بحرین نکلی ہیں مگر اوس سباعیات میں کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب خفیف
 و تد مجموع سے خواہ دونوں سبب مقدم ہوں جیسے مستفعلن میں خواہ موخر ہوں جیسے مفاعیلن
 خواہ در میان دونوں سببوں کے و تد جیسے فاعلاتن میں اور کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب
 اور تد مفروق سے مثل مفعولات اور فاع لاتن کے اور اہل عرب اوسکو مسدس مستعمل کرتے ہیں
 ایک مصرع رکن مجموعی سے دوبار اور رکن مفروق سے ایک بار مثل مستفعلن مستفعلن مفعولات کے اور
 دائرے میں لکھتے ہیں ابتدا نو جگہوں سے ممکن ہوتی ہے کس واسطے کہ یہ تین رکن مولف نو جگہ
 ہیں یعنی ایک ایک میں تین میں جزو ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ ابتدا ساتھ دو سبب کن بحر
 رکن اول کی کرین کہ یہ وزن ہو مستفعلن مستفعلن مفعولات اور اوسکو بحر سباع کہتے ہیں معلوم کیا جا
 کہ ابتدا اور تد سے بہتر تھی جیسا کہ اور دائرہ میں کیا ہے پس مضارع کو مقدم کرنا تھا کہ مضارع
 کی ابتدا میں و تد ہے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ رکن اول مضارع کا سالم مستعمل نہیں ہوا ہے
 پس و تد مجموع گویا اوس میں نہیں ہے اور خلیل ابن احمد سے جو لوگوں نے پوچھا اوس
 یہ جواب دیا کہ و تد مفروق اوسکا صدر سے نزدیک ہے اور تد مفروق اول بیت کو ابتدا
 کرتا ہے پس تقدیم سباع کی سب پر اس واسطے ہے کہ و تد مفروق اوسکا صدر سے دور تر ہے
 اور چونکہ بنا سباع کی دو سبب اور ایک و تد مفروق پر ہے اور شرح اس میں اوسکے موافق ہے
 لہذا بعد سباع کے منسج کو بیان کیا اور خفیف کو مضارع پر اور مضارع کو مقضب پر اور مقضب
 محبت پر اس واسطے مقدم کیا کہ و تد مفروق ہر ایک میں صدر سے دور تر ہے یہ نسبت دوسری
 کے سبب کتاب کنندہ اور جلد اور نام ایک بحر کا عرض سے اور اس بحر میں اسباب زیادہ
 ہیں اور اس سے لہذا سرعت پر ہی جاتی ہے کذا فی النیثام ہر ایک ابتدا بسبب دوم ہاں

رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن فاعلاتن مس قفع لن و این بحر مستعمل نیست **ت** اور دوسری صورت
 یہ ہے کہ ابتدا کرین سبب دوم اوسی رکن سے کہ یہ وزن ہو فاعلاتن فاعلاتن مس قفع لن اور یہ
 بحر مستعمل نہیں ہے بعض اس بحر کو جدید کہتے ہیں اور غریب بھی کہا ہے اور اسکو بزرجمہر نے
 ایسا دیکھا ہے جدید جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو اور نام بحر عروض کا کہ یہ بحر نئی پیدا ہوئی ہو
 نوزدہ گانہ میں کذا فی الغیث ہم آئکہ ابتدا بوتدہاں رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن
 فاعلاتن فاعلاتن و این بحر تازی مستعمل نیست و پارسی آئرا قریب خوانند **ت** تیسری صورت
 یہ ہے کہ ابتدا و تہ سے اوسی رکن کی کرین کہ یہ وزن ہو فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اور یہ بحر
 تازی میں مستعمل نہیں ہے اور فارسی میں اسکو قریب کہتے ہیں اس واسطے کہ ارکان میں ہج
 اور مضارع سے قربت رکھتی ہے یا یہ کہ زمانہ قریب ترین پیدا ہوئی ہے کہ یوسف عروضی
 نیشاپوری نے اسکو نکالا ہے قریب ایک بحر ہے بحر نوزدہ گانہ سے کذا فی الغیث ہم
 آئکہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی کنند تا این وزن باشد مستفعل مفعولات مستفعل مفعولات و این بحر تازی
ت چوتھی صورت یہ ہے کہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی سے کرین کہ یہ وزن ہو فاعلاتن
 مفعولات مستفعل اور اس بحر کو نسج کہتے ہیں اس واسطے کہ لہولت اور روانی پڑھی جاتی
 منسرح بضم میم و سکون نون و فتح سین مہملہ و کسر را مہملہ و حای مہملہ آسان و روان کر دہ شدہ
 اور نام ایک بحر کا چونکہ اسباب اس بحر میں مقدم ہیں و تہ پر لہذا آسانی زبان پڑتی ہے اور
 بعضوں نے لکھا ہے کہ انسراج بعضی انجامہ بیرون آمدن ہے اور یہ بحر نقصان زحانات
 میں بیان تک پہنچی ہے کہ بمقدار و در رکن کے رہ جاتی ہے لہذا اسباب اس اختصاص ہے کہ نسج
 نام رکھا کذا فی الغیث ہم آئکہ ابتدا بسبب دوم میں رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن
 مس قفع لن فاعلاتن و این بحر را خفیف خوانند **ت** پانچویں یہ صورت نسبت ہے کہ ابتدا
 سبب دوم اسی رکن سے کرین کہ یہ وزن ہو فاعلاتن مس قفع لن فاعلاتن اور اس بحر کو
 خفیف کہتے ہیں بسبب اس کے کہ اخف سببایات ہے بسبب اقبال اسباب کے ساتھ
 و تا و کے طرفین سے خفیف سبک اور نام ایک بحر کا بحر اسے عروض سے کذا فی الغیث
 ہم آئکہ ابتدا و تہ میں رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن و این بحر را

مضارع خوانند **ت** چھٹی یہ صورت ہے کہ ابتدا اس رکن دوم کی وند سے کر
 وزن ہو مفاعیلین فاع لاتن مفاعیلین اور اس بحر کو مضارع کہتے ہیں بسبب مشابہ
 بحر نسج سے کہ دوسرے جزوین ان دونوں کی وند مفروق ہے مضارع بضم
 جملہ مشرک در ثنیۃ منتخب ہو اور مضارع است بمعنی مشابہت اور مضارع نام ایک بحر کا جو
 اور اس بحر کا اس واسطے مضارع نام رکھا کہ مشابہہ ہے منسرح سے کہ دونوں میں اوتا
 ہیں اسباب پر کذا فی الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بدو سبب رکن مفروق کنند و برین وزن دونوں
 مستفعلن متفعلن و این را مقتضب خوانند و پارسی مستعمل نیست **ت** ساتویں صورت
 یہ ہے کہ ابتدا دو سبب رکن مفروق سے کریں کہ یہ وزن ہو مفعولات مستفعلن متفعلن
 اس بحر کو مقتضب کہتے ہیں بسبب بریدہ ہونے کے بحر منسرح سے کہ رکن دونوں
 ایک میں فقط فرق ترتیب میں ہے اور یہ بحر فارسی میں مستعمل نہیں ہے مقتضب بضم
 و فتح ضا و معبرہ بریدہ شدہ اور نام ایک بحر کا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی است ارکان دونوں
 ایک ہیں اختلاف فقط ترتیب میں ہے کذا فی الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بسبب وند
 کنند و برین وزن باشد اس تفع لن فاعلاتن و این بحر را مجتث خوانند **ت** آٹھ
 صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب و م اسی رکن سے کریں کہ یہ وزن ہو س تفع لن فاعلاتن
 اور اس بحر کو مجتث کہتے ہیں کہ بحر خفیف سے برکنہ ہوئی ہے مجتث بضم میم و سکون جیم
 نامی فوقانی و تشدید نامی شلثہ جنی زنج برکنہ شدہ اور نام ایک بحر کا جو فزودہ گاہ سے
 اور اس بحر کو بحر خفیف سے برکنہ کیا ہے کسواسطے کہ ان دونوں بحر وں کے ارکان میں
 اختلاف ہے کہ اس بحر میں متفعلن مقدم ہے دو فاعلاتن پر اور خفیف میں درمیان کہ
 الغیاث ہم نہ آنکہ ابتدا بوزن مفروق کنند کہ این وزن شود فاع لاتن مفاعیلین مفاعیلین و این
 مستعمل است **ت** اور نویں صورت یہ ہے کہ ابتدا وند مفروق سے اس رکن کی کہ
 کہ یہ وزن ہو فاع لاتن مفاعیلین مفاعیلین اور یہ بحر بھی مستعمل ہے اور بعض اس بحر کو مشاکل
 بین مشاکل بضم میم و کسکراف مانند و شکل شونده اور نام ایک بحر کا ہے بحر عروض
 منتخب اور غیاث سے ہم پس بحر مستعمل در ہر دو لغت ازین دائرہ ہفت است و بہت دایرہ

ابر وزن سرخ چین بوجع بادہ بین وہ تو بتا ہم کیا رہے و بر وزن قریب بین وہ تو
 بتا ہم کیا بادہ و بر وزن نسج ع وہ تو بتا ہم کیا بادہ بین و بر وزن خفیف ع وہ
 بتا ہم کیا بادہ بین وہ و بر وزن مضارع ع بتا ہم کیا بادہ بین وہ تو و بر وزن مقصوب ع
 اہم کیا بادہ بین وہ تو بتا و بر وزن مجتہد ع کیا بادہ بین وہ تو بتا ہم دین دائرہ را ہم
 دائرہ شنبہ خواند و صوتش انیست پس بحرین مستعمل زبان عربی اور فارسی میں اس
 دائرے سے سات ہیں اور دونوں مستعمل اور بیت اس دائرے کی وزن شریح میں یوں ہے
 جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے بادب بین مستفعلن وہ تب بتا مستفعلن ہم کیا
 مفعولات بجائے ما اور او حرف با کا لکھنا وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ لہجہ اہل پارس کا
 تلفظ میں یوں ہی ہے اور وزن قریب میں یوں ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
 بین وہ تب مفاعیلن بتا ہم یک مفاعیلن بار بادہ فاع لاتن وجہ منفصل ہونی فاع لاتن کی
 ظاہر ہے اور وزن نسج میں یوں ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے وہ تب بتا
 مستفعلن ہم کیا مفعولات بادب بین مستفعلن اور وزن خفیف میں یوں ہے جو مرقومہ متن
 ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تب بتا ہم فاعلاتن کیا بار با مس قفع لن دب بین وہ فاعلاتن اور
 وزن مضارع میں یوں ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے بتا ہم یک مفاعیلن بار
 بادب فاعلاتن بین وہ تو مفاعیلن یہاں صاحب میزان نے یہ حاشیہ لکھا ہے جو قولہ بتا ہم
 تقطیعہ بتا ہم یک مفاعیلن بار بادب فاعلاتن میں وہ تو مفاعیلن و شمار کردن و او تو را بجا
 حرفی از بہر ضرورت قافیہ بہت تم کلامہ پس مصرع ثانی کہاں ہے جسکے سبب ضرورت قافیہ
 ہوئی اور او کو بجائے حرف کہاں شمار نہیں کیا کہ اوسکے مقام پر ہر جگہ ہے آئے بسبب
 او غام کے موافق لہجہ اہل فارس کے مگر یہ کہا جائے کہ لفظ تو اس مصرع میں آخر واقع ہوا
 اور لفظ بتا اول پس واو بے سے کیونکر بدلتا اسطرخ وزن قریب میں بادہ آخر واقع ہوا
 اور لفظ بین اول پس وہ ہے ہے بے سے نہ بدلے آدم پر مہ مطلب اور وزن مقصوب میں
 یوں ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے ہم کیا مفعولات بادب بین مستفعلن وہ
 تب بتا مستفعلن اور وزن مجتہد میں یوں ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے کیا بار

باسم اللہ رب العالمین دہ فاعلاتن تب بتا ہم فاعلاتن اور اس دائرے کو دائرہ
 کہی کہتے ہیں اور دائرہ و تدبجی اور وجہ اشتباہ اسمین یہ ہے کہ مستفعل اور فاعلا
 و دونوں متصل اور منفصل واقع ہوئے ہیں پس دونوں میں شبہہ پڑتا ہے اور اس
 لئے کہا ہے کہ بحرین اسکی مشتبہہ ہیں اور صوت دائرے کی یہ ہے



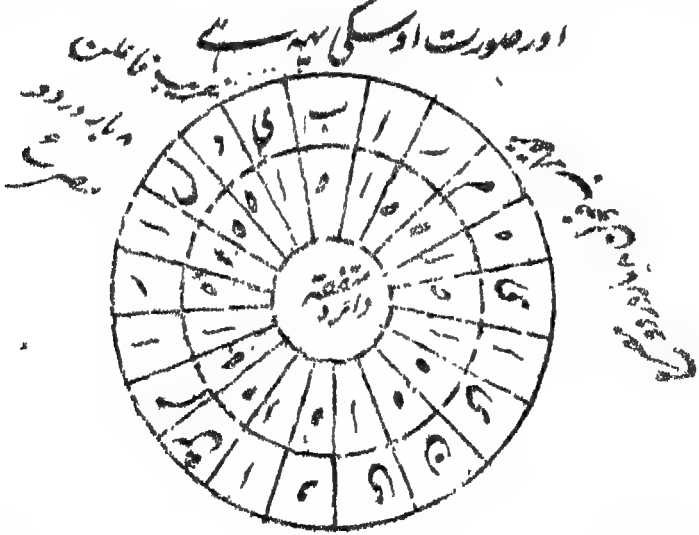
م و زبان پارسی این کجہ با سالم بکار نذرند یعنی ارکان همچنین بسلاست و لیکن بکار
 ساکن سبب دوم از ہمہ ارکان بکار نذرند و دائرہ را کہ بدین وضع نوشتہ شد شبہہ مزاحفہ
 و سرچ منوج و مقتضب را بطوی مقید کنند و قریب مضارع را بمکفوف و خفیف و مجتہد
 بخون است اور زبان فارسی میں ان بجز ان کو سالم مستعمل نہیں کرتے ہیں نیز ارکان
 نہیں لاتے مگر ساکن سبب دوم سب ارکان سے حذف کر کے استعمال کرتے ہیں اور اگر
 دائرہ ارکان مزاحفہ کو مشتبہہ مزاحفہ کہتے ہیں اور سرچ و سرچ اور مقتضب کو بطوی
 مقید کرتے ہیں یعنی مستفعل اور مفعولات طے سے مستفعل اور فاعلات ہو جاتے ہیں
 بعینہ اور قریب اور مضارع کو بمکفوف مقید کرتے ہیں یعنی مفاعیلن اور فاعلاتن کہ ہر ذلک
 علین مستفعل اور لات مفعولین کف سے مفاعیل اور فاعلات ہو جاتے ہیں بعد تبدیل اور
 خفیف اور مجتہد کو بہ مجنون مقید کرتے ہیں یعنی فاعلاتن اور س قفع لکن کہ ہر ذلک
 مس اور مفعولات مت ہیں ضبن سے فاعلاتن اور مفاعیلن ہو جاتے ہیں بعد تبدیل اور ضرورت
 دائرہ مشتبہہ مزاحفہ کی اس جہت سے ہوئی کہ فارسی میں یہ بحرین یا ارکان سالم مستعمل نہیں
 ہوتے مگر مزاحفہ پس طرح دائرہ اصول ارکان سے عربی میں صورت انضمام و انفکاک
 اور ان ممکن اور مقصود ہے اسی طرح دائرہ مزاحفہ سے فارسی میں لہذا مصنف علیہ الرحمہ

صورت دونوں اروزن کی عبارت میں مضبوط کر دی اور دائرہ مزاحمت خیال طویل نہیں لکھا ہم یہ چیزیں تو مفتعلن مفتعلن
 فاعلاتن عین وہ تو بتا ہم سے بار تو قریب مفاعیل مفاعیل فاعلاتن عین وہ تو بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے مفتعلن
 فاعلاتن مفتعلن عین وہ تو بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے و خفیف فاعلاتن مفاعیل فاعلاتن عین وہ تو
 بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے و مضارع مفاعیل فاعلاتن مفاعیل عین بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے وہ تو
 و مقصوب فاعلاتن مفتعلن مفتعلن عین ہم سے بار بادہ ہونے سے وہ تو بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے فاعلاتن
 عین سے بار بادہ ہونے سے وہ تو بتا ہم سے بار بادہ ہونے سے و تیار در دائرہ اول مشد و باید گفت و اینجا خفیف
 است اور وزن سرج مصرع اور مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے باد میں مفتعلن
 و دست بتا مفتعلن ہنس بار فاعلاتن اور وزن قریب اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے ہنس دست مفاعیل بتا ہنس مفاعیل بار باد فاعلاتن اور وزن نسج اور مصرع
 مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دست بتا مفتعلن ہنس بار فاعلاتن باد میں
 مفتعلن اور وزن خفیف اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بتا ہم فاعلاتن
 سبار یا مفاعیل عین وہ فاعلاتن اور وزن مضارع اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے بتا ہم مفاعیل بار باد فاعلاتن ہنس دست مفاعیل اور وزن مقصوب اور
 مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے ہنس بار فاعلاتن باد میں مفتعلن و دست بتا
 تعلن اور وزن محبت اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے سبار یا مفاعیل
 عین وہ فاعلاتن بتا ہم فاعلاتن پس حرف با جو ہنس اور بتا عین ہے دائرہ اول میں مشد و
 ما چاہیے بسبب مطابقت لہجہ عجم کے اور اس جگہ یعنی دائرہ مشتبہہ مزاحمت میں خفیف لہجہ
 سکے کہ حرف سابق موقوف نہیں ہے تفصل یہ کہ جب بادہ ہنس اور تو بتا بار وزن مستعلن اور
 علن ہونے کے حرف ہا اور او کہ اکثر مقاموں میں تلفظ میں نہیں آتے اس جگہ تلفظ میں آئیں گے
 افق لہجہ اہل عجم کے دال بادہ کے اور تے تو کی بے سے مل جائے گی اور تے مشد و ہو جائیگی
 رہا سے اول مقام ہی اور او کے ہوگی اور تقطیع میں تے مکرر لکھی جائے گی جیسے دائرہ
 مشتبہہ سالمہ میں اور ہر گاہ یہ حرف ہا اور او تلفظ میں نہ آئیں گے اور تقطیع ہو کر جائیں گے
 مدیکہ کمان سے ہوگی جیسے دائرہ مشتبہہ مزاحمت میں ہم و نیز پارسیان بعضی ازین سحر اشمن

ایک اور دو ایک مصرع از رکنی مجموعی و رکنی مفروقہ باشد دو بار بحر ثانی ممکن است شش اندوہ
 اول کہ رکن مکرر در اوایل مصرع باشد و آن سریع است و حمل اول و قریب یافتہ و شش بار
 اوایل فارس بعض این بحرون سے شمن استمال کرتے ہیں اور ایک مصرع رکن مجموعی اور
 مفروقہ سے ہوتا ہے دو بار اور وہ چہ بحرین ممکن ہیں اور تین بحرین پہلی کہ رکن مکرر اور
 اوایل مصرعون میں پڑا سے ساقط ہو جائیں گے کسواسطے کہ شمن تکرار نہیں ہونی اور
 سریع ہے کہ وزن او سکاستفعلن مستفعلن مفعولات ہے اور مطوی مفتعلن مفتعلن فاعلات
 اور حمل اول ہے یعنی جدید کہ وزن او سکافاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن اور محبون فاعلاتن
 فاعلاتن مفاعیلن ہے اور قریب ہے کہ وزن او سکامفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے
 مکفوف مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن ہے پس جب تین بحرین ساقط ہوین باقی رہیں چہ
 برنیگونہ وزن مسج مفتعلن فاعلاتن دو بار مصرع زن تو مرابزرای خوب نگار ابوصل
 خیف فاعلاتن مفاعیلن دو بار مصرع تو مرابزرای خوب نگار ابوصل زن و وزن
 مفاعیلن فاعلاتن دو بار مصرع مرابزرای خوب نگار ابوصل زن تو و وزن مقتضب
 مفتعلن دو بار مصرع بازرای خوب نگار ابوصل زن تو مرابزراحت مفاعیلن فاعلاتن
 مصرع ابوصل زن تو مرابزرای خوب نگارابزراحت فاعلاتن مفاعیلن دو بار مصرع
 خوب نگار ابوصل زن تو تو مرابزراحت و ازین شش سے مستعمل باشد و آن مسج و مضارع
 است و خیف شمن بسیار نیامدہ است و مقتضب در پارسی نیامدہ است و این داورہ را شہید
 خوانند و بعضی القاب داورہ بریکل دیگر کنند و این داورہ نیاوردیم تخفیف راست دہ چہ بحر
 شمن جو بعد اقساط بحر ثانیہ کے رہنمائی یہ ہن مسج خیف مضارع مقتضب محبت وزن
 حمل جبکہ مشکل کہتے ہیں اوزان اور صاریع مثال انکی مرقومہ متن ہیں اور تقطیعات
 جاتی ہیں تقطیع مصرع مسج زن مر مفتعلن بازرای فاعلاتن خوب سکاستفعلن ابوصل فاعلاتن
 تقطیع مصرع خیف مراب فاعلاتن رای خومفاعیلن بکار فاعلاتن ابوصل زن مفاعیلن تقطیع
 مضارع مرابز مفاعیلن رای خوب فاعلاتن بکار مفاعیلن و صل زننت فاعلاتن تقطیع
 مقتضب بازرای فاعلاتن خوب سکاستفعلن ابوصل فاعلاتن زن مر مفتعلن مسج مصرع

برصل زن مفاعلن مراً بافعال تن زرای خود مفاعلن بنکارا فعال تن لقلیح مصراع وزن مہل یعنی شاکل
 یہ ہے اس کے خوب فاعلات نکار بافعال مفاعلن وزن فاعلات مراً بافعال مفاعلن اور ان
 جہم بجدون بین تین بحر یک متعل بہن منسج اور مصراع اور محث او خفیف ثمن کم آئی ہے اور
 مقتضب فارسی بین مستعمل نہیں ہے اور مہل فارسی اور تازی بین متروک ہے اور اس دائرہ
 کو مشتبہ اندہ کہتے ہیں اور بعضوں نے القاب دائروں کے اور طرح پر کہے ہیں یعنی دائرہ
 اور دائرہ مترعد کہا ہے اور مصنف علیہ الرحمہ نے دو دنوں دائرے یعنی مشتبہ مزاحفہ مسدس
 اور مزاحفہ ثمنہ واسطے تخفیف کے نہیں لکھے ہم وہاں کہ بعضے دائرہ بہند بہت بحر اسے
 کہ مسدس و مزاحفہ آندہ باشد مانند سریع و قریب و خفیف و بحر مقتضب ہم دران دائرہ آورند و
 بدل دائرہ مشتبہ سالمہ این دائرہ آورند است اور بعضے عروضی دائرہ بحر مسدس اور مزاحفہ
 کالائی بین مانند سریع اور قریب او خفیف کے اور بحر مقتضب بھی اس میں شریک کی ہے
 اور بعض دائرہ مشتبہ سالمہ کے یہ دائرہ مزاحفہ لکھا ہے اور صورت دائرہ مسدس مزاحفہ
 الی یہ ہے کہ مثلاً سریع مسدس یہ ہے مفتعلن مفتعلن فاعلات پس اگر عین مفتعلن اول سے آغاز
 کیجیے رکن قریب کے نکلیں مفاعل مفاعل فاعلات اور اگر تا مفتعلن ثانی سے شروع کیجیے
 رکن خفیف کے نکلیں فاعلات مفاعل فاعلات اور اگر فاعلات سے ابتدا کیجیے رکن مقتضب کے
 عین فاعلات مفتعلن مفتعلن ہم و اما در خماسیات بسیطہ مک مصراع از تکرار یک کن بود چار بار
 دو بحر ازان ممکن بود کہ برخیزد یکے آنکہ ابتدا بود کند و برین وزن بود فاعلات چار بار و این بحر
 متقارب خوانند و دوم ابتدا بسبب کنند و برین وزن بود فاعلات چار بار و این بحر مستعمل نیست و
 خلیل آنرا غریب و کسب و متسق نام نہادہ است و اندکے شعر تازی بران بحر بعد از خلیل یافتہ
 اند و پارسیان ہم بتی چند بتکلف گفتہ اند است و اما خماسیات بسیطہ یعنی تنہا خماسیات
 اوغین ایک مصراع ایک کن کی تکرار سے ہوتا ہے چار بار اور دو بحر و نکا پیدا ہونا اس سے
 ممکن ہے ایک یہ کہ ابتدا بود تکرین و یہ وزن ہوگا فاعلات چار بار اور اس بحر کو متقارب
 کہتے ہیں اس واسطے کہ اسباب اور اوتاد اس کے قریب واقع ہوئیں ہر وتد سے ملا ہوا ایک
 سبب ہے یا در بیان دو سببوں کے ایک وتد ہے اور در میان دو وتدوں کے ایک سبب ہے

اور متدارک کا بھی نام متدارک اسی ہے کہ اسباب نے اوتا کو دریافت کیا ہو
 قریب یکدیگر ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب سے کریں وہ یہ وزن ہوگا
 فاعلن چار بار اور یہ بحر متعل نہیں ہے اور غلیل نے اسکا نام غریب اور کض اور متسق
 رکھا ہے اور بعضوں نے متدارک اور محدث اور مخترع اور متدانی اور شقیق اور غنیب اور منتظم
 اور متقاطر بھی اس بحر کو کہا ہے اور چند شعر عربی اس میں بعد غلیل کے دست یاب ہوئے
 ہیں اور اہل فارس نے بھی چند بیتیں اس میں یہ تکلف کمی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ غلیل نے
 رکن اس بحر کے نکالے اور نام بھی رکھا مگر اشعار اس بحر میں نہیں پائے بعد اسکے بعض
 خواہ اورون نے شعر اس بحر میں پائے اور یہ بحر مقرر اور مستعمل کی ہم و چون در دوائر بہمن
 بیتش بر وزن مقارب چین باشد ع مرانے دلارام شادی نیاید و بر وزن غریب چین
 ع تے دلارام شادی نیاید مرانے دلارام شادی نیاید و بر وزن غریب چین
 و اترے میں لکھتے ہیں وزن مقارب یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی
 یہ ہے مرانے فعلن دلارافعلن مشادی فعلن نیاید فعلن اور وزن غریب یعنی متدارک
 یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دلارافعلن رام شافعلن
 دی نیافتعلن یدمرافعلن اور اس دائرے کو متفقہ کہتے ہیں بسبب اتفاق ارکان



ہم پس در از نو یک عربی است مختلفہ بتولفج مجملہ و مشتبہ و متفقہ و نزو یک
 بحم ہم پنج باشد مجملہ بالمب مزاحفج مشتبہ ثمنہ و مشتبہ مسدسہ و متفقہ و بحر کہ ازین

دو اتر ممکن است کہ بر غیر دہشت زدہ است و مستعمل نزدیک عرب ازین جملہ پانزدہ آطویل
 سب بدیدج بسیط و کافرہ کامل دہنج زر جرج رمل ط سیرح می منسج یا خفیف یب
 منسج مع متعصب بد مجتہد یہ متقارب و مٹا نزد ہم غریب و باقی حمل است و نزدیک عجم
 دہ است اہنج ب ر جرج رمل سیرح و قریب منسج خفیف ح منسج ط مجتہد می متقارب
 و بعضے فراخفات بر شمار گیرند و از دواست شبہ ہمہ سچو مستعمل و شمار آورند و جسہ از یادہ گرد و
 این است تفصیل دواست بورت پس دواست نزدیک عرب کے پانچ ہین پہلا مختلفہ دوسرا
 متعلقہ تیسرا مختلفہ چوتھا مشتبہہ پانچواں متعلقہ اور نزدیک عجم کے بھی پانچ ہین پہلا مختلفہ سہلہ
 دوسرا فراخفات تیسرا مشتبہہ چوتھا مشتبہہ سدسہ پانچواں متعلقہ اور بحرین کہ جبکا پید اہو ناران
 داورون سے ممکن ہے بائیس ہین پانچ مختلفہ سے یعنی طویل بد بد عریض بسیط عمیق اور تین
 متعلقہ سے و اگر کامل حمل جبکہ زن فاعلاکٹ گھاسنہ اور تین مختلفہ سے ہنج ر جرج رمل اور نو
 مشتبہہ سے سیرح بد بد قریب منسج خفیف منسج متعصب مجتہد مشکل اور دو متعلقہ سے
 متقارب متدارک اور تین مستعمل عرب پندرہ بحرین ہین پہلی طویل دوسری بد بد تیسری بسیط
 چوتھی وافر پانچوین کامل چھٹی ہنج ساتوین ر جرج اٹھوین رمل نوین سیرح دسویں منسج
 گیارہوین خفیف بارہوین مضارع تیرہوین متعصب چودہوین مجتہد پندرہوین متقارب
 یہ پندرہ ہوین آور سولہوین غریب یعنی متدارک بھی کہہ استعمال میں آگئی ہے اس
 حساب سے سولہ ہوین باقی حمل ہین دہ عریض اور عمیق اور مہمل اور جدید اور قریب
 اور مشکل اور نزدیک عجم کے دس ہین پہلی ہنج دوسری ر جرج تیسری رمل چوتھی سیرح پانچوین
 قریب چھٹی منسج ساتوین خفیف اٹھوین مضارع نوین مجتہد دسویں متقارب پس بحرین
 طویل اور بدید اور بسیط اور وافر اور کامل اور متدارک پارسی میں مستعمل نہیں جو کہہ کہا ہے
 انہیں یہ تشبہ عرب کہا ہے اور بعضوں نے فراخفات کو شمار میں زیادہ کیا ہے اور دونوں
 داورون مشتبہہ سے سب سچو مستعمل کو شمار میں لائے ہین یعنی مشتبہہ فراخفات سدسہ سے
 چہم بحرین مستعمل سیرح ملوئی اور قریب اور مضارع مکفوف اور خفیف اور مجتہد مجنون
 اور فراخفات مشتبہہ سے چار بحرین مستعمل منسج منسج مجتہد خفیف اس صورت میں اگر کہ

شمار کے بحرین زیادہ چوبائین کی ہی یہ تفصیل دائرون اور بحرین کی ظاہر ہے کہ جدا کرنا
 اشرف اور نہ اس کا شمار میں تکلف سے خالی نہیں اور فارسیوں نے بحر تازی کو بھی شمار
 کیا ہے اور تین بحرین جدید قریب مشاغل اور انہیں ملائی ہیں پس اس حساب سے
 انوشیر کج بن ہوتی ہیں جیسا کہ مشہور ہیں اور معلوم کیا جا رہے کہ مصنف علیہ الرحمہ فرعون
 ابجد کو بحساب اعداد و علامات شمار فرمایا ہے پس علامت چاک کی دال ہوتی ہے اس کے
 اصناف یہ ہیں کہ کھٹا اسوا سطلے ہے کہ داو سے ملتے ہیں اور بعد عشر کے احاد کو عشرت
 سے منسوب کیا ہے پس یا عبارت یا زیادہ سے اور یہ عبارت دو اردہ سے ہے ہم و ہوا
 رکن اول را از مصرع اول صدر خوانند و رکن آخر را عروض و رکن اول را از مصرع دوم ابتدا
 خوانند و رکن آخر را ضرب و رکن ہا سے باقی را جشوت اور جان تو کہ رکن اول مصرع
 اول کو صدر کہتے ہیں اسوا سطلے کہ صدر میں واقع ہوا ہے اور رکن آخر مصرع اول کو
 کہتے ہیں بالفتح اسوا سطلے کہ عروض یعنی ستون خمیہ ہے جیسا کہ خمیہ ستون سے قائم ہوا
 بنا شعر کی اس رکن سے قائم ہے اور رکن اول مصرع دوم کو ابتدا کہتے ہیں اسوا سطلے
 ابتدا سے شعر میں واقع ہے مثل صدر کے اور رکن آخر مصرع دوم کو ضرب کہتے ہیں
 ضرب یعنی دامن خمیہ ہے جیسا کہ دامن خمیہ منہا سے خمیہ ہوتا ہے یہ رکن بھی منہا سے
 شعر ہے یا ضرب یعنی صنف ہے کہ اسکے اصناف بہت ہیں یا یعنی مثل یعنی یہ ضرب
 مثل عروض ہے وقوع آخر مصرع میں اور باقی رکون کو جشوت کہتے ہیں اسوا سطلے کہ رکن
 شعر میں صدر بالفتح اول بالاسے ہر چیز اور پیشکاه خانہ اور یعنی بالانشین منتخب اور کشف
 اور لکھنا اور غیاث سے عروض بالفتح کرانہ ہر چیز و جزو اخیر مصرع اول شعر کدانی منتخب
 ابتدا آواز کرنا منتخب سے ضرب بالفتح مانند مثل و نوع اور یعنی لفظ آخر شعر منتخب
 اور کشف اور بحر الجواہر اور غیاث سے ہم و باشد کہ رکن اول را چون جزو اول او و تک
 مجموع بود متحرک اول اور ازان جزو بیگنند و این یعنی را حزم خوانند چنانکہ بعد ازین گفتہ آہ
 آن رکن را ابتدا خوانند و بازاری آن ہر رکن را از دیگر ارکان کہ سببی خفیف در وی مجاور
 بود ساکن آن سبب بیگنند اسقاط اورا اعتماد خوانند اور کبھی ابتدا اس رکن کو

ہیں کہ اول صرع میں ہوا جزو اول اوسکا قد مجموع ہوا اور متحرک اول اوسکا خرم سے ساقط
 ہو جیسے فعلن اور فاعلمین اور فاعلین سے متحرک اول گر کے فعلن اور فاعلین اور فاعلین
 رجعتا ہے پس یہ اگر صدر میں ہوگا ابتدا بصدر کہیں گے اور اگر ابتدا میں ہوگا ابتدا بہ ابتدا
 کہیں گے اور اگر حشو میں ہوگا ابتدا بحشو کہیں گے اور عروض اور ضرب میں نہیں ہوتا اور
 جو رکن برابر اور مقابل اس رکن کے ہو کہ سبب خفیف اوس میں مجاور و تند ہو یعنی پہلے
 و تند بعد سبب جیسے فعلن اور ساکن سبب کو گراوین جیسے فعلن سے فعلن پہچانے
 اس سقاط کو اعتماد کہتے ہیں اور صاحب خزجیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس رکن حشو کو
 جس میں یہ حذف واقع ہوا ہے اعتماد کہتے ہیں حاصل دونوں کا ایک ہے ح
 و ازین کلام مصنف ظاہر کنند کہ اعتماد عبارت از حذف حرف مذکور است و صاحب خزجیہ
 و دیگر را نیز کہ اعتماد عبارت از ان رکن حشو است کہ حذف مذکور و ان واقع شود پس
 کلام محقق خالی از سامحہ نیست تم کلام ظاہر ہے کہ محقق علیہ الرحمہ نے جو امر محقق تھا
 لکھا سامحہ اور فرو گذاشت کا کیا دخل ہم دہر بیت را کہ ہر مصرعی انہو مساوی دائرہ باشد
 و ہم بران وجہ کہ دران دائرہ افتد مستعمل باشد مانند وزن اول از کمال و رجز چنانکہ بعد
 ازین معلوم شود ان بیت را نام خوانند است او جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا مساوی دائرہ ہو
 عدد ارکان میں یعنی سالم اور بطرح دائرے میں ہے اوی طرح مستعمل ہو یعنی سالم اوس
 بیت کو تمام کہتے ہیں جیسے وزن اول کمال و رجز کہ بعد اسکے معلوم ہوگا وزن کمال یہ ہے
 بیت و اذ اصحوت فما اقصر عن ندی بدکما علمت شیمائی و کرمی و پروان متفاعلتین علمت
 متفاعلتین اور رجز یہ ہے بیت و اذ یسلمی ذو سلمی جادک و قفر تیری آیاتنا مثل الزبد
 بر وزن مستعمل مستعملین ہم دہر بیت را کہ ارکان ہر مصرعی از و بعد مساوی
 ارکان دائرہ بود خواہ ہم بران وجہ کہ در دائرہ افتد مستعمل باشد و خواہ بعد از تغیر ان بیت
 وافی خوانند است او جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا عدد میں مساوی ارکان دائرہ ہو خواہ
 اوی طرح مستعمل ہو یعنی سالم خواہ بعد تغیر کے یعنی مزاحف اوس بیت کو وافی کہتے ہیں
 پس وافی عام ہے اور تمام خاص یعنی ہر نام وافی ہے اور ہر وافی نام نہیں ظاہر ہے

کہ بس واتی میں نصیر ہوگا وہ غیر نام ہوگا ہم دالریزوی بینی رہی اگر مصرافی اندو حذف کرد
 استعمال کنند آثر مجز و خوانند و اگر از یک بیت یک نیمہ حذف کردہ استعمال کنند اور شرط مجز
 و اگر دو ثلث حذف کردہ استعمال کنند نہ ہو کہ خوانند اور اگر ایک رکن مصرع سے کم کر کے
 استعمال کریں اور سکو مجز و کہتے ہیں پس اگر بیت ششم ہوگی مسدس رہے گی اور اگر مسدس
 ہوگی مربع رہے گی اور اگر ایک نیمہ بیت سے حذف کر کے استعمال کریں اور سکو مشطوب
 کہتے ہیں یعنی نصف پس اگر بیت ششم ہوگی مربع رہے گی اور اگر مسدس ہوگی ثلث
 رہے گی دونوں مصرعون میں اور اگر دو ثلث حذف کر کے استعمال کریں اور سکو نہ ہو کہ
 ہیں پس بیت مسدس یعنی چار بجائے گی دونوں مصرعون میں اور نہ ہو کہ بیت ششم میں مکن
 نہیں ہے مجز و بزرگ مجز مسدس کہ اصل وضع میں شمن ہو یا عتب بار دور کر کے ایک جزو
 اوس سے کذا فی الذیث اور مجز و مہموز اللام یعنی پارہ پارہ کردن ہے لغت میں اور مجز و
 مجازاً صفت جزو اخیر کی واقع ہوتی ہے اور مسدس بھی مجز و آتی ہے اور شرط بالفتح اور سکون
 ثانی یعنی نصفی ہر شے اور نیمہ اور پارہ منتخب اور صراح سے اور نکاح بالفتح کہنہ اور فرسودہ
 ہونا کپڑے کا پہننے میں اور لاغر اور ضعیف کرنا بیماری کا کذا فی المنتخب اور محقق علیہ الرحمہ
 خود معنی ان لفظوں کے فصل نہم میں لکھے ہیں ح قولہ مشطوب از شرط یعنی نصف پس مشطوب
 نصف کردہ شدہ و آن در دو بحر جائز باشد پس و آن رجز و سریع است نزد غیر خلیل چہ خلیل
 شعر ا دو مصرع و عروض ضرب لازم میداند پس مشطوب نزد فاکش شلث باشد پس از سجا
 کہ سکاکی سکوید فاکر کجیسی مجز و او المثلث مشطوب و اربعو الشمن پس انچہ مرزا قتیل در چار بیت
 می آرد در اشعار عربی مربع نیز آمدہ و مشطوب ہم خوانند غلط محض است تم کلامہ یہاں جزا تبیل
 بیچارے بھی زیر شمشیر اعتراض آگئے عجب بات ہے کہ آگئے اسکے خود مشطوب کو مربع لکھتو
 ہیں اشعار عربی میں چنانچہ بحر مدین عبارت محقق علیہ الرحمہ کی یہ ہے و بعض مشطوب را
 داشته اند اور حاشیہ انکایہ ہے قولہ مشطوب یعنی مربع خوب یا لیکر لا تثنوۃ لیس ذی
 صین وئی ہم وہر بیت کہ ہر دو مصرع او متساوی بود و مقفی اور مصرع خوانند و اگر مصرع اولش
 از دوم جدا نشود اور اعتقد خوانند اور جو بیت کہ دونوں مصرع اسکے متساوی ہوں

وزن میں اور ارکان میں اور معطیٰ خواہ مطلع نصیب سے خواہ غزل کی خواہ بیت مثنوی کی اوکو
 مصرع کہتے ہیں اور جو بیت کہ مصرع اول اوکا مصرع ثانی سے جدا نہ ہو مثلاً ایک رکن آدھا
 اس مصرع سے متعلق ہو آدھا دوسرے مصرع سے اوکو معتقد کہتے ہیں اور وہ بیت مجازاً بیت
 ہوگی نصیب بضم میم فتح صاد و شذر پیرامی مہملہ مفتوح و عین مہملہ مصرع آوردہ شدہ غیاث سے نصیب
 حافیہ لانا مصرع اول بیت میں منتخب سے معتقد صیغہ مفعول تعقید سے اور تعقید گرہ دنسب
 اور سخن پوشیدہ کہتا کہ خوب سمجھ میں نہ آئے غیاث سے ہم و عروض و ضرب را اگر سالم باشد
 یعنی از تغیرات خالی صحیح خوانند و اگر از نقصانی خالی نبود منتقص خوانند عروض اور عروض
 ضرب اگر سالم ہوں اوکو صحیح کہتے ہیں اور اگر نقصان سے خالی نہ ہوں بسبب حافات کے
 اوکو منتقص کہتے ہیں اور انتقاض بالکسر وقاف شکستگی شتخ اور غیاث سے ہم و رکنی را
 کہ عروض بیت بود بروجی کہ جز چنان نشاید خواہ صحیح خواہ منتقص اور افضل خوانند و رکن صریح
 چون بروجی بود کہ جز چنان نشاید غایت خوانند و بعد ازین بشیخ تغیرات کہ در ارکان افتد
 مشغول شویم والدہ السلام اور جو رکن کہ عروض بیت ہو سطح پر کہ سوا او سکے سزاوار
 نہو یعنی ایک ہی عروض آیا ہو خواہ صحیح خواہ منتقص صحیح جیسے ہرج مشن اور مضارع اور مجتث
 میں کہ سالم ہوتا ہے اور پس اور منتقص جیسے طویل میں کہ عروض مقبوض ہوتا ہے اور پس
 اور مقتضب میں کہ مطوی ہوتا ہے اور پس پس ایسے عروض کو فصل کہتے ہیں اور رکن
 ضرب جب ایسا ہو کہ سوا او سکے سزاوار نہو یعنی ایک ہی ضرب آئی ہو خواہ صحیح ہو خواہ منتقص
 پس صحیح جیسے مضارع اور مجتث میں کہ رکن ضرب سالم ہوتا ہے اور پس اور منتقص جیسے
 مقتضب میں کہ رکن ضرب مطوی ہوتا ہے اور پس پس ایسی ضرب کو غایت کہتے ہیں فصل
 جدا کرنا اور جدا ہونا اور باز رکھنا اور کاٹنا اور مجازاً یعنی قطع غیاث سے مناسبت تصبیہ
 می ہر ہے اور غایت نہایت ایک شے کی منتخب سے پس جب اس بیان سے فراغت ہوئی
 اب تغیرات ارکان کا بیان شروع ہوتا ہے والدہ السلام فصل ششم در تغیرات ارکان
 والقاب آن و تفصیل شروع ہر یک از اصول ارکان آین رکھنا کہ اصول مجرماست ہم
 براگونہ کہ در دو ائمہ بنامہ استمال کنند و بیشتر چنان بود کہ در ان قصری کنند بہ نقصان ہرگز

یا حرفی یا جزوی یا زیادت حرفی یا جزوی و وجہ مستعمل را در ہر کلمہ بنامی آن بحر خوانند
 پس ہر رکن کہ در دائرہ بر اصل وضع باشد ہیج تغیر آنرا سالم خوانند و اما در بنا باشد کہ سالم
 و باشد کہ معلول شود و ہر تصرف کہ در وی رود نوعی از تغیر باشد و همچنانکہ ارکان سالم را اصول
 خوانند ارکان تغیرہ را فروع خوانند و بعضی بجائے تغیر زحاف گویند است یہ ہر ارکان کہ ہر
 بحر و نیکے ہین جبطح و ائرون مین واقع ہوتے ہین او سیطرح یعنی سالم کمر مستعمل ہر
 ہین اکثر اونہیں تصرف کیا جاتا ہے پس وہ تصرف یا بہ نقصان ہے جیسے نقصان حرف
 مثلاً متفاععلن یا ضمار مستفعلن ہو جاتا ہے یا نقصان حرف کا جیسے مستفعلن جنبن متفاععلن
 یا نقصان جزو کا اور جزو سے مراد سبب اور قند ہین جیسے فعلن بہ حذف فعل ہو جاتا ہے یا
 تصرف زیادت ہے زیادت حرف جیسے فعلن بشباع فعلان ہو جاتا ہے یا زیادت جزو
 جیسے مستفعلن بہ ترفیل مستفعلن ہو جاتا ہے اور زیادت حرکت نہیں ہوتی اور وجہ مستعمل
 بحر کو بنا اوس کسر کی کہتے ہین یعنی ارکان نا تغیر جیسے دائرہ مین واقع ہوتے
 او کو بنا کہتے ہین پس جو رکن دائرہ مین اصل وضع پر ہو اور اوس مین تغیر نہوا ہو او
 سالم کہتے ہین لیکن بنا مین کبھی رکن سالم ہوتا ہے اور کبھی معلول یعنی تغیر کہ دائرہ ارکا
 سالم اور تغیر و دونوں کا ہوتا ہے پس جبطح کا کہ تصرف اوس مین ہوا ہو وہ ایک نوع
 تغیر ہے پس جیسا کہ ارکان سالم کو اصول کہتے ہین ارکان تغیرہ کو فروع کہتے ہین اور
 اس تغیر کو زحاف کہتے ہین مطلب یہ کہ ارکان دو اور کو سالم ہوں خواہ تغیر بنا کہتے ہوں
 مگر چونکہ دو از فراخہ کے ارکان مین ایک نوع کا تغیر ہوا ہے او کو بھی فروع کہنا چاہیے
 اور جن ارکان مین سیطرح کا تغیر نہیں ہوا ہے وہ سالم ہین زحاف بالکسر گر پڑتا اور سالم
 ہونا ایک حرف کا دو حرفوں سے شعر مین اور اوس شعر کو مزاحفت بفتح حا کہتے ہین منتخب
 سے ہم بعضی زحاف تغیری را گویند کہ در بنا جائز بود و شعری آن تغیر نیکو تر بود و بعضی زحاف
 اسقاط ساکن سبب خفیت را گویند و پس است اور بعضی زحاف اوس تغیر کو کہتے ہین
 کہ بنامین جائز ہو مگر شعر تغیر اسکی بہتر ہو یعنی تغیر است نامرئوہ کو زحاف کہتے ہین اور بعض
 اسقاط ساکن سبب خفیت کو فقط زحاف کہتے ہین اور بس اور جو تغیر ہوا اسکے ہوا اسکے

علت کہتے ہیں اور معلوم کیا چاہیے کہ بہتر سب میں قول اول سے اور مختار مجہو بھی یہی ہے
 ہم و بر جملہ تغیر نقصان بود یا زیادت و تغیر نقصان یا خاص نبود و بعضی یعنی در ہر موضع کہ آن
 لکن افتد آن تغیر ممکن باشد یا خاص بود با و ایل ابیات و مصرعہا یا با و آخر آن و تغیر زیادت
 ہمیشہ خاص بود با و ایل و یا با و آخر و واسطہ نیفتد و ہر یک ازین انواع یا تازی خاص بود
 یا پارسی و ہر دو لغت مستعمل بود و چون سبقت در شعر تازیان رہست و خلیل احمد کہ مستخرج
 عروض ایشان است بر اکثر اشعار ایشان واقف بودہ تغیرات آن لغت را احصا کردہ است و
 آنرا القاب مناسبہ نمادہ و در پارسی دو دیگر لغات چنان است بلکہ بعضی ازان فرا گرفتہ اند
 و بعضی کہ خاص بلغت خود یافتہ اند بآن اضافہ کردہ و در وضع القاب با یکدیگر خلاف ہا
 کردہ اند تا ابتدا بتغیرات شعر تازی کنیم چہ آنچه یا ایشان خاص است و چہ آنچه مشترک است
 نویم است اوران سبب ارکان میں تغیر یا بہ نقصان ہوتا ہے یا زیادت پس تغیر نقصان
 یا خاص نہیں ہوتا کسی جگہ یعنی جس جگہ وہ رکن پڑتا ہے وہ تغیر بھی ممکن ہوتا ہی یا خاص
 ہوتا ہے با و ایل ابیات و مصرع یا با و آخر ابیات و مصرع اور تغیر زیادت ہمیشہ خاص
 ہوتا ہے با و ایل یا آخر و وسط میں نہیں ہوتا اور ہر ایک تغیران تغیرات سے یا عربی میں خاص
 ہے یا فارسی میں خاص ہے یا دونوں میں مستعمل ہے اور جو سبقت شعر میں اہل عرب کو
 ہے اور خلیل احمد کہ واضح عروض عربی ہے اور اکثر اشعار عرب سے واقف ہو اور سننے
 تغیرات عرب کے احصا کیے ہیں یعنی چون تیس زحافات کچھ ہیں اور ان کے نام مناسب رکھو
 ہیں اور فارسی وغیرہ زبانوں میں ایسا نہیں ہے بلکہ بعض زحافات عرب کے لیے ہیں
 اور بعض کہ اپنی زبانوں میں خاص پائے ہیں اور نیز زیادہ کیے ہیں اور نام رکھنے میں
 با یکدیگر بہت خلاف کیا ہے یعنی کسی نے کوئی نام رکھا ہے کسی نے کوئی لہذا ہم ابتدا بتغیرات
 شعر تازی کرتے ہیں جو کچھ کہ انکی زبان میں خاص ہے اور جو کچھ کہ زبان عرب اور
 زبان فارس میں مشترک ہے کہتے ہیں معلوم ہو کہ اعداد زحافات میں اختلاف بہت ہے
 بنا چہ صاحب معجم لکھتا ہے کہ تازی میں بائیس زحافات اور فارسی میں تیرہ زحافات ہیں
 جملہ بیست و تین ہیں اور محقق علیہ الرحمہ نے زحافات تازی کے موافق خلیل کے

لکھے ہیں اور الحین کہ تازی میں ایسا ہی چاہیے اور عربی و فارسی سے جو لغت
 اور ایجاد کیا ہے یہ امر بھت اشتکاف لغت کے ہے کہ محاورات اور مصطلحات ہر لغت
 کے جدا ہوتے ہیں انحصاراً بالکسر گنا اور ضبط کرنا منتخب سے ہم تغیرات یا مفسد و بود
 یا مرکب و مفرد آن بود کہ در آن رکن یک نوع تغیر پیش نیفتد و مرکب آن بود کہ زیادت
 از یک نوع افتد اما مفرد از چار نوع خالی نبود از انکہ تغیرات یا سبب خفیف افتد یا در سبب
 ثقیل یا در تدرج مجموع یا در تدرج مفروق اما آنچه در سبب خفیف افتد دو نوع بود اول عام
 بود و آن اسقاط ساکن سبب بود و ساکن سبب یا حرف دوم رکن بود یا حرف چہارم
 یا حرف پنجم یا حرف ہفتم و حرف اول و سوم و ششم نہ تواند بود پس اگر حرف دوم بود
 آن رکن را بعد از اسقاط مجنون خوانند و اگر چہارم بود مطوی و اگر پنجم بود مقبوض و اگر ہفتم
 مکفوفت تغیرات یا مفرد ہوتے ہیں یا مرکب مفرد وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ
 رکن میں نہو اور مرکب وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ ہو اما تغیر مفرد چار قسم سے خالی نہیں
 سبب سے کہ یا سبب خفیف میں ہوتا ہے یا سبب ثقیل میں یا تدرج مجموع میں یا تدرج مفروق میں
 پس جو تغیر سبب خفیف میں پڑتا ہے اوسکی دو قسمیں ہیں اول عام ہے اور وہ اسقاط ساکن
 سبب خفیف کا ہے اور ساکن سبب خفیف کا یا حرف دوم رکن ہوتا ہے جیسے مستفعلن
 میں سین یا حرف چہارم رکن جیسے مستفعلن میں فی یا حرف پنجم رکن جیسے مفاعیلین میں
 نے یا حرف ہفتم رکن جیسے مفاعیلین میں نون اور حرف اول اور سوم اور ششم نہیں
 ہو سکتا وجہ اول اور سوم کی ظاہر ہے اور ششم اس جہت سے کہ افعال میں مستعملہ میں کوئی
 رکن تین سبب متوالی سے مرکب نہیں ہے پس اگر حرف دوم سبب خفیف کا اسقاط ہوگا
 اوس رکن کو بعد از اسقاط کے مجنون کہیں گے اور ضین بالفتح پکینا جائے گا تاکہ تادہ ہو
 ہو جائے منتخب سے اور مناسب معنی لغوی اور اصطلاحی میں ظاہر ہے اور اگر حرف
 چہارم سبب خفیف سے رکن میں اسقاط ہوگا اوس رکن کو مطوی کہیں گے اور طے بشار
 یا بچیدن اور نوریدن جامہ یا نامہ سے منتخب سے اور اگر حرف پنجم سبب خفیف سے
 رکن میں اسقاط ہوگا اوس رکن کو مقبوض کہیں گے اور قبض بالفتح گرفتن یا بچہ دگر دستگیر

خلاف بطا منتخب سے اور اگر حرف ہفتم سبب خفیف سے رکن میں ساقط ہوگا اور اس رکن کو
 کفوف کہیں گے اور کف بفتح و تشدید فاد و قن جامہ بر یکدیگر و یا ز ایستادن ہر منتخب سے
 ہم دو دیگر نوع خاص بود بادا و آخر مصرعہ و آن دو گونہ بود کیے آنکہ ساکن سبب را اسقاط
 کنند و متحرک ش را ساکن کنند و رکن را بعد ازین تغیر مقصور خوانند و دوم آنکہ سبب را ہیقلند
 و رکن محذوف خوانند اور دوسرا جو تغیر سبب خفیف میں پڑتا ہے خاص ہے
 با و آخر مصرعہ و اور وہ دو طرح ہے ایک وہ ہے کہ ساکن سبب کو اگر اس کے متحرک کو
 بھی ساکن کریں اور اس رکن کو بعد اس تغیر کے مقصور کہتے ہیں جیسے فعلن سے فعلن اور
 مفاعیلن سے مفاعیلن سکون لام ہوتا ہے اور قصہ یعنی کوتاہ کردن سے منتخب سے
 اور دوسری صورت یہ ہے کہ سارا سبب گر جائے اور اس رکن کو بعد اس تغیر کے محذوف
 کہتے ہیں جیسا فعلن سے فعل اور مفاعیلن سے فعلن ہوتا ہے اور حذف یعنی انداختن
 اور دو کردن سے منتخب سے ہم داما اپنے در سبب ثقیل افتد یک نوع بود از تغیرات عام
 بود و آن تسکین متحرک دوم سبب باشد پس اگر متحرک دوم سبب حرف دوم رکن بود رکن را
 بعد از تغیر مضمخر خوانند اگر حرف پنجم بود رکن را معصوب خوانند و در غیر این دو موضع ہیقلند
 ت و اما جو تغیر سبب ثقیل میں پڑتا ہے وہ ایک ہی قسم ہے اور تغیر عام ہو و وہ ساکن
 رکن یا متحرک دوم سبب ثقیل سے اگر وہ متحرک دوم حرف دوم رکن ہو اور اس رکن کو بعد
 اس تغیر کے مضمخر کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے مستفعلن ہو جاتا ہے اور اضما لا غر کرنا اور
 دل میں رکھنا اور ضمیر کلام میں لانا منتخب سے اور اگر حرف پنجم ہو اس رکن کو بعد اس تغیر کے
 معصوب کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے مفاعیلن ہو جاتا ہے اور عصب خوب لپیٹنا اور داغ
 کرنا اور مضبوط باندھنا منتخب سے اور یہ تغیر ان دو جگہوں کے سوا اور کہیں نہیں آتا کہ سوا
 نہ سوا مفاعیلن مفاعیلن کے اور کسی رکن افعال میں سبب ثقیل نہیں ہے اور عام سے
 مراد یہ کہ ابتدا و صدر اور حشو اور عرض اور ضرب سبب جگہ آتا ہے ہم داما اپنے دہندہ مجموع
 افتد خاص بود یا با و ایل مصرعہ یا با و آخر و درین نوع تغیر عام نباشد اما اپنے باد ایل خاص
 بود اسقاط متحرک اول باشد از ابتدا آخر مضمخر خوانند و قوشش یا و فعلن بود و رکن را انجم خوانند

یاد رہنا عیلمن بود و رکن را خرم خوانند و یاد رہنا علقن بود و رکن را اعصاب خوانند و دیگر این
 موضع بودست و اما جو تغیر و تدجیوع میں پڑتا ہے خاص ہوتا ہے باوایل مصاریع یا با
 مصاریع اور یہ تغیر عام نہیں ہوتا پس جو تغیر و تدجیوع میں خاص باوایل مصاریع ہو اسکا
 اول ہے اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم بمعنی شگافتن پرہیزی اور ہریدن مطلق ہے منتخب
 پرہیز قوع اس تغیر کا یا فحولن میں ہوتا ہے جیسے فحولن سے فعلن ہو جاتا ہے اس رکن کو
 کہتے ہیں اور ثلیم بمعنی رخنے کردن اور کنارہ شکستن ہے منتخب سے یا وقوع اسکا مضاف
 ہوتا ہے کہ مفعولن ہو جاتا ہے اس رکن کو خرم کہتے ہیں یا وقوع اس تغیر کا مضاف
 ہوتا ہے کہ مفعولن ہو جاتا ہے اس رکن کو اعصاب کہتے ہیں اور اعصاب بعین مہاجہ مفعولہ
 ضاد و جہ سیکہ شکستہ کرنا شلخ بزرگانتخب سے اور سو ازان تین جگہوں کے یہ تغیر نہیں
 کہ فحولن اور مضاف عیلمن اور مضاف علقن تینوں میں حرث اول کا اگر جانا بعمل خرم ہے کہ
 میں اسکو خرم کہتے ہیں اور فحولن میں ثلیم اور مضاف علقن میں اعصاب کہ یہ خرم ہر جگہ مطلق
 خاص ہے ہم دین تغیرات پیشہ در اول سیتہ بارہ خاصہ در اول قصیدہ و قوش و مصل
 ماد بود و بازای خرم رکنی را کہ درو خرم ممکن بود و آخر صرم بسلاست بود و فور خوانند
 و یہ تغیرات اکثر اول بیت میں ہوتے ہیں خاصہ اول قصیدہ میں اور وقوع انکا
 میں نادراور کیاب ہے معلوم ہو کہ انخش کے نزدیک مصرع دوم میں بھی خرم آتا ہے
 و خفش سے نہ تغیر تمام اجزائے بیت میں جائز رکھا ہے اور ہذا بلہ خرم جس رکن میں نہ
 ممکن ہو اور وہ خرم سے سلاست رہے یعنی ایک جگہ ہو اور دوسری جگہ نہ ہو پس رکن
 کو موقوف کہتے ہیں پس موقوفہ خرم ہے اور موقوفہ بفتح ہم تمام کردہ شدہ منتخب سے
 و اما اخیر خاص باو آخر مصرع ہما بود و وقوع ہو سکے آگے ساکن و تدرایہ یگنند و متحرک کش را
 کنند و ایل رکن را مطلق خوانند و دوم آگے و تدرایہ یگنند و ایل رکن را اخذ خوانند
 جو تغیر و تدجیوع کا خاص ہوتا ہے باو آخر مصاریع و سکی و قسین ہیں ایک یہ کہ سا
 و تدرایہ و ایل رکن کو ساکن کریں اس رکن کو مطلق کہتے ہیں جیسے مستغفر
 خدمت فون کے اور تسکین لام کے مفعولن ہوتا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ تدرایہ

اوس رکن کو اخذ کہتے ہیں جیسے مستقل ہیں جزو و تدبیر کے فعلوں بسکون عین ہوتا ہے مطلق
 قطع سے اور قطع کا ٹٹا اور خفہ کرنا گلے کا منتخب سے اور اخذ جزو سے اور خفہ بفتح اور نشد بد ذال
 معجزہ لبرعت جانا اور ہمد گر سے کا ٹٹا منتخب سے خواہ خذو سے اور خذو بفتح عین معنی کوتاہی اور
 بسکی دم شتر اور ایک نوع تصرفات عروض سے ہے اور وہ گراوینا و تد مجموع متفاععلن وغیرہ کا
 منتخب سے ہم دونوں دیگر است کہ در و تد فاعلاتن افتد اسجا کہ این رکن آخر مصرع ہو و در بعض
 بحر تاتا با وزن مفعولن آید و آنرا مشعش خوانند و بعضی گفتہ اند این تغیر خرم بہت متحرک
 اول بیفتادہ است و بعضی گفتہ اند قطع است و بعضی گفتہ اند متحرک دم بیفتادہ است و در حجاب گفتہ
 است این تغیر مرکب بہت اول خنیں کردہ اند و بعد ازان تسکین حرف اول و تد کردہ و این بقیا
 نزدیکتر است چہ خرم جزو و تد سے یافتہ کہ حرف اول رکن بود از اول مصرع و قطع جزو و تد
 یافتہ کہ آخر رکن بود از آخر مصرع و اما اسقاط متحرک و دم و تد مجموع دہ بیج صورت دیگر و اقن نیست
 است اور ایک تغیر و تد مجموع کا اور فاعلاتن میں جب آخر مصرع میں پڑتا ہے بعضی بحر فعلن
 وہ ضرب دانی خفیفہ اور ضرب مجتہد مجزو ہے کہ فاعلاتن مفعولن ہو جاتا ہے اوس کن کو
 مشعش کہتے ہیں پس تشیث نقل فاعلاتن مفعولن ہے اور تشیث لغت میں معنی پراگندہ
 اردن ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ تغیر خرم کا ہے اور متحرک اول گرا ہے یعنی عین
 علا کا کہ و تد ہے گر کر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ تغیر قطع کا
 یعنی حذف الف علا اور تسکین لام سے فاعلتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور بعضوں نے
 کہا ہے کہ متحرک دوم گرا ہے یعنی لام علا کا گر کر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور در حجاب و تد
 کہا ہے کہ یہ تغیر مرکب پر اول فعلن کیا ہے بعد از کو حرف اول و تد کو ساکن کیا ہے یعنی فاعلاتن
 خنیں سے اول فاعلاتن ہوا بعد اوس کے عین کو بہ تسکین ساکن کیا پس فاعلاتن منقول بہ مفعولن
 ہوا اور یہ قریب القیاس ہے اسو اسے کہ خرم کہنے میں یہ قباحہ ہے کہ خرم اوس و تد
 میں واقع ہوتا ہے جو اول رکن میں ہو اول مصرع میں اور یہ علا در میان رکن کے واقع
 ہوا ہے اور قطع کہنے میں یہ قباحہ ہے کہ قطع اوس و تد میں آتا ہے جو آخر رکن میں ہو
 خرم مصرع میں اور یہ علا در میان رکن کے ہے اور اسقاط متحرک و دم و تد مجموع کہنے میں یہ قباحہ ہے

کہ کمین اور ایسی صورت واقع نہیں ہوتی نظیر نہیں ہے پس بہتر قول رابع ٹھہرا جو قول راجح ہے
 کہ ناعلاقی بنجین و مشکین بقول بہ مقول ہوا ہم واما آنچه دروند مفروق افتد سے نوع است و
 ہر سے خاص است یا دواخر مصرعہ اول آنکہ متحرک دوم ساکن بشود تا دو ساکن جمع آید وان کن
 موقوف خوانند دوم آنکہ متحرک دوم ساقط شود و رکن را نکشوف خوانند سوم آنکہ و تدبیرتہ و رکن را
 اصل خوانند و اما جو تغیر کہ و تدبیرتہ مین ہوتا ہے اوسکے تین قسمین ہیں اور تینوں خاص
 یا دواخر مصایع ہیں پہلے کہ متحرک دوم و تدبیرتہ کا ساکن ہو جائے اور دو ساکن جمع ہوں
 جیسے مفعولات وقف سے منقول بہ مقولان ہوتا ہے اور اس کن کو موقوف کہتے ہیں اور وقف
 بمعنی ایستادن اور واداشتن ہے منتخب سے اور یہ نقل مفعولات کی بہ مقولان محض و اس
 فرق موقوف اور غیر موقوف کے بکتابت ہے ورنہ مفعولات بسکون تا بھی مانوس ہو و تہری
 قسم نہ کہ متحرک دوم و تدبیرتہ کا ساقط ہو جائے جیسے مفعولات بخلاف تا منقول بہ مقولان ہوتا ہے
 اور رکن کو نکشوف کہتے ہیں اور کشف بمعنی برہنہ کردن ہے منتخب سے اور بعضوں نے اسکو کسوف
 بسین مہلکہ کہا ہے کسوف سے بمعنی بریدن منتخب سے اور تہری قسم یہ ہے کہ و تدبیرتہ کا ساکن اس رکن کا
 اصل کہتے ہیں جیسے مفعولات بخلاف و تدبیرتہ منقول بہ مفعولات بسکون مین ہوتا ہے اور صلیم بمعنی گوش
 از بن بریدن ہے منتخب سے ہم واما تغیر زیادت کہ خاص بود با و ایل مصرعہ آخر خوانند
 و بیشتر وقوع در اول مصرعہ اول بود و زیادت از یک حرف نادر تر بود و غایتش کلمہ مرکب از چہاڑ
 یافتہ اند چنانکہ بعد ازین مثالش ایراد کردہ شود و آن تغیر را بارکان داجزا پیچ تعلق نباشد پس
 اولے آنکہ این تغیر از احوال بہات شمرند نہ از احوال ارکان است واما تغیر زیادت کہ خاص ہے
 یا دوایل مصرعہ اول اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم بفتح او و جمعین لغت مین حلقہ و ربی شتر اند
 منتخب سے اور اکثر وقوع اس زیادت خرم کا اول مصرعہ مین ہوتا ہے بیک حرف اور زیادت ایک
 سے نادر تر ہے اور انتہا یہ ہے کہ کلمہ مرکب چار حرف سے ہے اول مصرعہ مین زیادہ پایا ہے
 چنانچہ بعد اسکے فصل ششم مین مثال اسکی گھی جاوے گی اور اس تغیر کو ارکان اور اجزائے
 کچھ تعلق نہیں ہے لہذا علاحدہ فصل ہستم مین اسکو لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ اس تغیر کو احوال
 سے جانین نہ احوال ارکان سے ہم واما تغیر زیادت کہ خاص بود با و ایل مصرعہ آخر خوانند

ہو اور اول آنکہ حرفی ساکن زیادت کنند پس اگر آخر رکن سببی خفیف ہو درکن رکیب پنج خوانند اگر و تہ
 مجموع ہو نذال است و اما تغیر زیادت کہ خاص ہے با و اخر مصاریع اوسکی دو قسمین ہیں پہلی یہ
 کہ ایک حرف ساکن یا وہ کرین پس اگر آخر رکن سببی خفیف ہو اوس رکن کو مستغنی کہیں گے جیسے
 متفاعیلین سے متفاعیلان اور متعلا تین سے فاعلیان ہو جاتا ہے اور سبب باغ بمعنی تمام کردن
 اور زہ فراخ پوشیدن ہے منتخب سے اور بعضوں نے اسن حالت کو اشباع بشین معجمہ اور
 عین مہملہ لکھا ہے بمعنی سیر کردن منتخب سے اور اگر آخر رکن مین و تہ مجموع ہو اوس رکن کو نذر
 کہیں گے جیسے مستفعلین سے مستفعلان اور متفاعیلین سے متفاعیلان ہو جاتا ہے اور اذالت
 لغت مین بمعنی اڑ کردن ہے ہم دیگر آنکہ سببی خفیف زیادت کنند الا در آخر متفاعیلین ہفتہ خواص
 ہو و بوزن مجز و باخر بیت درکن اور اخر فل خوانند و ہر رکن را کہ تغیر آن زیادت در آخر رکن
 ممکن ہو و ازان خالی ہو و آن را مہرے خوانند است اور ایک تغیر زیادت اور بچی ہے و سبب
 خفیف کا یا وہ کرنا ہے کہ آخر متفاعیلین مین پڑتا ہے اور خاص ہوتا ہے بوزن مجز و باخر بیت مین و تہ
 اوس رکن کو مفرل کہتے ہیں جیسے متفاعیلین سے متفاعلاتن ہو جاتا ہے اور تریل لغت مین بمعنی
 بزرگ کردن اور دامن کشادن ہے اور جو رکن کہ تغیر اوس مین زیادت آخرین ممکن ہو اوس
 خالی ہو یعنی یہ تغیر اوس مین نکرین ایک جگہ مفرل ہو ایک جگہ معری اوس رکن کو معری کہتے
 ہیں اور معری تغیر سے ہے بمعنی عریان کردن اور وجہ مناسبت ظاہر ہے ہم و اما تغیرات
 مرکب باشند کہ ثنائی ہو و باشند کہ ثلاثی ہو و و از انجملہ بعضے القاب خاص ہو و بعضے را بنود و
 ترکیب الزان عبارت کنند و اما ثنائی ذکر فرما کہ ہر رکنی را مستعمل است ذکر القاب ایراد کنیم
 انشاء اللہ تعالیٰ است و اما تغیرات مرکب کچی ثنائی ہوتی ہیں اور کچی ثلاثی یعنی دو تغیر ایک
 رکن مین پڑتے ہیں یا تین تغیراتون سب مین کسی کا لقب خاص ہے اور کسی کا لقب خاص
 نہیں سبب ترکیب اوس سے عبارت کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں مجنون مسکن اور ہم در بیان ذکر
 فروع کے کہ ہر رکن سے وہ فروع نکل کر مستعمل ہیں القاب ان تغیرات مرکب کی بیان کریں گے
 ہم کو نیم فعلوں کے پیش فروع مستعمل است افعول و آن مقبوض است ب فعلن و آن اتم است و اگرچہ
 از فعلون عولن باند پس عولن غیر مستعمل ب ابدل باین لفظ کہ دند کہ مستعمل است و در لغت دوروزن

ہمان است و در ہرہ مواضع بقدر جہد این بشرط را رعایت می کنند و انحنایف را ذکر نخواہیم کرد
 کہتے ہیں ہم کہ فعلن کی چوتھ فرعیں مستعمل ہیں پہلی فعلن بضم لام وہ مقبوض ہے یعنی اوس میں
 ساکن سبب خفیف کہ حرف پنجم ہی حذف ہوا ہے دوسرے فعلن بسکون عین وہ انکم ہے یعنی
 فاکہ حرف اول و تد ہے خرم سے گرے فعلن سے عولن رہتا ہے پس عولن غیر مستعمل کی جگہ
 فعلن مستعمل لائے ہیں کہ دونوں ہوزن ہیں اور سب جگہ حتی الوسع اس شرط کی رعایت کرتے
 ہیں یعنی غیر مستعمل کی جگہ مستعمل لائے ہیں اور شرط حتی الوسع کی اس جہت سے ہے کہ جہاں
 لفظ مستعمل نہیں ملتا لفظ غیر مستعمل مجبوری رہتا ہے دیتے ہیں مثل فع اور فل کے اور ہم نظر تخفیف
 ہر جگہ ان مستعملات کا ذکر کرینگے کہ ہر جگہ بیان کی ضرورت نہیں مگر ترجمہ میں البتہ لکھا جائیگا
 ہم ج فعل و ان انکم است و مقبوض و ملقب اثرم خوانند و این سے فمع ہم در طویل فست دوم
 در مقارب و فعلن و ان مقصور است فعلن و این مخدوف است و فع بعضی گویند فل و ان مخدوف است
 و مقطوع و آنرا اتر خوانند و این فروع در مقارب اقتدرت تیسرے فعل بسکون عین اور بجز یک
 لام بجائے عول وہ بخد اول و تد انکم ہے اور باسقاط حرف پنجم مقبوض اس فقیر ثانی کو
 اثرم کہتے ہیں اور اثرم بفتحین یعنی دندان شکست ہے منتخب سے اور یہ تینوں فرعیں یعنی فعلن
 فعلن طویل میں آتے ہیں اور مقارب میں چونکہ فعلن بسکون لام بخد سبب ساکن سبب اول
 تسکین متحرک مقصور ہے پانچویں فعل بجز یک عین بدل فعلن بخد سبب مخدوف ہے چھٹے
 اور بعضے فل کہتے ہیں بخد سبب مخدوف ہے اور لقطع و تد میں مقطوع اور سکوا بتر کہو ہیں
 اور بتر بریدن اور بریدہ دم شدن منتخب اور غیاث سے آور یہ فروع سہ گانہ اخیر یعنی فعلن
 فعل فع مقارب میں پڑتے ہیں ہم فاعلن را د و فع است افعلن و ان جنون است و در برید
 و بسیط و غریب افتد فعلن و ان مقطوع است و در بسیط و غریب مستعمل است و بدانکہ مقطوع
 و غیر او اخر مصرعہ جاز نیست و در بحر غریب فعلن در غیر او اخر مصرعہ استعمال کنند پس ظاہر است
 کہ فعلن اینجا جنون سکون است ہچنانکہ در شعث گفتہ آمد و برین تقدیر این نسخ ثالث باشد
 بخریب خاص بودت فاعلن کی دو فرعیں ہیں پہلی فعلن بجز یک عین کہ بخد الف
 فاعلن جنون ہے اور بریدہ و بسیط و غریب یعنی متدارک میں آتی ہے دوسری فعلن بسکون

عین بجائے فاعل باسقاط ساکن و تدوین ساکن ماقبل مقلوع ہے اور بسیط اور غریب میں سے ہے اور معلوم کیا جائے کہ مقلوع سوا اور آخر مضارع کے جائز نہیں ہے اور بحر غریب میں فعلین کو سوا اور آخر مضارع کے صدر اور ابتدا اور جثوین استعمال کرتے ہیں میں ظاہر یہ ہے کہ فعلین اس جگہ مجنون مسکن ہے جیسا کہ مشعش میں کہا گیا اور اس صورت میں یہ فرع تیسری ہوتی ہے اور غریب میں خاص ہے اور خفش نے چار فرعین اور کبھی ہین اول فاعلان مرفل دوسرے فاعلان مزال تیسرے فعلان مجنون مرفل چوتھے فعلان مجنون مزال اور قرانی ایک اور زیادہ کی ہے فعل اخذ مزال بسیط میں ہر چند مرفل اور مزال کے لکھنے کی حاجت نہیں اور ان فرع کا استعمال نادر ہے اور پارسی میں محقق علیہ الرحمہ نے ایسے فرع خود لکھے ہیں ہم مفاعیلن شش فرع است امفاعلن و آن مقبوض است ب مفاعیلن و آن مکفوف است و این ہر دو در مخرج و طویل و مضارع افتدج مفعولن و آن اخریم است و در مخرج تنہا افتدج فاعلن و آن اخریم و مقبوض است و آنرا افترخو اندہ مفعول و آن اخریم و مکفوف است و آنرا اخرب خوانند و این ہر دو در مخرج مضارع افتدج مفعولن و آن محذوف است و در طویل و مخرج افتدج مفاعیلن کی جگہ فرعین ہیں پہلے مفاعیلن بحذف یا مقبوض دوسرے مفاعیل مضموم اللام بحذف نون مکفوف اور یہ دونوں ہرج اور طویل اور مضارع میں آتی ہیں یہاں قریب کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ بحر فارسی ہے اور یہ بیان بخود تازی کا تیسرے مفعولن بجائے فاعیلن بحذف میم اخریم یہ فرع تنہا مخرج میں پڑتی ہے چوتھے فاعلن بحذف میم دیا اخریم مقبوض اسکو افترکتے ہیں اور شش یعنی برگشتگی مرگان بالا و مرگانا و ترکانا مرگان چشم کا غیاث سے پانچویں مفعول بضم لام بحذف میم و نون اخریم مکفوف اسکو اخرب کہتے ہیں اور خرب لغت میں بمعنی شکافۃ شدن ہر دو گویں یا خرابی ہر دو طرف مناسبت ظاہر ہے چھٹے مفعولن بحذف لن بجائے مفاعلی محذوف یہ طویل اور ہرج میں آتی ہے پس خلیل نے بھی چہ فرعین لکھی ہیں مگر خفش نے ساتویں زیادہ کی ہے وہ مفاعیلن سکون لام یا فاعلان مقصور اور ثانی بہتر ہے تاکتابت میں التباس بمفاعیلن مکفوف لانا نہ آئے اور صاحب شریح نے بیان لفظ افترتین مضمون تازہ پیدا کیا ہے واسطے ضیاء تلخیص ناظرین کے لکھا جاتا ہے ش این تیسرے کب است از خرم و فیض کہ میم دیا از ہر دو سقوط باید

اور یہ دونوں مخرج اور مضارع میں پڑتی ہیں

باید داشت کہ مجموعہ میم و یامی باشد پس برین قیاس لقب آن بجای اشتراخ می بایستی گفت
 تا خالی اگر کیفیت نبودی تم کلاسہ سبحان اللہ صفا علان مجموعی را یازده فرع است افعلان و آن
 است رب فاعلات و آن مکفوف است ج فعلات و آن مخبون است و ہم مکفوف و آنرا مشکول
 خوانند و این ہر سہ در رمل و مدید و خفیف و محبت افتد و فاعلان و آن مقصور است و مدید و رمل افتد
 و فعلان و آن مخبون و مقصور است و در رمل افتد و فاعلن و آن مخذوف است و فعلن و آن مخبون
 و مخذوف است و ہر دو در رمل و مدید و خفیف افتد و فعلن و آن اتر است و در مدید و فاعلیان
 و آن سبع است سی فعلیان و آن مخبون سبع است و ہر دو در رمل افتد یا مفعولن و آن شعث است
 و در خفیف و محبت افتد و فاعلاتن مجموعی کی گیارہ فرعین ہن پہلے فعلاتن مخبون دوسرے
 فاعلات بضم تا مکفوف تیسرے فعلات بضم تا مخبون مکفوف او سکول مکفوف ہن اور شکل
 پاؤں چارہ پانی کا رسی سے باندھنا منتخب سے اور یہ تینوں فرعین یعنی فعلاتن فاعلات
 فعلات رمل اور مدید و خفیف و محبت ہن آتی ہن چوتھے فاعلان مخذوف ساکن آخر سبب
 و اسکان ماقبل مقام فاعلات مقصور سے کہ یہ فرع مدید و رمل ہن آتی ہے اور وجہ لفعل
 فاعلات کی یہ فاعلان یہ ہے تا التباس او سکافا فاعلات مکفوف سے نہو یا پنجون فعلان تحریک
 عین مخبون مقصور رمل ہن آتی ہے چھٹے فاعلن مخذوف ساتون فعلن تحریک عین مخبون
 مخذوف پہرہ دونوں فرعین یعنی فاعلن اور فعلن رمل اور مدید و خفیف ہن آتی ہر آٹھون
 فعلن سکون عین اجتماع مخذوف و قطع اتر ہے اور اتر یعنی دم بریدہ منتخب سے اور یہ فرع مدید
 ہن آتی ہے اور جانا چاہیے کہ یہ فعلن سکون العین حقیقت میں سکون ہے فعلن مخبون
 مخذوف کا کسوا سطر کہ قطع در میان رکن کے نہیں آتا جیسا کہ سابق میں مصنف نے بیان
 کیا ہے نوین فاعلیان منقول فاعلاتان سے سبع و سون فعلیان مخبون سبع یہ دونوں
 فرعین یعنی فاعلیان اور فعلیان رمل ہن آتی ہن گیارہون مفعولن شعث خفیف و محبت
 ہن آتی ہے اور شعث کا حال سابق بیان ہو چکا ہے کہ مخبون سکون سب سے بہتر ہے
 یعنی پہلے فاعلاتن مخبون سو فعلاتن ہو بعد اوسکے فعلاتن بہشکین اور منقول بہ مفعولن ہو چکا
 ہم قاع لاتن مفروق را یک فرع است فاعلاست و آن مکفوف است و در مضارع افتد فاعلاست

مفروقہ کی ایک فرع ہے فاعلات بالضم وہ مکفوف ہے اور مضارع میں آتی ہر ہم مستفعلہ
 مجموعی زادہ فرع است امفاعلن و آن مجنون است بامفتعلن و آن مطوی بہت ج فعلین و آن ہم
 مجنون است وہم مطوی و آنرا مجنول خوانند و این ہر سہ در بسیط و رجز و سبج و منسرح اقتد مجنولن
 و آن مقلوع است و فعلون و آن مجنول مقلوع است و این دو در بسیط و رجز اقتد و مستفعلان و آن
 مذال است ز مفاعلان و آن مجنون مذال است ح مفتعلان و آن مطوی بذال است ط فعلتان
 و آن مجنول بذال است و این چارہ در بسیط اقتد و فرعی دیگر بطریق شذوذ آمدہ است کہ غلیل نادرہ
 و آن مجنون اخذ است بروزن فعل است مستفعلن مجموعی کی نو فرعین ہیں پہلی مفاعلن مجنون
 بحذف سین دوسری مفتعلن مطوی بحذف فاقیسری فعلن مجنون مطوی بحذف سین و فاع
 او سکو مجنول کہتے ہیں مجنول فعل سے اور غیل بالفتح ہاتھ پاؤں کا ٹٹا اور اگر جانا سین اور فاع کا
 مستفعلن سے بحر بسیط میں کہ کافی المقتوب اور یہ تینوں فرعین یعنی مفاعلن مفتعلن فعلن بسیط
 اور رجز اور منسرح و آخر سبج میں آتی ہیں چوتھے مفعولن مقلوع حذف نون اور تشکین لام سے
 پانچویں فعلون مجنون مقلوع بحذف فاع مفعولن مقلوع سے کہ مفعولن رہنا تا ہے بدل او سکی فعلون کہتے
 ہیں اور یہ دو فعلون فرعین یعنی مفعولن و آخر فعلون بسیط اور رجز میں آتی ہیں چھٹے مستفعلان بذال
 بزاید حرف ساکن آخرین ساکونین مفاعیلان مجنون مذال آل مٹھوس مفتعلان مطوی بذال نون
 فعلتان مجنول بذال بزاید است الف فعلن میں اور یہ چار فرعین یعنی مستفعلان مفاعلان
 مفتعلان فعلن بسیط میں آئے ہیں اور ایک فرع اور بھی ہے وہ دسویں ٹھہری کہ بطریق
 شاذ آئی ہے غلیل او سکو نہیں لایا ہے وہ مجنون اخذ ہے بروزن فعل بحریک میں اس واسطے
 کہ مستفعلن اخذ سے مستف ہوا اور غین سے شکت فعل عوض اسکے لائے ہم و مس فعلن
 مفروقہ را ہما فرع است امفاعلن و آن مجنون است و در خفیف و مجتث اقتد ب فعلن و آن
 مجنول مقصود بہت و در خفیف اقتد ج مستفعلن و آن مکفوف است و مفاعل و آن مشکول است
 و این ہر دو در خفیف اقتد است اور مس فعلن مفروقہ کی چار فرعین ہیں پہلی مفاعلن و مجنون
 ہے بحذف سین اور خفیف اور مجتث میں آتی ہے دوسری فعلون وہ مجنون مقصود ہے
 اس واسطے کہ مفاعلن قصر سے مفاعل بسکون لام رہتا ہے فعلون او سکے تمام پہلے ہیں

اور یہ فرع ضعیف میں آتی ہے تیسرے مستقل بضم لام وہ مکشوف ہے بحدف نون چون
 مفاعیل بضم لام وہ مشکول ہے یعنی مجنون مکشوف یہ دونوں فرعین یعنی مستقل اور مفاعیل
 ضعیف میں آتی ہیں ہم وفعولات راہ زدہ فرع است افعلات وآن مجنون است اب فاعلا
 وآن مطوی است و ہر دو در سریع و مقتضب اقتدح فعلاآت وآن مجبول است ودر سریع
 وفعولان وآن موقوف است وفعولان وآن مجنون موقوف است وفعولن وآن مکشوف است
 فعولن وآن مجنون مکشوف است واین چہار در سریع و منسج اقتدح فاعلان وآن مطوی
 ط فاعلن وآن مطوی مکشوف است می فعلن وآن مجبول مکشوف است یا فعلن وآن اصلم
 واین چہار در سریع اقتدح اورفعولات کی گیارہ فرعین ہیں پہلی فعولات بضم تا مجنون
 بحدف فا اور بعض مفاعیل کہتے ہیں مگر اول بہتر ہے کہ التباس بمفاعیل مقصور ساکن اللام
 کتابت میں نہ ہو و دوسری فاعلاآت بضم تا مطوی بجای فعلاآت یہ دونوں فرعین یعنی فعولات
 اور فاعلاآت منسج اور مقتضب میں آتی ہیں تیسری فعلاآت بتحریک عین ولام مجبول
 مجنون مطوی یہ منسج میں آتی ہے چوتھی فعولان موقوف پانچویں فعولان مجنون موقوف
 فعولن مکشوف یعنی تحرک دوم و تہد فرق سے کہ تاسے سا قح ہو گئی مفعولارہا اوسکی جگہ
 مفعولن آیا ساتوین فعولن مجنون مکشوف سہمی معولن اور یہ چار فرعین یعنی مفعولان فعولان
 فعولن سریع اور منسج میں آتی ہیں آٹھویں فاعلان مطوی موقوف یعنی واد حذفت ہوا
 سے اور تاساکن ہوئی وقف سے نویں فاعلن مطوی مکشوف بحدف واد و تاسا قح مفعول
 دسویں فعلن بتحریک عین مجبول مکشوف جب فعلاآت مجبول سے تاسا قح ہوئی فعلاآت فعلن
 عوض اوسکے آیا گیارہویں فعلن سکون عین اصلم جب لات کہ و تہد فرق ہے گر گیا مفعولارہا
 عوض اوسکے فعلن آیا یہ چاروں فرعین یعنی فاعلان فاعلن فعلن سریع میں آتی ہیں
 ہم و مفاعیلن راہشت فرع است امفاعیلن وآن معصوب بہت اب مفاعیلن وآن معصوب بہت
 پس مقبوض وآنرا مفعول خوانند و مفاعیل وآن معصوب و مکشوف وآنرا مقبوض خوانند
 وفعولان وآن معصوب بہت و تہد و آنرا مقبوض خوانند وفتعلن واین اعضب بہت وفعولن
 وآن اعضب بہت وآنرا مقبوض خوانند فاعلن وآن اعضب و مفعول است وآنرا اجم خوانند

ح مفعول و آن اعصاب و مقوص است و آن را مقص خوانند و این جمله بواو خاص باشد است او
 مفعولین کی آنکه فرمین بن پستی مفعولین او و مقصوب ہے به شکمین لام و و تدری مفعولین
 مقصوب بعد او سکے مقوص او را و سکو مقول کہتے ہیں جب لام مفعولین کا مقصوب سے ساکن
 ہوا اور مقص سے گر گیا مفعولین رہا اور عقل با ی شتر بر سن است ہے منتخب سے تدری مفعول
 بضم لام مقصوب مکفوف او سکو مقوص کہتے ہیں نقص بالفتح کم کرنا و کم ہونا اور کمی منتخب سے
 جب مفعولین مقصوب سے حرف ہنقم کہتے گر گیا مفعول رہا چونکہ مفعولین مقصوب محذوف او سکو
 مقطوف کہتے ہیں قطع کاٹنا خوشہ انگور کا اور چٹنا میوے کا منتخب سے جب مفعولین مقصوب
 سے لن بحدت گر گیا مفعول رہا مفعولین مقوص او سکے آیا یا پنجین فاعلین اعصاب مفعولین مقصوب کہ
 پہلے لکے گئے پس یہ عمل خرم کا ہے جب ہم مفعولین سے گر گیا فاعلین رہا مفعولین او سکے
 مقام پر آیا چھٹی مفعولین وہ اعصاب مقصوب ہے اور او سکوا قسم کہتے ہیں قسم بالفتح بطنی است
 او سکسکی دندان ہے منتخب سے پس فاعلین اعصاب میں جب لام سبب مقصوب کے ساکن
 ہوا فاعلین رہا مفعولین او سکے مقام پر آیا ساکن فاعلین وہ اعصاب مقول ہے او سکوا ہم
 کہتے ہیں اور اجم بفتح تین و تشدید جیم کو سفید نے شاخ و مردے نیرہ ہے منتخب سے
 جب مفعولین مقصوب او مقص سے مفعولین ہوا اور ہم مقصوب سے گر گیا فاعلین رہا اٹھوین
 مفعول بضم لام اعصاب مقوص ہے اور او سکوا مقص کہتے ہیں مقص سے بمعنی تافتن و بچپنا
 موسے کلامہ منتخب سے جب مفعولین کہ مقوص تھا خرم یعنی مقصوب سے فاعلین ہوا عوض
 او سکے مفعول آیا اور یہ سب تغیرات وافر میں خاص ہیں اس لیے کہ یہ سب کن مفعولین میں
 آتے ہیں اور مفعولین کن وافر کا خاص ہے ہم و مفعولین را پانزدہ فیہ است متفعلین
 و آن مضمر است ب مفعولین و آن مضمر است پس مجنون و آنرا مقوص خوانند متفعلین و آن
 مضمر و مطوی است و آنرا محذول خوانند فاعلاتن و آن قطع است و مفعولین و آن مضمر و مطوی است
 فاعلین و آن اخذ است ز فاعلین و آن مضمر و اخذ است ح مفعولین و آن مذال است متفعلین
 ان مضمر و مذال است ی مفعولین و آن مقوص و مذال است یا متفعلین و آن محذول و مذال است
 ب مفعولین و آن مضمر و مل است ب مفعولین و آن مضمر و مل است یا مفعولین و آن مقوص

وہ فعل است یہ مفتعلاتن زمان مخزول و مرفعل است و این جملہ خاص بود بکامل است اور متفاعل
کی پندرہ فروعین ہیں پہلی مستفعلن مضمر باسکان تا دوسری متفاعل مضمر مخبون او سکون موقوفہ
ہیں و قص یعنی گردن شکستن ہے منتخب سے جب مستفعلن مضمر سے سین بسبب جن کے
مگر گویا متفعلن ہا متفاعل او سکے عوض آیا تیسری مفتعلن مضمر مطوی او سکون مخزول کہتے ہیں
خزل یعنی بریدن ہے غیاث سے جب مستفعلن مضمر سے حروف چارم طے سے گر گیا مستفعلن
را متفعلن او سکے مقام پر آیا چوتھی فعلاتن وہ مطلق ہے جب متفاعل میں نون حذف ہوا
اور لام ساکن متفاعل رہا عوض او سکے فعلاتن آیا یا پنجویں مفعولن وہ مضمر مطلق ہے جب فعلاتن
مقطع میں عین باضمار ساکن ہوا فعلاتن بسکون عین ہوا مفعولن او سکے مقام پر آیا چھٹی فعلن
بمحرک عین وہ احذ ہے جب وند آخر متفاعل سے حذف ہوا متفعلن او سکے مقام پر آیا
ساتھ توین فعلن سکون العین وہ مضمر احذ ہے جب متفاعل میں و ساکن ہوئی اور وند حذف سے
مگر گویا متفعلن او سکے عوض فعلن آیا آٹھویں متفعلن علان وہ مذال ہے جب علن میں کہ وند ہے
حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا متفعلن علان ہوا توین متفعلن وہ مضمر مذال ہے جب متفعلن
مضمر میں حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا متفعلن ہوا دسویں متفعلن علان وہ موقوفہ مضمر
یعنے و قص سے متفاعل اور اذالت سے متفاعل ہو گیا آریں مفتعلن وہ مخزول مذال
یعنے خزل مفتعلن اور اذالت سے مفتعلن ہوا آریں متفعلن علان وہ مرفعل ہے زیادت
سبب جب متفاعل میں سبب بڑا متفعلن تن ہوا عوض او سکے متفعلن آیا تیرہویں
مستفعلن مضمر مرفعل ہے زیادت سبب چودھویں متفعلن موقوفہ مرفعل ہے زیادت
سبب پندرہویں مفتعلاتن مخزول مرفعل ہے زیادت سبب اور یہ سبب فروع خاص ہیں
یہ کمال میں کس لیے کہ یہ سبب نہاوت متفاعل میں تھے ہیں اور متفاعل خاص کن کج کال کا
سے ہم پس جملہ این فروع ہتھما دوسرے ست واوزان آن سی و ہشت و آن این ست ارفع
فعلن ج فعلن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن
رج فعلن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن
رج فعلن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن

کلمہ مفتعلان ل مفتاعیل المستفعل لب فاعلیان کلمہ مستفعلان کلمہ مفتاعیلان کلمہ مفتعلان ل مفتاعیلان
 ز مستفعلان ل مفتاعیلان و از مشتق وزن اصول چار در بنیاد داخل است و چار خارج و ان فاعل
 و مفتاعیلان و مفتاعیلان و مفتعلات است پس جملہ اوزان اصول و فروع چل دو و با شدت پس
 یہ سب فرعین شتر اور تین تہتر ہوئیں اس حساب سے کہ چہ فرعین فاعلین کی اور دو فرعین فاعلین
 کی اور چہ فرعین مفتاعیلین کی اور گیارہ فرعین مفتعلاتین متصل کی اور ایک فرع فاعل لاتن مفصل کی
 اور نو فرعین مستفعلاتین متصل کی اور چار فرعین مس تقع لن مفصل کی اور گیارہ فرعین مفتعلات کی
 اور آٹھ فرعین مفتعلات کی اور ہندوہ فرعین مفتاعیلین کی اور سالیق میں لکھا تھا کہ اخفش نے
 چار فرعین اور فرمائے ایک فرع فاعلین کی اور لکھی ہے اور اخفش نے ایک فرع مفتاعیلین
 اور لکھی ہے اور مصنف علیہ الرحمہ نے ایک فرع مستفعلات کی بطریق ثناء اور لکھی ہے اگر ان
 سانوں کو زیادہ کریں ایسی فرعین ہوں اور اوزان ان کے آڑ تیس ہوتے ہیں جیسے کہ لکھے
 گئے اور اصل ہشتگانہ سے چار وزن انہیں داخل ہیں وہ کون فاعلین اور فاعلین و فرعین
 مفتاعیلین کی اور مفتاعیلین فرع مفتاعیلین کی اور مستفعلاتین فرع مفتاعیلین کی اور چار خارج وہ
 فاعل لاتن اور مفتاعیلان اور مفتاعیلان اور مفتعلات پس یہ چاروں جو خارج ہیں ان لکھا گیا
 سے ملکہ چالیس اور دو یعنی باالیس وزن ہوتے ہیں ہم والقباب این ارکان کہ از ہست
 تغیرات نہادہ اندانچہ موکف است و لفظ سی و چار ہست بہت تغیرات مفرد و ان این ہست
 امجنون بملوی ج مقبوض رکعوف ہ مضمر و معصوب ز موقوف ح مکشوف ط مقصور ی
 مقطوع یا مجزوف یب اخذ یج اصلہ بدشت یہ اٹلم یو اخرم نیرا عضب یج سبع یطندال ک
 مرغل و چار و مرکب را و ان این ہست مشکول ب مجول ج معقول و مقوص و مقطوف
 و مقوص ز مجزول ح ابتر ط اٹرم ی اشتر یا اخر ب یب اقصر یج اجمیم مقص و مشتق لفظ است
 یا مفرد است یا مرکب این جملہ تعلق بزبان تازی دارد و القاب ان ارکان کے کہ سبب
 تغیرات کے رکھے ہیں جو کہہ کہ موکف ہیں لفظ میں فیض واسطے ہر ایک کے اوٹیں ایک نام
 بالیف ہوا ہے مثلاً کہتے ہیں مفتاعیل مقبوض اور مفتعل ملوی چون تیس ہیں بیس تغیرات مفرد
 جیسے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے لکھی اور چوہ تغیرات مرکب کہ وہ بھی مصنف علیہ الرحمہ نے لکھے

مشعش میں گفتگو ہے بنفسے کہتے ہیں کہ یہ تغیر مفروض ہے اور نہ جہاں کہتا ہے کہ مرکب ہر غیر
 اور تشکیل سے اور قول زجاج کا ہر ہے جیسا کہ سابق لکھا گیا اور یہ سب تغیرات ثقل لغت
 تازی سے رکھتے ہیں ماحصل کلام یہ ہے کہ اصول وہ کا نہ سے جملہ فروعات تہتر نکلے کر جب
 انہیں سے دفع کی اڑتیش دین باقی رہے ہیں اور ان اصول ارکان کہ حقیقت میں ان کے
 چاروں ان کے ان فروعات میں داخل پائے اور چار خارج ہیں جب خواجہ اربعہ کو انہیں ملا
 جملا اور ان اصول و فروغ بالیس ٹکڑے یہ حال اور ان کا لکھا اور ان تغیرات کی مولفات کی یہ
 بیان کی کہ چونتیس القاب ان مولفات تغیرات کے ہیں بیس مفرد اور چودہ مرکب اور وہ مرکب کہ انہیں
 بیان فروعات میں سب لکھ گئے اور نام ان کے علاحدہ وضعیوں فی انہیں رکھے ہیں اور ان سے کہہ کر
 نہیں اس جگہ صاحب شرح نے عجیب شرح لکھی ہے سن منجملہ پہلے دو اور ان ہشت اصول جدا کر دے
 باقی سی و چار فروغ و القاب اپنے مقرر بود این است کہ مذکور شد لی آخرہ ہیں اگر بالیس سے آٹھ دال
 اصول کے جدا ہو کر چونتیس فروغ کے القاب بیان ہوتی مضمون اور محسوب اور بیشتر اور مخدوف ان
 چونتیس میں کون ہوئے کہ مفاعیلین محسوب ہے مفاعیلین سے اور مستعملین مضمون ہے مفاعیلین سے
 اور مفاعیلین مخدوف لن مخدوف ہے مفاعیلین سے ہم و اما و فارسی تغیرات والقاب ان چنان مضمون
 از جہت آنکہ در پارسی بسیار وز نہاست کہ در بیشتر بران شتر گفته اند و بنزدیک متاخران ترک اس
 و بسیار وز نہاست کہ متاخران نبوی استعمال کردہ اند و آنرا اصول و فروغ بروہی دیگر است
 و اما فارسی میں تغیرات اور القاب ان کے لیے مضبوط نہیں ہیں اس واسطے کہ فارسی میں بہت سے
 وزن ہیں کہ سابقین نے زمانہ پیشین میں انہیں شعر کہے ہیں اور نزدیک متاخرین کے وہ ترک
 ہیں اور بہت سے وزن ہیں کہ متاخرین نے ساتھ تازگی کے بطریق نو استعمال کیے ہیں اور ان
 اصول و فروغ اور طرح پر ہیں ہم و نیز تغیرات مرکب است کہ در پارسی مستعمل است و افراد ان مستعمل
 مثلاً اخب کہ عبارت اند از خرم کفوف است در فارسی مستعمل است و آخرم نیست است اور دوسری
 یہ ہے کہ تغیرات مرکب فارسی میں مستعمل ہیں اور افراد ان کے مستعمل نہیں ہیں مثلاً اخب کہ
 عبارت ہے آخرم کفوف سے فارسی میں مستعمل ہے اور آخرم نہیں ہے یعنی آخرم مستعمل نہیں ہے
 اور حال اسکا تفصیل اور ان سچو میں دریافت ہو گا ہم و نیز فارسیان بر ہمہ ذہنای بیان ہو گا

شعر گفتہ اند و اصول و تغیرات ایشان بکار و شستہ و بوزنہ نامی دیگر از ایشان منفرد شدہ و ہر مصنف از ایشان تغیراتی کہ یافتہ است غیر مستعمل تازیان لفظی نہادہ است کہ دیگران در آن متفق نیستند بآنکہ ہمہ جماعت اقتدا بعروض عرب کردہ اند چہ این لغت بلغت عرب آشنائی تمام دارد و بے آن مستعمل نمیتواند بود پس بامثال این اسباب جدا باز کردن تغیرات فروع مستعمل در عروض فارسی تنہا از پنجہ در عروض تازی مستعمل است و تعیین القاب آنچه خاص باشد بپارسی بروجہ متفق علیہ متغیر است پس اولے آنکہ این معنی را تعرض نرسانیم و برابر ادغیراتی کہ خاص باشد بعروض پارسی اقتصار کنیم تا از الحاق آن با پنجہ تقدیم یافتہ تمامی آنچه در عروض پارسی بآن احتیاج افتد حاصل آید است اورتیسری بات یہ ہے کہ اہل فارس نے اوزان عربیہ میں بہ تکلف شعر کہے ہیں اور اصول اور تغیرات انہیں کے مستعمل کیے ہیں اور بعضہ اوزان میں اولے منفرد ہوئے ہیں یعنی جدا ہوئے ہیں اور ایجاد کیا ہے اور ہر مصنف اہل فارس نے جو تغیر کہ غیر مستعمل عرب پایا ہے اوسکا ایک نام رکھا ہے کہ اور لوگ اوس میں متفق نہیں ہیں یعنی کسی نے کچھ نام رکھا ہے اور کسی نے کچھ باوجودی کہ سب اہل فارس عروض میں مقلد عرب ہیں اس واسطے کہ زبان فارسی زبان عربی بہت ملی ہوئی ہے اور بدون زبان عربی کے زبان فارسی مستعمل نہیں ہو سکتی پس بامثال اس اسباب کے یعنی بسبب اختلاف القاب کہ فارسی میں ملاحظہ جدا کرنا تغیرات اور فروع مستعمل کا عروض فارسی میں تنہا اولون تغیرات سے جو عروض تازی مستعمل ہیں اور مقرر کردہ بالقاب خاص تغیرات فارسی کا بروجہ متفق علیہ کہ سب کا اتفاق ہو مشکل ہے پس بہتر یہ ہے کہ اس بات سے تعرض نکون ہم یعنی مقرر القاب کے لیے نمونہ اور ایراد تغیرات خاص عروض فارسی پر اقتصار کریں یعنی نفس تغیرات فارسی بیان کریں تا یہ تغیرات فارسی تغیرات عربی سے جو سابق بیان کیے گئے جب ملا دیں تمام تغیرات فارسی جنکی احتیاج ہے حاصل ہو جائیں اور تکمیل از کی ہو جائے ہم و مادر القاب آنچه از تغیرات منفرد باشند و عبارت از ان ضروری بود آنرا لفظی بمانر سیدہ است آنرا لفظی نہیم و از مرکبات ہر چہ آنرا لفظی یافتہ ہاشیم ذکر کنیم و از باقی بحسب ترکیب عبارت کنیم تا القاب بسیار شود است اور القاب تغیرات منفرد کے جسکا بیان کرنا ضروری ہے اونہیں جسکا نام ہم میں ہو چکا ہے اوسکا ایک نام رکھیں اور تغیرات مرکب میں جسکا نام پایا گیا ہو اوسکا ذکر

کرن اور باقی کو مجتبئ ترکیب بیان کرن یعنی اس کے مفردات کو جمع کرن مثلاً کمین مخبون
 اما القاب تغیرات کے بہت نہوجائیں ہم گوئیم ازجملہ تغیرات عام کہ بہ شعر فارسی خاص اس
 آنست کہ ہر کجا سہ حرف متحرک متوالی افتد تسکین اوسط روادارند و در یک وزن محرک مسکن
 بیا میرند و این حکم مطر و است الا اینجا کہ مانعی افتد مثلاً باشد کہ بحر بسبب تسکین در بدل افتد
 و این وزن کہ فعلات فاعلات اگر عین فعلات مسکن کنند تا این وزن شود کہ مفعول فاعلات
 از بحر می دیگر است پس تسکین کہ مقتضی اشتباه بود و نشاید است کہتے ہیں ہم کہ جملہ تغیرات
 کہ فارسی میں خاص ہیں ایک یہ تغیر ہے کہ جس جگہ میں متحرک متوالی واقع ہوتے ہیں تسکین
 اوسط روادارہکتے ہیں اور ایک وزن میں محرک اور مسکن ملا دیتے ہیں یعنی اگر ایک جگہ الفا
 بر وزن فعلن اور فعلات متحرک الحین اور ایک جگہ الفاظ بر وزن فعلات اور فعلن مسکون الحین
 واقع ہوں تو خطا انکار و اسے نہ یہ کہ شعرین جہان میں متحرک پڑن ایک کو ساکن کر دینا
 و مضامین و خفایا وغیرہ کہ ہم تسکین اوسط پنجاہوں ان جس جگہ کہ احتمال میں گنایا مضائقہ نہیں ہے بحر و ان
 اور یہ حکم مفعول و فعلات میں تسکین اوسط کر لینا مطر و بر مبنی بہت ہے اگر جس جگہ کوئی مانع ہو مثلاً تسکین اوسط
 بحر بدل جائو جیسا اس وزن میں کہ فعلات فاعلات متوالی شکل قول شاعر سے پس از انکہ میں غنائم چچ کاغذ
 اگر اس میں کو ساکن کہ میں ہی وزن ہو جائو مفعول فاعلات مضارع آخر قبل شاعر سے سن خوب ہے
 پیران پارسا را پس سحر بدل جائے اور ایسی تسکین اوسط کہ باعث اشتباه ہو سنی ہے
 ہم و نیز باشد کہ شاعر حرکات و سکونات را نظامی التزام کند مثل قصیدہ کہ مبنی باشد بر تکرار
 وزن کہ مفتعلن مفعول و تسکین عین مفتعلن آن نظام را باطل گردانند پس درین موضع ہم نشاید است
 اور کبھی شاعر نظام حرکات و سکونات کا التزام کرتا ہے جیسے کوئی قصیدہ مبنی ہو اس وزن
 تکرار پر مفتعلن مفعول مفتعلن مفعول اس جگہ تسکین عین مفتعلن سے وہ نظام کہ جس کا التزام کیا
 باطل ہوتا ہے پس بیان بھی سچا ہے ہم و بحر جملہ قاعدہ لغت فارسی آنست کہ بیشتر تغیرات
 و رسمیات کہ برونی گویند یک نسخ استمال کنند بخلاف عادت تازی گویان کہ ان لغت
 اختلاف بسیار کند و در محرک و مسکن چون مانعی نباشد این قاعدہ نگاہ دارند و در بعضی
 لغت فارسی کا یہ ہے کہ اکثر تغیرات مستعملہ کو سب بیتو نہیں ایک وزن پر کہتے ہیں ایک طرح

تسکین اوسط
 بحر و ان
 و مضامین و خفایا
 و غیرہ کہ ہم تسکین
 اوسط پنجاہوں ان جس
 جگہ کہ احتمال میں
 گنایا مضائقہ نہیں
 ہے بحر و ان

پہر استعمال کرتے ہیں تغیر زحافات میں انہیں کہتے ہیں بخلاف عادت اہل عرب کے اس واسطے کہ
یہ لغت فارسی زیادہ اختلاف کی متحمل نہیں ہے بسبب خفیت کے اور لغت تازی متحمل زحافات کی
ہے بسبب زحافات کے ان محرک در سکون کو جب کوئی مانع نہ ہو یعنی اختلاف بحرین نہ پڑی اور
اشتباہ واقع نہ ہو جمع کرتے ہیں ہم و چون در اصول اور ان فارسی سبب ثقیل و فاصلہ مستعمل نسبت
تو الی سے متحرک اصلی نباشد بل بسبب تغیری سابق بود و آنچنان بود کہ ساکن سبب خفیت یافتہ و
متحرکش مجاور و متحرک و تدمجوع افتد تا سہ حرکت متوالی شود و چون چنین بود تشکین اوسط تشکین
حرف اول و تدمج تاسد و این تغیر را تشکین نام نہادیم و در جو اصول اور ان فارسی یعنی فاعلین
فا علا تین مستفعلن مفعولات میں کہ یہ لفظ میں پانچ ہیں اور اصل میں سات بسبب ثقیل اور فاصلہ مستعمل ہیں
تو الی حرکات ثلثہ بھی اس میں آتی نہیں بلکہ یہ تو الی حرکات بسبب تغیر سابق کے ہوتا ہے اسکی
صورت یہ ہے کہ ساکن سبب خفیت کا اگر پڑتا ہے بسبب زحافات کے اور متحرک اسکا مجاور و متحرک
و تدمجوع واقع ہوتا ہے پس تین متحرک متوالی جمع ہوتے ہیں بسبب زحافات کے نہ اصلی جیسو فاعلین
میں جب بالف ساقط ہوگا فاعل سے متحرک مجاور عین و لام و تدمجوع واقع ہوگی اور تین متحرک بسبب زحافات
جمع ہونگے پس جب ایسا ہوگا تشکین اوسط تشکین حرف اول و تدمجوع اور ہمنے اس تغیر کا نام تشکین
ح قولہ سبب ثقیل و فاصلہ مستعمل نیست این ادعای مصنف است ورنہ درما سبق تحریر یافتہ کہ سبب
ثقیل و فارسی موجود و نسبت فاصلہ بزبان فارسی و تازی ہر دو برابر است ثم کلامہ ادعای مصنف
نیسا یہ تو امر بدیہی ہے کہ اصول اور ان فارسی میں سبب ثقیل اور فاصلہ نہیں اگر واقع ہوتا ہو
نسبب زحافات کے واقع ہوتا ہے اور نسبت فاصلہ زبان پارسی اور تازی میں برابر کیسی کہ اصول
اور ان پارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور اصول اور ان تازی یعنی فاعلین اور متفعلن میں فاصلہ
موجود اور مشہور ہے اور تحریر یا سبق کا یہ حال ہے کہ جیسا یہاں غلط سمجھے ویسا وہاں غلط سمجھے
م و چون و تدر و صدر کن افتد چنانکہ در فاعلین بعضے متاخران این رکن را مخفف لقب دادہ اند
قول زجاج چنان اقتضا میکند کہ چون و تدر یا نہ افتد چنانکہ در فاعلین بعد از ضمیمہ تشکین عین
زا مشعش خوانند پس اگر در آخر رکن افتد چنانکہ در متفعلن کہ مطوی شود شاید کہ کسی آنرا مستحق
پہر نہاد و چون عبارت از تفسیرات بحسب ترکیب میکنیم آن را بقبی نہادیم و در جب و تدر و صدر کن

میرت پڑے جیسا کہ مفاعیلین میں اور ماقبل اوسکے حرف متحرک ہو کہ اوس سے ملے اور صدر و تکر
بسبب اجتماع متحرک ثلثہ کے ساکن کرین مثل مفعول مفاعیلین کے پس وزن اوسکا مفعول مفعول ہوگا
اور مفعول آخر کو مخفی کہیں گے بوجہ متاخر و ن نے اس رکن کا نام مخفی رکھا ہے تخلیق سے یعنی گلو بار کردن
اور بعضوں نے سجاوہ اور باے موصدہ کہا ہے تخلیق سے اور نہ تغیر غیر خرم ہے اسول سے کہ خرم
اول رکن میں پڑتا ہے عربی میں اور بعد اوسکے مخفی بخلاف عجم کے کہ وہ خرم سب جگہ جائز کہتے ہیں
اور قول جرج یون اقتضا کرتا ہے کہ جب و تدر میان میں پڑے جیسا کہ فاعلاتن میں بعد ضبع
اور تسکین عین کی و سکو مشعش کتوہین یہاں بھی تین حرکتیں جمع ہوئیں پس عین کہ اوسط تھا
ساکن ہوا پس اگر یہ صورت آخر رکن میں پڑے جیسا کہ مستفعلن میں جب مطوی ہو یعنی مفعول
بحدت فاعل مفعول کو بسبب توالی حرکات ثلثہ کے تسکین اوسط کر کے منقول پر مفعول کرین جہاں
اوسکا بھی کچھ نام رکھا جائے مثل مخفی اور مشعش کے مگر ہم بیان تغیرات کا بحسب ترکیب کرتے ہیں
لہذا اسکا نام کچھ نہیں کہتے یعنی مطوی مسکن کہنا کافی ہے نام جداگانہ کی حاجت نہیں ہم دیکھ کر
ہمہ واخر مصرعہ می شعر فارسی را شامل است کہ وقوع یک ساکن و دو ساکن در آخر مصرعہ
و خط ہر دو با یک دیگر در یک بیت روا دارند مگر آنجا کہ انہی افتد و بالغ وقوع دو ساکن آن بود کہ وزن در
دمازی بود کہ در ان بحر ممکن باشد و مساوی دائرہ باشد یعنی تمام بود چون مفاعیلین چہار بار پس
الحاق ساکنی دیگر یا بحر مصرع خروج از دائرہ باشد روا نہ بود و آنچه در شعر متاخران میں جنس یافتہ شود
اقبیل عیوب بود اور ایک حکم اور جملہ اوخر مصرعہ شعر فارسی کو شامل ہے وہ یہ ہے
کہ وقوع ایک ساکن اور دو ساکن کا اوخر جملہ مصرعہ میں ہوتا ہے اور خط ان دونوں کا ایک
روارہ کھتے ہیں ایک بیت میں جیسے یہ وہ شعر سلیم کے خاک زربسکہ زخم از دل شدہ
پنچہ اہم ریشہ ریشہ چون جباروب دوستی نیست رحم بر کمال پد آتش مردہ زندہ گشت بچوب
عروض دونوں تینوں کا بروزن فعل ہے اور آخر میں ایک ساکن ہے اور ضرب بروزن فعلان
اور آخر میں دو ساکن ہیں مگر وہاں کہ جہاں کوئی مانع ہو پس مانع اول وقوع اور دونوں کا
اوس وزن میں ہے چونہایت دراز ہو کہ اوس بحر میں درازی اوس سے ممکن نہوا و مساوی
کے ہو یعنی ناہم ہو جیسے مفاعیلین چار بار پس الحاق دوسرے ساکن کا آخر مصرعہ میں خالی کرتا

وزن کو دائرے سے اور روانہ نہیں ہے اور شمار تاخرین میں جو الحاق دوسرے ساکن کا آئندہ
 بصرع میں اس وزن نام میں پایا جاتا ہے من قبل عویس جیسا کہ یہ شعر سلیم کا **ع** تماشا می تو بخود
 کر دھر کس را کہ می بینم بدست بسته هر که در بزم تو جالیشن بیشتر خالی ست **د** اور یہ کلام تاخرین میں
 بکثرت ہے ہم دلائل خط قافیہ بود مثلاً در مثنوی و اوایل قصاید کہ ابیات مصرع بعد حروف قافیہ
 متساوی باید پس در عروض ضرب خط نشاید و در قصاید ضرب متساوی باید پس در ضرب متساوی
 نشاید **ت** اور دوسرا مانع خط قافیہ ہے یعنی مطلع ہا سے غزل اور مطلع ہا سے قصاید میں
 اور ابیات مثنوی میں کہ مصرع ہوتے ہیں یعنی دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتے ہیں قافیہ برابر
 چاہیے ایک جگہ سالم اور دوسری جگہ مسبق خواہ نزال ممکن نہیں اگر مصرع اول میں قافیہ اگر ہوگا
 مصرع ثانی میں قافیہ دکر ہوگا نہ کاروبار اور ابیات قصاید اور غزل میں سو مطلعوں کے ضرور میں
 خط نہیں ہو سکتا البتہ عروض میں خط ہوگا ہم اما اگر قافیہ بگردمانند آید در خانہ می ترجیع افتد
 روا بود و چون معلوم است کہ یک قصیدہ ترجیعی جز بر یک وزن نشاید مگر کہ اختلاف و اخر مصرع
 بعد حروف ساکن یا قضا ای اختلاف وزن نکند لیکن اگر قافیہ تبدیل ہو جائے جیسے خاص
 ترجیع میں واقع ہوتا ہے درست ہے یعنی ترجیع بند میں چند غزلین ہونی ہیں اور در میان اون غزل
 ایک بیت مکرر بقافیہ مختلف پس اگر ایک غزل کے قافیہ میں ایک ساکن مثل اگر اور دگر کے اور
 دوسری غزل کے قافیہ میں دو ساکن مثل کاروبار کے واقع ہوں مضائقہ نہیں اور ترجیع یعنی
 بازگردانیدن ہے غیاث سے آج معلوم ہے کہ ایک قصیدہ ترجیعی ایک ہی وزن میں چاہیے
 پس معلوم ہو کہ اختلاف و اخر مصرع بعد حروف ساکن کے اقتضا اختلاف وزن نہیں کرتا مثلاً
 ایک بند میں ترجیع بند کے مثلاً قافیہ کاروبار ہو اس میں بعد ساکن اول کے ایک ساکن ہے
 اور دوسرے بند میں مثلاً قافیہ دوست اور دوست ہو اس میں بعد ساکن اول کے دو ساکن ہیں
 اس سے وزن مختلف نہیں ہوتا اور شاید کہ بجائے لفظ بعد کے لفظ بعد ہو اور ال کتابت میں
 رکھیا ہو مثنوی ظاہر ہیں ہم و چون این قاعدہ محمد شاگوشیم چون مراد اخر مصرع ہا و حروف ساکن افتد
 اگر جسے و آخر از کن آخر سالم بود ساکن دوم لاشک بر تسبیح یا اذاجمل باید کردت اور جب یہ
 قاعدہ مقرر ہوا اب کہتے ہیں ہم کہ جب اور اخر مصرع دو ساکن واقع ہوں گے اگر جزو اخیر کن آخر

سالم ہوگا ساکن دوم بیشک تسبیح خواہ اذالت پر عمل کیا جائے گا معلوم کیا چاہیے کہ ارکان
میں کوئی رکن ایسا نہیں کہ جس کے آخرین دو حرف ساکن ہوں پس اگر دو حرف ساکن پائے جائیں
ساکن دوم سبب تسبیح خواہ اذالت کے ہوگا اور جزر آخر رکن سے فروغ بھی مثل فعلاتن اور فعلن
مفاعلن کے اس حکم میں شامل ہو گئے ہمہ ضمیم اول و فتح ثانی و ہای مشدہ مفتوحہ گسترہ شدہ و دیگر
شدہ متخلف و رغبات سے ہم انا اگر آخر رکن آخر را تغیری بقصان کردہ باشند تسبیح و اذالت
نصورتوان کردہ در آخر یک رکن حکم بغیر ہم بقصان و ہم زیادت تسبیح بود پس از یہ نخبست با ثبات
تغیرات دیگر غیر آنچه گفتہ آمد احتیاج اقتدا انا اگر رکن عروض اور ضرب کی جزو اخیر میں تغیر بقصان
ہوا ہو تسبیح اور اذالت اوس میں تصور کیا چاہیے اس واسطے کہ اوس میں بعد تغیر بقصان کے ہم
تغیر زیادت تسبیح اور بدیہی پس اس جہت سے سوا اول تغیرات کے کہ کئے گئے اور تغیرات کی جہت
ہوئی ہم علت اختصاص لغت فارسی بآن تغیرات آن بہت کہ وقوع دوساکن در لغت تازی دادا
مصرعہ در کہہ جائز نیست و آنچه موجود بہت علت آن معین و معین شدہ اما چون در لغت پارسی
جائز است و وغیرہ آن مواضع کہ در تازی یافتہ اند واقع می شود بہ تغیرات دیگر احتیاج می اقتدا
اور سبب اختصاص لغت پارسی کا ساتھ اذن تغیرات کے یہ ہے کہ وقوع دوساکنوں کا با واجت
مصاریع لغت تازی میں سب جگہ جائز نہیں ہے اور جو کہیں ہے علت اوسکی مقتدر اور طامہ ہوا
یعنی حال اوس کے تغیر کا بیان کیا اگر لغت پارسی میں سب جگہ جائز ہے اور سوا اول مقاموں
کہ عربی میں پائی گئی ہیں واقع ہوتا ہے پس اور تغیرات کی احتیاج پڑتی ہے ہم مثلاً چون آخر رکن
و تدی مجموع بود چنانکہ دستفعلن و دروی قطع اقتدا با ذلن مفعولن آید بعد ازان اگر در آخر
دوساکن آید تا بر وزن مفعولان شود نتوان گفت کہ این رکن ہم مقطوع است و ہم ندال یا تسبیح
اولی بآن باشد کہ چنان قطع عبارت از مجموع حذف ساکن و تشکیل متحرک دوم بہت
و دیگر اثبات کنند کہ عبارت باشد از تشکیل متحرک دوم و پس تا و تد بان تغیر مشتمل بر متحرکی و دوساکن
و بآن رکن را کہ تد او چین بود اعرج نام نہادیم مثلاً جب آخر رکن و تد مجموع ہو چنانکہ
میں اصدوس رکن میں قطع کرین تو بوزن مفعولن آئے بعد اوس کے اگر آخر شعر میں دوساکن آئے
۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰

اس جہت سے کہ حرف ساکن و تہمین الایہین کہ اصل مستفعلن ہے اور مسبق کہنا اس جہت سے کہ بعد قطع کر سبب باقی
 رہا بلکہ بہتر یہ ہے کہ جیسا قطع کو کہتے ہیں کہ عبارت مجموع حذف ساکن و تہمین اور تشکین متحرک دوم جو
 اور اس طرح ایک غیر اور ثابت کریں کہ وہ عبارت ہو تشکین متحرک دوم و تہمین و تہمین و تہمین و تہمین و تہمین و تہمین
 کے ہو اور پہلے اوس کن کا کہ جسمین و تہمین ایسا ہو اعرج نام رکھا اور اعرج ہمینی لنگ ہے منتخب
 اور غیاث سے اور نہ نسبت ظاہر ہے ہم و چین اگر مستفعلن اخذ شود یعنی و تہمین مجموع از آخر او بقیہ
 یا وزن فعلین آید و بعد از ان در آخر مطلع ساکن دو شود تا بروزن فعلان شود تو ان گفت کہ این کن نام
 اخذ است و ہم مسبق بل اولی آن باشد کہ ساکن دوم از بقیہ و تہمین کہ اسقاط کردہ اند و گویند کہ از
 و تہمین و حرکت و دو حرف بیفتادہ است و حرفی ساکن بانندہ و مانکنی را کہ و تہمین بود مطبوس نام
 نہادیم **ت** اور اس طرح اگر مستفعلن اخذ ہو یعنی و تہمین مجموع اس کے آخر سے گرے کہ بروزن
 فعلین ہو اور بعد اس کے آخر مصرع میں دو ساکن آئیں کہ بروزن فعلان ہو جائے پنجاب سے کہنا
 کہ یہ رکن اخذ مسبق ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ ساکن دوم کو بقیہ و تہمین سے جانیں جسکو گراویا ہے اور
 لیں کہ و تہمین سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے اور ایک حرف ساکن رہ گیا یعنی عین اور لام اور
 دونوں حرکتیں اوکی علمن سے گرین اور ان کہ حرف ساکن تھا باقی رہا یا ان تینوں حرفوں
 کوئی حرف ساکن باقی رہا اور پہلے اوس کن کا کہ و تہمین میں ایسا ہو مطبوس نام رکھا اور
 مطبوس ہمینی نابود اور طمس بالفتح نا پدید کرنا اور دور ہونا لطائف اور کشف اور منتخب اور غیاث سے
 اس مقام پر شرح میں غیب عبارت گئی ہے **ش** لفظ دوم بعد لفظ ساکن و عبارت از غلطی کا بیت
 تم کلام ہم و چین اگر از فاعلاتن در صورتی کہ خبن واجب ہو و فاع ماند تو ان گفت کہ این رکن
 مخدوف مطبوس است کہ انگاہ مخبون نبودہ باشد بل اولی آن باشد کہ این دو ساکن از بقیہ و تہمین
 و گویند و حرکت و یک حرف از تہمین افتادہ است دو ساکن بانندہ و مانکنی را کہ چین بود و دروس نام
 نہادیم **ت** اور اس طرح فاعلاتن میں جب وقت خبن واجب ہو فاعلاتن بنائیں اوس سے
 فاع بنے نہ کہنا چاہیے کہ یہ رکن مخدوف مطبوس ہے اس واسطے کہ وہ رکن مخبون نہ ہے گا
 جب فاعلاتن میں تن حذف کیا فاعلاتن را اور جب طمس سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے ایک
 متحرک ایک ساکن رہا بعد اس طرح سے فاع ہو ایسا سباع اور خبن یعنی نقصان اور

زیادت جمع نہیں ہو سکتی اور باوجود اسباع کے جن نہیں کہہ سکتے اور نہیں کہہ اوس میں شکر کیا ہے
پس کوئی بات نہ بنی لہذا بہتر یہ ہے کہ ان دونوں ساکنوں کو جو فاعل میں ہیں بقیہ و تدریسے جانیں
اور کہیں کہ دو حرکتیں اور ایک حرف و تدریسے گرا اور دو ساکن ہو گئے اور ہم نے اوس کن کا کہ ایسا ہو
مدریس نام رکھا اور مدرس لہین مہلکہ کہتہ شدہ اور ناپدید شدہ اور ہر وقت غیاث سے ہم دگر
در شعر عربی مانند این حالہ افتادی لاشک ہمچنین کردندی است اور اگر شعر عربی میں ایسے حالہ
ہوئے ایسا ہی کرتے ہم و چون آئینی مقرر شد فروغی کہ ارکان مذکور را در شعر فارسی انقدر از مدرس کہ
عروضیان عرب آورده اند یا دکنیم و گوئیم است اور جب یہ معاملہ مقرر ہوئے جو فروغ کہ ارکان مذکور
فارسی میں واقع ہوئے ہیں زیادہ اونسے کہ عروضی عرب کے لائے ہیں یا دکرین ہم اور کہیں ہم نے
تغیرات عرب متبعاً فارسی میں مستعمل ہیں اور نوا اونسے جو فارسی میں خاص ہیں و نکایاں ہوا
ہم فعلوں را در شعر فارسی فرعی دیگر است و ان فعلوں است کہ مسبق باشند و در تقارب افتد
فعلوں کی شعر فارسی میں ایک فرع اور ہے اور وہ فعلوں است کہ مسبق ہے اور تقارب میں آتا
ساتھ زیادت ایک ساکن کے آخر میں ہم فاعلن را چار فرع دیگر است افاعلان و این نداء
فعلان و این مجنون نداء است ج فعلن و این مجنون مسکن است و ہر چند وزن ہماں است
مقطع اما علت تغیر غیر است و ہر چند این تغیر بحقیقت در شعر عربی ہم واقع است اما آنجا در شمار یاد
کہ اقتضای مخالفت این قوم میکرد و فعلان و ان مجنون مسکن نداء است و این فرما و در مدید
کہ تکلف گویند و در عرب ہم واقع باشند اور فاعلن کی چار فرعیں اور ہیں پہلی فاعلان
اور یہ نداء ہے یعنی حرف ساکن و تدریس زیادہ ہوا ہے دوسری فعلان بکسر عین اور یہ مجنون
نداء ہے تیسری فعلن بکون عین اور یہ مجنون مسکن ہے ہر چند یہ وزن وہی ہے قطعاً
علت تغیر کی ہماں سوا اوسکے ہے اسواسطے کہ قطعاً آخر مصرع میں آتا ہے اور یہ مجنون مسکن
جگہ اور ہر چند یہ تغیر بحقیقت شعر عربی میں ہی واقع ہے جیسے اس بیت میں یا مجنون
اور ک روی و وارحم قلبی فاجلس عندی مگر اوس جگہ گنتی میں نداء ہے ہم کہ مقتضی مخالفت
اہل عروض تھا یعنی و ان بیان کیا کہ فروغ فاعلن دو ہیں مجنون اور مقطع اور بطریق افتال
و کر کیا کہ یہ فعلن مجنون مسکن فرع ثالث ہے اور ہر چند ارکان میں خاص ہے یعنی سب جگہ

بجملات اور بجز دیکھنے کہ وہاں آخر مضارع میں آتی ہے اور اوکو مطلق کہتے ہیں چوتھے فعل لان
 بسکون عین وہ مجنون مسکن بذال ہے اور یہ فروع مدید اور بیل میں کہ تکلف کہتے ہیں اور عز
 میں بھی واقع ہوتے ہیں اور صدایق میں تین فرعیں اور کبھی بین فع احسن اور فعل مطلق اور
 اور فاعلان مرفعل غالب کہ یہ تینوں فرعیں مختص متاخرین ہوں ہم و فاعیلین را و از و فاعل و مکرر است
 ارفاعی لان و این سبب است و در ہر جہز اقرب فاعلان و این مقصود است و در ہر جہز مضارع افتد
 جہز فاعل و این مخدوف مقصود است و بعضی متاخران این را زل نام نہادہ اند و فعل و این مخدوف
 قرین است و بعضی متاخران این را محبوب نام نہادہ اند و این ہر دو در ہر جہز مضارع افتد و فاعلان
 مخفی مسبق باشد سیم فاعیلان بر کن ماقبل متصل شود تا اگر مکفوف باشد سالم نہاید و باقی برین وزن
 ماندت اور فاعیلین کی بارہ فرعیں ہیں پہلی فاعیلان یہ سبب ہے اور ہر جہز میں آتی ہے
 دوسری فاعلان یہ مقصود ہے یعنی جب فاعیلین سے وزن گر اگر ماقبل کو او سکے ساکن کیا فاعیل
 بسکون لام ہوا فاعلان او کو مقام پر لائے تا التباس فاعیل مکفوف سے نہو اور یہ فرع ہر جہز
 اور مضارع میں آتی ہے تیسری فاعل بسکون لام یہ مخدوف مقصود ہے یعنی جب فاعیلین سے
 لن حذف کیا فاعلی رہا بعد او سکے قصر کیا فاعل بسکون میں رہا فاعل او سکے مقام پر لائے اور بعض
 متاخران نے اسکا زل نام رکھا ہے اور یہ زل زل سے ہے اور زل لفتحتین اور براؤ مجہول کوشت
 ہونا ران کا غیاث اللغات سے اور بعضوں نے اس فاعل کو اہتم کہا ہے یعنی جمع ہونا حذف و قصر کا
 اہتم ہے اور جمع ہونا حذف اور قصر اور خرم کازل میں فاعل اہتم ہے اور فاعل ازل اور اہتم بفتح
 جرہ سے دانو نکا ٹوٹنا غیاث سے چونکہ فعل متحرک عین اور سکون لام اور یہ مخدوف قرین ہے
 یعنی فاعیلین سے ایک مرتبہ حذف سے لن گر اور دوسری مرتبہ عی پس مفار ہا فعل و کو مقام پر
 آیا بعض متاخران نے اسکا نام محبوب رکھا ہے اور محبوب لغت میں یعنی ہر دو خصیہ بریدہ ہر جب سے
 اور جب بفتح جیم اور سکون موحده حصے کرنا غیاث سے وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ دونوں سبب اس سے
 کرتے ہیں اور یہ دونوں یعنی فاعل فعل ہر جہز اور مضارع میں آتی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ فرع ازل طویل میں ہی آتی ہے کذا فی الحدائق یا نحو میں مفعولان مخفی مسبق سیم فاعیلان کا
 رکن ماقبل سے متصل ہوتا ہے پس وہ رکن ماقبل اگر مکفوف ہے سالم معلوم ہوتا ہے یعنی مشابہ

بسم بر وزن مفاعیلین اور باقی بر وزن مفعولان رہتا ہے اور محقق اسی کو کہتے ہیں جاننا چاہیے کہ اگر
مفاعیل کا جو میم مفاعیلان سے متصل ہو ایہ مشابہ بسم ہو اندہ سالم اور یہ مفعولان جو باقی رہا میم اسی کا
نہیں مثال رہا حقیقتہً اسی لحاظ سے محقق علیہ الرحمہ نے اس مفاعیلان محقق مسبق کو فروغ میں لایا
چنانچہ معلوم ہوگا اور نزدیک بعضوں کے کہ رکن اول سالم ہے اور رکن ثانی آخر میم سبب وہ لوگ اس
محقق کہنے کو شکفات میسود سے جانتے ہیں ہم مفعول محقق و پس ز فاعل محقق مقبوض مفعول
محقق مکفوف و فاعلان محقق مقصور است چھٹی فرع مفعولن یہ محقق ہے اور پس آتوین فاعلن
محقق مقبوض ہے آتوین مفعولن یہ محقق مکفوف ہے توین فاعلان یہ محقق مقصور ہے پس مفاعیل
سے جب صدر وابتداء میں میم ساقط ہوگا اور بجائے فاعیلن مفعولن لائین گے آخر میں کہیں گے اور
جب پیش میں میم مفاعیلن کا رکن اول سے مل جائے گا ساقط ہوگا باقی رہے گا فاعیلن او کے عوض
لائین گے اور کو محقق کہیں گے اور جب مفاعیلن میں میم سبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا
حرف یا سبب قبض کے ساقط ہو جائے گا فاعلن رہے گا اور کو محقق مقبوض کہیں گے اور جب
میں میم سبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور وزن بسبب کف کے ساقط ہو جائے گا فاعیلن
سے ملے گا اس کے مقام پر مفعول بضم لام لائین گے اور کو محقق مکفوف کہیں گے اور جب مفاعیلن میں
بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور وزن مع حرکت ماقبل قصر سے گر جائیگا فاعیلن پسکون لام
اور سکی جگہ پر فاعلان لائین گے اور کو محقق مقصور کہیں گے اور یہی فاعلن فرع و نازی میں دشر ہوگا
مقبوض اور یہی مفعول اخرب فیض آخر مکفوف تھا ہم نے محقق مخزون یا فاعل محقق ازل بسبب محقق
و این جملہ درج مکفوف و مضارع و قریب افتد چنانکہ در غیر محقق است و سوین شروع فاعلن یہ محقق
مخزون ہے گیا رہوین فاعل یہ محقق ازل ہے بارہوین فاعل یہ محقق محبوب ہے جب مفاعیلن
میم رکن اول سے ملا اور لیں حذف سے ساقط ہوا فاعلی رہا اور سکی جگہ پر فاعلن پسکون عین آبا
محقق مخزون کہیں گے اور جب مفاعیلن میں میم رکن اول سے ملا اور زل سے یعنی اجمل ہوا
و قصر سے لیں اور حرف یا مع حرکت ماقبل ساقط ہوئی فاعل رہ گیا اور کو محقق ازل کہیں گے اور جب
میں میم رکن اول سے ملا اور جب سے یعنی حذف و ثین سے عین گر گیا فارہا اور سکی جگہ پر آبا
محقق محبوب کہیں گے اور یہ فرطین یعنی پنجم سے دو زوہم تک جنہیں تحقیق سے نہ ہر ج مکفوف

مضارع اور قریب میں آتے ہیں جیسے غیر مثنوی یعنی تخفیف جنہیں ہنودہ بھی ان تین جو نہیں آتی
 ہیں ح قولہ این جملہ یعنی از زحاف پنجم تا یازدہم درین سہ بجا رہا شدہ شود تم کلامہ معلوم نہیں کہ فرع و وزیر
 کس تصور پر اس شمار سے خارج ہوئی اور محقق علیہ الرحمہ نے ہرج کو بکفوف متعذر کیا بخلاف مضارع
 اور قریب کے اس واسطے کہ ہرج کفوف اور غیر کفوف مستعمل ہے اور مضارع اور قریب سوا کفوف
 کے مستعمل نہیں ہم فاعلاتن مجموعی راہفت فرع دیگر است المفعولان و این مجنون مسکن مسنج است
 و ظاہر است کہ مشعت مجنون مسکن است چنانکہ گفتیم پس فرع مشعت مسنج باشد و این سبب مفعولن
 کہ مجنون مسکن است اینجا نیاوردیم است اور فاعلاتن مجموعی کی سات فرعین ہیں پہلی مفعولان
 اور یہ مجنون مسکن مسنج ہے پس فاعلاتن میں جب خبن کیا فاعلاتن تخریک عین ہوا اور جب
 مسکن کیا فاعلاتن بسکون عین ہوا اور جب مسنج کیا فاعلاتن ہوا اسکو منقول بہ مفعولان کیا اور
 ظاہر ہے کہ یہ وہی مفعولن مشعت یعنی مجنون مسکن ہے جسکو سابق میں بہ تفصیل بیان کر چکے ہیں
 اور یہ مفعولان فرع اس مفعولن مشعت کی ہے کس واسطے کہ جب مفعولن میں اس بلع کیا مفعولان ہو گیا
 اور اسی سبب سے مفعولن کو اس جگہ لائے ہم کس واسطے کہ اسکو فروغ تازی میں لکھ چکے ہیں
 مفعولان کو کہ مختصہ فارسی ہے اس جگہ لائے ہم ہم ب فعلان و این مشعت مقصود است
 و دیگر فعلان بسکون عین جب مفعولن مشعت کو مقصود کیا نون حذف ہوا اور لام ساکن مفعولن
 منقول بہ فعلان ہوا ہم ج فعلن و این مشعت مخدوف است و علت این غیر است کہ در ابتر گفتہ آمد
 ہر چند در وزن ہمان است و این ہر سہ در مل و خفیف و محبت اقتدرت تیسرے فعلن بسکون عین
 اور یہ مشعت مخدوف ہے جب مفعولن مشعت کو مخدوف کیا لں کہ سبب تھا اگر کیا مفعولن منقول فعلن
 ہوا اور علت اسکی سوا اسکی ہے کہ ابتر میں کہی گئی ہر چند وزن ایک ہو یعنی سابق میں فعلن کو
 ابتر کہا تھا کہ ابتر اجتماع حذف و قطع کو کہتے ہیں جب فاعلاتن کو مخدوف کیا فاعلا را بعد اسکو فاعلا
 قطع سے فاعل ہو کر منقول بہ فعلن ہوا پس وزن ایک ٹھہرا اگر ملتین دو اور یہ تینوں فرعین یعنی
 مفعولن اور فعلان اور فعلن مل اور خفیف اور محبت میں آتی ہیں ہم مفعولن و این مجنون مخدوف اعرج
 است چوتھے فعلن بسکون لام یہ مجنون مخدوف اعرج ہے جب فاعلاتن میں خبن کیا فاعلاتن ہوا
 اور جب حذف کیا فاعلا را اور جب اعرج کیا یعنی و تدرک استحرک دوم کہ لام ہے ساکن کیا فاعلاتن متحرک

اور دو ساکن رہے وہ منقول بہ فعل ہوا ہم فعل و این مجنون محذوف مقطوع است پانچویں
فعل تخریک عین یہ مجنون محذوف مقطوع ہے جب فاعلاتن میں خبن کیا فعلاتن ہوا اور جب فاعلاتن
کیا فعلاتن ہوا اور جب قطع کیا فعل تھا بعض اسکو مروع کہتے ہیں ہم و فاع و این محذوف مملوس
یا مجنون محذوف مدرس است تھتے فاع اور یہ محذوف مملوس یا مجنون محذوف مدرس
ہے فاعلاتن کو جب محذوف کیا فاعلاتر بالعدہ مملوس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرائیں ساکن
آخر ہا فاع ہوا یا فاعلاتن کو جب مجنون محذوف کیا فعلاتر بالعدہ درس سے ایک حرف اور دو
گرائیں فاع ہوا ہم رفع و این محذوف اخذ یا مجنون محذوف مملوس و این چار درمل و محبت
افتد است اتاتین فاع اور یہ محذوف اخذ یا مجنون محذوف مملوس ہے لیکن فاعلاتن جب
محذوف ہوا فاعلاتر بالعدہ حد سے و تدر گیا بجائے فاع لائے یا فاعلاتن خبن اور محذوف
فعلاتر بالعدہ مملوس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرائیں ساکن آخر ہا فاع کو ساتھ فاع کے بدل کیا
چارون قرین یعنی فعل اور فعل اور فاع اور رفع رمل اور محبت میں آتی ہیں ہم و فاع لاتن محذوف
سہ رفع دیگر است فعل و این محذوف مقصور است و بر وزن فعلن بہت کہ ابر است در فاعلاتن مجنون
یا مجنون مسکن محذوف کہ ہم آغا باشد اما اینجا علت دیگر است اور فاع لاتن مفروق کی تین فرما
اور ہیں پہلی فعلن مسکون عین اور یہ محذوف مقصور ہے جب فاع لاتن کو محذوف کیا فاع لار
جب قصر کیا یعنی الفت کو و ذکر کے لام کو ساکن کیا فاع لاتن رہا منقول بہ فعلن ہوا اور یہ فعلن
بر وزن فعلن بہت مجموعی ہے یا مجنون مسکن محذوف بطور فارسی کہ یہ علت بھی مجموعی میں ہوا
مگر بیان یعنی مفروق میں علت اور ہے اسو اسلے کہ خبن مفروق میں نہیں ہو سکتا بسبب و تدر
خبن سبب میں ہوا اور یہ مفروق میں نہیں ہو سکتا کہ آخر رکن میں و تدر نہیں اور تدر اجتماع حذو
اور قطع ہے اور قطع و تدر میں آتا ہے ہم ب فاع محبوب موقوف است و ہم بر وزن فاع است
ایجا علت دیگر است اور سرے فاع یہ محبوب موقوف ہے یعنی جب سے دونوں سبب
گرے اور وقت سے عین ساکن ہوا فاع رہا اور یہ بھی بر وزن فاع مجموعی مجنون محذوف مدرس
لیکن بیان علت اور اسے اسو اسلے کہ خبن اس جگہ اول رکن میں نہیں ہو سکتا بسبب سے کہ
ابتدا میں ہے اور در اول خبن نہیں ہو سکتا اسو اسلے کہ درس و تدر میں آتا ہے اور بیان و تدر

ہم جن فاعل واجب کشف است وہم بر وزن فاع است کہ گفتہ آمد و این ہر سہ در مضارع است
 تیسرے فاعل یہ واجب کشف ہے جب فاع لاتن کو جب کیا دونوں سبب گر کے فاع رہا پھر
 کشف سے ناہوا کسوا سطلے کہ کشف کرانا متحرک دوم و تد مفرق کا ہے پس فاع منقول بہ فاع واد اور یہ
 بھی بر وزن فاع مجموعی ہے کہ کہا گیا فاع مجموعی میں محذوف اخذ تھا یا مجنون محذوف مطبوس بطور
 فارسی اور بیان مفرق میں علت اور ہے کسوا سطلے کہ جن مفرق میں اسباب ہونے و تد کے
 اول رکن میں نہیں ہو سکتا اور اخذ بھی نہیں ہو سکتا کہ بعد حذف کے فاع لن رہتا ہے اور محذوف
 و تد کو گرانا ہے اور بیان و تد آخر رکن میں نہیں ہے اور یہ تینوں فرعیں یعنی فعلن اس فاع اور
 فاع مضارع میں آتی ہیں ہم مستفعلن مجموعی را چار فرع دیگر است امفعولان و این اعرح است
 و در جزاید و در بسیط ہم بکار دارند اور مستفعلن مجموعی کی چار فرعیں اور ہیں پہلی امفعولان
 اور یہ اعرح ہے و تد کی متحرک دوم کو ساکن کرتا ہے پس مستفعلن بتسکین لام مفعولان ہوا یہ
 فرع جزو میں آتی ہے اور بسیط میں بھی استعمال کرتے ہیں ہم ب مفعولان و این مطوی سکون نکال
 و در وزن ہمان است اما و علت دیگر و در جزو سرخ و سرخ آیدت و دوسرے مفعولان یہ
 مطوی سکون نڈال ہے جب مستفعلن کو طے کیا مستفعلن با بعدہ بہ تسکین عین مفعولن ہوا اور اس
 مفعولان اور وزن میں وہی مفعولان اول ہے جسکو اعرح کہا مگر بیان علت اور ہے یعنی طے
 اور تسکین اور اذالت اور یہ فرع جزو اور سرخ اور سرخ میں آتی ہے جیسا کہ اوزان بجزو میں معلوم
 ہو گا ہم جن فاع و این اخذ مقصود است تیسرے فاع اور یہ اخذ مقصود ہے جب مستفعلن میں
 اخذ سے علن گر گیا استف رباعہ قصروں ساقط اور تے ساکن ہوئی است منقول بہ فاع ہوا
 ہم جن فاع و این اخذ محذوف است و ہم و سرخ آیدت چوتھے فاع اور یہ اخذ محذوف ہے جب
 مستفعلن اخذ میں حذف کیا لغت گر کے مس رہ گیا منقول بہ فاع ہوا اور یہ دونوں فرعیں یعنی
 فاع اور فاع نسخ میں آتی ہیں ہم و مس لغت لن مفرق را فرعی دیگر بودت اور مس لغت لن مفرق
 کی کوئی فرع اور نہیں ہے ہم مفعولات را چار فرع دیگر است امفعولان و این مخبول موقوف است
 و در سرخ اقتد و سکون این وزن ہم انجا شاید و آن وزنی دیگر است اما و ضیائی کریش نکرہ اند
 است اور مفعولات کی چار فرعیں اور ہیں پہلی فعلان بحر یک میں اور یہ مخبول موقوف پہلی جماع

فاعل فعل کو کہتے ہیں پس مفعولات سے جب فاعل گری اور ہوا اگر اسعلاط رہا بعدہ وقت سے
 ساکن ہوئی مفعولات منقول بہ فعلان بخبر یک میں ہوا اور یہ فاعل سیرج میں آتی ہے اور ساکن اس میں
 یعنی فعلان بسکون عین بھی سیرج میں چاہیے اور یہ وزن او ہے مگر عروضیوں نے ذکر زیادہ نہیں کیا
 ہے یعنی فعلان متحرک العین سے زیادہ نہیں کیا ہے فعلان بسکون العین نہیں لائی ہیں ہم فعلان
 و این مجہول مکشوف مسکن است و ہر وزن اصلہ است اما اینجا علت دیگر است وہم در سیرج افتد
 و ہر فعل بسکون عین اور یہ مجہول مکشوف مسکن ہے یعنی فاعل سے باسقاط فا و او مفعولات
 اور کشف سے باسقاط تا میلا اور لتکلیج سے بسکون عین متعلا ہوا فعلان اسکے مقام پر آیا اور یہ فعلان
 بروزن اصلہ ہے صلح و تذکرہ مفعولات سے گرا تا ہے جب مضور فاعل ہو اور یہ وزن سابق عربی میں بیان
 کیا اور فعلان مجہول مکشوف مسکن ہے اس جگہ فارسی میں پس اسکی علت اور ہوئی اور یہ سیرج بھی
 مثل فعلان کے سیرج میں آتی ہے صرح فاع و این اصلہ مقصود است تیسرے فاع اور یہ صلح
 مقصود ہے صلح سے و تذکرہ مضور با بعد اسکے قصر سے و اگر اعراب ساکن ہوا اسکے مقام پر فاع آیام
 رفع و این اصلہ مخدوف است و ہر دو در سیرج و نسج افتد چوتھے فاع اور یہ صلح مخدوف ہے
 صلح سے و تذکرہ مخدوف سے سبب گرا فاع اور یہ دونوں فرعین یعنی فاع اور فاع سیرج اور نسج
 میں آتی ہیں ہم این است فروع این اصول کہ حجت باعتبار عروض پارسی براچنے گفتہ آمد زیادہ شود
 و جملہ این سی و پنج است تا یہ بین فرعین اصول کی باعتبار عروض پارسی کے کہ زیادہ ہیں
 فروع تازی سے اور یہ سب فرعین عروض فارسی کی بنیتیں ہیں اس حساب سے کہ فعلوں کی
 فروع اور فاعلین کی چار فرعین اور فاعلین کی بارہ فرعین اور فاعلاتن مجموعی کی سمات فرعین
 فاعلاتن مفروقی کی تین فرعین اور ست فاعلاتن متصل کی چار فرعین اور مفعولات کی چار فرعین ہیں
 پینتیس ہو ہیں ہم و از از ان و و از ان دیگر با چنے آدمیم الحاق باید کردیکے خماسی و ان فعلان
 دو گرتماہی و ان مفاعیلان است اور از ان سے و و از ان اور انہیں ملحق کیا چاہیے ایک
 خماسی وہ فعلان ہے یعنی فعلان مجہول موقوف مسکن فروع مفعولات سے کہ عروضیوں نے انہیں
 شمار نہیں کیا ہے دوسرا تماہی وہ مفاعیلان ہے یعنی مفاعیلان مخنوق مسین فروع مفاعیلان
 کہ اتصال مفاعیل مکفوف سے ہم اسکا ساکن ہو جاتا ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے یہ عا

الکھاسہج قولہ وآن مناعیلا انست مخفی نماذکہ این فرع و فروع مناعیلین سالیقا مذکور شد بہت
پس یاد دہت و الحاقش لفرع سابقہ معنی ندارد و ہم کلامہ اس ناظمی پر استقدر بیباکی انہیں کا کام ہے
ہم والقاب تغیرات بسیطہ سے در انفرادی عرج و مطموس و دروس و مرکب چارہ و انفرادی مسکرج و مخنق و
ازل و محبوب و مسکن را بآن سبب در مرکبات شمر دیم کہ تسکین اگرچہ بحقیقت تسکین متحرک اول از دست
وآن تغیر بسیط باشد اما وقوعش موقوفست بر تغیر سابق پس جملہ فروع صدر و پشت شود و جملہ اوزان
بہل و جملہ القاب غیر مولف چل و یک است اور القاب تغیرات بسیطہ یعنی مفرد کے تین بڑے ہتے
ہیں عرج اور مطموس اور دروس اور مرکب چار بڑے ہتے ہیں مسکن اور مخنق اور ازل اور محبوب اور
مسکن کو اس سبب سے مرکبات میں شمار کیا کہ تسکین اگرچہ بحقیقت تسکین متحرک اول و تدبہ اور
وہ تغیر مفرد ہے مگر وقوع اس کا موقوف ہے تغیر سابق پر اس واسطے کہ جب جزو اول سبب شپ کا
اور ساکن سبب بنجین گر جانے گا اور متحرک باقی ماندہ سبب دو متحرکات و تدبہ سے ملے گا اس وقت تین
متحرک ایک وسط ہوگی پس گویا یہ تغیر بھی مرکب ہو اتیس جملہ فروع ایک سے آٹھ ہوتے ہیں یعنی فروع
تازی تتر لکھے تھے اوپر فروع فارسی پتیشل بڑے ہتے جملہ ایک سے آٹھ ہوئے اور سب اوزان چالیس
ہوتے ہیں اس لیے کہ اوزان فروع تازی پتیشل لکھے تھے اوپر اوزان فارسی دو بڑے ہتے ایک فاع و دوسرا
مناعیلا کہ یہی دوزاند اوزان تازی سے ہیں پس جملہ اوزان چالیس ہوئے اور تیسرا وزن فعال
مسکون العین بھی فارسی تین گروہ تاج فعالان متحرک العین ہے جو تازی میں آیا ہے اور اس واسطے
ہر متحرک العین میں سکون عین جائز رکھا ہو پس یہ وزن سوم گویا مغایر اوزان فروع تازی نہیں ہے
لہذا اس کو شمار نہیں کیا اور جملہ القاب غیر مولف اکتالیس ہوتے ہیں اس واسطے کہ تھریچ چوتیس
تعب کی تازی میں کی تھی فارسی میں سات بڑے ہتے عرج مطموس دروس مسکن مخنق ازل محبوب جملہ اکتالیس
ہوئے ہم دہا شد کہ بعضی تغیرات کہ سبب مشارکت یا تغیری دیگر نقبی دیگر با ستر چنانچہ دو سبب خفیص
متوالی افتد از یک رکن یا دو رکن حال دو ساکن آن دو سبب کہ میان ایشان یک متحرک پیش نباشد
مثالی ہو ورنہ ازاں کہ با سقوط ہر دو ہم جائز ہو یا جائز ہو و قسم دوم را حکمی بنود اما قسم اول خالی نبود
از انکہ ثبوت ہر دو ساکن ہم جائز ہو یا نبود اگر جائز ہو و لا محالہ سقوط یک ساکن از ہر دو لا بعینہ ہم
جائز ہو پس گویند میان این دو ساکن حاقہ است اور کبھی بعضی تغیرات کا سبب مشارکت تغیراتی

عرج و مطموس
اور دروس
اور مرکب
چار بڑے ہتے
ہیں مسکن
اور مخنق
اور ازل
اور محبوب
اور مسکن
کو اس سبب سے
مرکبات میں
شمار کیا کہ
تسکین اگرچہ
بحقیقت تسکین
متحرک اول
و تدبہ اور
وہ تغیر مفرد
ہے مگر وقوع
اس کا موقوف
ہے تغیر سابق
پر اس واسطے
کہ جب جزو اول
سبب شپ کا
اور ساکن سبب
بنجین گر جانے
گا اور متحرک
باقی ماندہ سبب
دو متحرکات و
تدبہ سے ملے
گا اس وقت تین

کے ایک لقب اور ہوتا ہے جیسا کہ جب و سبب خفیف متوالی واقع ہوں ایک کن میں مثل مستفعلن
اور فاعیلین کے یاد رکھن میں مثل فاعلاتن فاعلاتن اور فاعلاتن فاعلن کے حال اولن و ساکنوں
اولن و وسوہون میں کہ در میان اونکے ایک متحرک سے زیادہ نہیں ہے مثلاً مستفعلن میں سے متحرک
در میان سین اور نے کے اور فاعلاتن فاعلاتن میں سے متحرک ہے در میان نون اور الف کے خالی
و وصورتون سے بنائین یعنی اصل کن میں ایک صورت یہ کہ سقوط اولن و وساکنون کا جائز نہ ہو
صورت یہ کہ جائز نہیں دوسری صورت کے واسطے کوئی حکم نہیں ہے عروض میں مگر وہ صورت ہے
جس میں سقوط دونوں ساکنوں کا جائز نہ ہو اس میں بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ثبوت دونوں
بہم جائز ہو دوسری صورت یہ کہ ثبوت دونوں ساکنوں کا بہم جائز نہ ہو اگر جائز ہو لا محالہ سقوط
ساکن کا دونوں سے البعینہ بھی جائز ہوگا البعینہ کے یہ معنی ہیں کہ خواہ اول ساقط ہو خواہ
دو ایکے ات پر یہ حکم نہیں ہے بلکہ مشترک اور شامل دونوں کی ہے پس کہیں گے کہ در میان
ساکنوں کے محاقبہ ہے یعنی دونوں کا سلامت رکھنا بھی جائز ہے اور انہیں سے ایک کا اگر
جائز ہے اور معنی محاقبہ کے لغت میں پیچھے ایک دوسرے کے آنا ہے کذا فی المشتبہ و مشکا
ایک مرکوب رکھتی ہوں کبھی ایک سوار کبھی دوسرا عرسا میں کہتے ہیں کہ در میان ان دونوں
محاقبہ ہے اور محاقبہ نو سحر و نہیں آتا ہے نسخ اور رمل اور وافر اور ہرج اور خفیف اور حثیث اور
اور کمال اور مدید کذا فی المحرر ختمہ اور وافر اور کمال میں محاقبہ باضمار و عصب ہوگا ہم و سقوط کی
بخین ہو یا یکہت اگر بخین ہو و سقوط دیگر یا بطی ہو اگر ہر دو ساکن در یکت کن اقتدا یا یکہت ہو
دو کن اقتدا اگر یکہت ہو و سقوط دیگر یا یقبض ہو اگر در یکت کن اقتدا یا بخین چنانکہ لغتہ اند
کہ محاقبہ مجنون شود و صدر خواند و کنی را کہ در محاقبہ مکفوف شود و غیر خواند و کنی را کہ مستکول شود
خواند و کنی را در محاقبہ سالم مانند برشی خواند و اگر ثبوت ہر دو ساکن بہم جائز نہ ہو لا محالہ سقوط
بعینہ واجب ہو و پس گویند میان این دو ساکن مراقبہ است اور اولن و دونوں ساکنوں میں
ایک کا البتہ بخین ہوگا یا یکہت اگر بخین ہوگا سقوط دوسرے ساکن کا رطلے ہوگا اگر دونوں
ایک کن میں ٹپین مثل مستفعلن کے کہ اگر سین گریگا فاعلن ہوگا اور اگر نے گرے گی مستفعلن
چونکہ اگر دونوں ساکن دور کن میں ٹپین مثل فاعلاتن فاعلاتن کے پس قوی ثانی کا اگر بخین ہوگا

فعلاتن ہوگا اور اگر سقوط اول کا بکف ہوگا فاعلاتن ہوگا اور اگر سقوط ایک ساکن کا بکف ہوگا سقوط دوسرے کا یا قبض ہوگا اگر ایک رکن بین پڑن مثل مغایل کے کہ کف سے مغایل ہوگا اور قبض سے مغایل یا تجن جیسا کہ کہا گیا یعنی دو رکن بین مثل فاعلاتن فاعلاتن کے کہ بیان اونکا ہو چکا اور جو رکن کہ ساتھ معاقبہ کے مجنون ہوگا مثل فاعلاتن فعلاتن کے اوسکو صدر کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط صدر رکن بین واقع ہوا ہے اور جو رکن کہ معاقبہ سے مکفوف ہوگا مثل فاعلاتن فاعلاتن کے اوسکو عجز کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط آخر رکن بین واقع ہوا ہے اور جو رکن کہ معاقبہ سے مشکول ہوگا یعنی ایک جانب مجنون اور ایک جانب مکفوف مثل فاعلاتن فعلاتن کے اوسکو طرفین کہیں گے اسواسطے کہ حذف حرف سبب کا دونوں طرفوں رکن بین واقع ہوا ہے اور جو رکن معاقبہ سے سالم رہے گا اسواسطے کہ ثابت رکھتا ہے دونوں کا جائز اوسکو بری کہیں گے اسواسطے کہ بری بفتح اول و کسر راو تشدید یا بمعنی پاک ہے کذا فی الغیث اور اگر ثبوت دونوں ساکنوں کا ہم جائز نہ ہو اور لا محالہ سقوط ایک کا لا بعینہ واجب ہو پس کہیں گے کہ درمیان ان دونوں ساکنوں کے مراقبہ ہے اور مراقبہ آٹھ سحر و نین آتا ہے اوایل سحر مضارع اور متعصب میں کہ ایک ان دو سببوں سے ثابت رہتا ہے وجوبا اور ایک حذف ہوتا ہے وجوبا پس مغایل میں جب اول سحر مضارع میں پڑے کف یا آخر واجب ہے اور فضولات جب اول سحر متعصب میں پڑے جنین یا طے واجب ہے چنانچہ سحر مضارع دائرے سے مکفوف نکلی ہے اور سحر متعصب دایرے سے ملوئی نکلی ہے اور بحر مشاکل اور قریب اور جدید میں مراقبہ لازم ہے اور بحر جریع اور شرح میں غالب اور بحر خیف میں جائز شرح خرزیمہ سے اور معنی مراقبہ نخت میں با یکدیگر نگہبانی کروں ہیں پس فرق معاقبہ اور مراقبہ میں یہ ہوا کہ معاقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا بھی جائز ہو اور گرانا ایک کا بھی جائز ہے اور مراقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا جائز نہیں اور سقوط ایک کا واجب ہو اور محقق غلیہ الرحمہ فرمایا کہ قسم دوم را حکی بنوینو جہاں سقوط دونوں کا معاقبہ میں ہو فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن میں اوسمیں کچھ حکم نہیں لیکن علامہ کی حاجت نہیں اگر عبدالعزیز جی نو اوسکو مکلف لکھا ہے پس کالغہ عبارت سے جو حذف ہر دو ساکن مجاور و سبب ہو معاقبہ یا باقی رکھنا دونوں کا معاقبہ میں ایک کا لا بعینہ واجب ہے اور سحر مضارع اور سحر جریع میں متعلق ہوتا ہے ہم فصل ہفتم و تفصیل اوزان

از سر بحر می چون از تقریر مقدمات فراغت حاصل شد بعد ازین تفصیل بحر یاد و زنگنه که در هر بحر استعمال
 مشغول شویم و عدد عروض با وضربها چنانکه عادت عروضیان هر لغت است ایراد کنیم و آنچه ماراد
 پاریان و عدد اوزان ایشان ب تحقیق نزدیک تر آید در هر موضع شرح و تبیین فصل ساتوین تفصیل
 اوزان است عمل هر بحر بین جمل تقریر مقدمات سے فراغت حاصل ہونی بعد اسکے تفصیل بحر اور اوزان
 مستعملہ بحر بحر بین مشغول ہوتے ہیں ہم اور عدد عروض اور ضرب کی جیسا کہ عادت عروضیان ہر
 کی ہے لکھتے ہیں ہم اور جو کچھ کہ ہمکو عروض اہل فارس اور عدد اوزان اہل فارس میں تحقیق ہوا
 ہر جگہ بیان کرتے ہیں ہم ہم و عادت عروضیان چنان است کہ ہر وزن را بیتی بمثال آرد و بعد
 عروض عرب ہمیشہ همان ابیات آرد کہ خلیل احمد آورده است چہ در ان عروض تصنیفی نرفته است
 مانیر همان ابیات بعینہا بیاوردیم و شواہد فراخحات کہ او آورده است تا تخفیف کردیم مادر عروض پاریان
 ہر کسی بیتی دیگر آورده است ما ہم رعایت ابیات معین نکردیم و آنچه اتفاق افتاد بیاوردیم و چون
 و زنگنه است کہ بہ تحقیق راجع بایک وزن است و ایراد مشکلہ باز می ہمہ اقتضای تطویل مفادہ میگردان
 مشکلہ کہ استغناء اوزان حاصل باشد بیاوردیم و ابتدا بطویل کردیم چنانکہ خلیل احمد کرده است و دیگران
 اقتدا کرده است اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ واسطے ہر وزن کی ایک بیت مثال کی لاف
 اور بتین عروض عرب کی پیشہ وہی بتین لاتے ہیں کہ خلیل احمد لایا ہے اس واسطے کہ اوس بتین
 مقصود نہیں ہوا ہے پس ہم بھی وہی بتین بعینہ لائیں گے اور ابیات شواہد فراخحات کہ خلیل
 لایا ہے ہننے او کی تخفیف کی مگر عروض فارسی میں شخص ایک بیت جدا گانہ لایا ہے لہذا ہم
 بھی رعایت ابیات معین کی نہیں کی جیسا اتفاق پڑا ویسا لکھا اور بہت سے وزن ہیں کہ جب
 کیجیے ایک وزن ٹھہرتا ہے او کی مثالین لانا تطویل مفادہ جو بعضی مثالین کہ او کی احتیاج کا
 نہیں لاتے ہم کہ اوزان مکر کی مثالین ضرورتہ بتین اور ابتدا بطویل سے کی ہننے جیسے خلیل
 ابتدا اوس سے کی ہے اور اوزان نے پیروی خلیل احمد کی ہم تطویل از بحر می است کہ تازی
 حاصل است و شعر پارسی برین بحر تکلف باشد و اشش و در اثرہ فحولن ہفا عیلن چار بار
 و پنا تازی وافی بکار دارند و عروضش ہمیشہ مقبوض مضرب ہم سالم و ہم مقبوض و ہم محذوف
 پس اخلاک مستعملہ باشد و شواہد این سے بیت است یہ بحر خاص ہے تازی بین

اس میں تکلف سے خالی نہیں اصل اسکے دائرے میں فعلوں مفاعیلین چار بار ہے اور بنائیں
یعنی استعمال تازی میں دانی لاتے ہیں یعنی موافق سب رکبان دائرہ کے اگر چہ مراحلت مستعمل
کرتے ہیں اور عروض و سکا یعنی آخر مصرع اول ہمیشہ مقبوض ہوتا ہے یعنی مفاعیلین اسی طرح اسکے
کہ اوس میں عروض تابع ضرب ہوگا اور ضرب یعنی آخر مصرع ثانی کبھی سالم یعنی مفاعیلین اور کبھی مقبوض
یعنی مفاعیلین اور کبھی محذوف یعنی فعلوں مستعمل کرتے ہیں پس اوزان مستعمل تین ہیں ایک عروض
مقبوض اور ضرب سالم دوسرا عروض مقبوض اور ضرب مقبوض تیسرا عروض مقبوض اور ضرب محذوف
اور مطلب تیسرے عروض و ضرب سے یہ ہے کہ شاعر جب مصرع اول میں عروض واحد اور مصرع ثانی
ضرب واحد لائے چاہیے کہ اسی طرح تمام قصیدے میں گئے اور پھر اختلاف عروض و ضرب بین ردائے
مکرر دمانے جو کمال میں اختلاف عروض کیا ہے اوسکا نام اقصاد ہے اور اختلاف ضرب کو تجسید
کہتے ہیں یہ دونوں عیب میں داخل ہیں کہ متاخرین نے اس سے احتراز لازم جانا اور ان
تین اوزان کے شواہد یہ تین شعر ہیں ہم اشعر ابانڈزیر گانت غرود اصیقتی و ولم اعطاکم
فی الطوبی وانی ولا عرضنی عروض مقبوض است و ضرب سالم تقطیعش بدنیگوند ابان من فعلوں
وزنکانت مفاعیلین عروض فعلوں صحیفی مفاعیلین ولم اع فعلوں طکم فططو مفاعیلین وانی فعلوں
ولا عرضنی مفاعیلین و عادت عروضیان است کہ ہمہ شواہد راہبرین گوئے تقطیع ایراد کفایت ہر کہ
قوا عد فہم کردہ باشد باین تطویل محتاج نباشد و انکہ فہم کردہ باشد اور اصد چندین ہونہ ممکن پس
اتخنیف التقطیعات را منی تریم و بریک مثال تباری و یک مثال یہ پارسی اقتضا کہ نیم ہونہ
شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اوسکا مقبوض ہے اور ضرب سالم ہے اور تقطیع و سکی خود محقق علیہ
نے لکھی ہے مگر ترجمہ شعر مذکور کا یہ ہے کہ ای ابانڈزیر گانت تھا خط میر انجین دیانے تگو
مال اپنا اور عزت اپنی یعنی پہلا خط برضا مندی نہ لکھا تھا اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ جمہ
شواہد کی اسی طرح تقطیع کرتے ہیں پس چشمن کہ فہم قوا عد رکھتا ہے اس تطویل کا محتاج نہیں ہے
اور جبکو فہم قوا عد نہیں ہے اوسکو صد برابر اسکے نزدیک نہیں پس ہم ہر جگہ تقطیع نہ لائیں گے
قط ایک تقطیع شعر عربی اور ایک تقطیع شعر پارسی پر کتفا کریں گے مگر ترجمے میں اہم
تقطیعات لکھے جائیں گے ہم ب سندی اک الایام ناگنت جابلہ ویک بالاجار من

لم تزدوه عروض وضرب ہر دو مقبوض اندر استعارہ و سراج و متن بین کما ہے عروض عروض ضرب و ضرب
 مقبوض این یعنی مفاعیلن اور یہ شعر قصیدہ سبعیہ سے ہے جو طرف بن العبد نے نعت رسول صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے قریب ظاہر کر کے گار زمانہ واسطے تیرے
 وہ چرخ کر جس سے تھا تو جاہل اور لالے کا واسطے تیرے اخبار و شخص کہ نہیں تو شدہ دیا ہے تو سا
 اوسکو یعنی مسائل شرعی بدون طبع و اجرت بیان کر گیا قطع یہ سبب نبی فحولن بکل ایما مفاعیلن حکام
 فحولن سجا ہلا مفاعیلن و یاتی فحولن کیلما جانا مفاعیلن منکم فحولن تزدودی مفاعیلن صبح شنبہ
 اذقیموا بنی النعمان عتاصدورکم وہ واللقیموا اصاغیرین الکرؤساہ عروض مقبوض وضرب
 ست عروض اس شعر کا مقبوض یعنی مفاعیلن اور ضرب بخلاف ہے یعنی فحولن معنی شعر کے یہاں
 رہت کرواے بنی نعمان ہم سے سینے اپنے یعنی کینہ دور کرو نہیں تو رہو گے ہمیشہ ذلیل کر کے
 سروں کے یعنی سرداروں کے یعنی ہمیشہ ذلیل رہو گے قطع یہ ہے قیوم فحولن بنی نعمان مفاعیلن
 نعتی فحولن صدورکم مفاعیلن والافحولن قیوم صا مفاعیلن غری تر فحولن ودسا فحولن ہم وہ
 درین وزن فحولن را کہہ ضرب مقدم بود مقبوض بکار در اندر بر نیگو یہ شعر وفادقت حتی ما ابالی
 اللہوی وہ وان بان حیران علی کر اتم است اور اکثر ان وزن میں فحولن کو کہ مقدم ضرب
 ہوتا ہے مقبوض استعمال کرتے ہیں یعنی فحولن جیسا اس شعر میں ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا
 یہ ہیں کہ اور جدائی کی شہد ہاں تک کہ نہیں ڈر رکھتا ہو نہیں دشمنی سے اگر چہ ظاہر ہوں
 ہمسائی بزرگ یعنی ہمسائی نزدیک میری آئیں اور اصرار کریں تو کچھ یکجائی قبل نکر دن اور دن
 سے نہ ڈروں قطع یہ ہے وفارق فحولن سختی تا مامنا مفاعیلن ابالی فحولن متن نوامنا مفاعیلن
 فحولن بخیر ان مفاعیلن علی ہی فحولن کر امو فحولن نو اور دشمنی کرنا منتخب سے اور کرام بالکسر
 کریم منتخب سے ہم وہ یوں ان علی الاطلاق ہر کجا بیعت مسیح آزد ما نند اریات اول قصاید
 موافق ضرب کشف و ضرب بر حال نہ و بگزارند است ایہ سپہ روان میں مطلقو جس جگہ بیت
 ہیں یعنی مطلع نامزد اریات اول قصاید کے عروض ہاں تو ضربا کے لائے ہیں یعنی مطلع کر
 ضرب میں فرق نہ ہوتا اور ضرب کو اپنے مال پر پڑے ہیں یعنی تمام اریات قصائد
 ضرب یکدان ہو غرض ہر پنجہ کے لائے ہیں ہم را ہوا بنی زحاف و مطلع صد مقبوض

و اثرم شاید و حشو مقبوض مکفوف و ابتدا مقبوض و گاه اتم و اثرم را تحت نادر بود و در مفاعیلین کہ در حشو
 افتد معاقبہ باشد میان یا و نون است و اما بطریق زحاف طویل میں صدر مقبوض یعنی فاعول اور اتم
 یعنی فعلن اور اثرم یعنی فعل لائق ہے اور حشو مقبوض یعنی فاعول و در مفاعیلین اور مکفوف یعنی مفاعیل اور
 ابتدا یعنی کرن اول صغ ثانی مقبوض یعنی فاعول اور کہ ہی اتم یعنی فعلن اور اثرم یعنی فعل لائق ہے مگر
 ابتدا کا اتم اور اثرم ہونا بہت نادر ہے مثال مقبوض شجر الطاب من اسود بيشته و و ابو
 مطير و عامر و ابو سعید معنی یہ کہ آیا طلب کرتا ہے تو اوندکو کہ شیران بیشہ کتر او نشہ ہیں ابو مطیر و
 عامر اور ابو سعد تقطیع یہ ہے اطل فاعول من اسود مفاعیلین فاعول تد و نوم مفاعیلین الوم فاعول طرن
 و عام مفاعیلین و فاعول ابو سعید مفاعیلین مثال اتم مکفوف شجر الطاب احد ارج سلیم فاعول
 و فعینا گ للبین سجود ان بالذبح معنی یہ کہ شوق میں ڈالا جھکو ہو و جہا می مشوہ سلیم فاعول
 عاقل میں پس نکھیں تیری جدائی میں گرائی ہیں اس تقطیع شافت فعلن کا صراح مفاعیل سلیم فاعول
 بعاقل مفاعیلین فعینا فاعول کل بین مفاعیلین تجود فاعول بند و می مفاعیلین مثال اثرم شجر
 حاجک رجع و ارجس الرسم بالکوی لا تمنا عفی آیاتہ المور و القطر معنی یہ ہیں سجان میں لایا
 جھکو مکان کہنہ نشان کو امین اور لو نام مقام کا ہے جو واسطے اسماء کے تھا مثلاً کے نشان اور
 معن آب نے اور باران نے مور بالفتح و راجع مروج ندون اور بالضم باو باگرد و خاک منتخب سے تقطیع
 ج فعل کر فاعول و مفاعیلین رستم رستم فاعول میل کو مفاعیلین لا تمنا فاعول عفا یا مفاعیلین
 مثل موفول روتقطر و مفاعیلین صدر اثرم اور عرض مقبوض و در بانی اذکان سالم ہیں اور در میان
 مفاعیلین کے جو حشون آتا ہے معاقبہ ہر نیے اثبات دون ساکن اسباب کا جائز ہے یا حروف
 ایک کا یا مفاعیلین آئے گا یا مفاعیلین هم و اما و فارسی انچہ تکلف گفتہ اند بعضی ہم ہر منوال عرب
 غتہ اند مثال وزن اول شہر بروی دل و جانم یک غمزہ نگاہ ہرودی کہ سن و ادم تو خود کی گناہ
 زان پہ قطعیش ہرودی فاعول دل و جانم مفاعیلین یک غم فاعول زنا گنا مفاعیلین ہرودی فاعول
 لند ادم مفاعیلین تغذی فاعول گناہی مفاعیلین و در تقطیع فارسی ہمیں بریک مثال انقص
 خواہم کردت لیکن پاری میں جو کہہ تکلف کہ ہے فاعول نے ہر وضع عرب کہ ہے مثال
 فاعول کی جو محقق علیہ المزمع لکھی ہے اور تقطیع کی او کی لکھی ہے اور اسی تقطیع کہ لکھی

چنانچہ سابق میں بھی ہی کہا تھا تو اُن کی تاکید اور معنی شعر کے یہ ہیں لیکن انہی مشتوق مل میر اور جان میر کا
 ایک غرض میں ناگاہ مگر خود نہیں لیکن تو بلکہ میں نے دیا تحقیق کہ ہنگامہ ہے تو اس سے ہم و عادات
 عروضیان پارسی آنست کہ ہر مثالی را مثالی مصرع ایراد کنند مثال مصرع این وزن بیت برآورد ز خسا
 نکا میں سن ماسے مگر یا ہم از نورش سوی وصل اور اسے ہے۔ و بعد ازین ایراد مصرعات ہم تخفیف
 خواہم کرد و عادات عروضیان فارسی کی یہ ہے کہ مثال میں بیت مصرع لائے ہیں یعنی مطلع
 اس میں کہہ دی اور ایک نے زن ہو اور بیت اول ہم قافیہ بھی مگر ہم وزن نہی مثال مصرع اس میں
 مذکور کی بارگان سالم جو نش میں بھی جو معنی اس کے یہ ہیں کہ چہرہ میر سے مشتوق کا چاند سالم
 شاید اس کی روشنی میں راہ وصل کی تکو معلوم ہو و قطعاً و سکی یہ ہے برآمد فحولن ز خساری
 نکا سی فحولن میں گاہی مفاعیلن مگر یا فحولن ہر فروش مفاعیلن سوی و ص فحولن را ہی مفاعیلن
 اسکے ایراد مصرعات میں بھی کی کرینگے ہم کہ غرض بیان وزن سے ہے ہم و بعضی عروضیان
 اور ان عرب تباد کردہ اندوہر قیاس دیگر بحر ای پارسیان در وانی بر عروض مسجع و معری
 مسجع و عروض سالم با ضرب ہم سالم یا مقبوض مسجع و معری و عروض مقبوض مسجع و معری با ضرب
 و عروض مقبوض با ضرب مقبوض و مقصور و محذوف و ہر دو مقصور یا محذوف یا محظوظ و ہر سدا
 ہم مثال آوردہ اند و از ہمہ بطبع نزدیکتر سالم بود خاںدا از یکدگر جدا جدا بدینگونہ بیت من
 گدا باغم توبی غم گدائی من از عشق نا لایم توبی عشق نازانی است اور بعضی عروضیان با
 اوزان عرب سے تباد کیا ہے اور بر قیاس اور بحر فارسی کی وانی میں یہ اوزان لائے ہیں
 مسجع یعنی مفاعیلان اور معری یعنی خالی تسبیح سے مفاعیلن ساتھ ضرب مسجع کے یعنی
 اور عروض سالم یعنی مفاعیلن ساتھ ضرب سالم کے یعنی مفاعیلن یا مقبوض مسجع کے یعنی
 یا مقبوض معری کے یعنی مفاعیلن اور عروض مقبوض مسجع یعنی مفاعیلان اور معری یعنی مفاعیلن ساتھ ضرب مسجع
 اور عروض مقبوض یعنی مفاعیلن ساتھ ضرب مقبوض کے یعنی مفاعیلن اور مقصور کے یعنی فحولان اور محذوف کے
 آور و فحولن مقصور یعنی عروض اور ضرب و فحولن فحولان یا محذوف یعنی عروض اور ضرب و فحولن
 یا محظوظ یعنی عروض فحولن ضرب فحولان یا بالعکس اور سدا و مرئج کی ہی مثالیں لائے
 مجز و اور مشطوری کہا ہے اور سب سے موافق طبع کے بحر سالم صحیح بل عروض مقبوض

نیز گفتہ اند شال سے نگارنی کجا چہنا بخوبی نوازش چہ چوکی کر ابا شد بختش صوری چہ معلوم ہو کہ
یہ وزن بھی جبکہ عروض مقبوض فاعلن اور ضرب مخدوف فاعلن بوقفیل مرقومہ مصنف میں داخل ہے
اصیاج اس حاشیہ کی نہ تھی اور سالم میں خالی جدا جدا اسطرچ پر بیت جو شین میں لکھی ہے معنی او سکے
یہ بین یعنی بین غم سے گدازش رکھتا ہوں اور تو بر غم گدازش رکھتا ہے بین عشق سے نالا ہوں تو بے
عشق نازان ہے فطیج یہ ہے منزع فاعلن گداز غم فاعلن بتی غم فاعلن گدازانی فاعلن منزع عشق فاعلن
فنا لائم فاعلن بتی عشق فاعلن فنا نازی فاعلن ہم را گر مسط باشد بہتر بود دیگر رکان غیر عروض
و ضرب و پارسی مزاجت بکار نتوان داشت چہ تکلف وزن و زحافت چون جمع شوند نفرت طبع زیادت
گردوت اور اگر مسط ہو بہتر ہے یعنی مطلع میں چارون جگہ قافیہ اور ابیات میں تین قافیہ
اول اور قافیہ آخر موافق قافیہ مطلع کے یہ زیادہ خوشنما ہے اور اور رکان سوا عروض اور ضرب کے
فارسی میں مزاجت انا چاہیے اس واسطے کہ یہ بھر فارسی نہیں ہے جب تکلف وزن اور تکلف زحافت
دونوں جمع ہونگے نفرت طبیعت کی زیادہ ہوگی معلوم ہو کہ مثالین فارسی کی موافق ان ارکان کے
کتب سے نہ ہوئے کہ کھانا مشکل اور موزوں کر کے لکھ دینا سہل مگر تطویل بیفائدہ کہ اہل فہم کو نقطہ لکھنا
ارکان کا کافی ہے اور یہ اوزان بھی نا طبع ہیں فقط ضرورت سے تو اتنی کہ شاید کوئی شعر کسی استاد کا
ان زحافون میں کھل آئے تو قافیہ شکل منوہم مدید ہم از بحر ای نازیبان است و اصلش درد اور فاعلاتن
فاعلن چار بار بود و در نہا بحر و بکار و در نہد اور اسہ عروض چہ ضرب باشد و بر شش وزن مستعمل
و شواہد این شش بیت است مدید بھی بحر تازیون کی ہے اور اصل او سکے دیسے میں فاعلاتن
فاعلن چار بار ہے اور اسکو مجزؤ استعمال کرتے ہیں یعنی مسدس اور اس کے تین عروض یعنی سالم
اور مخدوف اور مخجون مخدوف اور پانچ ضرب ہیں یعنی سالم اور مضمر اور مخدوف اور ابتر اور مخجون مخدوف
ہیں اور چہ وزن پر مستعمل ہے ہر چند احوال عقلی مقنی پذیرہ اوزان کا ہے کہ تین کو جب پانچ میں
ضرب دیکھتے پذیرہ ہوتے ہیں مگر مستعمل نقطہ چہ بین اولی بتین بین یہ ہیں ہم اشعر بالکبر الکتبہ و
لی کلینا یا لکیر این این الفرائض عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر جو شین میں
لکھا ہے عروض اور ضرب اوسمیں دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن ترجمہ یہ ہے کہ تے قبیلہ کو میری اور
کہ میری اور پہنچو میری طرف کلب کو ای قہسید بکر کمان ہے کمان ہے میری کلب باضم و فتح لام تھیں

عین معنی یہ ہیں اکثر اگ کو وقت رات کے دیکھنا تھا میں کہ توڑنی تھی وہ ہندی اور انکار کو یعنی توڑ کر تھامنا اور
 خوشبودار نہایت قلع یہ ہے سب ہمارے فاعلاتن بت تا فاعلن مقہما فعلن نقصل ہیں فاعلاتن دی
 یوں فاعلن فاعلن ہم بعضی مشطور و اوشتہ اندا یا خلیل نیاوردہ ست اور بعضوں نے
 یہ سچ مشطور و اوکھی ہے یعنی مریج اور خلیل نہیں لایا ہے جیسے یہ بیت یا لبگر لا تئو
 لئیس و اعین وئی یہ قطع یا بکرن فاعلاتن لا تئو فاعلن لیس و اسی فاعلاتن تن و فاعلن
 اور زحاج فی اسکو رل مجز و محذوف الضرب العروض قرار دیا ہے ہم و بطریق زحاج خبن وقت
 و شکل در ارکان دیگر کار دارند و میان نون فاعلاتن و الف فاعلن معاقبہ باشد اور بطریق
 زحاج کے خبن یعنی فعلاتن اور فعلن اور کف یعنی فاعلاتن اور شکل یعنی فعلاتن آتا ہے صدر
 اور ابتدا اور حشو میں سوا عروض و ضرب کے اور عروض و ضرب کا بیان پہلے ہو چکا اور در میان نون
 فاعلاتن کے اور الف فاعلن کے معاقبہ ہے یعنی یا دونوں ثابت رہیں گے یا ایک ان دونوں
 گر یکا شکلا فاعلاتن فعلن اس بھر میں نہ آئے گا ہم اما پارسی بتکلف برقیاس دیگر بھرائی ایشان
 و وافی عروض و ضرب ہر دو نڈال یا ہر دو سالم یا مختلف و عروض سالم و ضرب مجنون یا مقطوع و ہر دو
 مجنون یا ہر دو مقطوع یا مختلف و ہر دو مجز و ہر دو سالم و عروض سالم و ضرب مقصور و ہر دو مقصور یا مجز و
 یا مختلف و عروض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب مجنون محذوف یا ابتر کار دشتہ اندا و اوشتہ
 آوردہ و مشطور ہم بکار دشتہ اندا و ہر دو طبع نزدیکتر وافی بود و ہم سالم بر نیگو نہ بیت بادہ برگھر
 ایضہم نو و ہر دو وزن و چند خواہی خورد و غم دور کن ازل خزن و ت و اما فارسی بتکلف
 موافق اور بجز عرب کے وافی بین عروض و ضرب دونوں نڈال یعنی فاعلاتن یا دونوں سالم
 یعنی فاعلن یا مختلف یعنی ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلن
 اور ضرب مجنون یعنی فعلن یا مقطوع یعنی فعلن اور دونوں عروض و ضرب مجنون یعنی فعلن و دونوں
 عروض و ضرب مقطوع یعنی فعلن یا مختلف یعنی ایک جگہ فعلن اور ایک جگہ فعلن اور مجز و بین
 دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلاتن اور دونوں
 مقصور یعنی فاعلاتن یا دونوں محذوف یعنی فاعلن یا مختلف یعنی
 ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض محذوف یعنی فاعلن یا مجنون محذوف یعنی

۵۰۔ ہر فاعلاتن کو عربی میں تین و نصف کیسے لکھا گیا ۱۲

فعلین بجز ایک میں اور ضرب مجنون معذوف یعنی فعلین بجز ایک میں یا ابتر یعنی فعلین مسکون ہیں استعمال کیا ہے اور مثالین او کی لائے ہیں اور مشطور یعنی مربع کا بھی استعمال کیا ہے اور موافق طبع وافی ہے اور سالم بھی بہت اوسکی مثال کی مرقومہ متن ہے بادہ زن اوس میں بھی فوشیدین ہے اور محزون فقہین اور بالضم یعنی اندوہ منتخب اور کشف اور غیاث سے تقطیع بہت بادہ کی فاعلاتین سی صتم فاعلین و دہر و فاعلاتین روبرن فاعلین چند خاص ہے فاعلاتین خود فاعلین و ورن فاعلاتین دل محزون فاعلین ہم و ہمہ ارکان مجنون نیز گفتمہ اندر ہم زردیگران بہت بریگیو نہ بلیت زبانت پسر ایک بوسہ چراغ کئی شاد و مرانہ تہری زخرات اور سب ارکان مجنون بھی رکھے ہیں اور یہ بھی اور وزنوں سے بہتر ہے مثال متن میں ہے زبانت یعنی زبانت خود تقطیع یہ ہے زبانت فعلاتین پسر فاعلین بیکے ہو فاعلاتین سحر فاعلین کئی شاد فاعلاتین فاعلین تہری فاعلاتین زخرات فاعلین ہم و مشطور این بحر زہر آنکہ برل نزدیکتر بود خوش آید بر لک بلیت یکہ اسی بید او گرہ لطفت کن دریا نگرہ است اور مشطور اس بحر میں یعنی مربع لک کہ برل سے نزدیکتر ہے خوشنما ہے تقطیع بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہے یکر ای بی فاعلاتین و او گرہ فاعلین لطفت کن دریا فاعلاتین بانگر فاعلین ہم متغلوب طویل مفاعیلین فاعلاتین چہار بار بود و ہر از فرادوی شاعر نقل کردہ است کہ ابودرافی این بحر شعر گفته است و یک بیتش این بہت بلیت نگاری و رباعی ربود از جن ل من چمن بدیل چگونہ از بودہ ستانم متغلوب طویل مفاعیلین فاعلاتین چہار بار ہے ہر ای نے فرادوی شاعر سے نقل کی ہے کہ اوسنے اس بحر کے وافی میں کہے ہیں ایک بیت اوسکی یہ ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے کئی تقطیع یہ ہے نگاری دل مفاعیلین رباعی فاعلاتین ربود من مفاعیلین دل من فاعلاتین بدیل مفاعیلین چگونہ فاعلاتین از بودہ مفاعیلین ستانم فاعلاتین سب ارکان سالم ہیں ہم و بحر زو اخرج بیتی ہم اشیر از این بہت شمع پر نور جہان و تنگ است بہتا با شمن آن بت بچنگ است اور وزن مجوز اخرج میں بھی فرادوی کہ بیت ہے جو متن میں لکھی ہے شمن فقہین یعنی بہت پرست بران اور سر لاج اور غیاث سوا مال طرف عاشق کے کہ معشوق پرست ہوتا ہے معنی بیت کے یہ ہیں کہ جہان روشن میری سیاہ اور تنگ ہے جب سے مجھ عاشق سے وہ بت یعنی معشوق لڑا ہوش شمن یعنی ہم

۱۲۱

تم کلامہ ظاہر ایہ معنی مصنوعی بین تقطیع بیت کی یہ ہے پر نور مفعول جہاں فحول بیت نکست نما
 تا باش مفعول نہایت فحولن بیکجاست مفعولان صدر اور ابتدا اعراب ہے اور عرض سنج اور ضرب
 مقصور اور حشو مصراع اول مقبوض ہم و برین قیاس در وانی و مجز و مسنج و محری و مختلط ذکر کردہ و در
 مجز و محذوف و مقصور و مختلط و همچنین اعراب مکفوفت اور اسی قیاس پر وانی میں یعنی مثنی
 میں اور مجز و مین یعنی مسدس میں سنج یعنی فحولان اور مفاعیلان اور محری یعنی فحولن اور مفاعیلن
 اور مختلط یعنی کہیں مسنج اور کہیں سالم کا ذکر کیا ہے اور مجز و مین یعنی مسدس میں محذوف یعنی
 فحولن اور مقصور یعنی فحولان اور مختلط یعنی کہیں فحولن اور کہیں فحولان کا ذکر کیا ہے اور اس طرح
 اعراب یعنی مفعول اور مکفوفت یعنی مفاعیل صدر اور ابتدا میں لایا ہے ہم اما در عرب و عجم از کسے دیگر
 شعر سے برین بحر معلوم نشده است محقق علیہ الرحمہ نے یہ عبارت بعد بیان فرائضات
 کے لکھی ہے مطلب یہ کہ عرب اور عجم میں اور کسی سے کوئی بیت فرائضات میں اس بجگی
 نہیں سنی گئی صاحب حاشیہ اس مطلب کو نہ سمجھا اور یہ حاشیہ کھلا ح قولہ اما در عرب و عجم کہ بیشتر
 ازین اشعار امر القیس برین بحر نقل کردہ شد پس حصرتیج مصنف غلام ناتمام است تم کلام
 پس دواون شعر کہ رسائل امر القیس سے سابق لکھی گئی سالم بن نہ فرائض ہم بسیط ہم از بحر
 تازیان است و ہاں در دائرہ مستفعلن فاعلن چار بار بود و اور اسے عروض و پنج ضرب است
 ہر شش وزن استعمال است و وانی و چار مجز و ابیات این است بسیط بھی بحر تازی ہے
 اور اصل او سکے دائرے میں مستفعلن فاعلن چار بار ہے اور اسے تین عروض یعنی مجنون اور
 سالم اور مقطوع اور پانچ ضرب ہیں یعنی مجنون اور مقطوع اور نزال اور سالم اور مقطوع ثانی یعنی وانی میں
 مقطوع فاعلن سے فعلن ہے اور مجز و مین مقطوع مستفعلن سے مفعولن ہے پس یہ دو ضرب ہیں
 ہوئیں کہ دو وزن ہیں اگرچہ علت ایک ہے صاحب حاشیہ اس مطلب کو بھی نہ سمجھا اور یہ حاشیہ
 کھلا ح قولہ پنج ضرب یعنی مجنون و مقطوع و نزال و سالم و مجنون تم کلامہ پس مجنون اس بحر میں
 کوئی ضرب نہیں مگر ایجا بندہ اور چہ وزنوں پرستل ہے ہر چند از روی احتمالات نقل
 پذیرہ وزن ہونے میں کہ میں کو جب پانچ میں ضرب و تہی پذیرہ ہوں مگر چہ استعمال
 میں میں و وانی اور چار مجز و تین یہ ہیں ہم اشعر یا حاد کا وزن میں ہر یکم ہذا بیتہ و کلم

نکات فی تفسیر القرآن
 جلد اول
 صفحہ ۱۲۱

فعل مضارع معترض بـ **وَضْرَبَ** ہر دو مجنون است **ت** پہلا شعر جو مرقومہ میں ہے
 عروض اور ضرب دونوں مجنون ہیں یعنی فعلین تخریک عین معنی شعر کے یہ ہیں امی حارر
 چاہیے کہ نڈالا جاؤ نہیں تم سے اوس بلا میں کہ نڈالا گیا ہو اوس میں کوئی بازاری قبل ہے
 اور نہ بادشاہ اور مرد بگلا جو ہے یعنی تم باعث اسکے نہو کہ میں جو تمہاری کروں ایسی کہ
 کبھی کی ہو قطع یہ ہے یا حارر الاستفعل بہین فاعلن منکم بہ استفعل تین فعلین لم یلقہما استفعل
 فاعلن قبل ولا استفعل لکنو فعلن ہم ب شعر قد افسدہ الخاؤد الشخوار تھلثی ۛ جزدار و سرور
 الخین سر جو تھ ۛ عروض و مجنون ضرب مطلق است و این ہر دو بیت از وافی است
 دوسرا شعر جو مرقومہ میں ہے عروض اوسکا مجنون یعنی فعلن تخریک عین اور ضرب مطلق ہے
 فعلن بسکون عین ہے معنی یہ ہیں کہ تحقیق حاضر ہوتا ہوں میں تا راجعہ متفرقہ میں درج
 اوشطانی جو محبو اسب ادہ کم خوشک کہ اور دراز یہ تینوں عرب میں صفات اسب میں
 یہ ہے قد اسدہل استفعل فاعلن شوارح استفعل ملنے فعلن جہ دراز استفعل
 فاعلن لکین استفعل جو ب فعلن اور یہ دونوں بتین وافی ہیں ہم ج شعر اذ ذمنا علی
 سعد بن زید و عمر ابن قیس ۛ عروض سالم و ضرب نڈال است تیسرا شعر جو مرقومہ میں
 عروض اوسکا سالم یعنی استفعل اور ضرب نڈال یعنی استفعلان معنی یہ ہیں تحقیق کہ جو کی
 اوپر اس بات کے کہ خیال کیا معشوقہ نے سعد بن زید اور عمر کا کہ قیدہ بنی قیس سے ہے
 اوسکی یہ ہے انما ذم استفعل نا علما فاعلن ماخی لیت استفعلن سعد بن زید استفعل و ذم
 رمن قیس استفعلان ہم و شعر اذ اذ قونی علی ریع عفا ۛ مخلوق و اوس مستقیم عروض
 سالمندت چوتھا شعر جو مرقومہ میں ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی استفعل
 یہ ہیں شاعر قسہ کہتا ہے کہا ہی توقف میرا اوس مکان پر کہ خالی ہے معشوقہ سے
 اور خاموش حالات معشوقہ سے قطع یہ ہے اذ اذ قونی استفعل فی علی فاعلن رعن
 مخلوق استفعل و ارسن فاعلن تبجی استفعل ہم و شعر سیر و انتا انتا میا و کم ۛ بوم
 بطن اگوا دمی ۛ عروض سالم و ضرب مطلق است پانچواں شعر جو مرقومہ میں ہے
 اوسکا سالم یعنی استفعل اور ضرب مطلق اپنے مفعولن معنی یہ ہیں سیر کر رہے ہیں کیا ہو کر

نہیں ہے کہ وعدہ تہا روز شنبہ کو ہے مقام خاص میں یا صحرا میں قلعہ یہ ہے سیر مکتوبہ
 انما فاعل مفعول کم مستفعل یوشک مستفعل ثار لفظ فاعلن ملوادی مفعولن هم و مشعر بالشیخ
 الشوق من اطلالی تحت قفار اگوئی الواحی عروض و ضرب ہر دو مقلوعند این جہار
 مجزہ است این بیت آخر اتمع خواندست چھٹا شعر جو قومه میں ہے عروض اور ضرب و فاعلن
 مقلع بین یعنی مفعولن معنی یہ ہیں کو منی چیز ہجان میں لائے میرے مقلوق کو دیکھنے سے آثار
 خانہ نامی معاشیق سکے کہ خالی ہوئے ہیں مثل مکتوب کا تب کے دلالت میں اوپر گھسنے والے کے
 یا مثل حرون اور لفظ لائے متفرقہ کے قلعہ یہ ہے مابھی بچش مستفعل شوق من فاعلن لالیز
 مفعولن سخت قفا مستفعلن کو فاعلن یواحی مفعولن یہ چاروں بتین مجزہ ہیں اور اس
 بیت آخر کو یعنی مقلوع العروض و الضرب کو مقلع کہتے ہیں و لکن فی المفتاح مراد یہ کہ اصطلاح
 اہل عروض میں اس وزن کا بسیط میں مقلع نام ہے خواہ آخر میں مفعولن مقلوع ہو خواہ مفعولن
 مجنون مقلوع اور بعض مفعولن کو مستفعلن سے مقلع کہتے ہیں ہم و دیگر ارکان مجنون بکار دارند
 و مستفعلن مقلوعی مجنون بکار دارند و عروض و ضرب مقلوع را مجنون رود دارند تا بروزن فاعلن آید
 است اور سوا عروض و ضرب کے مجنون استعمال کرتے ہیں یعنی مفعولن مثال مجنون مشعر
 لقد خلعت حجب عروہما عجب فاعل خلعت غیر او عجب و لاء معنی یہ ہیں کہ تحقیق گذری
 زمانی کہ کرشمین اونکی جلنے عجب ہیں پس پیدا کیے تغییرات اور عجب میں چوڑی دو بتین
 مقلع یہ ہے لقد خلعت مفعولن حجب مفعولن عروہما مفعولن عجب فاعلن فاعل خلعت مفعولن
 غیر فاعلن عجب مفعولن و لاء فاعلن سب ارکان مجنون ہیں اور مستفعلن مقلوعی کو مجنون
 کے استعمال کرتے ہیں یعنی مفعولن کو مفعولن کر کے استعمال میں لائے ہیں مثال مقلوعی کو
 کی کہ او سکون مجنون کہتے ہیں مشعر و لاء و انهم یقیمہم و جبل فاعل و لاء و نظر و اعتراف
 وزن اسکا فعلین فاعلن فعلین فعلین سبے صدر اور ابتدا اور حشو مجنون ہے اور عروض اور ضرب
 مقلوع کو مجنون روا رکھتے ہیں کہ مفعولن بروزن فاعلن آتا ہے مثال مجنون مقلوع کی مشعر
 اصبحت و الشیئ قد علانی یدعو حنیثا الی الخضاب معنی یہ ہیں صبح کی نیل
 اور پری جھیر و ڈری در حالے کہ بلاتی ہے از روی براہین مقلع کے طرف خضاب کو قلعہ یہ ہے

اِسْتَعْلَنَ شَيْبٌ قَدْ فاعِلنَ عَلَانِ فَعْلنَ يَدْعُوْنَهُمْ يَسْتَعْلِنُ فَعْلنَ اِلنَ فاعِلنَ خضال
 هم و دیگر و نئی آورده از مجرور در شوال که خلیل نیاورده و آن این است که شجران شوال و شجران
 جَسَبَ الْبَاذِلُ الْأَمُولُ عَرَضُ مَجْنُونٍ اَحَدٌ هَسْتُ وَضَرْبُ مَجْنُونٍ مَقْطُوعٌ هَسْتُ اَوْرَاكِبُ ذَالِ
 اَوْرَسَاؤُا تَابَا هَسْتُ كَخَلِيلٍ اَوَسْكُوْهُنَّ لَا يَابَسُ شَجَرٌ اَوَسْكَا قَوْمَهُ مَن هَسْتُ عَرَضُ اَوَسْكَا مَجْنُونٍ
 اَحَدٌ هَسْتُ لَعْنَةُ قَتْلٍ اَوْرَضُ مَجْنُونٍ مَقْطُوعٌ لَعْنَةُ فَعْلنَ مَعْنَى هَسْتُ هَسْتُ بِنِ تَحْقِيقٍ كَهَبَابٍ اَوْرَسَاؤُا
 اَوْرُوْا نَاشِرَةً سَالَةً اَوْرَسَاؤُا قَوْمِ خَلْقَتِ كَا اَوْرَضُ اسْكِيْ بَيْتِ اَخْرِيْنَ هَسْتُ تَقْطِيعُ هَسْتُ
 اَرْنِ سَوْدُ مَقْطُوعٍ اِنَ وَشَشَ فاعِلنَ وَشَنَ قَتْلٍ وَجَبَلُ مَقْطُوعٍ بَاذِلُ فاعِلنَ اَمُوْنِ فَعْلنَ اَوْرَسَاؤُا
 اَخْرِيْ هَسْتُ بَيْتِ مَن لَذَّةُ اَلْمَيْسِ وَالْفَتَى لَكَ تَرَوَالِدُ تَرَوَالِدُ مَعْنَى طَاهِرٌ هَسْتُ
 وَا اَمْرٌ پارسی بکلف و روانی بر عرض نزال یا معری یا ضرب نزال و یا ضرب سالم و عَرَضُ
 با ضرب مجنون نزال یا ضرب نزال و یا ضرب مجنون و یا ضرب عرج و یا ضرب مَقْطُوعٌ و عَرَضُ
 مجنون معری و نزال یا ضرب مجنون نزال و عَرَضُ مجنون یا ضرب هم مجنون یا اعرح یا مَقْطُوعٌ
 و عَرَضُ مجرور بر عرض معری و نزال یا ضرب نزال و عَرَضُ سالم یا ضرب سالم و اعرح و مَقْطُوعٌ و اعرح
 اعرح یا مَقْطُوعٌ یا ضرب هم اعرح یا مَقْطُوعٌ اَمْثَلُهُ آورده اند و درین دو ضرب اخیر ضین هم بکار
 یا با وزن فَعْلان یا فَعْلنَ اید است اما فارسی مین به کلف وانی مین شعر که مین اَسْطَر
 که عَرَضُ نزال یعنی فاعِلان یا معری یعنی فاعِلنَ ساتھ ضرب نزال یعنی فاعِلان یا ضرب
 یعنی فاعِلنَ کی اَوْرَضُ سالم یعنی فاعِلنَ ساتھ ضرب مجنون نزال یعنی فاعِلان یا ضرب
 یعنی فاعِلان و یا ضرب مجنون یعنی فاعِلنَ یا ضرب اعرح یعنی فاعِلان یا ضرب مَقْطُوعٌ یعنی فاعِلنَ
 اَوْرَضُ عَرَضُ مجنون معری یعنی بدون اذالت فاعِلنَ اَوْرَضُ نزال یعنی فاعِلان تجرک مین
 ضرب مجنون نزال یعنی فاعِلان تجرک مین کے اَوْرَضُ مجنون یعنی فاعِلنَ تجرک مین
 ضرب مجنون یعنی فاعِلنَ تجرک مین یا اعرح یعنی فاعِلان بسکون مین یا مَقْطُوعٌ
 بسکون مین کے اَوْرَضُ مین عَرَضُ مین بدون اذالت یعنی مستفعلن اَوْرَضُ نزال یعنی فاعِلان
 ساتھ ضرب نزال یعنی مستفعلن کے اَوْرَضُ سالم یعنی مستفعلن ساتھ ضرب سالم
 اَوْرَضُ اعرح یعنی مفعولان اَوْرَضُ مفعولن یعنی مفعولن کی اَوْرَضُ اعرح یعنی مفعولان

مفعولن ساتھ ضرب اعرج یعنی مفعولان یا مفعول یعنی مفعولن کی مثالیں انکی لائے ہیں اور ان
 دونوں ضربوں اخیر میں یعنی مفعولان اعرج اور مفعولن مفعولع میں جن میں بھی استعمال کیا ہے کہ
 بر وزن فحولان یا فحولن لائے ہیں ہم وقومی پندارند کہ مفعولع اسم فحولن است کہ فروع مستفعلن است
 و بسیط مجزوء نہ چنان است بل مفعولع اسم فحولن است از بسیط مجزوء کہ عروض و ضربش مفعولع باشد
 خواہ مجزوء خواہ غیر مجزوء است اور ایک قوم گمان کرتی ہے کہ مفعولع اسم فحولن کا ہے مستفعلن سے
 بسیط مجزوء میں اور ایسا نہیں ہے بلکہ مفعولع نام وزن کا ہے بسیط مجزوء سے کہ عروض و ضرب او میں
 مفعولع ہو خواہ مجزوء یعنی فحولن خواہ غیر مجزوء یعنی مفعولن اور سکاکی نے بھی یہی کہا ہے مگر
 بدون تعمیم پس ایسے وزن کا نام مفعولع ہے بسیط مجزوء میں ہم و پارسی شاید کہ ہمہ ارکان مجزوء
 بیکار و درند یا ہر صفا فاعلن ہو و مجزوء ہو و بس و شاید کہ ہر دو مفعولن مطوی ہو و چنان بہتر کہ ہر
 حرف کہ استعمال کنند در ہمہ واضح آن قصیدہ مطر و بود مگر تسکین اوسط و مستفعلن و فاعلن کہ آن
 ہر جہائی کہ خواہند شاید مثال وافی عروض و ضرب سالم شہر از عشق آن یوفا فاعلن اذاد ام وریلا
 ہرگز نگوید مرا بر خیز و یکدم بیات اور پارسی میں چاہیے کہ سب ارکان مجزوء مستقل کریں
 یا کہ جہاں فاعلن ہو مجزوء ہو جہاں اور بس یعنی فاعلن پس یہ وزن ہوگا مستفعلن فاعلن مستفعلن
 فاعلن اور چاہیے کہ دونوں مستفعلن مطوی ہوں یعنی مستفعلن پس یہ وزن ہوگا مستفعلن فاعلن
 مستفعلن فاعلن اور بہتر یہ ہے کہ ہر حرف استعمال کریں قصیدہ میں ہر جگہ وہی لائن
 مگر تسکین اوسط مستفعلن اور فاعلن میں جس جگہ کریں زیبا ہے مثال وافی عروض اور ضرب سالم
 کی شعر جو قومہ متن ہے قلیع او سکی یہ ہے از عشق اوستفعلن یوفا فاعلن اذاد ام مستفعلن
 وریلا فاعلن ہرگز نگو مستفعلن یہ مرا فاعلن بر خیز یک مستفعلن دم یا فاعلن مطر و بصم سم و تشد
 طامضتوح و کسر المستقیم و بر یک و تیرہ شونہ و عقب یکدگر شونہ منتخب اور صراح اور انبیاء سے
 ہم و اگر عروض و ضرب مجزوء کنند آن بہتر کہ فاعلن ہمہ جہاں ہو و بر نیگوئے شہر کروم زرد سے
 صفا منزل بجوی و فاجہ دیدم نگار مرا جہاں شگرت و چہ جہاں است اور اگر عروض اور ضرب مجزوء
 کریں بہتر یہ ہے کہ فاعلن سب جگہ مجزوء ہو جیسا کہ شعر مر قومہ متن میں ہی اور لفظ مرا از ہمیں
 یعنی خود را ہی قلیع او سکی یہ ہے کروم زرد مستفعلن صفا فاعلن منزل بجوی مستفعلن صفا فاعلن

ویدم نکا مستغفلن بر رافعطن بجای شکر مستغفلن چجا فعلن م شال مجزوسالم ششهر برست
ککن چندین ستم کو بہ نیاورد از عشق تو دم بہت شال مجزوسالم کی جو مرقوہ متن ہے
اوس شعر کے یہ نہیں ایسے عاشق نگین پرستم نہ کہ اوس نے تیری عشق سے دم نہیں مارا
یعنی اظہار عشق نہیں کیا لفظیج اوسکی یہ ہے برستم مستغفلن دی کن فاعلن چندی ستم مستغفلن
کو بر نیاست غفلن دروز فاعلن عشقی تدم مستغفلن یعنی لستونہیں بجای بر نیاد و بر نی آرد ہی نہیں
دونوں صحیح ہیں ستم بالضم اندو گین اور نگین مجازاً یعنی حاجتمند اور یہ مرکب ہے نسبت
بالضم اور سند سے نسبت یعنی غم داندہ اور سند یعنی صاحب اور خداوند کذا فی البرہان اور خیال
میں لکھا ہے کہ مستند بالضم حاجتمند اور نسبت یعنی حاجت ہے غیاث سے م شال مغلغ
ششهر کستم ہر روز تو من نگار ہد آن بہ کہ یکرہ کنی در ارات شال مغلغ مجنون کی جو مرقوہ متن
فخلع بسے باجوڑ میں در ارات مغلغ بالضم بوالعروض ہے یعنی مغلغون جیسا کہ کہا گیا اور م
مغلغون مغلغون کو مجنون کرین مغلغون ہوا لفظ یکرہ شعر مذکور میں یعنی یکبار ہے معنی شعر
یہ ہیں غلطان ہوا میں بسبب رو کے یا ہوا میں صاحب در تیری عشق میں ای محشوق ہوا
کہ ایک بار کر کے تو صلح اور مہربانی لفظیج یہ ہے کستم برست غفلن در متن فاعلن نگار فاعلن
مستغفلن یہ کنی فاعلن در ارفعلون صاحب حاشیہ لفظ کستم کو بکاف تازی مضموم
یہ لکھلح معنی شاکہ کستم خود ایا کشتہ شدم از در و بسبب تو امی نگار رقم کلامہ اور صاحب
اوس سے اظہار سچا کیا مگر انہر معنی اس تکلف سے کہ جو سمجھ میں نہ آئیں ش صاحب
مگوید معنی شاکہ کستم خود ایا کشتہ شدم از در و بسبب تو امی نگار رقم کلامہ این معنی
فائل ہست در ازا اظہار شعر ہرگز پیدا نیست اولاً معروف را مجهول شاکہ در معلوم نسبت کا
قانون پیدا آستہ اگر معروف کو یہ لفظ خود را انظر خود یا میرند تا معنی نیز گرد و حال آگاہ
بکاف فارسی فعل ناقص ہست کہ اسم و ضمیر بخوار و ضمیر شکم منفصل خواہ منفصل اسم ہست لفظ
ظہر ہست متعلق بلفظ مبتلا شود و آن خبر کستم باشد و تحقیق این ست کہ از لطف معنی در
و دینی تکلف رفتن از خوبی فہم معنی آفرین است الحق کہ رقائل آن صد آفرین است تم
شال بہ مجنون بدیت چرا می بہت من بہن نمی نگرد بہ یک دو بوسہ ہی غم از دل نہ

ت مثال سب ارکان تجھون کی جیسا کہ بیت مرقومہ متن سے تقطیع یہ ہے چہ را ہی مفاعلن بہت
 من فعلن ہن منی مفاعلن مکر فعلن بیک دو مفاعلن سہی فعلن غمز ولم مفاعلن بنو فعلن ہم مثال
 مطوی باز مجز و مشعر دور در ارمی صنم لب زلیم چہ تا لفظا ید بدل وسط ہم ۴ ت مثال مطوی کی مجز و
 مشعر جیسا کہ مرقومہ متن سے تقطیع یہ ہے دور در مفتعلن رخصتم فاعلن لب زلیم مفتعلن تا لفظا
 مفتعلن ید بدل فاعلن وسط ہم مفتعلن ہم وہا امثلہ اوزان فارسی از انجہت تمام نمی آریم کہ برین بجز
 در پارسی شعر یافتہ نئے شود و الا امثالہامی کہ بشکلف گفتہ باشند این ست بجز ہای دائرہ مختلفہ
 ت اور ہم مثالین اوزان پارسی کی تمام و کمال اس جہت سے نہیں لائے کہ ان وزنوں میں
 شعر پارسی پائے نہیں جاتے والا یعنی اگر پائے جاتے ہیں وہ ایسی مثالین ہیں کہ بشکلف کسی ہیں
 بجز برین دائرہ مختلفہ کی ہم وافر ہم از بجز ہای تا زبان است و ہا شش در دائرہ مفاعلن باشد
 شش بار دور بنا اور ادو عروض و سہ ضرب باشد و ہر سہ وزن آید یکی وافی دو و مجز و ابیات این است
 ت یہ بجز بھی کجوتازی سے ہے اور اصل اسکی دائرے میں مفاعلن ہے چہ بار اور استعمال
 ہیں اسکے دو عروض یعنی سالم اور مقلوب اور تین ضربیں یعنی سالم اور مقلوب اور معصوب
 ہیں اور تین وزنوں پر آتی ہے ایک وافی اور دو مجز و تین یہ ہیں ہم اشعر فاعلن غمز لم
 غمز اگر ہا گان قرون جلتہا القصبی ہ عروض اور ضرب ہر دو مقلوب ست و این وافی است
 ت پہلا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اور ضرب دونوں مقلوب ہیں یعنی فعلن معنی یہ ہیں
 ہمارے پاس گو سفند ہیں کہ روان کرتے ہیں ہم او کو بہت سا دودہ رکھتے ہیں گویا شاخیں
 پرانی اونکی مانند عصا کے دراز ہیں غزار جمع غزیرہ کی اور جگہ بنی کلان اور عصی جمع عصا کی ہے
 جگہ یکسر و تشدید لام بزرگان منتخب سے غزارہ بالفتح لسانی اور بہت سا دودہ کا ہونا اور
 پانی اور میو و کھا بہت ہونا منتخب سے تقطیع یہ ہے لانا غنم مفاعلن نسو و قہا مفاعلن
 غزار و فعلن کا ن فرد مفاعلن فعلن مفاعلن عین و فعلن یہ وافی ہے ہم ب شعر نقد
 عینک ربیعہ ان جملک واپس خلق ہ عروض و ضرب ہر دو سالم است ت دوسرا شعر
 جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مفاعلن معنی یہ ہیں ہر آئینہ جاتا ہے
 و ہم ربیعہ نے یہ کہ تحقیق رسی تیری سست اور پرانی ہے یعنی عہد و بیان تیرا سست ہے

وہن بالفتح سستی اور سست ہونا منتخب سے خلق چھتین کہنہ ہونا اور جامہ کہنہ اور اس معنی پر کہ سلاطین
 بھی آیا ہے منتخب سے تقطیع یہ ہے لفظ علت منافع ان منافع علتیں سبب ملک و املا علتیں
 بین خلق منافع علتیں مع شجر انا پناہ و امرنا و قننہ ضیعی و تعصینی و عروض سالم و ضرب
 داین ہر دو مجزواست تیسرا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اور سالم یعنی منافع علتیں اور
 ضرب اور سکی معصوب یعنی منافع علتیں ہے معنی یہ ہیں کہ غلاب کرتا ہوں اور حکم کرتا ہوں اور سکون
 غضب کرتی ہے مجھ پر اور نافرمانی کرتی ہے میری تقطیع یہ ہے انا پناہ منافع علتیں و امرنا
 قننہ ضیعی منافع علتیں و تعصینی منافع علتیں اور یہ دو شعر اخیر مجزوا ہیں ہم و در زحافش در دیگر ارکان
 و معقول و مقصود استعمال کنند و در صدر غضب و اقصم و اعقص و اججم بکار و در زیادت اور
 عروض اور ضرب کے اور ارکان میں زحاف معصوب یعنی منافع علتیں اور معقول یعنی منافع علتیں
 مقصود یعنی منافع علتیں استعمال کرتے ہیں مثال معصوب کی یہ ہے شجر انا و امرنا تقطیع شجر
 و جاورہ الی تقطیع عروض اور ضرب مقصود ہے یعنی فحولن اور باقی ارکان
 معصوب یعنی منافع علتیں اگر کوئی مزج کا گمان کرے وہ سدس عربی میں نہیں آتی مثال شعر
 یعنی منافع علتیں کی یہ ہے شجر سنازل یفر تبا قفار و کاتار سوہما سطور و معنی اس شعر
 یہ ہیں کہ کائنات معشوقہ فرنا کی خالی گویا کہ علامات باقیہ او نہیں کائنات کی مثل سطور
 اور ناند نقوش کے ہیں کہ دلالت کرتے ہیں حال کاتب پر اور حال نقاش پر تقطیع یہ ہے
 سنازل منافع علتیں یفر تبا منافع علتیں قفار و فحولن کا نفا منافع علتیں سوہما منافع علتیں سطور و فحولن
 منقص یعنی منافع علتیں کی شجر سلاطین و اد جفیر و کبابی الخلق و السحق قفار و ترجمہ یہ ہے
 و اس جہت سے کہ ہر موضع جفیر میں ناند کہنہ جامہ از ہم رفتہ کے خالی سکونت کنندہ و
 یہ ہے بسلاطین منافع علتیں ترازب منافع علتیں جفیر فحولن کیا قلع منافع علتیں نقس سحق منافع علتیں
 فحولن اور صدر میں اس سحر کی غضب یعنی مفتعلن اور اقصم یعنی مقصود اور اعقص یعنی
 اور اججم یعنی فاعلن استعمال کرتے ہیں ہم و ابابا سی تکلف در وافی عروض و ضرب
 یا ہر دو معصوب یا ہر دو مقصود بکار آئے و در مجزوا ہر دو سالم یا عروض سالم و ضرب
 و اما فارسی میں تکلف وافی میں عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی منافع علتیں یا دونوں

یعنی مفاعیلین یا ذولنون مقطوف یعنی فعلون استعمال کرتے ہیں اور مجز و میں عروض اور ضرب دونوں
 سالم یعنی مفاعیلین یا عروض سالم یعنی مفاعیلین اور ضرب معصوب یعنی مفاعیلین استعمال کرتے
 ہیں ہم و اگر بطریق زحاف ہمہ معصوب کنند فرق نباشد میان ہزج و این بحر دازین جہت باشد کہ
 اگر کسی ملحق بگوید بیتہای فارسی و از ہزج باشد و بیتہای تازی و از دوا قرچہ تازی ہزج مسدس نیاید
 و بپارسی وافر مستعمل نیست و فرق میان ہر دو وزن بشتکین و تحریک و اسط متحرکات بیش نیست
 اور اگر بطریق زحاف کے سب رکونو لکو معصوب کریں فرق نہو در میان ہزج کے اور اس بحر کی ادبی
 سبب ہے کہ اگر کوئی ملحق کتاب ہے بیتین فارسی کی ہزج سے ہوتی ہیں اور بیتین تازی کی وافر
 اس واسطے کہ تازی میں ہزج مسدس نہیں آتی ہے اور فارسی میں وافر مستعمل نہیں ہے اور فرق
 ہزج اور وافر کی وزن میں فقط بشتکین اور تحریک و اسط متحرکات کا ہے اور بس ملحق روشن
 کردہ شدہ اور جو چیز کہ ورق طلا سے روشن کریں اور اصطلاح میں صنعت ملحق او سکو کہتے ہیں
 کہ ایک مصرع خواہ ایک بیت خواہ چند بیتین فارسی میں ہوں اور اوسی قدر عربی میں غیاث سے
 ہم مثال وافی ہمہ سالم بیت بنا غمخیزین دل من یزد علم کی چنانکہ از و بگرد ہسان شد علمی
 مثال وافی کی جہیں سب رکن سالم ہیں یعنی مفاعیلین بیت مرقومہ متن ہے علم اوس بیت
 میں یعنی نیزہ ہے اور علم ثانی یعنی مشہور تقطیع یہ ہے بنا غم تو مفاعیلین بری دل من مفاعیلین
 یزد علمی مفاعیلین چنانکہ از و مفاعیلین بگرد جہان مفاعیلین شدم علمی مفاعیلین ہم مثال وافی عروض
 و ضرب مقطوف شہر چو برگدزی ہی نگوم برویت چہر انکنی بنا نظری بکارم مثال وافی
 کی جہیں عروض اور ضرب مقطوف ہے یعنی فعلون بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
 چہر گدزی مفاعیلین ہی نگوم مفاعیلین برویت فعلون چہر انکنی مفاعیلین بنا نظری مفاعیلین بکارم
 فعلون ہم مثال مجز و سالم بیت بدی چکنی بجای کسی کہ او کند بجای تو بدست مثال مجز و سالم
 کی بیت مرقومہ متن ہے تقطیع بدی چکنی مفاعیلین بجای کسی مفاعیلین کہ او کند مفاعیلین بکارم
 تو بد مفاعیلین ہم و در مزاجت استعمال غیر معصوب و مقطوف و ربارسی نشاید و غلط ارکان سالم
 و معصوب شاید چہ بشتکین و اسط ہمہ جا جائز است اما درین بحر باید کہ نظام ہمہ جا محفوظ بود تا دوا
 جمع نشود و اگر ہمہ جا ممکن کنند بحر مزج شود و اور مزاجت میں استعمال ہو معصوب یعنی

مفاعیلن اور مقطوع یعنی فعلن کی چھپا ہے اور غلط ارکان سالم اور معصوب کا چاہیے
 تشکیل اور ساتین متحرکوں میں سب جگہ جائز ہے لیکن اس بحر میں چاہیے کہ انتظام سب
 خاطر ہے یعنی جو رکن کہ معصوب آئی سب جگہ قصیدہ میں معصوب آئے تا وہ تکلف جمع
 استعمال لغت غیر کا دوسرا سب استعمالی اور ان کی اور اگر سب جگہ ممکن کریں جس بحر میں
 کہ بحر وافر اصل ماری میں نہیں آئی ہے اور استعمال ہرج کا فارسی میں بہت ہے مگر
 تازیانہ است و اصلش دوا و تفرع شش بار باشد و در بنا اور ادو عروض و شش
 و بر نہ وزن آمدہ است پنج وانی و چار مجز و ابیاتش نیست یہ بحر کمال ہی جو
 ہے اور اصل اسکے دائرے میں تفاعل چہ بار ہے اور استعمال میں اسکے دو
 سالم در انداز چہ ضرورین یعنی سالم اور مقطوع اور ضمیر اخذ اور اخذ اور فاعل اور فاعل
 نو وزن پر آئی ہے پنج وانی اور چار مجز و ابیات میں او سکی یہ ہیں مگر اشع
 نحوث کما اقص عن ندی و کما علمت شایلی و کمرنی و عروض و ضرب ہر دو سالم
 پہلا شعر جو محقق نے لکھا عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی تفاعل یعنی یہ
 ہوش میں آتا ہو نہیں نشہ سے پس کوتاہی نہیں کرتا ہو نہیں بخشش سے جیسے
 صفتیں میری اور کرم سیر القلیع یہ ہے و اذا صحو تفاعل تفاعل قص تفاعل صر
 و کما علم تفاعل شایلی تفاعل و کمرنی تفاعل مہم شعر و اذا و نحوثک
 نسبت نیز یک غنڈ ہیں خیالاً عروض سالم اور ضرب مقطوع است دوسرا شعر
 عروض سالم یعنی تفاعل اور ضرب مقطوع یعنی فاعلاتن ہے معنی یہ ہیں کہ جہولہ
 جھکا وہ عورتیں پس نابینا کراد کو یعنی بجا محقق کہ جانا تیرا ایک نسبت ہے کہ زیادہ
 اونکے نقصان تیرا یعنی رغبت طرف عورتوں کے باعث بے اعتباری ہے دوسرے
 اگر ہم کہنے پکاریں سنا کہ یہ دلیل عدم رغبت ہے طرف تیرے خیال بالفتح تباہی کی
 و ماندگی و زہر کشندہ و زردی ایل مار منتخب سے تعلق یہ ہے و اذا و عو تفاعل
 تفاعل فاعلاتن عو تفاعل نسبت نیز تفاعل و کمرنی تفاعل شایلی فاعلاتن
 این الدایرہ استین فاعلاتن و در دست و غیر انہما القطر عروض سالم است و

است تیسرا شعر جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا عروض او سکا سالم ہے یعنی متفاعلین اور ضرب مضمر
 احدى ہے یعنی فعلین بسکون عین معنی یہ ہیں واسطے کے کہ پنج و دو مفعول راجع اور مفعول کے
 مرسودہ ہوئے ہیں اور تغیر کئی ہیں نشان او کے باران نے مفعول نام ایک کوہ کا انتخاب سے
 قطیع یہ ہے لند و یا متفاعلین برابر متفاعلین متفاعلین و است ادعی متفاعلین برابر
 متفاعلین قطر و فعلین ہم و شعر لمن الدیاد و عفا مرابعا و مغلل حبش و بارج ترب و عروض
 و ضرب ہر دو احدى است چوتھا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب دو لون احدى ہے یعنی
 فعلین تجربیک عین معنی یہ ہیں واسطے کے کہ کہ دور کے ہیں منازل او کی باران متوالی
 و عدالودہ نے اور گرد باد خاک بردارندہ نے بارج با گرم اور بارج جمع منتخب سے قلعہ ہے
 لند و یا متفاعلین عفا مرابعا متفاعلین ہما فعلین مغلل حبش متفاعلین متوالی بارج متفاعلین ترب و
 تجربیک عین ہم و شعر و لانت الشیخ من اسامہ اذ و دعیت نزال و فج فی الدعیر و عروض
 احدى و ضرب احدى مضمر است و این پنج وانی است است پانچوان شعر جو مرقومہ متن ہے
 عروض او سکا احدى یعنی فعلین تجربیک عین اور ضرب احدى مضمر یعنی فعلین بسکون عین جو معنی
 یہ ہیں ہر آئینہ تو شجاع زیادہ ہے شیر سے جیوت بلایا جاسے وہ شیر کہ او تر اور خنکاکر
 مقام خوف و خطرین و عراب الفتح ترسانیدن اور بالضم ترس منتخب سے قلعہ یہ ہے ولانت
 اش متفاعلین جج من اسامہ متفاعلین متوالی فعلین دعیت تر متفاعلین لوج جفد متفاعلین و عری
 فعلین بسکون عین اور یہ پانچ وزن وانی ہیں ہم و شعر و لقد سبقتم وانی و فلم فرقة
 و لانت آخر و عروض سالم و ضرب مغلل است چھٹا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض او سکا
 سالم یعنی متفاعلین اور ضرب مغلل یعنی متفاعلاتن ہے معنی یہ ہیں تحقیق کہ سبقت کی تونی
 اون لوگوں پر میری طرف پس نڈرا تو اوس سبقت کرنے سے حال آنکہ تو مرد متاخر ہے
 ای کمتر ہے سبقتم شجاع ضمیم ہے اور الی بین یا ی ثانی بتعلق بمصرع ثانی ہے اور
 روع سے بالفتح یعنی ترسیدن منتخب سے قلعہ یہ ہے و لقد سبق متفاعلین متوالی
 متفاعلین لیلیم ترع متفاعلین ہو انت اخر متفاعلاتن ہم و شعر حدیث یكون مقامہ و اکبر
 و مختلف الریاح و عروض سالم و ضرب نزال است ساتواں شعر جو مرقومہ متن ہے

عروض اور سالم یعنی متفاعلن اور ضرب ندال یعنی متفعلن سہے معنی یہ ہیں قبر تو کہہ سکتا
 اوسکا ایسا کہ ہمیشہ چلتی ہیں وہاں ہوا میں گرم جدت یقین گور منتخب سے تقطیع یہ ہے
 حدثن یکو متفاعلن بقا ہو متفاعلن ابدن نخ متفاعلن تلفر یاح متفاعلن صم ح شعر
 انقصرت فلا کن یہ متخسعا و مجمل ہے ہر دو سالمند استخوان شعر جو مرقومہ متن ہے عروض
 اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی متفاعلن معنی یہ ہیں اور جوقوت ہو تو فقیر پس نہ ترسان
 صبر جیل کر تقطیع یہ ہے واؤ فقیر متفاعلن فلا کن متفاعلن متخسش شعن متفاعلن و شکر
 متفاعلن صم ح شعر واذا ہم ذکر دلالا ساۃ اکثر الحسنات ہے عروض سالم و ضرب متقطع
 و این چار وزن مجزواست ت نون شعر جو مرقومہ متن ہے عروض سالم اور ضرب متقطع
 یعنی فعلا تن معنی یہ ہیں جوقوت کہ وہ یاد کرتے ہیں بدی کو اکثر کرتے ہیں ذکر نیکو بکا
 یہ ہے واذا ہم متفاعلن ذکر لاسا متفاعلن اتاکثرل متفاعلن حستانی فعلا تن واذا ہم
 بشباع ضمہ ہے اور یہ چار وزن مجزو ہیں ہم و بطریق زحاف در دیگر ارکان و ضرب با متقطع
 مرفل و ندال مضمر و موقوف و مخزول بکار و ارندت اور بطریق زحاف کہ در ارکان
 صدر اور ابتد اور حشوین اور ضربون میں متقطع یعنی فعلا تن اور مرفل یعنی متفاعلا تن اور
 مضمر یعنی مستفعلا تن اور موقوف یعنی متفاعلن اور مخزول یعنی مقتعلن استعمال کرتے
 و اما پارسی بریں یکجہ تکلف گفتہ اند و بر قیاس دیگر شعرا ی ایشان در وافی بر عروض
 و ضرب ہم سالم یا مطلق یا اخذ یا اخذ مضمر و عروض مطلق و ضرب ہم مطلق یا اخذ
 و عروض اخذ و ضرب ہم اخذ یا اخذ مضمر و ہر دو اخذ مضمر و ہر دو عروض سالم و ضرب
 یا اخذ یا سالم و عروض ندال و ضرب ندال یا ندال ہر دو مرفل عروض سالم و ضرب مطلق و ہر دو اخذ یا ہر دو
 عروض اخذ و ضرب اخذ مضمر مثلاً اور وہ اند و از زحافا مضمر ہوتا ہے و چنانکہ استعمال کنند ہر ہمہ قصد
 بایست و اما فارسی میں شعرا سبج میں بہ تکلف کہے ہیں اور بر قیاس اور اشعار
 وافی میں اور عروض سالم یعنی متفاعلن اور ضرب بھی سالم یعنی متفاعلن یا مطلق
 فعلا تن یا اخذ یعنی فعلن تجر یک عین یا اخذ مضمر یعنی فعلن بکون عین اور عروض مطلق
 فعلا تن اور ضرب مطلق یعنی فعلا تن یا اخذ یعنی فعلن تجر یک عین یا اخذ مضمر یعنی فعلن

عین اور عرض اخذ یعنی فعلن بخریک عین اور ضرب ہی اخذ یعنی فعلن بخریک عین یا اخذ یعنی فعلن
 بسکون عین اور دونوں عین عرض اور ضرب اخذ یعنی فعلن بسکون عین اور مجزوں عین اور عرض سالم
 یعنی متفا علن اور ضرب مرفل یعنی متفا علن یا نزال یعنی متفا علان یا سالم یعنی متفا علن اور عرض
 یعنی متفا علان اور ضرب مرفل یعنی متفا علان یا نزال یعنی متفا علان اور دونوں یعنی عرض اور ضرب
 یعنی متفا علان اور عرض سالم یعنی متفا علن اور ضرب مرفل یعنی متفا علان یا نزال اور دونوں یعنی عرض ضرب
 فعلن بخریک عین اور دونوں یعنی عرض ضرب اخذ یعنی فعلن بسکون عین یا عرض اخذ یعنی فعلن
 بخریک عین اور ضرب اخذ یعنی بسکون عین کی مثالیں اگر ہیں اور جہاں مضمر بہتر اور جیسا کہ استعمال کریں
 نام قصید میں کیا ان چھ معلوم ہو سکی مثالیں لکھنا تطویل پناہ لکھنا بعض ذرا ان کی مثالیں ہر م مثال ہر دو
 سالم از دانی شہر کنم یا کسان طمع کہ جفا بود نہ روا بود کہ چنین کنم نہ روا بود بہت
 مثال عروض و ضرب سالم کی دانی سے یعنی متفا علن تقطیع شعر مذکور کی یہ ہے کہ ہم کنم یا
 متفا علن کسا طمع متفا علن کجفا بود متفا علن روا بود متفا علن کچنی کنم متفا علن روا بود متفا علن
 ہم و مثال ہر دو مرفل شہر چکنم کہ جز برد خود مزد و دل چکنم کہ جز بتو دل ہے نگراید
 مثال عروض و ضرب مرفل کی یعنی متفا علن تقطیع شعر کی یہ ہے کہ ہم کنم کج
 متفا علن برد خد متفا علن مزد و دل فعلن چکنم کج متفا علن تبدل ہی متفا علن نگراید فعلن
 ہم مثال ہر دو مرفل از مجز و شہر بہم جہاں تو یکی نہ بینی چو نگار من بسفید کاری
 مثال عروض و ضرب مرفل کی مجز سے یعنی متفا علان تقطیع شعر کی یہ ہے ہمہ جہا متفا علن
 نیکی نہ بینی متفا علان چنگار من متفا علن بسفید کاری متفا علان سفید کاری یعنی صلاحیت
 اور جو اندوی ہے ہم مثال ہر دو سالم شہر نہ روا بود کہ جفا کنی کہے کہ با تو وفا کند
 مثال عروض اور ضرب سالم کی مجز سے یعنی متفا علن تقطیع بیت کی یہ ہے نہ روا بود متفا علن
 کجفا کنی متفا علن کسی کہا متفا علن تو فا کہ متفا علن ہم مثال ہر دو اخذ بیت نہ لکھو کہ کنی چ
 تو ہیج روی بدی مثال عروض و ضرب اخذ کی مجز سے یعنی فعلن بخریک عین تقطیع
 بیت کی یہ ہے نہ لکھو کہ متفا علن کہ کنی فعلن ہیج رو متفا علن بدی فعلن ہم مثال مزارع
 از دانی شہر روزی بود کہ عشق تو بسر آیدی یا آن دلت بہر من بگردیدی کہ کن اول مضمر

و دوم سو قوس و سوم سالم است و ہمہ قصیدہ ہمہین بایست مثال مزاجت کی دانی سے
 شعر مرقومہ متن ہے اور اس شعر میں بسرایدی مبنی آخر شدی اور لفظ یا آن بجائے
 ہے قطع او سکی یہ ہے روزی بود مستفعلن کعشق تو مفاعیلن بسرایدی متفاعیلن بایست
 مستفعلن مہرین مفاعیلن بکرایدی متفاعیلن رکن اول مضمرب ہے یعنی مستفعلن اور رکن دوم
 سو قوس ہے یعنی مفاعیلن اور رکن سوم سالم یعنی متفاعیلن اور سب قصیدہ یون ہی چاہی
 یعنی تبدیل اور تفسیر ارکان کی بہترین اور معلوم ہو کہ متاخرین اس بحر کو مشن بھی لائی ہیں
 مزا تبدیل کہتے ہیں بیت بہ کدوم آمینہ مائلی کہ زانوقت این ہمہ غافل ہے تو نگاہ دیدار
 بسلی مشرہ و اکن و بہ کفن در آید قطع چار بار متفاعیلن ہے اور یہ وزن مطبوع ہے
 مزاجت مضمربیت ہے بیت صنایا خیالت را چہ شد کہ بماندارد افسے و خجلم ز غم
 کز وفایم گذارد منتہی قطع متفاعیلن مستفعلن چار بار ہے ہم و ایراد دیگر مثال
 تطویل بیاندہ اقتضای کنند این است بحر ای دائرہ متوافقت اور لکھنا اور مثال کو لکھنا
 تطویل مینا ندہ ہے یہ بین بحرین دائرہ متلفہ کی ہم مزج این بحر بہ نزدیک عرب
 مستعمل است و ہاشش از بیان را در دائرہ مفاعیلن شش بارست و در بنا مجز و بکار
 و اور ایک عروض و دو ضرب باشد و وزن آید و بیتمایش اینست یہ بحر
 عرب و عجم کے مستعمل ہے اور اصل او سکی دائرہ نازی میں مفاعیلن چہ بار ہے اور
 استعمال کرتے ہیں اور اسکا ایک عروض ہے یعنی مفاعیلن سالم اور دو ضرب میں
 سالم یعنی مفاعیلن اور دوسری محذوف یعنی فعلن اور دو وزن آتی ہے بیتین او سکی
 میں ہم اشعر عفا میں آل لیلی ائسہب فالا ملح فاکمرو عروض و ضرب ہر دو
 ت پہلا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مفاعیلن بمعنی ہر
 دو ہوی آل لیلی سے یہ مواضع کہ نام او نکاسہب اور الملح اور عمر ہے قطع او سکی
 عفا میں مفاعیلن لیلی مفاعیلن فلالا مفاعیلن جفلم و مفاعیلن بار سب
 بصر ثانی ہے ہم شعر و ناظر لیلی لباغی القصیم و ناظر الذلک عروض سالم
 محذوف ہست و دوسرے جو مرقومہ متن ہے عروض اسکا سالم یعنی مفاعیلن

محذوف یعنی مفعولن ہے معنی ایسہ ہیں اور نہیں ہے پیٹھ میری واسطے
طالب ظلم کی پیٹھ نرم یعنی تابع ظالم نہیں ہوں میں نقطہ صبح بیکہ ہے
وہاں ظلم کی مفاہیلن لباً غرضی مفاہیلن منظر و مفاہیلن ذلولی
مفعولن میم ضمیم کا متعلق بمضارع ثانی ہے ظہر بالفتح پشت اور ضمیم بالفتح ستم کرنا
اور حق تلفی اور ذلول بالفتح رام اور تابع اور بغی بالفتح شتافتن چارون اخت مقبض سے ہم
و دیگر ارکان بطریق زحافت مقبوض و مکفوف بکار دارند و خلط کنند و عروض ہم مکفوف
و مقبوض استعمال کنند میان یا دونوں معاقبہ باشد و صدر اخرم و اشتر و اخرب بکار دارند
ت اور سوا عروض و ضرب کے اور ارکان مقبوض یعنی مفاہیلن اور مکفوف یعنی مفاہیلن
استعمال کرتے ہیں اور خلط کرتے ہیں ان کو تین یعنی کہیں مفاہیلن لائق ہیں اول کہیں مفاہیلن اور عروض بھی
مکفوف یعنی مفاہیلن اور مقبوض یعنی مفاہیلن استعمال کرتے ہیں اور عروض مکفوف ہیں
حرف آخر لامحالہ ساکن ہو گا کہ آخر ساکن چاہیے اور درمیان یا دونوں کے مفاہیلن میں ہونا
ہے یعنی چاہیں دونوں کو ثابت رکھیں اور چاہیں ایک کو گرا دیں دونوں نہیں کر سکتے
اور صدر اخرم یعنی مفعولن اور اشتر یعنی فاعلن اور اخرب یعنی مفعول استعمال کرتے ہیں
ہیں ہم و اما پارسی اہلش در دائرہ مفاہیلن ہشت بار بود و دو نوع بود سالم و مکفوف و مکفوف
دو نوع بود و موفور و اخرب و مکفوف موفور و مکفوف تنہا خوانند و بعضے ہر نوع را بحری
دیگر شمرده اند و گفتہ اند جملہ را پنج عروض و ہشت ضرب است و بری و چار وزن آمدہ است
ت و اما فارسی میں اصل اسکی دائرے میں مفاہیلن آٹھ بار ہے اور دو قسم پر ہوتی ہے
سالم اور مکفوف یعنی ایک دائرہ سالم کا ہے اور دوسرا مکفوف کا پس وہ مکفوف بھی بجا
دائرہ ارکان اصلی کے ہے اور مکفوف کی بھی دو قسمیں ہیں اول موفور اور موفور اوس کو
کہتے ہیں کہ سالم ہے خرم سے باوجود جواز کے اور دوسرا اخرب یعنی اخرم مکفوف مفعول
پس مکفوف موفور کو مکفوف تنہا کہتے ہیں یعنی مفاہیلن کو کہ اوس میں خرم نہیں ہوا اور
اخرم مکفوف کو اخرب پس یہ تین قسمیں ٹھہریں ایک سالم یعنی مفاہیلن دوسری مکفوف
یعنی مفاہیلن تیسری اخرب یعنی مفعول مگر خرم تنہا نہیں آتا اور بعضوں نے ان انواع ثلاثہ

ہر نوع کو ایک بحر شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ جملہ ان اذاع کے پانچ عروض اور اٹھ ضربیں
ہیں اور چونتیس وزنوں پر آئی ہے اگرچہ ازروے احتمالات عقلی کے جب پانچ کو اٹھ
ضرب دین چاہیے ہوں مگر چونتیس مستعمل ہیں باقی غیر مستعمل اور تفصیل عروض و ضرب
کی انواع ثلثہ میں بیان ہوگی مہربج سالم عروضیان این نسخ اسے عروض و سہ ضرب اور
اند و سہ پنج وزن شمرده اند از اجمالہ یکی وافی یعنی شمن و دو و مجزوف یعنی مسدس و دو مثلاً
یعنی مریض ت ہرج سالم عروضی اس نوع کے تین عروض یعنی سالم مفاعیلین اور مفاعیلین
فولان اور محذوف فحولن اور تین ضربیں یعنی سالم مفاعیلین اور تصور فحولان اور مفاعیلین
فحولن لائے ہیں اور پانچ وزنوں پر شمار کیا ہے اور تین ایک وافی یعنی شمن اور دو
یعنی مسدس اور دو مشطور یعنی مریض اور سہ زنج سالم بیات بقابلہ ہرج مکفوف اور سہ
اخر ب ہے یعنی سواسے عروض و ضرب کے اور ارکان سالم ہیں اگرچہ عروض
میں بھی رکن سالم واقع ہوں ہم بیت شمن بیت تیرا دنیا ہیگو یکہ دل
نہ بندی بہ تو خود می پندنیوشی ازین گویای ناگو یا پ عروض و ضرب بہر دو سالم است
ازین دائرہ درازتر بیت نباشد و درختر این وزن سبع نشاید کہ از دائرہ بیرون شود
چون در اخر مصراع و در حرف بنیند کہ آنرا ایک حرف شمرند مانند العت و لون پندارند
و خطا بود چہ امثال آن در میان بیت سجاسے یک حرف افتد چنانکہ گفتہ ایم ت اور بعض
مصرع آخر بیت مذکور کا یوں ہے ع تو خود پندی نمی شنوی ازین گویای ناگو یا صاحب
کہنا ہے ح دران تکلف تسکین نون شنوی می افتد ہم کلامہ معلوم ہو کہ فقط فنون
تکلف تسکین نون شنوی نہیں ہے مصرع اول میں بھی ہی تکلف لفظ نینوشی میں
اور شعر مذکور میں ہر او گویای ناگو یا سے دنیا ہے کہ خاموش ہے اور بزبان حال نصیب
عروض اور ضرب دونوں اس بیت میں سالم ہیں یعنی مفاعیلین تقلید یہ ہے ترا
ہی گوید مفاعیلین کہ دل درین مفاعیلین نہ بنائی بہ مفاعیلین تنخدی بن مفاعیلین
مفاعیلین ازین گویای مفاعیلین نیا گویای مفاعیلین بناری میں اسے یعنی شمن مطلق سے درازتر بیت
معلوم ہو کہ خواہ مفاعیلین چار بار خواہ مفاعیلین فحولن مکرر ہو یہ دونوں شمن ہیں

شناسات میں پنچا سہ ہاں اور سبامیات نہیں اگر ہین خوشا و سہ ہین
وئی اس سے دراز تر نہیں پس آخر میں ان وزنوں کی تسبیح پنچا سہیہ کہ بیت داور سے
سے نکل جاتی ہے اور بعضے جب اسکے آخر مصرع میں دو حرف دیکھتے ہین مانند الف
و نون کے جانتے ہین کہ مسدخ ہے یہ خطا ہے کس واسطے کہ الف و نون ہر مقام یک حرف
ہین بموجب قاعدہ تقطیع کے کہ نون بعد مدہ کے محسوب نہیں ہوتا اور جیسے یہ الف
نون یا امثال الف و نون در میان بیت کے حشو میں واقع ہوتے ہین ایک ہی حرف
شمار کیے جاتے ہین مثلاً عیان اور نہان اور زمین اور زمین حشو میں ہر وزن فعل گنر جاتے
ہین پس اس وزن کے آخر میں بھی ایک ہی حرف شمار کیا جاسیے جیسا کہ کہا ہنصر صاحب
حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے صرح قولہ بعضے چون در آخر مصرع آہ مخفی نکند کہ
اہل فن و خود مصنف کلام در اول این کتاب تصریح کرده اند کہ دو ساکن را در آخر مصرع
از اسامع شمرند مقبلاً و پس توجیہ کلام مصنف آنست کہ مراد از آخر مصرع آخر مصرع
ال است در صورتیکہ صرح نباشد و بہین معنی صحیح میشود قولہ جہ امثال آن در میان بیت
والا کلام در آخر مصرع است نہ در وسط و این توجیہ اگر چہ بظاہر وجہی مینماید لیکن مراد
مصنف علامت است زیرا کہ در وزن ثانی مربع این بحر در با بعد در عرض و ضرب ہر دو
مطلبتہ اعتبار دو ساکن مینماید مگر آنکہ گویند در ضمن بنظر ضرورت یعنی تا نیابت بر اصل و اثر
ازم نیاید دو ساکن تحت بار نہ کنند و مراد از در میان بیت و بیت است ہر جا کہ باشد و این
قاعیت توجیہ از جانب مصنف است لیکن این ہم پندیدہ اش نیست جہ او بی ضرورت نیز مراد از
چنانکہ در وزن دوم مربع خواہد آمد و تحمیل کہ مراد از دو ساکن الف و نون است خصوصاً
کہ آخر مصنف جابجا قائم مقام یک ساکن قرار داده اگر چہ در آخر باشد تم کلامہ معلوم ہو کہ
حاشیہ مطلب کتاب سے خارج ہے مطلب کتاب کا یہ ہے کہ ہر جہ مشق سالم و خیرہ
میں تسبیح نکھا چا سہیہ کہ بیت داور سے خارج ہوتی ہے پس جب دو حرف ساکن
مثل الف و نون خواہ مثل او سکے یا و نون آخر مصرع اول خواہ آخر میں پڑیں مثل
انسان اور حیوان اور سنگیں اور چٹکیں کے او کو ایک حرف شمار کیا جاسیے کس واسطے کہ

یہ الف اور نون اور یاء و نون اور و او نون حشوین مقام ایک حرف کے لیے عام
ہیں اور نون بعد دہ کے محسوب نہیں ہوتا چونکہ ہج ثمن سالم وغیرہ میں ضرورت ہے
بیت دائرے سے خارج نہو یہاں دو حرف ساکن کو مثل الف و نون خواہ اوست
مقام ایک حرف کے شمار کرنا بہتر ہے بخلاف اوزان سدس کے وہاں اسکی ضرورت
چاہیں دو حرف ساکن اور الف و نون کو ایک حرف شمار کرین چاہیں صاحب حال
آخر مصرع اول کہتا ہے اور مصرع ثانی کو چوڑے دیتا ہے اور مراد درمیان بیت
در بیت کہتا ہے اور کہی کہتا ہے کہ وزن مریع میں مصنف نے الف و نون کو ہج
بجائے دو ساکن قرار دیا ہے اور کہی الف و نون کو مخصوص کر کے خود دفع اعتراف
کرتا ہے این ہمہ سیغے چہ آور محقق علیہ الرحمہ نے وزن مریع میں الف و نون کو سیغ
قرار دیا ہے بلکہ وہ غریب عرضیوں کا لکھتے ہیں اور خود اوست کو محذوف کہتے ہیں
نون کو بجائے یک ساکن قرار دیتے ہیں اور بعد ان تقریرات کے معلوم ہو کہ
سالم وغیرہ میں سیغ نہ کہنا دو حرف ساکن کا بنظر عدم اخراج وزن دائرے سے
پس جو وزن کہ دائرے سے نکلا ہے اوستین اگر دو حرف ساکن آخر میں
اوستو سیغ نہ سمجھا جائیے بلکہ ساکن دوم مقبر نہیں وہ وزن سالم ہے الاوزان
وزن ثمن رکھتا ہے کس واسطے کہ مریع کے دو نون مصرع ایک مصرع ثمن کا ہے حقیقت
ہم دو وزن اول سدس را عرض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بزیگونی بیت
برخی و پیش آرہ می باد وخت ہم رنگ و ہم بوبے است پہلا وزن سدس کا
کہ عرض مقصور یعنی فعلان یا محذوف یعنی فعلن اور ضرب مقصور یعنی فعلان
موقوفہ متن ہے اور ہلازیار خا شاعر کورین ای اکاہ ہوا می محبوب خور و قطف
ہلازیار یا فاعیلین رجا برخی فاعیلین زیدیا فعلان می باد و فاعیلین خست
کشم بوی فعلان ح قولہ مقصور یا محذوف او باید دانست کہ نزد ایشان بود
ساکن در آخر یک مصرع و دو ساکن در آخر مصرع دوم مغیر وزن نیست لہذا قص
باقص ضرب وزن واحد شمارند و بالعکس را نیز و همچنین عرض سالم و ضرب

و بالعکس را واحد الوزن می شمارند تم کلامہ معلوم ہو کہ نزد ایشان چہ معنی دارد بلکہ مذہب
 جمہور یہی ہے کہ اجتماع حذف و قصر آخرین غیر وزن نہیں ہے دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح ہا زیا مفا عیلن خواہ برخی مفا عیلن زیا مفا عیلن یا مفا عیلن رختہ من مفا
 کبوتری فعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ لفظ ہم سے اور ضرب مقصور سے چشم پوشی کر کے کبوتری کو
 بر وزن فعلن لکھنا یعنی چہ ہم وزن دو ضرب را عرض ہم مقصور است یا مخذوف و ضرب مخذوف
 بر نیگونہ بدیت فروع روئے او چون نور خورشید بنسیم زلف او چون بوی عنبر *
 ت اور وزن مسدس کا دوسرا یہ ہے کہ عروض مقصور یعنی فعلن یا مخذوف یعنی
 فعلن اور ضرب مخذوف یعنی فعلن جیسا کہ شعر قومیہ متن میں ہے تقطیع یہ ہے
 روغی رو مفا عیلن یا اوچو نو مفا عیلن ز خورشید فعلن یا مفا عیلن فادوچو بو
 مفا عیلن یعنی فعلن ہم دو وزن اول مربع را عرض و ضرب سالم بود بر نیگونہ بدیت
 بیاران می کہ پنداری پد روان یا قوت تابستی * و یا چون بر کشیدہ تیغ * پیش آفتابستی *
 ت وزن پہلا مربع کا اس طرح ہے کہ عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفا عیلن
 میا کہ شعر قومیہ متن میں ہے تقطیع یہ ہے بیارامی مفا عیلن کپنداری مفا عیلن روایا تو
 مفا عیلن تابستی مفا عیلن و یا چو بر مفا عیلن کشیدہ فی مفا عیلن غبیشی (۱) مفا عیلن جہا
 مفا عیلن نصین تیغ کا متعلق بر مصرع ثانی ہے اور یا قوت تابستی اور آفتابستی یعنی یا قوت
 تابست آفتابست اور حرف یا زائدہ فقط واسطے زینت کلام کے ہے ح قولہ یا قوت تابستی
 معنی پنداری کہ مثل یا قوت تابی دروشنی دارد در صورت ایطاد قافیہ باشد لیکن چون
 ایطاد معنی است باکی ندارد آما انچہ در بعض نسخہ بابستی بار موحده قبل الف و بیای ثناء تختانی
 قبل سین واقع شدہ غتب بار معنی چندان چہان نیست و تعلق پنداری را سنجی صلا جیتی
 نیدارد تم کلامہ معلوم ہو کہ ایسے مقام پر تابستے کو بایستے گمان کرنا سہ اسے ناقصیت
 فن کے اور کیا کہا جاسیے اور گمان ایطابھی ان قافیوں میں جواسے کو واسطے کہ آفتاب
 یعنی خورشید ہے اس جگہ نہ معنی تابش معنی چنانچہ صاحب بران لکھتا ہو کہ معنی کیسی
 آن آفتاب بہت و مجہول اصطلاح شمس را گویند اور صاحب سراج اللغات لکھتا ہے کہ

آفتاب یعنی قرص خورشید است و یعنی خورشید مجاز است بخلاف آفتاب که یعنی روشنی
و یعنی قرص ماه مجاز است و قیاس ما بتاب بر آفتاب و قیاس آفتاب بر ما بتاب خطا
اورغیاث اللغات میں لکھا ہے کہ آفتاب معروف است و یعنی روشنی آفتاب نیز آفتاب
و غیر سے ہم وزن دوم را ہر دو مقصور آوردہ اند و مثال برنگونہ اندیست ہماند
غریوان بہ من از یہاں و ہجران بہ و این محذوف است اور وزن دوم مربع ہوا
اور ضرب دونوں مقصور لائے ہیں یعنی فحولان اور بیت مثالی کی مرقومہ متن سے نظر
یہ ہے ہندو ستم مفاعیلین غریوان فحولان منزہید مفاعیلین و ہجران فحولان غریوان
کنندہ ہے اور یہ بیت حقیقت میں ہونان محذوف ہے کہ واسطے کہ مربع نصف
نہیں اگر مقصور کہیں تو ثمن داسے سے خارج ہو جائے و اگر مربع نصف ثمن کہیں
ہو تو اسکو محذوف کہنا چاہیے اور یہ تائید قول اول کی ہے اور قول اول میں
ثمن میں بیع کو منع کیا ہے ہم و قیاس گذشتہ چنان اقتضا میکند کہ اینجا ہر دو
یکی را عرض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور و دیگر را عرض ہمان و ضرب محذوف
ضرب سہدس نیز یکی گیرند و حقیقت آنست کہ در لغت پارسی میان این دو وزن ہوا
الاز جہت قافیہ نباشد و چون چنین باشد ہر یکے را از ہرج ثمن و سہدس یک
و مربع را دو وزن پس ہرج سالم را چار وزن بیش نباشد است اور قیاس گذشتہ
کہ اس جگہ دونوں وزن لائین مثل سدسات کے ایک کا عرض مقصور یا محذوف
ضرب مقصور آوردہ سر کو کا عرض ہی یعنی مقصور یا محذوف اور ضرب محذوف والا یعنی اگر بیاد
تو چاہو کہ دونوں وزنوں کو سدسات میں ہی لکھیں اور حقیقت کہ زبان فارسی میں کہ فرق
وزنوں میں نہیں ہے الا از جہت قافیہ مراد یہ کہ تمام قافیہ آخر بیت ہے او سمین الجہ
ایک ساکن کا ہے اور پس پس جب یہ امر قرار پایا تو یہ چار وزن ٹکڑے
ثمن سالم اور ایک سہدس کہ عرض اور ضرب او سمین مقصور یا محذوف ہوں اور
مربع کہ ایک مربع سالم کہ عرض اور ضرب بھی او سمین سالم ہوں اور دو سہدس
عرض اور ضرب او سمین مقصور یا محذوف ہوں پس ہرج سالم کے چار وزن

ہم دو مربع متاخران شعر گفتہ اند خاصہ بر وزن اخیس و درین نوع هیچ زحافت دیگر در بند
ست اور مربع میں متاخر دن نے شعر کہہ ہیں علی الخصوص وزن اخیر میں چکا عروض
اور ضرب مقصور ہے اور اس نوع میں یعنی ہنج سالم میں کوئی اور زحافت روا نہیں ہے
کسا سکتے کہ در صورت زحافت بحر سالم نہ رہے گی ہم ہنج مکفوف درین نوع ہم وافی و محذور
و مشطور یعنی شمن و سدس و مربع آید و ہمہ ارکان مکفوف ازند و آثر ایک عروض و دو ضرب
آوردہ اند و بر شش وزن شمرہ اند و شمن و دو سدس و دو مربع عروض ہمہ مقصور یا محذور
ضرب یا کی مقصور و دیگر محذوف و بحقیقت ہمہ سہ وزن باشد چنانکہ گفتیم ہنج مکفوف
اس نوع میں بھی وافی اور محذور و مشطور یعنی شمن و سدس اور مربع لائے ہیں اور دو
عروض و ضرب کے سب ارکان اس میں مکفوف آتے ہیں اور اسکا ایک عروض اور
دو ضرب ہیں ہیں اور چہ وزنوں پر عروضیوں نے شمار کیا ہے دو شمن اور دو سدس
اور دو مربع عروض سب وزنوں کا ایک ہی مقصور یا محذوف اور ضربیں سب وزنوں کی
رو ایک مقصور اور دوسری محذوف و بحقیقت میں یہ چہ وزن ہیں جیسا کہ کہا ہم نے
ہنج سالم کے بیان میں معلوم ہو کہ ازروے قیاس کے یہ چار چار وزن ہوتے ہیں
مثلاً وافی میں عروض اور ضرب و وزن مقصور یا محذوف یا عروض مقصور ضرب
محذوف یا عروض محذوف ضرب مقصور مگر چونکہ اجتماع حذف و قصر بغیر وزن نہیں ہے
حقیقت میں یہ چاروں ایک وزن ٹھہرے و علیٰ ہذا القیاس سدس اور مربع میں
پس مکفوف کے حکم تین وزن ہوئے اور عروضیوں نے جو چہ وزن کہے ہیں دو وافی
کی اور دو سدس کے اور دو مربع کے و چہ اسکی یہ ہے کہ مثلاً وافی میں جب قصیدہ
خواہ غزل خواہ قطعہ کہیں گے ضرب ایک صورت پر ہوگی اگر محذوف ہوگی مقصور نہ ہوگی
اور اگر مقصور ہوگی محذوف نہ ہو سکے گی پس ضربیں ٹھہریں اور عشرہ عروض قصیدہ و ضرب
محذوف میں بھی مقصور اور محذوف ہوگا اور قصیدہ ضرب مقصور میں بھی پس عروض
ایک ہی ٹھہرا اور شنوی تابع مصرفات ہے اور سکے ہی وہی وزن ہونگے ہم مثال
شمن بہار آمد و مقول براگندہ حوالی نسیم سمن آوردہ بن باد شمالی

ت مثال مشن کی جس میں عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فعلن جیسا کہ
 مذکور میں ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ بہار آئی اور اطراف باغ کو صیقل کیا اور بوی
 سمن کی لائی میری طرف باد شمال مصقول صیقل کردہ شدہ صیقل سے اور صیقل آگہ زدودار
 اور صیقل کرنا منتخب اور کمتر سے بعضے فنون میں مقصود تہذیم خوف صادر ہے قفل
 اور قفل بالفتح بریدن منتخب سے اور قفیل بمعنی کشت سبز بریدہ شدہ یہ بھی منتخب سے
 اور نیم وہ چیز کہ بوی خوش رکھتی ہے خیابان اور غیاث سے اور کیا عجب کہ بجائے
 سمن شمیم جو قفیل یہ ہے بہار ام مفاعیل و مصقول مفاعیل برنگندہ مفاعیل حال
 فعلن شمیم مفاعیل بنا اور مفاعیل بمن باد مفاعیل شمالی فعلن ہم مثال مسدس
 مکر تا غم بھراست چہ کردہ است بد برین عاشق بیچارہ پروردت مثال مسدس کی کہ
 دونوں مقصد برین یعنی فعلن جیسا کہ شعر مذکور میں قفیل اوسکی یہ ہے
 مکر تا غم مفاعیل جہرات مفاعیل چکر دست فعلن بری عاشق مفاعیل بیچارہ مفاعیل
 پرورد فعلن ہم مثال مربع بدیت بدستان دل من برد چہ کیے ترک پرورد
 ت مثال مربع کی جس میں عروض اور ضرب دونوں مقصود ہیں یعنی فعلن جیسا کہ
 میں قفیل اوسکی یہ ہے بدستان مفاعیل لمن برد فعلن کی ترک مفاعیل پرورد فعلن
 ہم و تشکین اوسط روا بود و متاخران برین و زنا شعر کہ گویند و متقدمان در یک بیت
 در صدر و ابتدا موفور و آخر بسیار جمع کردہ اند بدینگو نہ رود کی گوید بدیت دل آزاد
 در متن آزاد کن از رنج جام آورد رود آورد و زرد آورد و شطرنج و بد بر عکس ہم گفت
 ت اور تشکین اوسط روا ہے یعنی ان و زنون میں اگر چاہیں بجای مفاعیل مفاعیل
 مفعول لائین اور متاخران نے ان و زنون میں شعر کہہ ہیں اور تقدمون
 در میان ایک بیت کے صدر و ابتدا میں موفور یعنی مفاعیل کو اور آخر بیت یعنی
 اکثر جمع کیا ہے جیسا کہ شعر رود کی کا لکھا گیا قفیل اوسکی یہ ہے دلا زاد مفاعیل کمتر
 تازاد مفاعیل کمتر رنج فعلن جا ما و مفعول رود اور مفاعیل رزاد اور مفاعیل رشتن
 صدر اس میں موفور و ابتدا و آخر ہے اور بر عکس بھی کہا ہے یعنی صدر و آخر

موجود اور دو نام ایک ساز کا ہے ہم پنج اُخریہ و این نوع ہم شمن آید و سدس مربع نیز
 و صدر و ابتدائہ و اُخریہ آرنہ باقی مکفوف و کفوف انداز پنج عروض و ہشت ضرب است و ہشت
 وزن آمدہ است ہفت شمن و ہشت سدس و ہشت مربع و بحقیقت آنرا سدس عروض و سدس ضرب است
 و باعتبار تحقیق اگر خواہند این عدد را مضاعف گیرند و بردہ وزن است سدس و سدس
 چہار مربع است پنج اُخریہ یہ نوع ہی شمن اور سدس اور مربع آتی ہے اور صدر اور ابتدائہ کو
 اُخریہ لاتے ہیں اور باقی مکفوف اور عروضیوں نے کہا ہے کہ اوسکے پنج عروض ہیں
 اول سالم مفاعیلین دوم مقصور یا محذوف یعنی فحولان یا فحولن سوم ازل یا محبوب یعنی
 فحول یا فعل چہارم مسبغ مفاعیلان پنجم مخنق ازل یا مخنق محبوب یعنی فاع اور آٹھ ہزیز
 ہیں اول سالم یعنی مفاعیلین دوم مقصور یعنی فحولان سوم محذوف یعنی فحولن چہارم ازل
 یعنی فحول پنجم محبوب یعنی فعل ششم مسبغ یعنی مفاعیلان ہفتم مخنق ازل یعنی فاع ششم
 مخنق محبوب یعنی فاع و تیس وزنوں پر آتی ہے سات شمن اور آٹھ سدس اور آٹھ مربع
 اور حقیقت میں اوسکے تین عروض ہیں اول سالم یا مسبغ دوم مقصور یا محذوف سوم ازل
 یا محبوب کوا سنے کہ سالم اور مسبغ ایک ہیں اور مخنق ازل اور مخنق محبوب ہوزن ازل
 محبوب ہیں پس دوسا قلم ہوئے پنج میں تین رنگے اور تین ضرب ہیں سالم اور مسبغ
 ایک مقصور اور محذوف دو ازل اور محبوب تین اور مخنق ازل اور مخنق محبوب ہوزن ازل و محبوب
 ہیں اور باعتبار تحقیق کے اگر چاہیں ان اعداد عروض و ضرب میں تفصیلت کر لیں سمجھنے
 اکیا ایک کو دو دو شمار کریں پس ازروی اعداد کے بارہ عروض اور ضرب ہوتے ہیں اور پس
 وزنوں پرستعمل ہے تین شمن ایک سالم العروض ضرب دوم حسین عروض اور ضرب
 مقصور و محذوف ہیں سوم حسین عروض ضرب ازل و محبوب اور مخنق ازل اور مخنق محبوب ہیں اور
 تین سدس ایک جسکی عروض اور ضرب سالم اور مسبغ ہیں دوم جسکی عروض اور ضرب مقصور
 اور محذوف ہیں سوم جسکی عروض اور ضرب ازل اور محبوب اور مخنق ازل اور محبوب اور مخنق
 اور مخنق محبوب ہیں اور چار مربع ایک جسکو عروض اور ضرب سالم ہیں دوم جس میں عروض
 مقصور اور سالم اور ضرب مقصور اور محذوف ہے مگر وزن شمار میں واحدین سوم جس میں

عروض اور ضرب مخدوفت ہیں چارم جہیں عروض ناپید اور ضرب ازل اور محبوب ازل اور مخفی محبوب ہے یہ چاروں بھی شمار واحد میں ہیں اور تسبیح رکن سالم مثلاً
 میں نہیں لائے گواہی کہ دشمن میں پنچا ہے کہ جگر اور سیسے بکلیا گئی اور مرغ مانتا
 واحد دشمن ہے کہ رکن سوم مخفی آتا ہے معلوم ہو کہ اس جگہ صاحب حاشیہ کو غلام
 اور یہ حاشیہ لکھا ح قول باعتبار تحقیق اہ معنی این فقرہ برین فقیر منکشف نشد زیرا
 تحقیقش اوزان وہ نمی شود پس اگر تضعیف سے اخیر مراد است از نہ اخیر اوزان تضعیف
 گرفته و عروض را بدستور باقی داشته نمی شود و اگر تضعیف ہر دو سہ دو اوزوہ گردند و
 پوشیدہ نہ ہے کہ اعتبار اوزان محقق علیہ الرحمہ کے کہیں موافق تعداد عروض و ضرب
 کیا ہے بلکہ ہر جگہ اوزان مستعملہ لکھے ہیں بیان اوزم بالا یلزم کی کیا ضرورت تھی انسان
 کہ پہلے سمجھ لے تب بات منہ سے نکالے ہم تفصیل این است عروض و ضرب ہر
 برہنگونہ بدیت ای کو دک جادووش وای فتنہ اہرمن بد شکر لب و زیبا رخ و سنگین
 سین تن بدت اور تفصیل یہ ہے کہ پہلا وزن عروض اور ضرب و وزن سالم
 مفاعیلن جیسا کہ شعر مذکور میں ہے قطع یہ کہ ای کو مفعول کجا دو مفاعیلن شامی
 مفاعیلن اہرمن مفاعیلن شکر ل مفعول یرنبار مفاعیلن سنگین مفاعیلن شیمی تن
 مجوس دو خدا قرار دیتے ہیں ایک خالق خیر و سکویزدان کہتے ہیں دوسرا خالق شر
 اہرمن کہتے ہیں کذا فی الزمان والنیات اور بعضے شعرن ہین بجائے اہرمن و ہرمن
 ای فتنہ زمانہ من ہم و چون در ہین قصیدہ رکن سوم مخفی کنند ہرین وزن شود مفعول
 یہ چار بار و سہ چار خانہ ہرین وزن خوش آید شالش بدیت گنگنی بکشم باری آن
 آری ہر گزشتہ شوم باری در پامی تو اولی ترست اور جو اس قصیدہ کے میں یعنی اس
 میں رکن تیسرا مخفی کر دین یعنی مفاعیلن مفاعیلن کو جو حشو میں ہے مفاعیلن مفعول کر
 ہو کہ مفعول مفاعیلن چار بار و سہ چار خانہ اس وزن میں خوشا ہے یعنی
 ایک وزن اور ایک قافیہ میں اور چوتھے مصرع میں قافیہ اور مثال اور سکی شعر مذکور
 قطع بکشم باری مفاعیلن ایا مفعول انہم اری مفاعیلن گزشتہ مفعول

مفاعیلن دریای مفعول تا اولاً تر مفاعیلن هم بحد و من مقصور یا محذوف و ضرب مقصور یا محذوف
 بیت صد سال یا صد سال می و پیامی بد چون محکمان بر در و بام تو توان بودت و دوسرا وزن
 عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان مثال اوسکی بیت
 منطور ہے تقطیع یہ ہر صد سال مفعول یا مفاعیلن مفاعیلن پیامی فحولن چو محنت مفعول کفار بد
 مفاعیلن رب بیت مفاعیلن تو ابو فحولان اس مثال میں عروض محذوف تھا مثال عروض مقصور
 کی یہ ہے بیت دود از جگرم ز فرمہ چنگ برآورد بد این نغمہ ندامت سچہ آہنگ برآورد ہم
 ج عروض ہمان و ضرب محذوف و ہمان ست کہ وزن گذشتہ ست تیسرا وزن عروض
 وہی یعنی مقصور فحولان یا محذوف فحولن اور ضرب محذوف یعنی فحولن مثال دونوں کی یہ
 حرف از کسی آموز کہ گفاز نداندہ شاگرد کسے باش کہ بسیار نداند بیت دوسری در عشق کسی را
 خبر از از کسے نیست بد آتش لبم سوزد و دستار نداندہ اور یہ وہی وزن گذشتہ ہے ج
 یعنی چون نزد مصنف در محذوف و مقصور یا اعتبار وزن فرقی نیست لہذا سوم را حوالہ دوم ساخته
 تم کلامہ معلوم ہو کہ مصنف نے دونوں کو بیان کر کے کہہ دیا کہ حقیقت میں یہ دونوں وزن
 ایک ہیں کسواسلئے کہ اجتماع قصر و حذف آخر شعرین مخیر وزن نہیں اور یہی مذہب جمہور ہے
 نزد ایشان چہ معنی دارد ہم عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل ہ عروض ہمان و ضرب محبوب
 مثالش بیت با این ہمہ در راہ تو گر خاک شویم بد شایستہ نباشیم قدمہای ترا بدست چو تھان
 عروض ازل یعنی فحول یا محبوب یعنی فعل اور ضرب ازل یعنی فحول اور یا پنجواں عروض وہی اور
 ضرب محبوب یعنی فعل مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوس بیت کی یہ ہے یا ایہ مفعول بدر راہ
 مفاعیلن تکر خاک مفاعیلن شویم فحول شایستہ مفعول نباشیم مفاعیلن قدمہای مفاعیلن ترا فعل او
 جو حقیقت میں یہ دونوں وزن ایک ہیں اور یہی دو مصرع بتقدیم و تاخیر مثالین دونوں
 وزنوں کی ہو سکتی ہیں محقق نے اندراج بیت ثانی کی احتیاج بخلافی ح قولہ عروض ہمان
 ضرب محبوب اختلاف ضرب ازل و محبوب بحقیقت دو وزن ہست لیکن چون محقق عسکرام
 یث دوساکن را در آخر باعث اختلاف وزن میدانند لہذا ہر دور ایک کردہ تم کلامہ معلوم ہو کہ یہ
 بتلاہ دو وزن ہیں اور حقیقت میں ایک اور صاحب حاشیہ نے برعکس بیان کیا اور کہی کے

مسکن مخفی سازند مفاعیلن فل ع یا مفاعیلن فتح شود پس تحقیقت در بنجار کن سالم نیست و این ہر دو
 فرع چارم و پنجم است مگر بار خدا یا چنان گویند کہ مراد از سالم در صورت است نہ تحقیقت و ہمین قدر
 تغیر برای اختلاف کافی است تم کلامہ معلوم کہ طالب علمی اور پضر ہے اور شاعری اور عبارت تن
 میں کہ لفظ سہو بعد لفظ سالم کے واقع ہوا صاحب حاشیہ نے گمان میں یہ مطلب سمجھا کہ اس
 وزن کے رکن کو سالم جاننا سہو ہے حال انکہ مطلب کتاب کا یہ ہے کہ وزن ششم و ہفتم کو
 براسہ سمجھنا سہو ہے بلکہ یہ دونوں اوزان چارم و پنجم ہیں اور لکھتا ہے کہ ہمین قدر تغیر برا
 اختلاف کافی است یہ کسی کے نزدیک مسلم نہیں اور رکن کے مخفی ہونے سے ہرگز وزن
 نہیں بدلتا بلکہ کہتے ہیں کہ اس وزن میں یہ رکن مخفی آگیا ہے ہم مسدسات عروض سالم
 یا مسیخ و ضرب مسیخ طہر و سالم برنگو نہ بیت تاکہ بود ای کو دک سنگین دل جو رہ تو
 برین عاشق بی سامان است مسدسات آٹھواں وزن عروض سالم یعنی مفاعیلن یا مسیخ
 یعنی مفاعیلان اور ضرب مسیخ یعنی مفاعیلان تو آن وزن عروض اور ضرب دونوں سالم
 یعنی مفاعیلن شعر مثال کا جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تاکہ مفعول و دی کو
 مفاعیلن سکیدل مفاعیلن جو بیت مفعول بری ماضی مفاعیلن قبی بیسا مان مفاعیلان چونکہ
 تسبیح مضرب وزن نہیں ہے ایک بیت دونوں کی مثال میں کافی ہے
 ہم می عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور مثالش شعر دلدار من آن ترک پریزاد
 کس نیست بخوبی بھان یارہ یا عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہمان است
 و سوان وزن عروض مقصور یعنی فعولان یا محذوف یعنی فعولن اور ضرب مقصور یعنی فعولان
 مثال اوسکی مرقومہ متن ہے اور تقطیع اوسکی یہ ہے دلدار مفعول منا ترک مفاعیلن پریزاد
 فعولان کس نیست مفعول بخوبی مفاعیلن چہا بار فعولان گیارہواں وزن عروض وہی یعنی فعولان
 یا فعولن اور ضرب محذوف یعنی فعولن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دہم اور یازدہم وزن واحد
 اور مثال اول کافی ہے ہم می عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل بیج عروض ہچنان و ضرب
 محبوب مثالش بیت باتو تو ان گفت سخن و زیر کہ توئی شاہ تہان چہا بار ہواں وزن
 عروض ازل یعنی محذوف مقصور مفعول یا محبوب یعنی محذوف مرتین فعل اور ضرب ازل یعنی

قول تیر ہوان وزن عروض دی یعنی فعل یا فعل اور ضرب محبوب یعنی فعل مثال مرقومہ متن
 تقطیع او سکی یہ ہے باتوں مفعول تو اگفت مفاعیل سخن فعل زیر کہ مفعول تونی شاو مفاعیل
 بتا فعل یا بیان فعل چونکہ دونوں وزن ایک ہیں ایک مثال کافی ہے ہم یہ عروض قاع
 و ضرب قاع یہ عروض ہچنان و ضرب قع و ماقبل عروض و ضرب ہر دو سالم و این ہم ہواست
 و حقیقت ضرب ہما کی گذشتہ است اما مسکن مثالش بیت دل سوختہ از زلفت مشکات و غلبت
 زوہ از رویت نہ بدست چو دھوان وزن عروض یعنی غنق ازل قاع یعنی غنق محبوب اور ضرب قاع
 پندر ہوان وزن عروض ہی یعنی قاع یا قع اور ضرب قع مگر ماقبل عروض و ضرب کار کان سالم
 کی چو یہ بھی ہو چو جیسا کہ شمن میں بیان ہوا و حقیقت میں یہ ضرب گذشتہ میں یعنی وزن گذشتہ میں
 اسکن بیت شبنق کر مثال کی بیت مرقومہ متن تقطیع و سکی یہ ہر دو سالم مفعول از زلفت مفاعیل مشکات و غلبت
 مفعول و از رویت مفاعیل نہ قع پس یہ چاروں وزن بھی حقیقت میں ایک ہیں جیسا کہ
 شمن میں بیان ہوا ہم مریجات یو ہر دو سالم ہر نیگو نہ شہر اکنون کہ چنین زارم و برین
 رحمت و این مانند یک مصرع شمن است کہ رکن سوم مخفق آرندت مریجات سولھوان
 مربع کا عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعیل جیسا کہ شعر مرقومہ متن میں ہے تقطیع
 یہ ہے اکنو کہ مفعول چنی زارم مفاعیل برین نہ مفعول کنی رحمت مفاعیل اور یہ مانند
 مصرع شمن کے ہے یعنی مانند نرج اخرج شمن جہین رکن سوم مخفق لاسے ہیں یعنی مفعول
 مفاعیل مفاعیل کو مخفق کر کے مفعول مفاعیل مفعول مفاعیل کہتے ہیں ہم زیر و زور
 رکن ابتدا اخرج شاید و ہر نیگو نہ بودیت من بی تو چنین زارم و تو از دور ہیں خند
 سالم و ضرب مخدوف ہر نیگو نہ بودیت چندین چہ کنی نبل و مارا چہ سیری و این
 ہچنان است کہ در اول گفتم شرت ستر ہوان وزن عروض اور ضرب دونوں مقصور یعنی
 اور اس وزن میں رکن ابتدا اخرج پنجاہیہ اسوا سیکہ کہ نب و نون مصرع مربع کو شمن کر
 وزن شمن نہیں ہو سکتا اور بدولن تخنق کے حشو میں اخرج کیونکہ ہو بیت مثال کی
 متن ہے اور تقطیع یہ ہے من بیت مفعول چنی زارم و نون مفاعیل ہی خند
 اور اٹھا ہوان وزن عروض سالم یعنی مفاعیل اور ضرب مخدوف یعنی فعل بیت

موقوفہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے چند سچ مفعول کنی ثنیل مفاعیلن ماراج مفعول فی فحول ثنیل
 بالضم اول دثالث مبنی کرو وچیکہ ازطالفت وبران و لغات ترکی و سراج کدانی الغیاث اور یہ
 دونوں وزن اور طرح ہیں جس طرح کہ اول بیان کیا یعنی مانند ایک مصرع مثنیٰ کے ہم خط ہر دو
 محذوف برنگونہ بدیت ای یا یر گرامی آخر تو کجائی چو داین در حکم یک مصرع نیست و کوتاہ ترین
 وزن نامی ہرج است وزن او یسوان عروض اور ضرب و دونوں محذوف یعنی فحول بدیت
 مثال کی موقوفہ متن ہے تقطیع یہ ہے ای یا مفعول گرامی فحولن الاخر مفعول کجائی فحولن اور یہ
 ایک مصرع مثنیٰ کے حکم میں نہیں ہے اس واسطے کہ یہ کسی وزن پر اوزان ثمنات مسطورہ کے
 نہیں ہے اور کوتاہ ترین اوزان ہرج سے ہے اس واسطے کہ فقط میں حرف اور بارہ حرکتیں اس میں
 ہیں ہم کہ جائیکہ عروض پدید ہو و ضرب ازل یعنی فحول برنگونہ مشہر کیا بارہ چنین باہل و نحو
 مباحش چکا عروض بہان و ضرب محبوب برنگونہ بدیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ
 عروض چمنان و ضرب فاع مباحش سالم برنگونہ بدیت مشتاب برفتن صنما لختی باش چرخ
 عروض چمنان و ضرب فاع برنگونہ بدیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ چارہ چارہ یک
 وزن ہے ہر وزن یک مصرع ترانہ نہیں بحقیقت اوزان مرعجات چارہ است و اپنے اوزان و زنا
 مانند یک مصرع مثنیٰ متاخران استعمال کمتر کنند و قدما بران شعر بیا گرفتہ اند
 بیسوان وزن وہ کہ عروض او سکا ظاہر ہو یعنی بدیت متفق ہو اور رکن عروض کہہ داخل مصرع
 اول اور کہہ شامل مصرع ثانی ہو اور ضرب ازل یعنی فحول اس طرح بدیت یکبارہ چنین باہل
 و نحو نثارہ مباحش چلام باہل کا مصرع ثانی میں شامل ہے تقطیع او سکی یہ ہے کیا مفعول
 چنی جاہ مفاعیل نحو خا مفاعیل مباحش فحول اکیسوان وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب
 محبوب یعنی فعل اس طرح بدیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کہ فحول کا شامل مصرع اول
 یہ ہے دانی کہ مفعول و لزتون مفاعیل شود سیر مفاعیل مرافعل بیسوان وزن عروض وہی
 یعنی ناپدید اور ضرب فاع مفعول ازل اور باہل او سکی رکن سالم اس طرح بدیت مشتاب برفتن
 صنما لختی باش چہ صا و صنما کا شامل مصرع اول ہے تقطیع یہ ہے مشتاب مفعول برفتن
 مفاعیل نما لختی مفاعیلن باش فاع بیسوان وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب فاع مفعول

محبوب اس طرح بدیت دانی کہ دلم از سر نو کے گرد و بند را و سر متعلق مصرع ثانی ہے معنی
تو جانتا ہے کہ دل میرا تیرے خیال سے کب پھرتا ہے یعنی ترک عشق ممکن نہیں تعلق پہ
وانیکہ مفعول دلم از سر مفاعیل ز تو کو گر مفاعیلن و دفع اس جگہ صاحب حاشیہ نے شعر غلط قرار
اور تعلق غلط کی اور خیال معقد کا بھی کیا اور نسبت مسامحہ کو بظرف محقق علیہ الرحمہ کے کہی
وانیکہ مفعول لم یس مفاعیل ز تو کی گر مفاعیلن و دفع لیکن مخفی نہ اند کہ درین تمثیل مسامحہ بہت زیادہ
عروض درین شعر ناپید نیست جزوی از کلمہ کہ بغضش و مصراع ثانی معتبر باشد ماخوذ نیست نہ کلام
اور یہ چارون یعنی وزن بستم و بست و یکم و بست اور دوم و بست و سوم وزن واحد ہے ایک مصرع
ترانہ کے وزن پر پس حقیقت میں اوزان مریعات چار ہیں کسو اسطے کہ دوم اور چار ہر ایک کے
اور یہ چارون بھی ایک پس چار وزن مریعات کے تمام و کمال پشورے اور جو وزن کہ اوزان
مریعات میں مانند ایک مصرع شمس کے ہے یعنی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن متاخر وزن
اس وزن مریعات کو کمر مستعمل کیا ہے اور قدما نے اس وزن میں شعر بہت کہے ہیں ہم و اشعار
ہر مصرعے را قافیہ آورده اند و آنرا بیت می شمردہ مانند رجز مثلاً یاربیتہای معقد از اشعار
کہ آنرا شصتی معین نباشد و بدین سبب ترانہ را قدما چار بیت می گرفتہ اند و آنرا چار بیتی خواندند
اند و بتنازی رباعی و در ہر چار قافیہ آوردن لازم می شمرده اند و این نزد یک متاخران چون مرزا
این اوزان مستعمل نیست این اوزان متروک است و ہر بیتے را ازین ابیات مصرعے می خوانند
و رباعی را دو بیتی میخوانند و مصرع سوم را بھی خوانند و قافیہ شرط نمی نہند است اور فت
ہر مصرع مریعات میں قافیہ لائے ہیں اور اسکو ایک بیت شمار کیا ہے مانند رجز مثلاً و کہ
ریز چار رکعتی کی فارسی میں کہ ایک بیت مریعات کو کسی بجائے ایک مصرع شمس کے ہوتی ہے
اور ایک بیت شمس میں چار قافیہ لائے ہیں یا مانند ابیات معقد تازی کے کہ اس میں تین
معین نہیں ہوتی ہر یعنی معقد کہ اس میں عروض کچھ شامل مصرع اول اور کچھ داخل مصرع ثانی
اسکی ایک بیت کو مصرع کر لیتے ہیں اور دو بیتوں کا ایک شعر ہوتا ہے پس اسی
ترانے کو قدما نے چار بیت قیاس کیا ہے اور اسکو چار بیتی کہا ہے یعنی اس میں
ایک بیت ہے اور تازی میں اسکو رباعی کہتے ہیں اور چارون مصرعون میں قافیہ لائے

جانتے ہیں اما نزدیک متاخرون کے جوہر لغات اس وزن اخرب کے مستعمل نہیں ہیں یہ وزن
 بھی متروک ہیں اور ہر بیت کو ان ابیات مربع سے ایک مصرع شمار کرتے ہیں اور رباعی کو دو قافی
 کہتے ہیں اور تیسرے مصرع کو خفی کہتے ہیں اور اس میں قافیہ شرط نہیں جانتے ہیں بلکہ
 خفی لغت میں خفیہ کردہ کو کہتے ہیں مناسبت ظاہر ہے ہم وہ ان کے رکن دوم از شمنات
 کہ چار خانہ بود و از مسدسات و مرئیاتی کہ دو نیمہ نشود و را بود کہ مقبوض استعمال کنند و باشند کہ
 خوشتر آید و در غیر ترانہ چون مقبوض آورند در ہمہ قصیدہ همچنان بودت اور معلوم ہو کہ رکن
 دوم شمنات میں جسوقت چار خانہ نون یعنی مسط نون کو واسطے کہ مسط میں ارکان برابر
 اور ہوزن لازم ہیں اور مسدسات اور مرئیات میں جسوقت دو نیمہ نون یعنی مسجع نون کو واسطے
 کہ مسجع میں ارکان برابر اور ہوزن لازم ہیں تو رو اسے کہ وہ رکن دوم مقبوض استعمال کریں
 یعنی مفاعیلن لائیں اور یہ یعنی رکن دوم کا مقبوض لانا کہی ہوشنا ہوتا ہے اور سوا ترانے کے
 جب رکن دوم مقبوض لائیں چاہیے کہ تمام قصیدے میں برابر لائیں اختلاف نکویں اور رباعی
 حال محقق خود بیان کرتے ہیں ہم اما در ترانہ خلط مقبوض و مکفوف بیکد گروا بود و میان یا
 و نون معاقبہ بود و در ہمہ مواضع تشکین او اسطر و او بود و خلطش با سحر یک ہم و او بود و بدین سبب
 رکن دوم ترانہ مقبوض مخفق و غیر مخفق و مکفوف مخفق و غیر مخفق شاید رکن سوم مکفوف مخفق و غیر مخفق
 شاید بران تقدیر کہ رکن دوم مکفوف باشد اما بران تقدیر کہ رکن دوم مقبوض باشد تحقیق صورت
 نہ بندد و رکن چہارم ازل مخفق و غیر مخفق و محبوب مخفق و غیر مخفق شاید پس از از دل و لاج ایش نشود
 با چہار و چہ رکن چہارم نسبت و چہار وجہ حاصل آید کہ آنرا اوزان ترانہ خوانندست لیکن شرانے
 میں خلط مقبوض یعنی مفاعیلن اور مکفوف یعنی مفاعیل کا بیکد گروا ہے اور در میان یا اور
 نون کے مفاعیلن میں معاقبہ ہے یعنی دونوں ساکن دونوں سببوں کے ساتھ ہی گز نہیں
 سکتے اور جملہ مواضع میں تشکین او سطر و اسے یعنی جہان تین متحرک واقع ہوں ران حرف
 اوسط کو ساکن کر سکتے ہیں اور خلط تشکین کا ساتھ سحر یک کے بھی روا ہے یعنی ایک جگہ
 مسکن ہو اور ایک جگہ متحرک اس میں کچھ قباح نہیں اور اسی جہت سے رکن دوم سوا ترانہ کا
 مقبوض مخفق یعنی فاعیلن اور غیر مخفق یعنی مفاعیلن اور مکفوف مخفق یعنی منفعل اور غیر مخفق

یعنی مفاعیل لائق ہے اور رکن سوم مکفوف مخفق یعنی مفعول اور غیر مخفق یعنی مفاعیل لائق بشرطے کہ رکن دوم مکفوف یعنی مفاعیل ہو لیکن اوس صورت میں کہ رکن دوم مقبوض ہو مفاعیل مخفق ممکن نہوگی کسوا سٹے کہ جس رکن میں مخفق کرتے ہیں ماقبل اوس کا حرف ہو تا ہے اور مفاعیل اور فاعل میں نون ساکن واقع ہوا ہے پس مخفق نہو سکے گی اور رکن چہم ترا سے کا ازل مخفق یعنی فاع اور غیر مخفق یعنی مفعول اور محبوب مخفق یعنی فاع اور غیر مخفق یعنی مفعول چاہیے پس ان چہم و جہون کی آمیزش سے ساتھ چار و جہون رکن چہم کی چوبیس حاصل ہوتی ہیں کہ انکو اوزان ترانہ کہتے ہیں چہم و جہین یہہ ہیں کہ رکن دوم فاعلن یا مفاعیل یا مفعول یا مفاعیل ہو اور رکن سوم مفعول یا مفاعیل ہو اور چار و جہین یہہ ہیں کہ رکن چہم یا مفعول یا فاعل واقع ہو اور معلوم ہو کہ ارکان اوزان رباعی کے دس ہیں پہلا مفاعیلن دوسرا مفاعیلن مقبوض تیسرا مفاعیلن مکفوف چوتھا مفعولن اسٹہم پانچواں مفعولن اضر ب چھواں اشتر سواتواں مفعول ازل آٹھواں فعل محبوب نواں فاع ازل مخفق دسواں فاع محبوب مخفق اچوبیس و جہین اوزان ترا سے کی جو حاصل ہوتی ہیں تفصیل انکی یہہ ہو جو لکھی جاتی ہے

۱ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۹ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۷ مفعولن فاعلن مفاعیل
۲ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۰ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۸ مفعولن فاعلن مفاعیل
۳ مفعول مفاعیل مفعولن فاع	۱۱ مفعول مفاعیل مفاعیل فاع	۹ مفعولن فاعلن مفاعیل
۴ مفعول مفاعیل مفعولن فاع	۱۲ مفعول مفاعیل مفاعیل فاع	۱۰ مفعولن فاعلن مفاعیل
۵ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۱۳ مفعولن مفعولن مفعول فعل	۱۱ مفعولن مفعولن مفاعیل
۶ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۱۴ مفعولن مفعولن مفعول فعل	۱۲ مفعولن مفعولن مفاعیل
۷ مفعول مفاعیل مفاعیل فاع	۱۵ مفعولن مفعولن مفعول فاع	۱۳ مفعولن مفعولن مفاعیل
۸ مفعول مفاعیل مفاعیل فاع	۱۶ مفعولن مفعولن مفعول فاع	۱۴ مفعولن مفعولن مفاعیل

ح قولہ این شش وجہ کہ حاصل شدہ ست اضر ب چار و جہون دوم یعنی مقبوض مخفق و مکفوف مخفق و غیر مخفق یا دوم رکن سوم اپنی مکفوف مخفق و غیر مخفق تم کلامہ اتنا سمجھتا ہے جب چار کو وہ میں ضرب دیجیے آٹھ ہوسکتے ہیں نہ چہم چوبیس کا نکلتا کیسا ہم

خاصیت ہیست و آن نیست کہ دروی از دوزارده سبب خفیف مصراعی افتد برنگونه شعری دلبر
 دل شد خوش جان ہم شد زو خوشتر و این وزن اول مثنی است کہ رکن آخر سالم است و اگر
 یک یک سبب از وی افگنی وزنی دیگر شود ہم از اوزان این بحسب تائید انکا کہ پنج سبب بماند
 و مصراعی بود از مربع این بحر برنگونه شعری دلبر دل شد و ہم سبب تشکین متحرکات است
 پس مثنی وزن حاصل آید برین ترتیب کہ فضل ہر کی بردگیری یک سبب خفیف باشد
 است اورا و سبب بحر کی ایک خاصیت ہے کہ اس میں بارہ سبب خفیف سے ایک مصرع
 آتا ہے جیسا کہ مرقومہ متن ہے وزن او سکا یہ ہے مفعولن مفعولن مفعولن اور یہ وہی
 وزن اول اعراب مثنی ہے کہ رکن آخر او سکا سالم ہے یعنی مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل
 مثال یہی مصرع ای دلبر جاووش دای فتنہ اہر سن چاہی چرب ارکان مثنی ہو کر وزن
 مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن چار بار ہو جائے گی پس اگر ایک ایک سبب ان سببوں سے
 ترائے تو ایک وزن اور پیدا ہوتا جائے اس بحر کے اوزان سے بھی اور تشکین متحرکات سے
 بھی بیان تاکہ کہ پانچ سبب رہ جائیں وہ ایک مصرع ہو مربع اس بحر کا جیسا کہ مصرع مذکور ہو
 متن ہے اور وزن او سکا مفعولن فعلن پس آٹھ وزن حاصل ہوتے ہیں اس ترتیب سے
 یہ فیصلت ایک کی دوسرے پر ساتھ ایک سبب خفیف کے ہے مثلاً اعراب مثنی یہ وزن ہے
 مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل جب ایک سبب کم ہو یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفاعیل مفعولن
 مصرع او سکا صد سال بامید سلامی و پامی اور جب دو سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول
 مفاعیل مفاعیل فعل مصرع او سکا با این ہمہ در راہ کو گر خاک شوم اور جب تین سبب
 ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول مصرع او سکا آکی بودانی کو دو تشکین دل
 در جب چار سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفعول مصرع او سکا کس نیست جگر
 زار تر از من اور جب پانچ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفعول مصرع او سکا
 بنوا ان گفت سخن اور جب چھ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مصرع او سکا
 خون کہ چنین زارم اور جب سات سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مصرع او سکا
 راحی اور علی ہذا القیاس اوزان مختلف کہ مساوی وزن مفعول مفعول کا یہ مصرع ہے

ای ولیر دل شده که مرکب پانچ سبب سے ہے یعنی مفعولن فعلن هم رجز و این بحر هم رجز
 لغت مستعمل است و اصلش تازیان را در دایره مستفعلن شش بار بود و در بنا وافی و مجز
 و منہوک بکار دارند و اورا ایک عروض و در ضرب باشد و پانچ وزن آید و وافی و یکی مجز
 مشطور و یک منہوک و بیتھالیش نیست است یہ بحر بھی دونون لغت یعنی عربی اور فارسی
 مستعمل ہے اور اصل اوسکی دایره تازی میں مستفعلن چہ بار ہے اور استعمال میں اور
 وافی اور مجز و اور مشطور اور منہوک لائے ہیں اور اوسکا ایک عروض یعنی سالم اور در ضرب
 یعنی سالم اور مقطوع مفعولن لائے ہیں اور پانچ وزن پر آتی ہے و وافی یعنی مسدس
 ایک مجز و یعنی مربع اور ایک مشطور یعنی تین رکن دونون مصرعون میں اور ایک منہوک
 دو رکن دونون مصرعون میں اور بیتین اوسکی یہ ہیں هم اشعر دار سنلی اذ سنلی
 قمر تری آیا تھا مثل الزبرج عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر عروض اور
 دونون سالم یعنی مستفعلن جیسا کہ مرقومہ متن میں معنی اوسکے یہ ہیں کہ یہ گھر مشوقہ سالم
 جسوقت سلیم ہمایہ اوسکی تہی خالی دیکھتا ہے تو نشان اوسکے مثل کتاب کے کہ در
 نویندہ ہے لقطیع یہ ہے دارن لسل مستفعلن ماذلی مستفعلن اجارتن مستفعلن
 مستفعلن آیا تھا مستفعلن مثلزیر مستفعلن هم ب شعر القلب بنھا مسترئج
 القلب مئی جا حد مجھو و عروض سالم و ضرب مقطوع است و این ہر دو وافی است
 دوسرا شعر کہ مرقومہ متن ہے عروض اوسکا سالم اور ضرب مقطوع ہے یعنی مفعولن
 ہیں دل اوس محشوقہ کا خرم اور سالم ہے اور دل میر القلب ملائذ الا گیا ہے مسترئج
 طلب راحت کنندہ منتخب ہے جہد الفتح والضم توانافی و خوشش و رنج منتخب سے لقطیع
 من مستفعلن با مستری مستفعلن من سالم مستفعلن القلب من مستفعلن فی جاد من مستفعلن
 و مفعولن یہ دونون وزن وافی ہیں هم ج شعر قد آج قلنی منزل من تم غیر وافی
 و این مجز و است و عروض و ضرب سالم است تیسرا شعر کہ مرقومہ متن ہے عروض اور
 اوس میں دونون سالم ہیں یعنی مستفعلن معنی یہ ہیں جوش میں لایا دل میر اگر کہ
 خالی ہے لقطیع یہ ہے قد آج قل مستفعلن فی منزل مستفعلن من دم هم مستفعلن دل

مستفعلن اور یہ مجزوء ہے ہم و شعر مآج آخر انا و سجو اقد شجا و این مسطور است
و عروض ضربش باشد و صدرش ابتدایش است چوتھا شعر مرقومہ متن ہے اور مثلاً
یعنی تین رکن دونوں مصرعون میں ہیں اور عروض اسکا ضرب اسکی ہے اور صدر اسکا
ابتدا اسکی یعنی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا میں مستفعلن واقع ہوا ہے اور چونکہ دونوں
مصرع اسکے سجائے ایک مصرع مسدس الاصل کے ہیں عروض اور ضرب ایک ہے اور صدر
اور ابتدا بھی ایک معنی شعر کے یہ ہیں کون چیز بیجان میں لائی خرنونکو اور زنج کو یا حاجت
کہ اسنے مخزون کیا شجو بالفتح حاجت اور اندوہ اور اندوگہن کرنا منتخب سے لقطیع یہ ہے
مآج اح مستفعلن ران و شج مستفعلن و ن تد شجا مستفعلن ہم و شعر یا کیتی قیھا جزم
و این منہوک ست مانند مشطور و حشوند اردت پانچواں شعر مرقومہ متن ہے اور یہ منہوک جو
یعنی نصف مجزوء مع مانند مشطور کے یعنی اس میں بھی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا ایک
فوق آنا ہے کہ حشونہیں رکھتی ہے بخلاف مشطور کے معنی یہ ہیں کاشکے ہوتا میں اوس
زمانے میں جو ان یہ قول ورقہ بن نوفل ابن عم حضرت خدیجہ کا ہے کہ اسنے جب حال
جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا کہ کاش ہوتا میں جو ان اور اعانت تمہاری کرتا
قطیع یہ ہے یا کیتی مستفعلن فیما جزم مستفعلن جزم لفتحتین جو ان نو و ناز و شج ہم و عبد الصمد
بن سعد بن رجزی گفتہ است و ہریتی ازان رکنی بر نیگوہ شعر قالت جبل اذا النخل
بذکر جبل حین النخل اہدی البصل و حکم این حکم شعری است کہ بزاید ازار کان مستفعلن
گفتہ اندہ تکلف است اور عبد الصمد پسر سعد بن رجزی کہی ہے کہ ہر بیت اوس میں
ایک رکن کی ہے اور وہ مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ کہا مسماۃ جبل نے یہ کیا خجالت ہے
کہ اس مروے محفل کی اور یہ کیا پایز کو لقطیع قالت جبل مستفعلن ناد النخل مستفعلن بارز
مستفعلن حین نخل مستفعلن اہدی البصل مستفعلن پس حکم ان شعروں کا حکم اون شعروں کا ہے کہ زیادہ
ارکان مستعد سے کہے ہیں تب تکلف خلاف قاعدہ منضبطہ رجز لفتحتین ایک نوع ہے شعر کو تاہ
سے خلیل کہتا ہے کہ رجز داخل شعر نہیں ہے بلکہ وہ نصف بیت یا ثلث بیت ہے کہ زانے
المنتخب ہم و بطریق زحاف در ہمہ کنما ضبن و طی و نبل روا بود و در ضرب مقطوع ضبن و انہو

ورکن آخر مشطوع مقطوع و مخبون مقطوع لہذا آمدہ است و تحلیل اثر اورعی دنیا و رده است
بطریق زحافات کے سبب رکون بین جنہن یعنی مفاعلن اور ملی یعنی منتقلن اور خیل یعنی فطرن
اور ضرب مقطوع بین یعنی جب ضرب مقولن ہو جنہن سے زیادہ ردا نہیں ہے یعنی ضرب ہوا
مقولن فحولن بھی جائز ہے اور رکن آخر مشطوع یعنی تین رکن کی بیت بین مقطوع یعنی مقولن
مخبون مقطوع یعنی فحولن بہت آیا ہے اور تحلیل نے او کو شمار نہیں کیا۔ ہے اس واسطے کہ ظہر
فائل مشطوع شات کا نہیں ہے اور شتو نزدیک او سکے وہ ہے کہ دو مصرع اور عرض افق
رکھتا ہو یہ بات مثلث پر صادق نہیں ہے ان شے پر البتہ صادق ہے لہذا تحلیل فائل
ہوا ہے کذا فی المفتاح ہم واما پارسی اصل این بحر وائرہ مستفعلن شت بار وائرہ باشد
دوہ نوع بود سالم و مخبوان و ملطوی و اذہر یک وافی و مجز و مشطوع و منہوک یعنی شمن و سدس
و مریج و شنے آوردہ اند و مشطوع عرب کہ مثلث باشد ہم گفتہ اند و مخبون را کثر اعتبار کنند
و سالم و ملطوی را چار عرض و دو ضرب آوردہ اند و برسی وزن نہادہ و با مخبون ہم جملہ پنج
عرض و دو اوزہ ضرب باشد و بر چہل و چہار وزن باشد است و اما فارسی بین اصل اس
بحر کے دائرے میں نہ تھا ان آٹھ بار ہے اور تین طرح پر ہے سالم اور مخبون اور ملطوی
اور ہر ایک کے ان میں سے وافی اور مجز و اور مشطوع اور منہوک یعنی شمن اور سدس اور مریج
اور شنے لائے ہیں اور وہ تفسیر کی یہ ہے تا مجز و اور مشطوع اور منہوک عرب کا گمان
اور مشطوع عرب کہ مثلث ہے یعنی تین رکون کی بیت ہے اس وزن میں ہی شعر کے
ہیں اور مخبون کو کہ قسم دوم ہے کثر استعمال کرتے ہیں اور سالم اور ملطوی کے چار عرض
اور دس ضرب ہیں لائے ہیں اور تیس وزنوں پر مقرر کیا ہے اور مخبون سے ملا کر با پنج عرض
اور بارہ ضرب ہیں اور چوالمیس وزنوں پر آتی ہے ہم رجز سالم عروضیان گفتہ اند
نوع را دو عرض و پنج ضرب است و بر پا نزدہ وزن آمدہ چہار شمن و چہار سدس و پنج مریج
مثلث و یکے شنے باین تفصیل شمنات است رجز سالم عروضیوں نے کہا ہے کہ اس
دو عرض ہیں یعنی سالم مستفعلن یا اذال مستفعلن اور مقطوع مقولن یا اعرح مقولان اور
پانچ ضرب ہیں یعنی سالم اور اذال اور اعرح اور مقطوع اور مریج مستفعلن اور منہوک

مرسالم

آتی ہے چار مثنیٰ اور چار مسدس اور پانچ مربع اور ایک مثلث اور ایک سٹہ اگر چہ قیاس
چاہتا ہے کہ پچاس ہوں اس واسطے کہ جب دو کو پانچ میں ضرب دیکھیے دس ہوں اور
جب دس کو پانچ بار لکھیے پچاس ہوں تفصیل اوں پندرہ کی یہ ہے مثنیات ہم اعروض
سالم یا نزال اور ضرب نزال ب عروض ہچنان و ضرب سالم و ہر دو بحقیقت یک وزن است
و حکم نزال وزین ہماں است کہ حکم مسبخ و ہر ہج مثنیٰ چہ این وزن در درازی و تمام می
آن است و مثال این وزن چنین باشد بیت ای دولت تو سودا و خی شمس تو مارازیان
سودت ہمیشہ باہا لیکن زیانت رایگان و مسطہ چار خانہ برین وزن خوش آید
پہلا وزن عروض سالم یعنی مستفعلن یا نزال یعنی مستفعلن او ضرب نزال یعنی مستفعلن و مسدس
عروض وہی یعنی سالم یا نزال اور ضرب سالم اور دونوں وزن حقیقت میں ایک ہیں اس لیے
کہ زیادت حرف ساکن سے عروض اور ضرب میں وزن مختلف نہیں ہوتا اور حکم نزال کا اگر
وزن میں وہی ہے جو حکم مسبخ کا تھا ہر ہج مثنیٰ میں اس واسطے کہ یہ وزن درازی اور کمی
میں برابر ہو سکے ہے اگر نزال لائین گئے بیت دائرے سے نکل جائے گی مگر ایسا متحرک
بہت کیا ہے اور محقق اسکو جو عیب لکھتے ہیں بجا لکھتے ہیں اور مثال اس وزن کی ہوتی ہے
جو مرقومہ متن ہے اور باہا بیت مذکور میں یعنی قیمتی تقطیع بیت مذکور اسطرح ای دو مثنیٰ
تو سودا مستفعلن و می شمس تو مستفعلن مارازیان مستفعلن سودت ہم مستفعلن شایا بہا مستفعلن
لیکن زیار مستفعلن نزال رایگان مستفعلن اس مثال میں اگر الف و نون کو بجائے ایک حرف کے
لیجئے مثال سالم کی ہے والا مثال نزال کی اور چونکہ دونوں وزن واحد ہیں ایک مثال کافی ہے
بلکہ نزال سچا ہے کہ بیت دائرے سے نکل جاتی ہے لہذا محقق نے مثال بھی اوسکی نہ لکھی
اور مسطہ چار خانہ اس وزن میں خوشنما ہے مثال مسطہ کی بیت خسر و غریب است و گدا
در شہر شامہ باشد کہ از بھیر خدا سوئی غریبان بگری ہم ج عروض سالم اور ضرب اعرح
بر نیگو نہ بیت آگہ شوم از بوی خوش بی آنکہ کس گوید مرا گر بگذرد و نخواہ من پیش درم
تسکیر ان و تیسرے وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب اعرح یعنی مفتعلن و تسکیر
لام مستفعلن عیسو بیت مرقومہ متن میں معنی بیت مسک یہ ہیں کہ سنے اطلاع آگاہ ہو جاو نہیں

بوسے خوش سے اگر معشوق میرا میر سے دروازے کی طرف سے گذرے وقت صبح
 تقطیع یہ ہے کہ شوم مستفعل از بوی خوش مستفعل بنے آنکہ کس مستفعل گوید میر مستفعل گر
 مستفعل دلخواہ من مستفعل پیشی درم مستفعل شبگیران مفعولان معلوم ہو کہ یہ مفعولان بہا
 مستفعل مسکن اللام ہے اور شبگیران شب و بخی سحر گاہ و آخر شب اور سفر کرنا اور راہی ہونا
 رات کو قبل صبح اور بعد آدھی رات سکے ہر اس اور مصلحتات اور رشیدی اور بہار عجم کے گزرتا
 شبگیران الون و لون صفت ست و آن حال واقع گشتہ از دلخواہ و حنیث شبیدہ راہروا
 میزان معنی شبگیران کہ صبح گاہ نوشتہ غلط باشد تم کلامہ ہر گاہ شبگیران معنی شب
 لخت میں آیا ہے جیسا کہ مذکور ہوا کیونکہ غلط شہراہم و عروض مطلق یا اعرح و ضرب ہجوان
 برنگونہ بیت تاکی لنی ما کہستم بر عاشق بیچارہ روزی بود کہ بونوگر و شہر آوارہ
 و متاخران ہرین و وزن شمر کم گویند ست چوتھا وزن عروض مطلق یعنی مفعولن یا اعرح
 مفعولان اور ضرب اوسیدان یعنی مطلق یا اعرح جیسا کہ بیت مثال مرقومہ من ہر لفظ
 معنی امی ماہ اور ماہ سے و زندہ شوم است تقطیع یہ ہے تاکی لنی مستفعل ما کہستم مستفعل
 عاشقی مستفعلن یا اعرح و من و ذی تو مستفعلن کر جو تو مستفعلن گرد و شہر مستفعلن و اعرح
 و مفعولن اور متاخران ست و وزن دوم اوچہ مارم بین شہر کتر کہے ہیں ہم مسئلہ
 عروض سالم یا نڈال و ضرب مثال شائش بیت تاکی مرگہ تا کہ زمین باش دورہ گرد
 از تو چون بکشم صبورہ و در من بہان و ضرب سالم و حقیقت بہان ست پانچون
 عروض سالم یعنی مستفعلن یا نڈال یعنی مستفعلان اور ضرب نڈال یعنی مستفعلان شمر مثال
 مرقومہ من ست تقطیع اوسکی یہ ہے تاکی مرگہ مستفعلن گوی کہ مستفعلن من باش دورہ گرد
 گرد و بہ مستفعلن ششم از تو مستفعلن ابشتم صبورہ مستفعلان و وزن چٹا عروض وہی یعنی سالم
 یا نڈال اور ضرب سالم اور یہ حقیقت میں وہی ہے اس واسطے کہ افزونی ایک سالم
 غنیہ وزن نہیں ہے لہذا مثال بھی اسکی علاحدہ نہ لکھی ہم عروض سالم و ضرب اعرح
 سالم و ضرب مطلق و ہر دو یکی است مثال بیت ہرگز نکدم ہا تو جانان من ہا
 پس چونکہ از نیکی نیم ہر دو است سالوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب

یعنی مفعولان وزن اٹھوان عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مفعول یعنی مفعولین اور بیرون وزن
 وزن ایک ہیں کہ افزونی حرف ساکن سے وزن نہیں بدلنا مثال متن میں مرقوم ہے اور لفظ
 چون مثال میں یعنی چراہی تقطیع اسکی یہ ہے کہ ہرگز نہ مستفعلن ہم ہا بتجا مستفعلن یا من بدی
 پس چونکہ از مستفعلن نیکی نیم مستفعلن بر خروار مفعولان اور چونکہ دو وزن ایک ہیں ایک
 مثال کافی ہے ہم مربعات ط عروض سالم یا نڈال و ضرب مرفل مثالش رودکی گوید
 ای دل تیر آتش پر می یازیر چنگال عقابی ہا مربعات نوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن
 یا نڈال یعنی مستفعلن اور ضرب مرفل یعنی مستفعلن مثال میں رودکی کا شعر مرقوم متن ہے معنی
 شعر کے یہ ہیں کہ ای دل آتش تیر عشق میں پروا کرتا ہے تو یا چنگل عقاب میں ہے کہ وہ تجھ کو
 اور اے نیے جاتا ہے تقطیع یہ ہے ای دل تیر مستفعلن آتش پر می مستفعلن یا زیر چنگل
 کالی عقابی مستفعلن اس جگہ صاحب حاشیہ لکھتا ہے ح لیکن غنی نماند کہ مرفل از ضرب عروض
 مستفعلن در عربی و فارسی در سابق مذکور نیست تم کلامہ معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے بیان مرفل
 میں پہلے ہی لکھا ہے کہ در آخر متفاعلاتن اقتدو خاص بود بوزن حجز و اور فروع متفاعلاتن میں ہی
 متفاعلاتن اور مستفعلن اور متفاعلاتن اور متفاعلاتن کو لکھا ہے کہ این جملہ خاص بود
 بکمال پس جب ترفیل اہل عرب کے نزدیک کمال میں مخصوص ہوا فروع مستفعلن میں مرفل بطور عربی
 کیونکہ کہتے مگر فارسی میں کہ بتقلید اہل عرب مستفعلن ہیں غلات قیاس ترفیل لائے ہیں اسکا شعر
 محقق نے لکھا یا مروید کہ یہ امر تقلیدی ہے نہ اصلی چنانچہ آئندہ اسی بحر میں کہتے ہیں کہ سو کا
 دانی اسچہ گفتہ انداز بہت تتبع عرب گفتہ اندامی عروض ہجیان است و ضرب نڈال یا عروض
 ہجیان و ضرب سالم و ہر دو یک حکم دار و مثالش شعر ای: ابر ازادہ نوحہ تا کی عتاب و خاک تو
 است و سوان وزن عروض وہی یعنی سالم یا نڈال او ضرب نڈال یعنی مستفعلن گیارہوان وزن
 عروض وہی یعنی سالم یا نڈال او ضرب سالم یعنی مستفعلن اور ان دو وزن کا ایک حکم ہے یعنی وزن
 واحدین لہذا ایک شعر مثال کا بھی لکھا تقطیع اسکی یہ ہے ای دلبر می مستفعلن ازادہ مستفعلن
 تا کی عتاب مستفعلن بوخاک تو مستفعلن ہم یہ عروض سالم یا اعرج و ضرب اعرج بر نیگوینہ شعر
 ناخوردہ بادہ چشم تو نہ گوئی چہرا شد مخمور بہت بارہوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن

یا اعرح یعنی مفعولان اور ضرب اعرح یعنی مفعولان شعر مثال کا مرقومہ متن سے تعلق
 یہ سبب تاخر وہ ہستفعلن و اچشم تو مستفعلن گوئی چہر استفعلن شد مفعولان مفعولان
 عروض سالم یا مفعول و ضرب مفعول برنگونہ بیت گریار دیگر واری ہر زن آید مفعولان
 ت تیر ہوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن یا مفعول یعنی مفعولن و ضرب مفعول
 یعنی مفعولن شعر مثال کا جیسا کہ متن میں لکھا ہے تعلق اوسکی یہ سبب گریاروی مستفعلن
 گریاروی مفعولن ز ا ایدم مستفعلن دشواری مفعولن ہم مثلث یارب یارب یارب یارب یارب
 گفتہ است کہ اولش این ست بیت نوشد جهان زین نو بہار و سال نو بد و عبرت
 و کسے دیگر برین وزن گفتہ است ت مثلث چو دہوان وزن بدیع یعنی اس وزن
 قصیدہ کہا ہے جیسا کہ شعر اول اوسکا متن میں لکھا ہے اور عرب سے نسبت کیا ہے
 اور کسی اور نے اس وزن مثلث میں نہیں لکھا ہے تعلق نوشد جہا مستفعلن زنی ا
 مستفعلن برو سال نو مستفعلن ہم ثنی یہ بیت بدخوبی برکیما ت ثنی یعنی صبح ایک
 رکن کا اور بیت دور کن کی پذیر ہوان وزن بیت اوسکی جیسا کہ متن میں لکھی ہوئی
 بیت کے یہ ہیں کہ معشوق بدخو اور مغرور ہے اپنی کیما دانی پر یا مراد کیما حسن
 تدبیر صائب ہو تعلق یہ سبب بدخوبی مستفعلن برکیما مستفعلن ہم و متعلیل نزدیک
 متاخران ازین جملہ وزن اول بیش نیست و باقی از جہت تنج شعر عرب گفتہ اند و سبب
 یا مریج از دیگران بہتر باشد اور متعلیل نزدیک متاخران کو ان سبب و نون کو
 بہت سبب یعنی ثمن دانی اور باقی جو کچھ کہا ہو بہت تنج عرب کو کہا ہو اور سبب تلم دیا
 اور وزن نون سے بہتر ہے ہم دہم بدیع یعنی گفتہ است قصیدہ محبات عبد الصمد بن المنذر
 از یک کن کہ اولش اینست بیت شور گزار اندر زنگر یاد سفر بد یاد حضر دیدی پسر زو
 ت اور بدیع یعنی نے ایک قصیدہ کہا ہے جواب عبد الصمد بن المنذر میں کہ ہر بیت
 ایک رکن کی ہے اور آغاز قصیدہ یہ ہے جیسا کہ متن میں لکھا ہے تعلق شور گزار مستفعلن
 و قس علی ہذا ہم رجب محبتوں ہر رکن مخبون بود و در ضیاء با زامی ہر تہی از سالمی از
 بیارند مگر آکا فخر شمس مریض باشد و اعرح و مفعول بے ثمن آوند و ہمہ تکلف بود و از ہمہ بہتر

یاسدس بائیس ہر ارکان مجنون بیعت دودیدہ دارم از سر شک عرقہ گشتہ الیصنم
 و لیک زائش و لم باندہ شک ہر دلب و باقی برین قیاس ت رجز مجنون اس میں
 سب ارکان مجنون ہوتے ہیں اور عرضی بمقابلہ ہر بیت کے اوزان سالم سے ایک بیت
 مجنون لاتے ہیں مگر وہ وزن کہ ضرب و سکی مرغل یعنی مستفعلاتن اور عرج یعنی مفعولان اور
 مقطوع یعنی مفعولن ہوا نکوبی خبن لاتے ہیں اور یہ سب تکلف سے خالی نہیں اور سب
 اوزان سے بہتر شمن یا سدس ہے مثال ہمہ ارکان مجنون کی جیسے محقق علیہ الرحمہ نے
 لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہے دودیدہ و امفاعلن بر سرش مفاعلن کنز فکش مفاعلن یا
 صنم مفاعلن و لیک زامفاعلن تشی دلم مفاعلن بندشش مفاعلن کہر دلب مفاعلن اور باقی
 اسی قیاس پر ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ وزن جو رجز سالم کے لکھے
 ہیں اونہی وزن رجز مجنون کے بھی آتے ہیں مگر جان ضرب مرغل اور عرج اور مقطوع
 پڑتی ہے اسکو بے خبن استعمال کرتے ہیں باقی ارکان مجنون مگر شرح میں نہ عبارت
 لکھی ہے شش باید دانست کہ مرغل و اعرج و مقطوع کہ در مجنون نیاید پس وزوہ ماند و دو
 مثلث و ثنی ہم دنیا ید پس باقی ماندہ زن برای مجنون چار از شمنات و دو از سدست
 و چار از رجعات تم کلامہ قائل ہم رجز مطوی ہمہ ارکان مطوی بود و عروضیان بازی
 ہر بیٹی از سالم بیٹی ہمہ ارکان مطوی گویند و مرغل را ہم مثالی بیاورند و این وزن از مجنون
 خوشتر بود مثالش از شمن بیعت تا سفری شد بت من جان و دلم شد سفری چ روز شب
 از فرق او پیشہ من نوہ گری ت رجز مطوی اس میں سب ارکان مطوی یعنی مفتعلن
 ہوتے ہیں اور عرضی بمقابلہ ہر بیت کے ابیات سالم سے ایک بیت مطوی لاتے ہیں
 کہ او میں سب رکن مطوی ہوتے ہیں اور مرغل کی مثال لاتے ہیں اور پسہ وزن مجنون
 خوشتر ہے مثال شمن کی جیسی متن میں لکھی ہے سفری یعنی مسافر تقطیع یہ ہے تا سفری
 مفتعلن شد بت من مفتعلن جان دلم مفتعلن شد سفری مفتعلن روز شنبہ مفتعلن وقت او مفتعلن
 پیشہ من مفتعلن نوہ گری مفتعلن ہم مثالش از سدس بیعت اسی صنم از عشق تو بیمار شد
 تو کنی بیج بکارم نظری ت مثال سدس کی جیسا کہ متن میں لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہر ای

مقتعل عشق ہی مقتعل مار شد مقتعل تو گئی مقتعل بیچ سکا مقتعل غم نظری مقتعل ہم کو
 اور وسط ہمہ جار و دارند و انگاہ میان ضربا عن و ضرب مطوی ذال سکس و میان ضرب مطوی
 و ضرب مطوی سکس فرق نماند و در عدد ضرب خط لازم آید و اینجا ہم بیت از سبب متوالی
 ہر نیز ایا نہ بران ترتیب کہ در ہر ج مت اور سنگین اور سبب ہر جا نہ کہتہ ہیں یعنی تین
 متحرک متوالی مقتعل ہیں اور وسط کو ساکن کر کے ہر وزن متوالی کہتے ہیں پس اگر وقت تین
 و ثقت متکین اور وسط متحرک متوالی مقتعل کہ در میان ضربا عن یعنی مفعولان اور ضرب مطوی
 ذال مسکن یعنی مفعولان اور در میان ضرب مطوع یعنی مفعول اور ضرب مطوی سکس یعنی مفعول
 فرق نہیں تا اور عدد ضرب بین خط لازم آتا ہے یعنی کچھ امتیاز یکدگر نہیں رہتا اس جہ سے
 مطوی کو ساتھ متقطع اور اعرج کے نہیں لاسے اور یہاں جو بیت اسباب متوالی سے
 پیدا ہوتے ہیں یعنی جب مقتعل سبب جگہ سکس ہو کر مفعول یعنی مفعول ہو اتمام بیت میں اسباب
 جمع ہو گئے لیکن اس ترتیب سے کہ ہر ج میں یعنی ہر ج میں ایک ایک سبب کم کر کے
 آٹھ اوزان ہونے لگے اور وہی وزن سے یہاں وہ صورت نہیں ہے ہم بہت اوزان نہیں
 این شعر گفتہ اند و باشد کہ در میان ارکان تین مجنون افتد و یہی نام و نباشد اما تاس
 باید داشت مثالش از شعر سنائی بیت دست کسی بر نیز ایا نہ بیت ہو بیت تو نہ مارک نجیت
 اور سبب و بن بر گئی چہ ان رکن ستم اول مجنون آوردہ نظیر تین از سبب دوم بیت
 تینا سبب مجنون آوردہ و در باقی قصیدہ بیچ رکن تین نیست و تین سبب ایا نہ یکہ استعمال
 ت اور متاخرون سے اس جہ سے کہ شمن میں شعر کہے ہیں اور کہی در میان ارکان کسی بیت
 رکن مجنون آجاتا ہے اور یہ عیب البتہ ہے مگر وزن میں فرق نہیں لیکن تناسب کو نگاہ مکن
 یعنی قوع اسکا اگر ہو تو دو وزن مصرعون میں ہو مثال اسکی شعر سنائی شاعر کا ہو سنائی
 نام ایک شخص کا کہ حکمت اور شاعری میں مرتبہ اعلیٰ رکھتا تھا اور سنائی یعنی روشنی کذا فی الغائب
 و الکشف تظہیر شعری یہ ہے دست کسی مقتعل ہر نیز سبب مقتعل شاخ ہو فاشان و بیت
 مارگی پنج مقتعل بیت اور مقتعل پنج و بن مفاعلن ہر گئی مقتعل چو کہ شاعر رکن دوم مصرع
 مجنون لایا مثل اس کے رکن سوم مصرع دوم کا بھی بکثرت تناسب کے مجنون لایا اور باقی قصیدہ

میں کوئی رنگین مجنون نہیں ہے اور ایسا بہت استعمال نہ کرنا چاہیے ہوتی ہے بشدید وادو یا
 بمعنی حقیقت، ماہیت کذا فی الشعر و ہوتی بمعنی اول و کسر وادو و تشدید تحتانی مفتوحہ و بعدہ
 و توانی مرتبہ و حدت و ذرات باری تعالیٰ و لا ہوت کشف سے کذا فی الغیاث بحقیقت باساق
 یا توانی و ہوتی پنج سے کہ بالفتح یعنی سخی و کریم ہے کذا فی القاموس معنی بیت کے یہ ہیں
 کہ ہاتھ کسی کا تیری شائع حقیقت و ماہیت پر نہیں پہنچتا ہے اس خوف سے کہ مبادا رگ
 نہایت اوسکی دست و برن سے اودکھا کر چھپک دے تو ہم و بعضے از شاخراں مجنون مطوی
 یا یکدیگر تالیف کنند و بیتے از مفاعیلن مفتعلن چار بار یا بالعکس بجا دازند و خوش باشد مثال
 اولیٰ شاعر ز نیکو ان طفت و کرم ستر از جزو ستم مدار ازین بیش بخم دل مرا لہ خا و اگر جانور
 ویرین ترتیب بگردد و غرض اہم چنانکہ خاقانی گوید در قصیدہ کہ ترتیب دوم گنفتہ است بیت کیسہ
 بنو زفریہ است با تا ازین قوی و لم چارہ چہ خاقانی اگر کیسہ رسد بلا غری کہ چہ موضع لقب مفتعلن
 دو بار و شدہ بجز خا عدہ شدہ تا تو بہانہ آوری است اور بعضے متاخرین نے مجنون اور مطوی کو
 یا یکدیگر تالیف دی ہے اور ایک بیت مفاعیلن مفتعلن سے چار بار یا بالعکس یعنی مفتعلن مفاعیلن
 چار بار کہی ہے اور وزن خوب ہے مثال اول کی جیسا کہ متن میں لکھی ہے قطعاً اوسکی یہ ہے
 ز نیکو مفاعیلن طفت کرم مفتعلن ستر از جزو ستم مدار زنی مفاعیلن بیش بخم
 مفتعلن دلی مرا مفاعیلن ماہ رخا مفتعلن او اگر کسی جگہ پر یہ ترتیب جاتی رہتی ہے غرض بیش کو
 ہیں جیسا کہ خاقانی کہتا ہے اوس قصیدہ میں کہ ترتیب دوم کہا ہے یعنی بروزن مفتعلن
 مفاعیلن چار بار و دون شعر خاقانی کے جو متن میں لکھے ہیں تقابلاً اوسکی یہ ہے کیسہ مفتعلن
 زفر بن مفاعیلن با تا زنی مفتعلن قوی و لم مفاعیلن چار چہ مفتعلن فانی کہ مفتعلن کیسہ مفتعلن
 بلا غری مفاعیلن گرج ہو مفتعلن معنی مقب مفاعیلن مفتعلن و بار شدہ مفاعیلن بجز قسب
 مفتعلن عدہ شدہ مفاعیلن تا بہانہ مفتعلن نا آوری مفاعیلن معنی یہ ہیں کہ اگر چہ لفظ خاقانی کی جگہ
 کہن مفتعلن دیا، اگر کیا مگر یہ بات قاعدے سے خارج نہیں ہے اور کیسی کا فریہ ہونا یعنی
 لہ فریہ ہونا و سکا ز سے اور نا فریہ ہونا یعنی خالی ہونا و سکا ز سے اور معلوم ہو کہ اگر لفظ خاقانی
 بجا ہی مفتعلن کیسہ تا اگرچہ متر و نظم میں و این بجز ہم تا زنی و ستم ہیست و اصل

چنانچہ دروازہ فاعلاتن شش بار باشد و در نیوانی و مجز و بکار و در نزد آدر و عروض و ہما
 ضرب بود و بر شش تن آن ہیسہ وانی و سہ مجز و ہیتایش نیست تیسہ بجز بھی تازی اور فارسی
 میں مستعمل ہے اور اصل اسکی تازی کے دائرے میں فاعلاتن چہ بار ہے اور استعمال میں
 وانی اور مجز و لاتے ہیں اور اس کے دو عروض ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسرے محذوف یعنی فاعلاتن
 اور چار ضربیں ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسری مسبغ یعنی فاعلیان تیسری مقصور یعنی
 فاعلان چوتھی محذوف یعنی فاعلن اور چہ وزن پر آتی ہے متن وانی اور تین مجز و اور تین
 اسکی یہ ہیں ہم اشعار **أَبْنَعُ النِّعْمَانُ غَنِيٌّ مَالِكًا ۚ أَنَّهُ قَدْ طَالَ حَبْسِي وَأَسْطَارِي ۚ** عروض
 محذوف و ضرب سالم است پہلا شعر جو متن میں ہے عروض اسکا محذوف یعنی فاعلاتن
 اور ضرب سالم یعنی فاعلاتن ہے معنی یہ ہیں کہ پوچھا تو نعمان کو میری طرف سے خبر اس بات
 جیسا کہ پوچھا ناخبر کا چاہیے کہ تحقیق طول ہوا جس میں اور انتظار میرا تطبیع یہ سے ابلغ
 لغ فاعلاتن نان غنی فاعلاتن مالکین فاعلن انتہو قد فاعلاتن طال حبس فاعلاتن استطاری فاعلاتن
 اور مالکا بروزن فعل مصدر یعنی ابلاغ ہے ہم و اگر عروض سالم کنندہ خلیل آنرا متم خواندہ اور
 مستعمل نیست اور اگر عروض سالم لائین خلیل فی اسکا نام متم رکھا ہے لیکن مستعمل نہیں
 ہم شعر **شَلُّ سَمْحٍ أَقْبَرُ غَنِيٍّ كَبِيرُكَ الْقَطَرُ مَنَاءُ وَبَادِيَةُ الشَّامِ ۚ** عروض محذوف
 ضرب مقصور است دوسرا شعر جو قومہ متن ہے عروض محذوف یعنی فاعلن اور
 مقصور یعنی فاعلان ہے بروز بالضم جامہ مخطط منتخب سے اور مخفی بالفتح منزل اور مقام اور
 جامی حیثیت منتخب سے تادیب دیکھو چلنا منتخب سے معنی یہ ہیں شل چادر کندہ کے نام
 بعد تیری باران سکا اور زمین بادشاہ نذر اولام القطر کا شامل صراع اول جو تطبیع یہ شل فاعلاتن
 بروز فاعلاتن معنی فاعلن قطر مٹا فاعلاتن ہوتا تازی فاعلاتن بشمال فاعلاتن علان صرح شعر فاعلاتن
الْخَنَسَاءُ لَمَّا جِئْنَاهُ شَابَ رَأْسِي لَقَدْ خَذَاوْا نَشْتَبُ ۚ ہر دو محذوف است و این ہر دو
 تیسرا وزن شعر جیسا کہ متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب در وزن محذوف ہیں یعنی
 خنساء و نامہ دن معنی ہیں کہ کما خنساء کے کہ جو قوت سے گئی میں اس کے یہاں سپید
 بعد اس جانے کے اور سپیدی سیاہی پر غالب ہوئی تطبیع یہ ہے فاعلاتن

فا علالتن جیتھا فاعلن شاب راسی فاعلالتن بعد اذا فاعلالتن و شائب فاعلن میتون دن
جوبیان کے وانی ہیں ہم و شعر یا علیلی از لجا و شجر از سنا بفسان عروض سالم و ضرب مسنج است
ت چوتھا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلالتن اور ضرب مسنج ہے
یعنی فاعلیان خلیل یعنی رفیق ربیع یعنی مقیم ہونا کسی جگہ منتخب سے عسغان بالضم نام ایک
موضع کا کہ دونوں کہ منظر کہ ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے رستا لگا بھی ہے یعنی
مکان اور سین و شجر کا متعلق مصرع اول ہے معنی یہ ہیں ای دور رفیق میری ٹھہر و اور خبر لو
انہار مکان معشوقہ کے کہ موضع عسغان میں ہے قطع یہ ہے یا علیلی فاعلالتن پر لجا و
فاعلالتن شجر اس فاعلالتن من لجا فاعلیان ہم ہ شعر مقفرت و از سنا مثلاً آیات
از نور ہ عروض سالم است ت پانچواں شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم
ہیں یعنی فاعلالتن اور حرف رائف زبور میں ہشباع کسرہ ہے معنی یہ ہیں کہ مکا نہا سے
خالی کہ نہ مثل نقوش کتابت ہیں کہ دلالت کرتے ہیں کاتب پر یعنی ساکنوں پر قطع یہ ہے
مفقراتن فاعلالتن و اوساتن فاعلالتن مثل ایا فاعلالتن تر زبوری فاعلالتن ہم و شعر طاکما
ثبت ی المعینان من ہذا الثمن عروض سالم و ضرب محذوف است و این ہر سہ مجزوست
ت چھٹا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلالتن اور ضرب محذوف یعنی فاعلالتن
عین اور ی عینان میں متعلق مصرع اول ہے معنی یہ ہیں مدت ہوئی کہ خشک ہوئیں واسطی
دونوں آنکھیں میری اس معشوقہ سے کہ نام او سکا متن ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے طاکما
مالما ہے اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ کیا ہے متن کہ بسبب او سکے آنکھیں میری خشک ہوئے
قطع یہ ہے طاکما فاعلالتن رت ہللی فاعلالتن نان من فاعلالتن ذلت متن فاعلن یہ تینوں
وزن مجزوکے ہیں ہم و اما زحافش در ارکان خبن و کف و شکل روا بود مگر اچھ در ضرب افتد
و میا نون و الف کہ بقائے رکن دوم و سوم محیط باشد محاقبہ باشد در کان باین سبب صدر یا
یا طرفین یا برمی شوند چنانکہ گفتہ آمدہ است و اما زحاف او سکی ارکان میں خبن یعنی فاعلالتن
اور کف یعنی فاعلالتن اور شکل یعنی فاعلالتن روا ہے مگر وہ رکن کہ ضرب میں پڑے اوس میں
کف اور شکل روا نہیں ہے اور در میان الف اور نون کے جو فاعلالتن دوم سے فاعلالتن

رکن سوم تک محیط ہیں معاقبہ ہے مثلاً فاعلاتن فاعلاتن پس فاعلاتن اول فاعلاتن
 اول فاعلاتن ثالث نے احاطہ کیا ہے فاسے رکن دوم سے فاسے رکن سوم تک اور درمیان
 اس کے دو جگہ معاقبہ واقع ہو اسے یعنی دو سببوں کے سکون آخر یا سلامت رہیں گے یا ایک نہیں
 ہوگا اور دونوں متاثر ہو گئے اور اگر کان معاقبہ کے سبب سے صدر یا عجز یا طرفین یا بری ہو گیا
 قبل ازین کہ اگر ایک فاعلاتن فاعلاتن میں اگر فاعلاتن فاعلاتن ہوگا رکن صدر کہ اسے کا اور اگر
 فاعلاتن فاعلاتن ہوگا رکن عجز کہ اسے کا اور اگر فاعلاتن فاعلاتن ہوگا رکن طے نہیں
 ہوگا اور اگر رکن سبب سلامت رہیں گے بری کہلائیں گے ہم و اما بغیر سی این بجز و نوع اور
 سالم و محبوں و بعضے عروضیاں ہر یک را بھرے دیگر شمرند و ہر یکے وافی و مجز و مشطور و منہوک
 یعنی شمس و مسدس و مربع و ششے آوردہ اند و جملہ را بہشت عروض و چار و دو ضرب آوردہ اند و جملہ
 برسی و چار و وزن است لیکن فارسی میں یہ مجز و نوع پڑتی ہے سالم اور محبوں اور
 بعضے عروضی ان دونوں کو دو بحرین جدا گانہ شمار کرتے ہیں اور ہر ایک کو وافی اور مجز اور مشطور
 اور منہوک یعنی شمس اور مسدس اور مربع اور ششے لائے ہیں اور ان سبکی آٹھ عروض اور چار
 ضربین لائے ہیں اور کہا ہے کہ چون تیس وزنوں پر ہے ہم رمل سالم عروضیاں این فی ہر
 پنج عروض و نہ ضرب آوردہ اند و گفتمہ اند و ہند و زن است بہشت شمس و پنج مسدس و چار
 و یکے ششے رمل سالم عروضی اس قسم کے پانچ عروض لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن
 دوسرا محذوف یعنی فاعلن یا مقصور یعنی فاعلاتن تیسرا محذوف اعرج محبوں یعنی فاعلاتن
 مقطوع محبوں یعنی فعل جو تھا محذوف ملہوس یعنی فاع یا محذوف احد یعنی فاع یا پنج ان شمس
 یعنی مقصور اور نو ضربین لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسری مقصور یعنی فاعلاتن
 محذوف یعنی فاعلن جو تھا محذوف اعرج محبوں یعنی فاعلاتن پانچون محذوف مقطوع محبوں
 فعل چہی محذوف ملہوس یعنی فاع ساتون محذوف احد یعنی فاع آٹھون یعنی فاعلاتن
 لاتین مشحون یعنی مقولن اور کہا ہے کہ ستر وزن ہیں سات شمس اور پانچ مسدس اور
 اور ایک ششے ہم شثمان عروض و ضرب ہر دو سالم مثال شمس شمس شمس شمس شمس شمس شمس
 جفت اندہ ہر نسبت کوئی ماہ روئی ہر ازین غم رانی است شثمان پہلا وزن عروض

ضرب و دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن مثال اوسکی شعر جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے تقطیع یہ ہے
چند گریہ فاعلاتن چند نالم فاعلاتن چند ہاشم فاعلاتن جنت اندہ فاعلاتن نیست گوئی فاعلاتن
ماہر و نے فاعلاتن مر مر وزی فاعلاتن غم رہائی فاعلاتن ماہ روی ای ماہ روی من و بکاسے
ماہ روی ماہ رویان بھی بعضے نسخوں میں ہے اور جنت اندہ یعنی صاحب اندوہ ہم پر عرض
مقصود یا محذوف و ضرب مقصور مثالش بیت مر مر از جان و دل چیری گرامی تر بنو و دل بزم
روز و صلت جان و ہم روز فراق ت دو سر وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف و یلئے
فاعلان اور ضرب مقصور یعنی فاعلان مثال اوسکی شعر جو میں نے لکھا ہے تقطیع یہ ہے مر مر از
فاعلاتن جان بچی فاعلاتن زی گرامی فاعلاتن تر بنو فاعلان دل بد آدم فاعلاتن روز و صلت
فاعلاتن جا و مر و فاعلاتن زلف فراق فاعلان ہم ج عروض ہاں ضرب محذوف است و بحقیقت ہاں
وزن بہت تیسر وزن عروض وہی یعنی مقصور فاعلان یا محذوف فاعلان اور ضرب محذوف
فاعلان ہے اور حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی دو سر اور تیسرا ایک وزن ہے مگر مثال عروض
مقصود اور ضرب محذوف کی یہ ہے بیت فی مر آرام در شہر و نہ در وادی قرارہ ہجمن در
عشق مجنون و گریہ اندر مثال دونوں محذوف کی بیت برامید نقش ویت دست
نقاش ازل و نقش بار بست لیکن چون نو کتر یافتہ ہم و عروض محذوف معراج مجنون یا محذوف
مقطع مجنون و ضرب محذوف معراج مجنون برینگو نہ بیت تاکلی از ہجران نگار چند ہاشم بدوہ
سنگ آہن ہشتم من چند ہاشم صورت چو تھا وزن عروض محذوف معراج مجنون یعنی فاعول
یا محذوف مقطوع مجنون یعنی فعلی اور ضرب محذوف معراج مجنون یعنی فاعول بیت مثال کی مرقومہ
متن ہے معنی یہ کہ کب تک ہو نہیں اور صبر کر وں میں کہ شل سنگ و آہن کے سخت نہیں ہو
تقطیع یہ ہے تاکیر بیچ فاعلاتن را نگار فاعلاتن چند ہاشم فاعلاتن بدو فاعول سنگ آہن فاعلاتن
نہشتم من فاعلاتن چند ہاشم فاعلاتن صبور فاعول ہم و عروض ہاں و ضرب محذوف مقطوع مجنون
برینگو نہ بیت باتو خوبی کرد خواہم گر تو خوبی کنی و ز تو رشتی کرد خواہی با تو رشتی کنی
پاسچان وزن عروض وہی یعنی فاعول یا فعلی اور ضرب محذوف مقطوع مجنون یعنی فعل شعر مثال کا
جیسا کہ متن میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے یا خوبی فاعلاتن کردنا ہم فاعلاتن کرت خوبی فاعلاتن

کئی فعل در ترششتی فاعلاتن کرد خاہی فاعلاتن بآرشتی فاعلاتن کنتم فعل کرد خواہم یعنی خواہم
 اور کرد خواہی یعنی خواہی کردہم و عروض محذوف مطموس یا محذوف اخذ و ضرب محذوف مطموس
 مثالش مشعر کا رخیش از چاکر خود از چہ داری زارہ کار خویش از رازداری از سخن چہین
 س چہا وزن عروض محذوف مطموس یعنی فاع یا محذوف اخذ یعنی فع او و ضرب محذوف
 مطموس یعنی فاع مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے رازداشتن محاورہ ہے بمعنی کتمان اور
 افشا اور رازداری بمعنی مخفی داشتن معنی بیت کے یہہ ہیں کہ کام اپنا اپنے چاکر سے کیوں چہا
 اگر چہا تو سخن چہین سے چہا تقطیع یہہ ہے کار خدیشہ فاعلاتن چاکر خید فاعلاتن از چہا
 فاعلاتن راز فاع کار خیشہ فاعلاتن رازداری فاعلاتن از سخن چہ فاعلاتن دار فاع
 عروض ہمان و ضرب محذوف اخذ مثالش مشعر مردانا رازدانا یا ربا بد خوب بد گرتو
 تراہم یار دانا بہ و این چہا وزن اخیر نزدیک مٹا خزان مجبور است سائون وزن
 عروض وہی یعنی فاع یا فع او و ضرب محذوف اخذ یعنی فع مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
 تقطیع او سکی یہہ ہے مردانا فاعلاتن رازدانا فاعلاتن یا ربا بد فاعلاتن خوب فاع گرتو
 فاعلاتن بی تراہم فاعلاتن یار دانا فاعلاتن بہ فع او یہہ چارون وزن اخیر یعنی چہا
 ششم ہفتم تا خرون کے نزدیک مجبور یعنی متروک ہیں م مسدسات ح عروض
 و ضرب مسنج مثالش مشعر ای نگار اگر تو نیکو تر نہ بینم بد عاجز اندر صورت صورت نکالان
 مسدسات آٹھواں وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن او و ضرب مسنج یعنی فاعلیان مثال جیسا
 متن میں ہے تقطیع او سکی یہہ ہے ای نگار فاعلاتن گرت نیکو فاعلاتن تر نہ بینم فاعلاتن
 عاجز نہ در فاعلاتن صورت صورت فاعلاتن رت نگار فاعلیان اور
 نگار یا بمعنی متکلم جیسے ملاذا اور معاذ بمعنی ملاذمن اور معاذ من غیاث سے یا العن شیر
 تعظیم کے جیسے طالبا اور صایا اور نصیر اور جلالا یہہ بھی غیاث سے ہم ط عروض و ضرب
 ہر دو سالم وہاں است کہ وزن اول ت نون وزن عروض او و ضرب دونون سالم یعنی فاع
 اور یہہ وزن وہی ہے یعنی وزن اول کسوا سکہ کہ زیادت یک حرف ساکن تغیر وزن نہیں ہے
 ہی عروض سالم یا شعث و ضرب شعث مثالش مشعر چند باشند نیک خواہست جفت

چند باشد و سدرت بازاری ہے و از فوشت چنین باشد مثالش منقصر چند باشم ہم
 بر نیسان بیچارہ گشتہ شادی زمین دل من آوارہ ست و سوان وزن عروض سالم یعنی
 فاعلاتن یا مشعت یعنی مفعولن اور ضرب مشعت یعنی مفعولن مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
 تقطیع او سکی یہ ہے چند باشد فاعلاتن نیک خواہست فاعلاتن جفت اندہ فاعلاتن چند باشد
 فاعلاتن و سدرت فاعلاتن بازاری مفعولن اور بازاری یعنی ذلیل اور خوار ہے اور عروض
 اور ضرب مشعت کی بھی مثال متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے چند باشم فاعلاتن ہم بدلیا
 فاعلاتن بیچارہ مفعولن گشت شادی فاعلاتن نرمی ولی من فاعلاتن آوارہ مفعولن یعنی
 شادی میرے دل سے دور ہوئی ہم یا عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور یا محذوف
 ہمان و ضرب محذوف و ہر دو یکے ست شکم صابری تاکہ کم در عشق تو پتہ راز پنهانی کنون
 پیدا کنم ست وزن گیارہ ہوان عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب
 یعنی فاعلان وزن بارہوان عروض ہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن
 اور دونوں وزن ایک ہیں مثال جیسا کہ متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے صابری تاکہ
 فاعلاتن کے کم در فاعلاتن عشق تو فاعلن راز پنهانی فاعلاتن کے کنونی فاعلاتن و اکرم
 فاعلن اور بعضے نسخوں میں بجائے در عشق تو با در عشق ہے اس صورت میں عروض
 مقصور ہو گا ہم و اگر عروض و ضرب فاعلن و فاع و دفع کنند از بدید تقطیع تو ان کرد و از بدید
 مستعمل نیز یک متاخران چارم و پنجم ست اور اگر عروض اور ضرب فاعلن محذوف
 اخرج اور فعل محذوف مطلق اور فاع محذوف ملبوس اور رفع محذوف اخذ کریں
 مدید سے تقطیع ان وزنوں کی ہوگی اور ان سب وزنوں سے مستعمل نیز یک متاخران کے
 چارم اور پنجم ہے معلوم کیا چاہیے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
 اور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
 بروزن فاعلاتن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
 فاعلن ہے پس یہ چاروں وزن یکے ہیں ح نیست مراد صنعت علامت اما مخفی نہاند کہ
 فاعلان اگرچہ از فروع فاعلاتن ست لیکن در مدید و آمع نمی شود تم کلامہ کیوں نہیں آنا کہ

محقق علیہ الرحمہ بجز مدیدین کہتے ہیں کہ در مجزوع عرض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب
محذوف یا اہتر سجدہ شدہ اند پس فعلن اور فعلان ایک ہے اور الفٹ اور نون آخر میں
یک حرف ہے اور زیادت یک ساکن بھی منہ زدن نہیں ہے اور خود محشی لکھتا ہے کہ فعلان
از فروع فاعلاتن است اور سجدہ مدیدین خود حاشیہ لکھا ہے کہ بعضے عین در فاعلان مقصود
جائز نہیں دارند مگر صواب چو از آنست اور تشکیں اوسط سب جگہ جائز ہے اور رسالہ عبدالوا
بین فعلان مقطوع مسیح سجدہ مدیدین لکھا ہے قتال ہم مرہبات تیج عروض سالم و ضرب
یدہر و دو سالم و ہر دو یک وزن است مثالش بیت خوب رویا دلربا یا چو نکہ با جا کر نسا زنی
وزن تیرہ و ان عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسیح یعنی فاعلیان اور وزن چودھ و ان
اور ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن یہ دونوں ایک وزن ہیں شعر مثال کا مرقومہ متن
اور اس میں نقطہ چاکر اشارہ طرفت اپنے ہے تظہیر یہ سب کہ خوب رویا فاعلاتن دلربا یا
جو کہ با جا فاعلاتن کر نسا زنی فاعلاتن ح زیر نقطہ ہر دو سالم مثالش بیت چشم اندازم
انگنی سویم گاہے ہتم کلامہ معلوم ہو کہ شعر مرقومہ متن میں بھی عروض اور ضرب دونوں
ہیں معلوم نہیں کہ دونوں شعرون میں کیا فرق سمجھے اور احتیاج اس مثال کی کسکی
ہم یہ عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور یو عروض ہمان و ضرب محذوف و ہر
مثالش شہر کہ بد خواند ترا از بدی است او بری است وزن پندرہ و ان عروض
یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان وزن سولہ و ان عروض
یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور یہ دونوں ایک وزن ہیں
مرقومہ متن ہے معنی شعر کے یہ ہیں کہ اسے معشوق تیرے خمیر میں ظلم و ستم ہے
اگر کوئی تجھ کو ظالم خواہ قاتل کے حق بجانب اوسکے ہے اور سبج کہتا ہے تظہیر
ہر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلن از بدی پس فاعلاتن تو میری فاعلن اس جگہ صاء
حاشیہ لکھا ہے ح تظہیرش ہر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلاتن میری پس فاعلن
فاعلن لیکن حقیقی نماند کہ این مثال عروض سالم و ضرب محذوف است نہ مثال عروض مقصود
و ضرب محذوف چنانکہ مصنف گمان کردہ اگر عروضش خواہد ترا بر وزن فاعلن نہ

و کلمہ از در ابتدا مصراع ثانی خرم است کہ وزن اعتبار ندارد گوئیم خرم در فارسی برو و حرفت زیادہ
 معتمد اصناف ملام و فصل ہستم می آرد و در ہیچ موضع مثالش نیاد و گوئیم تم کلامہ حق یہ ہے
 کہ اس جگہ دا و طالب علمی کی دی سے قائل ہم و این اوزان ہمہ شمن اند و حال ایشان همچنان
 کہ در ہزج گفتہ شد و اگر رکن آخر فاعول یا فاعل یا فاع یا فاع کنند مصراع نتوان گفت و معتقد شود
 اور یہہ اوزان مربع کے ہمہ شمن ہیں اور حال انکا وہی ہے جو ہزج میں کہا گیا کہ اوس ہزج
 اوزان مربع کے نصف شمن کے تھے اور اگر رکن آخر فاعول یا فاعل یا فاع یا فاع لا ین اوسکو
 مصراع نہما چاہیے یعنی اوسکو دو مصراع علاحدہ ہم قافیہ نہما چاہیے اسواسطے کہ رکن دوم شمن کا
 ایسا واقع نہیں ہوتا اور یہ نصف شمن ہے پس وہ معتقد ہو جائے گا یعنی کہیں گے کہ عوثر
 اوسکا ناپدید ہے ہم ثنی زیر مثالش شعر آفتابی مشکبوی و بحقیقت این اوزان ہمہ دست
 دست اول از انجملہ وزن است ثنی وزن ستر ہوان کہ مثال اوسکی مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے آفتابی فاعلاتن مشکبوی فاعلاتن اور این دونوں میں یامی خطاب ہے
 اور حقیقت میں یہ سب اوزان و تن ہیں یعنی سترہ میں سات وزن ملے ہوئے ہیں علاحدہ
 نہیں وہ تیسرا اور پانچواں اور ساتواں اور نوواں اور بارہواں اور چودہواں اور سولہواں اور
 اعتدال اول اول میں تین وزن ہیں ایک شمن میں دوم اور سوم کہ ایک وزن ہے دوسرا سب
 میں گیارہواں اور بارہواں کہ ایک ہے تیسرا مربع میں پندرہواں اور سولہواں کہ ایک ہے
 ہم رمل محبتوں ہمہ ارکان او مجنون آید خبر رکن اول کہ سالم شاید دین دلیل است بران کہ
 ارکان سداسی ارکان اصلی غیبت ددائرہ و فروع سباعی اند و عرضیان گفتہ اند کہ این سب
 پنج عروض و دہ ضرب است و بر ہفتہ وزن آمدہ است بہشت شمن و شش سدس و دو مربع
 و یکے ثنی یا بن تفصیل رمل مجنون ستارکن اوسکے مجنون گئے ہیں سواری رکن اول
 سالم بھی آتا ہے اور یہہ دلیل ہے اس بات پر کہ ارکان شش حرفی ارکان اصلی نہیں ہیں نیز
 فعلاتن رکن اصلی نہیں ہے دائرے میں مکہ سداسی فروع سباعی ہیں یعنی فعلاتن فرع فاعلاتن
 سباعی ہے کسواسطے کہ جب اکثر ارکان سداسی پاؤ گئے اور ایک سباعی یعنی فاعلاتن
 و سباعی سے برخلاف خبن سداسی بنتی ہیں پس معلوم ہوا کہ اصل سداسی دائرے میں سباعی

مجنون

اور عروض و مفعول لے کہا ہے کہ اس سحر میں مجنون کو پانچ عروض ہیں ایک مجنون یا مشعشع
 فعلاتن یا مفعولن دوسرا مجنون مقصور یا مجنون محذوف یعنی فعلان یا فعلن تیسرا محذوف
 مجنون یا محذوف اعرج مجنون یعنی فعل یا فعلن چوتھا محذوف مفعولن یا محذوف اخذ یعنی لایا
 یا فاع یا پنچوان مجنون سبع یا معری یعنی فعلیان یا فعلاتن آدھوس ضربین ہیں ایک مجنون
 یعنی فعلاتن دوسری مشعشع یعنی مفعولن تیسری مجنون مقصور یعنی فعلان چوتھی مجنون محذوف
 فعلن پنچویں مجنون محذوف سکین یعنی فعلن چھٹی محذوف مفعولن یعنی فعل ساتویں مجنون
 اعرج مجنون یعنی فعل آٹھویں محذوف مفعولن یعنی فاع توین محذوف اخذ یعنی فاع دسواں
 مجنون سبع فعلیان اور سترہ وزنوں پر آئی ہے آٹھ شتمن اور چھ مسدس اور دو وزن
 ایک شتمن اس تفصیل سے ہم شتمنات اعرض و ضرب ہر دو مجنون مثالیں شمعہ کہیں
 کہنم باتو نیداد چہ سودم و بجزان حیلہ نہ اندم کہ عشقت بگریہم ت شتمنات پہلا وزن عشر
 اور ضرب دونوں مجنون یعنی فعلاتن مثال ادسکی جو متن میں ہو تقطیع یہ ہو چکنم ہر فعلاتن
 یا فعلاتن نمیداد فعلاتن و چہ سودم فعلاتن بجزان حیلہ اندم فعلاتن کہ عشقت فعلاتن
 فعلاتن اور مثال صدر سالم کی یہ ہے سعدی کہتا ہے مشعر گفتہ بودم چو بیانی غم دل
 چہ بگویم کہ غم از دل برد و چون تو بیانی ہو اور بعض اس وزن کو شانزدہ کہنے ہیں چہ
 خواہ عصمت الدینجاری لے کہا ہے مشعر رنگ رخسار و درگوش و خط و قدر و حسد و عار
 خال لببت امی سر و پریری سہمیز عشق و کوب و شام و سحر و طوبی و گلزار بہشت است
 طرف چشمہ کوثر کہ کافی الحدائق ہم سب عروض مجنون یا مشعشع و ضرب مشعشع مثالیں
 بد و رخ ماہ تمامی بد و زلفک چو عیسری بد و لب شکر و قندی بد و چشک بادامی بد و این
 استحقاق آن نیست کہ وزنی مفرد کنند چہ مسکن وزن اول ست است وزن دوسرا عروض
 یعنی فعلاتن یا مشعشع یعنی مفعولن اور ضرب مشعشع یعنی مفعولن مثال مرقومہ متن ہے فعلن
 یہ ہر پنج ما فعلاتن تمامی فعلاتن بد و زلفک فعلاتن چہ عیسری فعلاتن بد و لب فعلاتن کہ قندی فعلاتن
 فعلاتن بادامی مفعولن اور یہ وزن استحقاق نہیں کہتا کہ اسکو وزن جداگانہ مقرر کریں سو اسکو کہ اسکو
 اور اسکا اور اسکا جو ضرب میں واقع ہو سکون العین فعلاتن کا ہر صرح عروض مجنون

یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور مثالش شہر منم از عشق تبی ماندہ بہ تیار پروردہ
 کہ بر رخ ماہ تمام ست و بدل سنگ خام و عروض ہمان و ضرب مجنون محذوف و کیفیتش ہمان
 ست وزن تیسرا عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلین اور ضرب مجنون مقصور
 یعنی فعلان مثال تن میں لکھی ہے قطع ادسکی یہ ہے منم عیش فعلاتن قبتی من فعلاتن و تیسرا
 فعلاتن ربدر و فعلان کہ بر خفا فعلاتن ہما مس فعلاتن تبدالش فعلاتن گر خام فعلان اور وزن
 چوتھا عروض وہی یعنی فعلان یا فعلین اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلین اور حقیقت میں وہی اور
 لہذا دوسری مثال کی بھی حاجت نہجانی اور نہ لکھی اور شعر میں تیار یعنی فکر و اندیشہ کردن ہے
 اور خام یعنی سخت ہے ہم عروض ہمان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان این شعر
 ابر میخواند و خطاست مثالش شہر نکشم جو کہے کوز و فاد و بود و ندہم دل کہے کونکند و کردار
 و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن باشد نکشم میں تو اند و دوا این وزن ہم استحقاق الفراد
 چہ نقاد با وزن گذشتہ خبر لبب قافیہ و تسکین یا تخریک نیست یا پانچواں وزن عروض
 وہی یعنی فعلان یا فعلین اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلین سکون العین اور عروضی
 اسکو ابر کہتے ہیں یہ خطا ہے کسواسے کہ خین یہاں لازم ہے اور ابر محذوف قطع ہوتا ہے
 بدون نہیں کے ان تلفظ میں البتہ ایک ہے مثال ادسکی جو متن میں لکھی ہے قطع یہ ہے
 نکشم جو فعلاتن کہے کونکند و فاد و فعلاتن بود فعلین ندہم دل فعلاتن کہے کونکند و کردار
 نکند دل فعلاتن واری فعلین و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن ہو یعنی فعلان سکون عین حکم اسکا
 بھی وہی ہوگا جو فعلین میں کیا گیا اور یہ وزن بھی استحقاق الفراد کا نہیں رکھتا یعنی جدا گانہ ہو
 اسواسے کہ نقاد و وزن گذشتہ سے نہیں رکھتا اسوقافیہ کے مراد قافیہ سے رکن اخیر ہے
 کہ ایک جگہ فعلین متحرک العین اور ایک جگہ فعلین سکون العین واقع ہوا ہے اور اسواسے
 کہ ایک جگہ تخریک ہے اور ایک جگہ تسکین ح و کلام درینجا در نفس وزن ست قطع نظر
 از قافیہ و ان از سکون یا ساکن غماض نہی شود کما در سابقا تم کلامہ قائل ہم و عروض ہمان
 و ضرب محذوف مقلوع مجنون مثالش بلیت اگر امین شودی جان من از درد فراق
 ہمہ جور من از عشق تو خوش شودی و ضرب محذوف اعرج مجنون ہمیں حکم دارد و مثالش

عروض دہی یعنی مجنون مقصور فعلان یا مجنون محذوف فعلن اور ضرب محذوف مقطوع مجنون
یعنی فعل مجربک میں مثال جیسا کہ متن میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے اگر میں فعلاتن شادی
جو فعلاتن مندر فعلاتن و فراق فعلان ہمہ جو فعلاتن رنتر عش فعلاتن قحش فعلاتن دہی
فعلن اور ضرب اعرج مجنون یعنی فعل بھی حکم رکھتی ہے وزن میں کہو اسطے کہ فقط ایک
ساکن زائد ہے اور لفظ خوشو و قلب خوشو و خوشون کہ وند اور دن دونوں کلمہ نسبت کے
ہیں بہار عجم سے کنزانی الغیاث اور اگر سجا سے خوشو دمی خوش بودی کہیے معنی صاف
ہو جائیں ہم عروض محذوف مقطوع مجنون یا محذوف اعرج مجنون و ضرب محذوف معراج
مجنون برینگونہ بیت ند ہدیز تو دل شمنی تازیدہ چو کی را کہنی بگینی اسی نگارہ و اگر عروض
ہمان باشد با ضرب مجنون محذوف مقطوع بچنین بودت سالوان وزن عروض محذوف
مقطوع مجنون یعنی فعل یا محذوف اعرج مجنون یعنی فعل اور ضرب محذوف اعرج مجنون
یعنی فعل بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے اوس میں شمن یعنی بت پرست مراد عاشق
معنی یہ کہ کوئی عاشق تبھکو دل ندیگا جب تک جیے گا اگر تو کسی عاشق بگینا کہ قتل کر لگا
تقطیع یہ ہے ند ہدیز نے فعلاتن زیدو دل فعلاتن شمنی تا فعلاتن زید فعل چکی را فعلاتن کنشی
بی فعلاتن کنشی اسی فعلاتن نگار فعل اور اگر عروض دہی ہو یعنی فعل یا فصول ساتھ ضرب
مجنون محذوف مقطوع کی یعنی فعل کی دہی وزن ہوگا صرح عروض محذوف مطبوس یا محذوف
احذ و ضرب محذوف مطبوس برینگونہ بیت دہن کو چاک چون تنگ دل عاشق نہ کہ چون
حکۃ گذرہ مراد زیدہ و اگر عروض ہمان بود با ضرب محذوف احذ بچنین باشدت آٹھون وزن
عروض محذوف مطبوس یعنی فاع یا محذوف احذ یعنی فع اور ضرب محذوف مطبوس یعنی فاع
مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے دہی کو فعلاتن چکچو فعلاتن کی عا فعلاتن شق فع
چکچو فعلاتن قالاکن فعلاتن و بر و فعلاتن رید فاع اور اگر عروض دہی ہو یعنی فع یا فاع
ساتھ ضرب محذوف احذ کے یعنی کی دہی ہو یعنی دہی وزن ہو مہم مسدسات ط عروض
مجنون مسخ یا معری و ضرب مسخ می عروض و ضرب مجنون معری برینگونہ بیت طرب انگیز
ومی آو بھبوی کہ کہ حریفست و بہارست و جلالی و این ہر دو یک وزن بہت مسدسات

بہارست

نوان وزن عروض مجنون سبغ یعنی فعلیان یا معری یعنی فعلاتن اور ضرب سبغ یعنی فعلیان
 و سوان وزن عروض اور ضرب و نون مجنون معری یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع اوسکی یہ ہے طرنگی فعلاتن زرمیا و فعلاتن بصبوحی فعلاتن کھر لیش فعلاتن تہا ہا
 فعلاتن سجوانی فعلاتن اور یہ دو نون ایک وزن ہیں بصبوحی لفتح اول شراب بادر و کشف ہے
 اور مصطلحات میں شراب پینا وقت صبح کذا فی الغیارت اور حرین ہم پیشہ و ہم کار تقبیل اور صراح
 اور کنز ہے ہم یا عروض مجنون یا مشعش و ضرب مشعش برنگیونہ بیت اگر ایدون کہ ہمیں دانش
 و زری ہر جہہ خلق نگو نامی یابی ہ و این وزن را استحقاق آن نیست کہ مفرد گیرند چہ ممکن وزن گذ
 است گیارہوان وزن عروض مجنون یعنی فعلاتن یا شعث یعنی مفعولن اور ضرب شعث یعنی
 مفعولن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے اگر بدو فعلاتن کہ ہمید فعلاتن نشو زری مفعولن
 ر ہبہ خل فعلاتن مفعولنا فعلاتن کی پالی مفعولن اور اس وزن کو استحقاق اسکا نہیں ہے کہ مفرد مقرر
 کرین یعنی جداگانہ کہیں کسواسطے کہ مسکن وزن گذشتہ کا ہے یعنی فعلاتن مسکن ہو کر مفعولن
 ہوا ہے ہم یا عروض مجنون مقصور یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور برنگیونہ بیت
 دلم از عشق تو شد خستہ و ریش ہ تو کن جو برین عاشق خویش ہ ہج عروض ہمان و ضرب ہمان
 مجنون محذوف و بحقیقت ہمان ستات بارہوان وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان
 متحرک العین یا مجنون محذوف یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلان متحرک العین
 مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے دلم از عشق فعلاتن قد شد خس فعلاتن تباریش فعلان ممکن جو
 فعلاتن ربری عا فعلاتن شغفیش فعلان تیرہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا غیب فعلان
 اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حقیقت میں یہ وہی وزن دوازدم ہے ہم یا عروض
 ہمان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان ابتر گوند بسو و این وزن را ہم استحقاق افراد
 ست چو ہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا فعلان اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن
 بسکون عین اور عروضی اوسکو ابتر کہتے ہیں سو سے کسواسطے کہ بحد اور تقطیع ابتر ہوتا ہے
 اور ہمان خبن لازم اور اس وزن کو بھی استحقاق افراد کا نہیں ہے بلکہ وہی وزن دوازدم
 و سیزدہم ہے ہم مر بجات یہ عروض مجنون معری یا سبغ و ضرب سبغ برنگیونہ بیت

اگر تین مفعولن سے ایک ایک سبب علاحدہ علاحدہ کر جاوے ایک مفعولن یعنی ثنی یعنی پہلے
 تو کو سبب کی کمی سے نو وزن اور ایک شے جملہ دس وزن پیدا ہوتے ہیں کسو اسے کہہ
 بحر ثنی انجھی مستعمل ہوئی ہے بخلاف ہرج کے کہ وہ شے تین آتی اس قولہ ایجادہ وزن
 متوالی برخیزد لیکن مخفی نماز کہ ہفت وزن از انما ازین بحر باشد و باقی از رجز و ہرج الی آخرہ
 معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے کہ سترہ اوزان مستعمل اس بحر کے کلمے ہیں ادون میں بھی بعض کو
 متروک لکھا ہے اور جو کوئی وزن کبھی پنج سبب اور کبھی ہفت سبب اور کبھی بہشت سبب بہت
 عدم استعمال کے نہیں لکھا صاحب میزان کو شبہ ہو کہ سات ہی وزن اس بحر میں کل سترہ
 ہیں پس یہ گمان باطل ہے اور یہاں غرض اخراج اوزان سے ہے نہ استعمال اوزان سے
 اور فرق در میان وزن مشترک کے کہ ہرج اور رجز اور دس تینون بحرون میں پائی جاتی ہیں اور
 مصاریع قصیدہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جس بحر میں وہ قصیدہ ہوگا معلوم ہو جائے گا
 کہ یہ ارکان مزاحف اوس بحر کے ہیں اور اس طرح اور مواضع میں یعنی تمیز ارکان مزاحف
 کی اوس بحر سے ہوتی ہے جہین واقع ہوں ورنہ ایک ایک زحاف کئی کئی بحرون میں آتا
 ہم و متاخران را وزنی خوش است کہ برل تقطیع توان کرد چون یک رکن مشکول میگردد و کی
 سالم تا بیستی از فعلات فاعلاتن بود چہار بار متاثراتش انیت بیت بچمن برائی روزی سپہ
 ہاریشکن چ سر غمرہ بجنباں صفت روزگاریشکن چ نیست بحر دائرہ مجتلبہ و اوزان آن
 ت اور متاخران کے نزدیک ایک وزن خوش آئندہ ہے کہ اوسکو برل میں تقطیع کیا جائے
 جب ایک رکن مشکول یعنی فعلات لین اور ایک رکن سالم یعنی فاعلاتن تو ایک بیت
 فعلات فاعلاتن سے ہو چار بار مثال اوسکی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بچمن فعلات
 رای روزی فاعلاتن سپہیب فعلات ہاریشکن فاعلاتن سر غمرہ فعلات امی بجنبا فاعلاتن
 صفت روز فعلات کاریشکن فاعلاتن یہ ہیں بحرین دائرہ مجتلبہ کی اور اوزان اوسکے
 ہم سر ریح این بحر ہم در ہر دو لغت مستعمل است و چہلش در دائرہ مستعملن مفعولن
 دو بار است و دانی و مشطور یکبار و زند و آنرا در بتا بازی دو عروض و شش ضرب است و
 ہر شش وزن آمدہ و ابیاتش انیت ت یہ بحر بھی دونوں زبانوں میں یعنی تازی اور فارسی

میں مستعمل ہے اور اصل اوسکی دائرے میں مستعملین مستعملین مفعولات دو بار ہے اور
 وافی اور مشطور استعمال کرتے ہیں اور اوسکی استعمال تازی میں دو عروض یعنی مطوی
 مکشوف فاعلن یا محمول مکشوف فاعلن اور موقوف یعنی مفعولان یا مکشوف یعنی مفعولن ہیں
 اور چہ ضرہ بن مطوی موقوف فاعلن اور مطوی مکشوف فاعلن اور اصل مکشوف فاعلن ہیں
 عین اور محمول مکشوف فاعلن بنجر یک عین اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن ہیں
 اور چہ وزنوں پر آئی ہے اور بیتین اوسکی یہ ہیں ہم اشعر اذنان سلمی لا یرئی قلہا
 اگر اؤن قی شام ولا فی عراق ۛ عروض مطوی مکشوف است و ضرب مطوی موقوف است
 پہلا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اوسکا مطوی مکشوف ہے یعنی فاعلن اور ضرب مطوی
 موقوف یعنی فاعلن ہے ازمان بالفتح جمع زمان بمعنی وقت کثر اور منتخب اور غیاث
 اور سلمی نام محشودہ عرب اور شام اور عراق دونوں ملک جسس و خوبی مشہور ہیں اور اذان
 میں راہی مشدودہ اول متعلق مصرع اول ہے اور ثانی متعلق مصرع ثانی بمعنی یہ ہیں نہانی
 سلمی کی نہیں دیکھی مانند اونکے دیکھنے والوں نے شام میں اور نہ عراق میں تقطیع یہ ہے
 ازمان سل مستعملن مالایری مستعملن مشعر فاعلن را اور فاعلی مستعملن شامودہ المستعملین فی عراق
 فاعلن ہم ب شعر آج الہوی از سم بذات الغضائہ مخلوقی مشتمل محمول ۛ عروض
 و ضرب مطوی مکشوف است ت دوسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب اوس میں
 دونوں مطوی مکشوف ہیں یعنی فاعلن غضا نام ایک درخت صحرائی کا مانند کنا کہ اگلا و کنا
 ویر تک رہتی ہے غیاث سے اور مخلوق بمعنی کہنہ اور سنج بمعنی ساکت سنج سے کہ کہنہ
 بمعنی گنگ شدن ہے غیاث سے اور محمول ریگ نودہ گردیدہ یا منقلب الاحوال اور شبنم
 لکھا ہے کہ محمول اور اصل زمین و شہر قطر سیدہ بمعنی یہ ہیں کہ اوٹھا یا یعنی پیدا کیا عشق کا
 نشان مکانات نے اوس موضع میں کہ جس میں درخت غضا ہے کہنہ اور ساکت منقلب الاحوال
 تقطیع یہ ہے ما جلاوا مستعملن سمن ہذا مستعملن لغضا فاعلن مخلوق مستعملن مستعملین
 مجولو فاعلن ہم ج شعر قالت وکم لقصید لقیل الغضا ۛ ثلثا ثلثا ثلثا ثلثا ۛ عروض
 پہچنان است و ضرب اصل تیسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض وہی یعنی مطوی مکشوف

فاعلن اور ضرب اصل یعنی فاعلن سکون عین غنا بالفتح والقصر سخن فحش و یہودہ منتخب سے
 اور مہل یعنی زبان غیاث سے معنی یہ ہیں کہ کما محشوقہ نے در حالیکہ قصد نہیں کیا گیا تھا
 بسخن فحش زبان سے کہ تحقیق ہو سچا یا تو نے اس سخن فحش کو میرے کانوں میں تقطیع یہ ہے
 حالت ولم استفعلن بقصد لقی استفعلن للغنا فاعلن مہلن فقد استفعلن بلغت اس استفعلن باعی
 فعلن ہم و شعر انکسر مشک و الوجودہ دما نیر و و اطراف ان الاکف عثم عروض و ضرب ہر دو
 محمول مکشوف ست و این چار وانی ست ہم چوتھا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب و انون
 محمول مکشوف ہیں یعنی فعلن تجرک عین معنی یہ ہیں جو محشوقون کی مانند ہو مشک و عثم
 اور مونہ اونکے مثل دینار و نکے سرخ اور روشن ہیں اور سر انگشتان حبابہ مثل عثم
 سرخ ہیں اور عثم بفتحتین ایک درخت ہے زمین حجاز میں کہ بھل اوکے سرخ ہوتے ہیں یا اونکو
 تشبیہ دیتے ہیں انگشتان حبابہ سے کذا فی المنتخب تقطیع یہ ہے انکسر استفعلن
 کو و تو جو استفعلن ہذا فاعلن نیر و و اطراف استفعلن رافلاکف استفعلن فعثم فاعلن و یہ چار وانی
 وانی کے ہیں ہم و شعر یضمن فی حاقا تھا بالابوال و عروض و ضرب یکی است و این چار
 ست یا سچوان شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب ایک ہیں یعنی مشطور ہے اور یہ چار
 یعنی مفعولان معنی یہ ہیں کہ گراتے ہیں وہ نانی کنار ہای فرج سے اپنی پیشاب تقطیع یہ ہے
 یضمن فی استفعلن حاقا تھا استفعلن بالابوال مفعولان ہم و شعر یا صاحبی زحلی اقل عذری
 ہچمنان است و آن مکشوف ست و ہر دو وزن از مشطور ست چھٹا شعر جو مرقومہ متن ہے
 ادسی طرح پر ہے یعنی عروض اور ضرب ایک ہیں بسبب مشطور ہونے کے اور وہ مکشوف ہے
 یعنی مفعولن معنی یہ ہیں اسی دو صاحب جو ہم منزل میری کم کرو باثر میرا راجل بالفتح مسکن و
 منزل درخت و سباب و بالان شتر و کوچ صلاح اور منتخب وغیرہ سے کذا فی الغیاث اور عدل
 بکسر اول و سکون ثانی بار یکطرف کہ پشت ستور پر لیجاتے ہیں غیاث سے ح ای دو بار
 بالان یعنی سواری من کم کنید ملامت من تم کلامہ ظاہر ہے کہ عدل بمعنی ملامت خلاف تمام ہے
 اور عدل بمعنی بار یکطرف شتر موافق تمام تقطیع یہ ہے یا صاحبی استفعلن راجل اقل استفعلن
 لا عدلی مفعولن اور یہ دو وزن وزن مشطور کے ہیں ہم و بطریق زحاف و گیر ارکان مخبون و

مطوی و مخبول روادارند و ضربہای مشطور و مخبون روادارند است اور بطریق نزحات کہ یعنی
 بطریق تغیر است جائزہ کے اور ارکان مخبون یعنی مفاعیلن اور مطوی یعنی مفتعلن اور مخبول یعنی
 فعلتن روادار سکتے ہیں اور ضربہای مشطور و مخبون روادار سکتے ہیں یعنی مفعولان اور مفعولن کو
 ضرب مشطورین مفعولان اور مفعولن بھی کر لیتے ہیں ہم و اما پارسی ارکان ہمہ مطوی یکا و دار
 و بر سالم و مخبون شعر نیامده است الا آنچه عروضیان بہ تکلف گفته اند از جهت تشبہ بحرب و گفتہ
 اور اسہ عروض است و ہشت ضرب و بردہ وزن آورده اند باین تفصیل است و اما فارسی میں
 ارکان مطوی استعمال کرتے ہیں اور سالم اور مخبون میں شعر نہیں آتا ہے الا جو کچھ کہ عروض
 بہ تکلف کہا ہے بچھت تشبہ بحرب سمجھا جاوے اور کہا ہے کہ اس کے تین عروض یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلن اور مخبون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم
 مقصور فاع یا اصلم محذوف فع اور آٹھ ضربیں ہیں یعنی مطوی موقوف فاعلان اور مطوی
 مکشوف فاعلن اور مخبون مکشوف مفعولن اور مخبون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم مقصور
 فاع اور اصلم محذوف فع اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن اور اصلم حقیقت میں مخبول
 مکشوف مسکن کہ ہے علاحدہ نہیں ہے یعنی فعلن مسکن العین کہ وزن چارم میں ضرب ہے
 اور اسکو عروضیوں نے اصلم کہا ہے سہو کی ہے حقیقت میں وہ فعلن متحرک العین کو
 مسکن کیا ہے پس ضربیں آٹھ ہوئیں نہ نو اور اس بحر کو دس وزنوں پر لائے ہیں اس تفصیل
 ہم ا عروض مطوی موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف برنگو نہ بیت چون نثریم دست
 فقر اک توچہ جز تو کسی نیست مراد سنگیر است پہلا وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف یعنی فاعلان بیت مثال کی جیسا کہ متن
 میں ہے قطع یہ کہ چون نثریم مفتعلن دست لغت مفتعلن راک تو فاعلن جزت کسی مفتعلن نہیں
 مفتعلن و سنگیر فاعلان اور فقر اک بمعنی شکا شاعر ہے ہر عروض ہمان و ضرب مطوی مکشوف
 و حقیقت ہمان وزن اول ہست و دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور
 ضرب مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور یہ حقیقت میں وہی وزن اول ہے ہر ج عروض مطوی
 مکشوف و ضرب مخبون مکشوف برنگو نہ بیت ماہ رخا بر ہمہ روی زمین ہجر تو مر یاد گر نثریم

تشریح وزن عروض مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مجہول مکشوف یعنی فعلن متحرک العین مثال
 جیسا کہ متن میں ہے قطع یہ ہے ماہ رخا مفتعلن برہم و مفتعلن ایزنی فاعلن خبر مقرر مفتعلن یا دیگر
 مفتعلن نسر و فعلن اور نسر و یعنی نسر اور نہیں ہے ہم و عروض ہمان و ضرب اصل مکشوفہ اندواین
 سو است پھر اینجا طی لازم است و حقیقت مجہول مکشوف مسکن است مثالش بیت بیت پست پست
 شفا سے دلم نہ انکہ شد او خستہ باد است و این وزن مسکن وزن سوم است چوتھا
 وزن عروض وہی یعنی مجہول مکشوف فاعلن اور ضرب اصل علم عروضیون کے کہی ہے یعنی جب
 مفعولات سے تدرج جائے مفعول ہے مقام پر اس کے فعلن مسکن العین لایکن اور یہ
 سو ہے اس واسطے کہ ہمان سریع مطوی میں طے لازم ہے پس جب اصل مکشوفہ کہا طے کہاں رہا
 لہذا اسکو مجہول مکشوف مسکن کہنا چاہیے کہ خیل اجتماع ضمن و طے ہے اور جب اسکو مسکن
 کریں فعلن مسکن العین ہو معنی بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہیں کہ لب تبرے میرے دل
 کے واسطے شفا ہیں اس لیے کہ یہ تیری آنکھ کا بیمار ہے اور دوا موافق اور مناسب بیماری کے
 چاہیے قطع یہ ہے پست او مفتعلن بہت شفا مفتعلن ای دلم فاعلن نہ انکہ شد و مفتعلن خستہ باد
 مفتعلن و است فعلن اور یہ وزن مسکن وزن سوم ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے تین جگہ
 غلط لکھا ایک یہ کہ مجہول مکشوف کو مجہول مکشوف لکھا اور نسر و بروزن فعلن بھی نہیں ہے
 بلکہ بروزن فعلن ہے دوسرے یہ کہ اینجا طے لازم است پر یہ حاشیہ لکھا چ قولہ اینجا طی لازم است
 و از ان مفتعلن شود پس اگر انرا اصل مکشوفہ بروزن فعلن ماند نہ فعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ ضرب میں
 کرن اصلی مفعولات واقع ہوا ہو نہ مستفعلن کس واسطے کہ سریع ضمن نہیں آئی پس مفعولات سے
 اصل فعلن ہو گا نہ مفتعلن جیسا صاحب حاشیہ نے لکھا کیا ہتیسہ اسخاطہ وزن آئندہ میں ہم
 عروض و ضرب ہر دو مجہول مکشوف ہر نیگو نہ بیت قبلہ من روی چو باد توشہ قبلہ ازین نہ بود
 ہمان و عروض ہمان و ضرب اصل علم و سخن و ہمان است کہ گفستہ است پانچواں وزن عروض
 اور ضرب دونوں مجہول مکشوف یعنی فعلن متحرک العین بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطع یہ ہے
 قبلہ من مفتعلن روی چا مفتعلن شد فعلن قبلہ ازنی مفتعلن بہنو و مفتعلن ہمان فعلن چو باد
 عروض وہی یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب اصل علم یعنی جسکو عروضی اصل کہتے ہیں اور کلام اس میں

وہی ہے جو کہا گیا یعنی طے لازم ہے اسکو مجبول کشوف مسکن کہنا چاہیے صاحب حاشیہ نے
اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے قسطی عش قبل من مفتعلن روا چہ مفتعلن ہے تشد فاعلن قبل از می مفتعلن
بمنہو مفتعلن ورجہان فاعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ مجبول کشوف فعلن ہے نہ فاعلن اور قطع نظر
اسکے اگر عروض و ضرب فاعلن ہو وہ وزن اول ہے ہم تر عروض اصلم مقصور یا اصلم محذوف
و ضرب اصلم مقصور یا نیکونہ بیت سنگدل آن یار نے آرم یکشم از خود کند شاد و چ
عروض بہان و ضرب اصلم محذوف و بحقیقت بہان است ساتوان وزن عروض اصلم
مقصوف فاع یا اصلم محذوف فع اور ضرب اصلم مقصور فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ
سنگدل مفتعلن یا رب مفتعلن رزم فاع یکشم مفتعلن خذ کن مفتعلن شاد فاع آرم لفتح زار حجب و
سکون را رملہ بشرم اور حیا اور شفقت اور رہ بانی اور صلح اور شتی طائف اور ہما گیری او
بر بان اور راری کذافی الغیات آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب اصلم محذوف
یعنی فع اور یہ حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی ہفتم اور شتم ایک وزن ہے ہم ط مشطور و
ضرب موقوف بر نیکونہ ع در سر من جسر ہوں جانان نیست ہی ہم مشطور و ضرب کشوف
بر نیکونہ بیت بار دیگر آن بیت من باز آدیت نوان وزن مشطور اور ضرب موقوف یعنی مفعولان
پوکر عروض کا نکلیا اس واسطے کہ مشطور میں عروض اور ضرب ایک ہے مثال جیسی متن میں ہے
تقطیع اسکی یہ ہے در سر من مفتعلن خبر ہو سی مفتعلن جانائیس مفعولان و سوان وزن کجی
مشطور اور ضرب کشوف یعنی مفعولن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بار دیگر
البت من مفتعلن باز آمد مفعولن معلوم ہو کہ مثال اول مشطور میں عین لکھا اور مثال دوم مشطور
بیت اشارہ یہ ہے کہ مشطور کو مصرع اور بیت دونوں کہہ سکتے ہیں ہم و بنزدیک ساخران مستعلن
وزن اول است دوم از سالم مثال بر نیکونہ گویند بیت و خواہ من بر من تم گار شدہ بی ہیج
جرمی مر مر کرد و خواہ و از مجنون بر نیکونہ بیت چو اغرد می کنی بارہی چہ جہا بھی کنی دلش را بدردہ
دیگر بار ہمہ مثال آوردہ اند لیکن ناخوش و شکستہ باشد است اور نزدیک ساخران کے
وزن اول مطوی کا مستعلن ہے اور دو کسر اور دن سا کلم جسکی مثال مرقومہ متن ہے تقطیع خواہ
من مستعلن بر من تم مستعلن کار شد فاعلن بی ہیج خبر مستعلن می مر مستعلن کرد و فاعل

اور مجنون اوسی سالم کا جو مثال مقررہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چنانچہ مفاصل و می کنی مفاصل
بار ہے فاعلن چہ راہی مفاصلن کنی و شش مفاصلن را بدو فاعلان اور مثالین اور وزنوں کی یہی
یہ نقشہ عرب لائے ہیں مگر ناخوش اور تکلیف دہندہ ہیں اور یہی یعنی بندہ یعنی عاشق ہم قریب
این بحر پارسی گویان خاص است و حملش در دائرہ مفاصلین مفاصلین فاع لاتن دو بار است و
در بنا مکفوف بکار دارند موفور یا اخر ب و ہر دو را دو عروض و چار ضرب آورده اند و گفتہ اند ہر
وزن آمدہ است و مکفوف را دو وزن آورده اند یک عروض مقصور یا محذوف و دو ضرب اول
مقصورہ دوم محذوف و بحقیقت ہر دو یکی است مثالش انیت بیت فغان زان سر زلفین تا بدار
فروہشتہ زیاقوت آبدار است یہ بحر فارسی گو یوں کی خاص ہے اور اصل اوسکی دائرے
میں مفاصلین مفاصلین فاع لاتن ہے دو بار اور استعمال میں مکفوف ہے موفور یا آخر
موفور وہ کہ جسمین خرب نہ یعنی مفاصل اور اخر ب مقفول اور دو تنگی و عروض ہیں یعنی
سالم اور مقصور یا محذوف اور چار ضرب ہیں یعنی مقصور اور محذوف اور سالم اور صبیغ
اور کہا ہے کہ چہ وزنوں پر آئی ہے اور مکفوف کے دو وزن لائے ہیں ایک کا عروض
مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور دو ضرب ہیں اول مقصور یعنی فاعلان اور دوم
محذوف یعنی فاعلن اور حقیقت میں یہ دو وزن ایک ہیں مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
فغان زان مفاصلین مفاصلین تا بدار فاعلان فروہشتہ مفاصلین زیاقوت مفاصلین آبدار
فاعلان اور زیاقوت آبدار سے مراد خسارہ ہے ہم و اخر ب چار وزن آورده اند و عروض
و چار ضرب عروض سالم و ضرب صبیغ و این پسندیدہ نیست چہ از دائرہ زیادت است مثال
بیت شمسیر بزد گفت دہندہ چہ خود ہر چہ جز این بود مثال است اور اخر ب کے
چار وزن لائے ہیں اور دو عروض لائے ہیں سالم اور مقصور یا محذوف اور چار ضرب ہیں اول
سالم صبیغ مقصور محذوف پہلا وزن عروض سالم فاع لاتن اور ضرب صبیغ فاع لیمان اور یہ
پسندیدہ نہیں ہے کسوا سطلے کہ دائرے سے زیادہ ہے معلوم ہو کہ قریب دائرے میں
اور مشن نہیں آئی ہے کسوا سطلے کہ سیرلح اور قریب اور حمل اول یعنی جدید انکی اوایل میں
رکن کر آیا ہے اور ان تیسوں کو مشن نہیں لائے ہیں بیت مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی

یہ سبب شمشیر مفعول برزیدہ قول گفت دہندہ فاعل لاتن مفعول خبر ایب مفعول مست
 فاعل بیان گفت دہندہ یعنی قبضہ دہندہ اور خود یعنی تحقیق اور محال یعنی باطل ضرب ہر دو سالم
 شالشی بیت باران کہ زمین پاک کو شستہ داردہ چون کردل من غم ہی نشویدت دومر و
 عروض اور ضرب دونوں سالم بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے معنی یہ ہیں کہ باران زمین کو
 پاک اور شستہ رکھتا ہے سبب کیا کہ میرے دل سے غبار غم نہیں کھوتا قطع بار کہ مفعول زمین پاک
 مفاعیل شستہ داردہ فاعل لاتن چون کردل من غم ہی نشویدت فاعل لاتن من غم ہی
 مقصور یا محذوف و ضرب مقصور برنگینہ بیت باہر دم ناسازگار طبع ہا بیچارہ شود مرد و سازگار
 ست قیسہ وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہو قطع اسکی یہ ہے باہر مفعول مناساز مفاعیل کا طبع
 فاعلان بیچارہ مفعول شود مرد و مفاعیل سازگار فاعلان ہم عروض ہمان است و ضرب محذوف
 و تحقیق ہمہ نہ وزن بیش نیست و حکم تسکین اواسط ہمان است کہ گفتہ آمد و این بحر نزدیک
 متاخران ہم متروک است چوتھا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف
 فاعلن و حقیقت میں سبب میں وزن سے زیادہ نہیں ہیں کسواسطے کہ دونوں کیفیت ہوں
 ایک ہیں اور چاروں اثر ہوں اور حکم تسکین اوسط کا وہی ہے جیسا کہ سابق میں کہا گیا
 جائز ہے پس مفعول مفاعیل بعد تسکین اوسط کے مفعول ہوگا اور یہ بحر بھی نزدیک متاخران
 متروک ہے ہم متروح این بحر ہر دو لغت مستعمل است و تباہی اصلش در دائرہ مستعمل مفعول
 مستعملن دوبار باشد و در نیا وافی و منہوک آید و اور ایک عروض بود و سہ ضرب و پر سہ وزن
 آید کیے وافی و بیش نیست یہ بحر دونوں زبانوں میں یعنی عربی اور فارسی میں مستعمل
 اور اصل اسکی دائرہ تازی میں مستعمل مفعولات مستعملن ہے دوبار اور مستعمل میں وافی اور
 منہوک آتی ہے اور اسکا ایک عروض ہے یعنی سالم مستعملن اور تین ضرب ہیں یعنی مطوی
 مستعملن اور موقوف یعنی مفعولان اور مکشوف یعنی مفعولن اور تین وزن پر آتی ہے ایک وافر
 بیت اسکی یہ ہے ہم اشعر ان ابن زید لازل مستعمل چوتھیں قطعی فی مضمرہ انفع کا
 عروض سالم و ضرب مطوی است پہلا وزن عروض سالم مستعملن اور ضرب مطوی یعنی

مقتضی سے بیت مثال کی جیسا کہ مسطورہ متن سے تقطیع اوسکی یہ ہے ان بنی زمری مقتضی
 ویکل افعال مقتضی مقتضی الخیر مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی
 بالضم نیکوئی اور احسان اور بضم زہی آیا ہے مخف سے معنی یہ ہیں تحقیق کہ لیسر زہی ہمیشہ
 استعمال کرتا ہے خیر کو فاش کرتا ہے لیسر شہر میں احسان کو روح الحرف بالضم الاحسان بضم
 مبا لفعہ اور ضرورتہ تم کلامہ قتال ہم و دو منہوک یکے را ضرب موقوف و پیش نیست بضم
 صبر انبی عید اکر رہ و دیگر را ضرب مکشوف و پیش نیست ج شعر و نیم سفید سعادت
 اور دو منہوک یعنی شئی ایک کی ضرب موقوف یعنی مفعولان مفعولات سے اور وہ وزن دوسرا
 بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے صبر ان بنی مقتضی مقتضی مقتضی مقتضی
 معنی یہ ہیں کہ صبر کر و اسے پسران عید دار اور دوسری منہوک کی ضرب مکشوف یعنی مفعولان
 مفعولات سے وہ وزن تیسرا ہے بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
 ویکل مستفعل و بعد مفعولن معنی یہ ہیں کہ خرابی سے واسطے اتم سعد کے کہ نام بھی اوسکا
 سعد ہے اور ویکل مستفعل اصل میں ویکل لائم سعد تھا اور سعد منصوب باعنی ہے ہم و بطریق رضا
 درہم ارکان غیر ضربہا خبن و طی و خیل بکار دارند الا در کن عروض کہ اگر خیل کتد با نامی مفعولات
 پنج متحرک متوالی شود و شاید و در ضربہا سے منہوک خبن بکار دارند و وزنی دیگر یافتہ اند کہ خیل
 نیاوردہ است و آن وافی است عروض سالم و ضرب مقطوع است اور بطریق زحافت کے
 سب ارکان میں سوا ضربوں کے خبن یعنی مفعولن اور مفعولات اور طی یعنی مقتضی اور مفعولات
 اور خیل یعنی فعلیتن اور مفعولات استعمال کرتے ہیں الا کن عروض میں خبن اور طی لاتے ہیں
 خیل نہیں لاتے کسوا سیکہ کہ اگر خیل لائیں نامی مفعولات سے مل کر پانچ متحرک متوالی جمع
 ہو جائیں اور یہ پنچا ہے مثلاً کہیں مقتضی مفعولات فعلیتن پس تا اور فا اور عین اور لام
 تا ثانی پانچ متحرک جمع ہوں اور پانچ متحرک جمع نہیں ہوتے اور اضراب منہوک میں
 خبن یعنی مفعولات استعمال کرتے ہیں بدو ایک وزن اور پانچ خیل اوسکو نہیں لایا ہے
 اور وہ وافی ہے عروض سالم یعنی مستفعل اور ضرب مقطوع یعنی مفعولن اور اسکی مثال کی حالت
 کہ وزن اول وافی میں اگر عرفا کو بسکون را بڑ ہے مثال اسکی ہو جائے شرح قولہ وزنی دیگر آہ

باید دانست که وزنی مقطوع الضرب که در مفتاح و غیر آن اگر تبت فن مذکور است نسبت بهیت
 ذاک و قد اذو عراک و خوش بجنب انحر رجب لبا نه جعفر یعنی انکس عالی که ترسانند
 حشیان را کشتاده رخسار فراخ است سینہ او و واسع است لقطعی عش ذاک و قد مفتعلی اذو عرا
 فاعلات خوش بصل مفتعلن تلخ و روح مستفعلن بلبان فاعلات بموجف مفتعلن اما مخفی نامند که
 درین وزن عروض هم مطوی است سالم چنانکه محقق علام میفرماید و شاید که مصنف علام را مثالی دیگر
 سالم العروض و قطع الضرب بهم رسیده باشد اما دیگر عروضیان بر قطع عروض الضرب کنفامی نمایند
 قتال هم و اما پارسی اصلش در دایره مستفعلن مفعولات چهار بار باشد و دانی و مجز و مشطور
 یعنی شمن و مسدس و مربع بکار دارند و همه ارکان مطوی مستعمل است و عروضیان گویند در
 سه عروض و پشت ضرب است و بر دوازده وزن آمده است چهار شمن و شش مسدس و مربع
 بدین تفصیل است اما فارسی اصل اس بحر کی دایره مین مستفعلن مفعولات چهار بار است و او
 دانی و مجز و مشطور یعنی شمن و مسدس و مربع استعمال کرتے ہیں اور سب ارکان مطوی
 یعنی مفتعلن فاعلات مستعمل ہیں اور عروضی کہتے ہیں کہ او سکے تین عروض ہیں یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی کثوف فاعلان اور اصلم مقصور و ہم اخذ مقصور فاع یا اصلم مخذوف
 و ہم اخذ مخذوف فع اور مطوی محرر مفتعلن یا مقطوع مفعولن اور آٹھ ضرب ہیں ہیں یعنی
 مطوی موقوف فاعلان اور مطوی کثوف فاعلان اصلم مقصور و ہم اخذ مقصور فاع یا اصلم مخذوف
 و ہم اخذ مخذوف فع اور مطوی مذال مفتعلان اور مطوی محرر مفتعلن اور اعرج مفعولان
 اور مقطوع مفعولن معلوم ہو کہ جب فاع اور فع شمن مین مفعولات سے بنی اصلم مقصور
 اور اصلم مخذوف ہو اور جب مسدس مین مستفعلن سے بنی اخذ مقصور اور اخذ مخذوف
 پس لفظ مین ایک ہیں اگر چه اعتبار دو ہیں لہذا محقق علیہ الرحمہ نے آٹھ ضربیں لکھیں کہ اگر
 کہ غرض صورت لفظ سے ہے نہ اعتبارات سے چنانچہ مربع مین دو مقطوع سے ایک مفتعلن
 فاعلان سے دوسرا مفعولن مستفعلن سے وہاں دو نون شمار مین لیے کہ صورت مین دو تین
 لفظ کی صاحب حاشیہ نے بیان بھی کیا اور یہ کھجور مطوی موقوف و مطوی کثوف
 و اصلم مقصور و مذال و اعرج و مقطوع و اخذ مقصور و اخذ مخذوف و مطوی محرر اصلم

و این سہ دہ بودہ ہشت چنانکہ مصنف فرمودہ تم کلامہ قتال اور بیہ سحر بارہ وزنوں پر آئی ہر
 چار ٹمن اور چہ سدرس اور دمر بن اس تفصیل سے مٹمنات عروض مطوی موقوف
 یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف بر نیگو نہ بیت ترک من آن خوب روی سیمبر و مہر جوی
 قانتش آزادہ سرودی چو ماہ تمام ہ و چون این وزن چہار خانہ شود مسسط یا غیر مسسط
 رکن دوم ہر دو مصرع ہم مطوی مکشوف یا موقوف بکار دارند بر قیاس عروض و ضرب
 ت شمنات وزن پہلا عروض مطوی موقوف فا علان یا مطوی مکشوف فا علن اور
 ضرب مطوی موقوف فا علان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے لقطیع بیہ ہے ترک من
 منتعلن خوب روی فا علان سیمبر و منتعلن مہر جوی فا علان قانتش منتعلن زا و سر فا علان
 ردی چہا منتعلن ہے تمام فا علان اور جو بیہ وزن چہار خانہ ہو یعنی با قافیہ اور غیر مسسط یعنی
 نے قافیہ رکن دوسرے وزن مصرعوں کا بھی مطوی مکشوف یعنی فا علن اور مطوی موقوف
 یعنی فا علان استعمال کرتے ہیں مثل عروض اور ضرب کے یعنی مطلع میں رکن دوم ہم
 و ضرب ہوگا اور اشعار میں رکن دوم ہم قافیہ عروض ہوگا بر وزن فا علن خواہ فا علان
 پس اگر چہار خانہ دہنو مثلاً ایک لفظ نصف رکن دوم میں نصف رکن سوم میں
 مقبہ ہو یا رکن دوم کو مطوی مکشوف اور مطوی محذوف مسئل
 عروض و ضرب کے نہ کہیں گے بلکہ وہ ہمیشہ مطوی محذوف ہوگا ح تو کہ چہار خانہ
 آگے منقسم شود چہار قسم کہ یک قسم را از انہا بادگیرے قافیہ بود پس اگر سہ ازان یک قافیہ
 دارند و چہارم قافیہ دیگر دارد کہ یا بیت دیگر مانند آن ہم قافیہ است آنرا مسط گویند و تفصیل
 و تخیلش در اول کتاب گذشت و مثال غیر مسط سے اشعی دل دل سوار شاہ سلام علیک
 حیدر با ذوالفقار شاہ سلام علیک ہ تم کلامہ قتال م ب عروض ہمان و ضرب مطوی
 مکشوف و بحقیقت ہمان است دوسرے وزن عروض وہی یعنی فا علان یا فا علن اور
 ضرب مطوی مکشوف یعنی فا علان اور حقیقت میں یہ وہی ہے یعنی وزن اول اور دوم
 ایک ہے م ج عروض اصل مقصور یا اصل محذوف و ضرب اصل مقصور یا نیگو نہ بیت
 من ز فرغ رخ چو ماہ تو ہر شب ہ باز نمایم نشان ز شعلہ خورشید و عروض ہمان و ضرب

اصول محذوف و بحقیقت همان است که گذشت است میسر اوزن عروض اصل مقصور یعنی فاع
یا اصل محذوف یعنی فاع اور ضرب اصل مقصور یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
تقطیع او سکی یہ ہے من ز فرد مفتعلن علی رخی فاعلات ماہ تہ مفتعلن شب فاع باز تہ مفتعلن
بم فاع فاعلات شعل آخر مفتعلن شب فاع و زن چوتھا عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب
محذوف یعنی فاع اور حقیقت میں یہ وہی وزن ہے جو گذرا یعنی سوم اور چارم ایک ہر
م سہ رسات ہ عروض مطوی معرے یا نذال و ضرب نذال براہیگونہ بدیت یا برن ان
سر و قد موی میان سیم برو مشک زلف بدر جمال و عروض و ضرب ہر دو مطوی معرے
و حکمش همان است با پنجوان وزن عروض مطوی معرے یعنی مفتعلن یا مطوی نذال
یعنی مفتعلان اور ضرب مطوی نذال یعنی مفتعلان اگرچہ عروض فقط مطوی معرے کتابت
میں ہے مگر تقریبہ جملہ عروض کہ لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ یا نذال کتابت سے
رہ گیا ہو بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے یا برنا مفتعلن سر و قد و فاعلات
موی میا مفتعلن سیم برو مفتعلن مشک زلف فاعلات بدر جمال مفتعلان چٹا وزن عروض
اور ضرب دونوں مطوی معرے یعنی مفتعلن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی پنج اور ششم ایک
اور ایک ساکن کی زیادت منیر وزن نہیں ہم ز عروض مطوی یا مقطوع و ضرب اعرج
براہیگونہ بدیت چون ز تو باشد عنایت ای مہتر پنج نتر سم ز حاسد و بد خواہد
ہمان و ضرب مقطوع و حکمش همان است سات سا توان عروض مطوی یعنی مفتعلن یا نذال
یعنی مفعول اور ضرب معرج یعنی مفعولان بیت مثال کی متن میں لکھی ہے تقطیع یہ ہے ہر چو زنا
مفتعلن شد عنای فاعلات تیمہ تر مفعولن ہیج نتر مفتعلن سم ز حاس فاعلات و بد خواہد
مفعولان اکھوان وزن عروض وہی یعنی مفتعلن یا مفعولن اور ضرب مقطوع یعنی مفعولن
اور حکم او سکا وہی ہے یعنی وزن ہفتم اور ششم ایک ہے ہم و بعضے از قدما این عروض را
ضرب مجنون مطووس کہ بروزن فاعول باشد استعمال کردہ اندک اور بعضے اس عروض کے
مقابلے میں ضرب مجنون مطووس یعنی فاعول لائے ہیں مثلاً مصرع ثانی بیت مذکور کا یون
س ہیج نتر سم ز حاسد و غیر پس و غیر بروزن فاعول ہو ہم ط عروض اخذ مقصور یا

محذوف و ضرب اخذ مقصور بر اینگونه بیت ای بدو رخ چون گل بهار چون تو ندیدم
 کیے نگارے عروض و ضرب اخذ محذوف و حکمش همان ست است توان وزن عروض
 اخذ مقصور یعنی فاع یا اخذ محذوف یعنی فاع اور ضرب اخذ مقصور یعنی فاع بیت مثال
 کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے ای بدو رخ مفتعلن چو کلیب فاعلات ہار فاع چو تندی
 دوم یکین فاعلات گار فاع دسوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب اخذ محذوف
 یعنی فاع اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن نہم اور وہم ایک ہے ہم مرعات یا عروض مطوی
 موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف بر اینگونه بیت چون ز تو رخ فرود صابری
 از من مجوہہ صیب عروض همان و ضرب مکشوف و حکمش همان است است مرعات گیار ہوا
 وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف
 یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے چو ترن مفتعلن ہم فرود فاعلان
 صابریز مفتعلن من مجوہہ فاعلان بار ہوان وزن عروض وہی یعنی فاعلن یا فاعلان اور ضرب
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن یازدہم اور دوزدہم ایک ہے
 ہم داین جملہ بحقیقت پنج وزن است و تسکین اوسط ہمہ جار و ابودت اور یہ سب یعنی
 دوازده حقیقت میں پانچ وزن ہیں اور تسکین اوسط سب جگہ روا ہے ظاہر ہے ششم
 میں وزن پہلا اور دوسرا ایک ہے یہ ایک ہوا اور تیسرا اور چوتھا ایک ہے یہ دوا
 اور مسدسات میں وزن پانچواں اور چھٹا اور ساتواں اور آٹھواں بسبب جواز تسکین اوسط
 ایک ہے یہ تین ہوتے اور توان اور دسوان ایک ہے یہ چار ہوتے اور مرعات میں
 گیار ہوان اور بار ہوان ایک ہے یہ پانچ ہوتے صاحب حاشیہ نے یہاں یہ حاشیہ
 لکھا ہے ح تو کہ بحقیقت پنج وزن است مخفی نماز کہ باسقاط وزن دوم و چہارم و ششم
 و ہشتم و دہم و دوازدهم کہ ہر ایک بمقابلش متحد است شش بانی می ماند و اسقاط اور ان
 سببہ ازین دوازده بنجیال ناقص نمی آید تم کلامہ افسوس کہ اس عبارت کو بھی منہجی کہ تسکین اوسط
 ہمہ جار و ابودم و چون و ضرب سوم و چہارم یا دہم ہمہ سکر کنند بہر ج نیز بر توان خواند
 مثلاً فاعلن فاعلات مفعولن فاع را چنین تقطیع توان کرد مفعولن فاعلن مفعولن فاع و این

تزانہ است و باقی برین قیاس و ہر جا کہ چنین افتد فرق بدیکر مصرعہاے قصیدہ ظاہر
ست اور جو وزن سوم اور چارم یا دہم میں سب مسکن کرین ہرج میں بھی پڑھ سکتے ہیں
مثلاً مفعولن فاعلات مفعولن فع کہ مسکن مفتعلن فاعلات مفتعلن فع وزن سوم اور چارم
کا ہے اوسکی یون تقطیع ہو سکتی ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فع اس صورت میں فاعلن
بجائے فاعلا اور مفاعیلن بجائے مفعولن ہوگا اور یہ وزن ترا نے کا ہے ہرج سے
اور باقی ارکان اسی قیاس پر اور جس جگہ ایسا واقع ہو فرق اور مصرعہای قصیدہ سے
ظاہر ہوگا یعنی اور مصرعون سے تمیز وزن ہرج اور وزن نسج میں ہو جائے گی ہم بعض
عروضیان برین اوزان از سالم مستفعلن و مخبون امثلہ آورده اند مثال وزن اول از سالم
بیت بریار من بیگناہ مجبرم بگرفت راہ چہ آن حاسد عیب خواہ و آن دشمن زشت
گومی چہ وار مخبون شہر مرا از ان روی لعل وزان دوزل سیاہ چہ ز روزگہ شب کنی
وز شب گہی باز روز بہت اور بعض عروضی ان وزنوں میں سالم سے مستفعلن اور مخبون
مثالین لائے ہیں یعنی اوزان سالم میں اول رکن مفتعلن تھا اوسکی جگہ مستفعلن سالم
اور مخبون مستفعلن یعنی مفاعیلن مثالوں میں لائے ہیں مثال وزن اول کی سالم سے
یعنی وزن اول سالم مفتعلن فاعلات تھا یہاں مستفعلن فاعلات ہے بیت مثال کی
موقوفہ متن ہے تقطیع یہ ہے بریار من مستفعلن بیگناہ فاعلات مجبرم بگ مستفعلن زشت
فاعلان حاسدی مستفعلن عیب خواہ فاعلات واد دشمنی مستفعلن زشت گومی فاعلان
اور مثال مخبون سے یعنی وزن اول سالم میں جہاں بجائے مفتعلن مفاعیلن آیا ہے
اوسکی مثال یہ ہے جو موقوفہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے مرا از مفاعیلن روی لعل
فاعلات دوزل مفاعیلن سیاہ فاعلان ز روزگہ مفاعیلن شب کنی می فاعلات زشت
مفاعیلن باز روز فاعلان ہم دوز مخبون اگر ہر دو مستفعلن مخبون یا شد نہایت ناخوش ہو
اما اگر دوم مطوی ہو بہتر باشد بر نیگو بہت مرا ز لعل و در تو نیست نصیب چہ مرا ز حبیب
سیاہ زشت گزند چہت اور مخبون بھی یعنی جہاں اول رکن مخبون آیا ہے اگر دواں
مستفعلن مخبون ہوں یعنی مفاعیلن نہایت ناخوش ہے لیکن اگر دوسرا مستفعلن ملو

یعنی مفتعلن بہتر ہے مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے مرارن مع مفاعلن کو درست
 فاعلاتن نبس نفسی مفتعلن بی فتح مرارن مع مفاعلن غمی سیاہ فاعلاتن نسبت کن مفتعلن می فتح
 معنی بیت کے یہ ہیں کہ مجھ کو ترے عمل و در سے یعنی لب و دندان سے نہیں ہے
 حصہ اور تری چشم سیاہ سے ہے گزند چرخ بالفتح و غین بمعجمہ ایک طائر شکاری ہے
 بطور شکوہ مؤید اور بران اور سراج سے کذا فی النیثام مثال وزن پنجم از سالم بیت
 بر من چہ کردہ دراز این زبان چہ بگذارتادارم این زبان در دہان ست مثال وزن پنجم کی
 سالم سے یعنی وزن پنجم سالم مفتعلن فاعلاتن مفتعلن تھایمان سجا سے مملوئی سالم ہے
 بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بر من چہ استغفلن کرداید فاعلاتن راز زبان
 مستغفلان بگذارتا مستغفلن دارم نیز فاعلاتن بادروہان مستغفلان ح بر من چہ مستغفلن
 کرداید فاعلاتن راز زبان مستغفلان بگذارتا مستغفلن دارم نیز فاعلاتن بادروہان مستغفلان
 و بررای مصنف وزن عروض مستغفلن باید و بہر کیفیت این شعر مثال وزن پنجم کہ دران
 عروض معری و ضرب ندال باید نہایتواند شد تم کلامہ معلوم ہو کہ صاحب حاشیہ نے پہلی
 عبارت بھی غلط پڑھی کہ جہان عروض معری ہے وہان یا ندال بھی ہے اور جملہ عروض
 مصنف علیہ الرحمہ نے اسی سیاق سے لکھے ہیں اور قطع نظر اس سے مصنف علیہ الرحمہ
 شالین بطور عروضیون کے لکھتے ہیں اور خود کہتے ہیں کہ الف اور نون سجا و ایک حرف
 کے ہے اور صاحب حاشیہ خود بھی جا بجا لکھتا ہے کہ زیادت یک ساکن منیر وزن نہیں
 باوجود اسکے ایسے اعتراض پر اصرار بھی ہے ہم دادر کن اول مخنون شعریہ بہ خوبی نہ از
 براسے وفا نہ تراگزیدم بناز خلق جہان چہ و باقی برین قیاس ست اور مثال رکن اول
 مخنون سے یہ ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع نہ بہر مفاعلن بی نازب فاعلاتن رای وفا
 مفتعلن تراکزی مفاعلن وم بناز فاعلاتن خلق جہا مفتعلن اور باقی شالین اسی قیاس پر
 ہیں ہم تحقیق این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و تہازی ہماشش و دوائرہ فاعلاتن
 مس قطع لن فاعلاتن دوبار است و اور اسے عروض و چہا ضرب ست و بر پنج وزن آئندہ است
 نہ از وافی و دواز محو با این تفصیل ست یہ بحر تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل

اوسکی دائرہ بازی میں فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے دوبار اور اوسکے تین
 عروض ہیں یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور چار ضرب ہیں
 یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور فو لن مجنون مقصور
 اور پانچ وزنوں پر آئی ہے تین وافی اور دو مجزواں تفصیل سے ہم اشعر علی اہلی
 مابین دینی فباؤنی ۛ وحلت کلویۃ بالتخال ۛ عروض و ضرب ہر دو سالم است
 پہلا وزن شعر جو تین میں ہے عروض اور ضرب اوسکے دونوں سالم یعنی فاعلاتن
 وری اور بادولی اور سخال تینوں نام قریوں کے ہیں اور فی فباؤنی میں یعنی داو ہے
 مصریہ میں کہ ادتری اہل میری قری کی کہی اور بادولی میں اور ادتری ساکن اوس قریہ
 عالمیہ کی قریہ سخال میں تقطیع یہ ہے حل اہلی فاعلاتن مابین وریس تفع لن تا فاؤ
 فاعلاتن لا وحلت فاعلاتن علوتیں مس تفع لن بسخالی فاعلاتن ہم ب شعر
 لیت شعری ہل ثم ہل ایتھم ۛ اویجو لن من دون ذاک الرئی ۛ عروض سالم ضرب
 محذوف ست دوم وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب محذوف یعنی فاعلاتن
 شعر مثال کا مرقومہ ہیں آتین صیغہ مضارع شکم بنون خیفہ اور سجون صیغہ مضارع فاعلاتن
 بنون خیفہ معنی یہ ہیں کہ کاش جانتا میں آیا ہر آؤنگا میں ان تک یا حایل ہوگی
 اس کے موت یعنی آیا یا رنکو پھر دیکھو نگا میں یا بغیر دیکھے مر جاؤنگا تقطیع یہ ہے لیت
 شعری فاعلاتن ہل ثم حل مس تفع لن ایتھم فاعلاتن اویجو لن فاعلاتن من دون
 وریس تفع لن کروا فاعلن ہم ج شعر ان قدر نایوگا علی عامرہ نقیصت
 اوزرہ لکم ۛ ہر دو محذوف واین ہر سہ وافی است تیسرا وزن عروض اظہر
 دونوں محذوف ہیں یعنی فاعلن معنی یہ ہیں اگر قدرت پاتا میں کسی دن عامر پرانٹا
 لیتا میں اوس سے یا چوڑ دیتا میں اوسکو واسطے تمہارے تقطیع یہ ہے ان
 فاعلاتن یومن علی مس تفع عامر فاعلن نقیصت من فاعلاتن ہوا وندع مس
 ہو لکم فاعلن یہ تینوں وزن وافی کے ہیں ہم شعر لیت شعری کاؤ اثری ۛ اثم
 فی آخر کا ۛ ہر دو سالم اندر جو سخا وزن شعر جو تین میں مسطور سے عروض اور ضرب

دونوں سالم ہیں یعنی مس تفع لن معنی یہ ہیں کہ کاش جاننا میں کہ کیا راہی اور عمر کی سہ
 میرے مقدسے میں تقطیع یہ سہ بیت شعری فاعلاتن ذاتری مس تفع لن لم حر
 فاعلاتن فی امرنا مس تفع لن ہم ہ شعر کل خطب ان لم تکنوا بد غضبتکم لیس
 عروض سالم و ضرب مجنون مقصور است و این ہر دو مجزوست ت پانچوان وزن شعر
 مرقومہ متن ہے عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلن معنی یہ ہیں
 کہ ہر کار عظیم اگر غضب نہ کر دتم آسان ہی تقطیع یہ سہ بیت کل خطب فاعلاتن ان لم تکنوا
 مس تفع لن تو غضبت فاعلاتن لیس و فعلن یہ دونوں وزن مجزوکے ہیں ہم و بطریق
 زحاف و یہہ ارکان نہیں رو ابو و دور رکن اول کفت و شکل رو ابو و میان حرف آخر رکن
 اول و حرف دوم رکن دوم معاقبہ باشد و در ضرب بیت اول تشیث رو ابو و دور عرض اگر
 بیت مصرع بود ہم لازم آید تا اور بطریق زحاف کے سب ارکان میں غنن روا ہے
 پس فاعلاتن فاعلاتن اور مس تفع لن مفاعلن ہوگا اور رکن اول میں کہ فاعلاتن ہے
 کفت یعنی فاعلات اور شکل یعنی فاعلات روا ہے اور در میان حرف آخر رکن اول کے
 کہ نون فاعلاتن کا ہے اور حرف دوم رکن دوم کی کہیں مس تفع لن کا ہے معاقبہ ہے
 یعنی دونوں سلامت رہیں گے یا ایک گر یگانہ دونوں اور ضرب بیت اول میں کہ سالم
 تشیث روا ہے یعنی بجائے فاعلاتن مفعولن لانا درست ہے اور عروض میں بھی
 اگر بیت مصرع ہوگی یعنی مطلع تشیث لازم ہوگی واسطے مطالقت ضرب کے ہم و اما
 ہا رسی اہمالش در دائرہ فاعلاتن مس تفع لن چار بار ابو و مجنون بکار و در اندر
 عروضیان گویند آزا چار عروض و ہفت ضرب بہت و بہشت وزن مستعمل است یکے
 مثنی و شش مسدس و یک مربع یا بن تفصیل است و اما ہا رسی میں اصل او سکی و اُتری
 فاعلاتن مس تفع لن چار بار ہے اور مجنون استعمال کرتے ہیں اور عروضیوں نے
 کہا ہے کہ او سکے چار عروض ہیں یعنی مفاعلن مجنون اور فاعلاتن مجنون اور مفعولن مشعت
 اور فاعلان مجنون مقصور یا فعلن مجنون مجزوست اور سات ضربین ہیں یعنی مفاعلن مجنون
 اور فاعلاتن مجنون اور مفعولن مشعت اور فاعلان مجنون مقصور اور فعلن مجنون مجزوست اور

فعلین مشعش محذوف اور فعلان مشعش مقصور اور انکھ دزنون پر مستعمل ہے ایک شمن
 اور چہ سددس اور ایک مربع اس تفصیل سے ہم اعروض اور ضرب ہر دو مجنون از شمن
 برنگونہ بلیت شمن انکس کہ تا بفرق ہی سوزم از قدم ہذا زعم عشق آن صتم کہ نہ بینی چند گرا
 رت پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون یعنی مفاعیلن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع اوسکی یہ ہے شما کس فعلاتن کتا بفر مفاعیلن قہمیسو فعلاتن زفر قدم مفاعیلن غی
 عشش فعلاتن قما صتم مفاعیلن کہ نہ بینی فعلاتن چند وگر مفاعیلن اور چہ اختصار چون او
 کا ہر بیان ہم سددسات ہے ہر دو مجنون برنگونہ بلیت تن نو در مذہب و دل تن چہ صنایع ہر کہ شش
 رسات چہ دوسرا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون ہیں یعنی فعلاتن بیت مثال کی متن میں بطور ہر تقطیع یہ ہے
 تن فی فعلاتن بند بو مفاعیلن دلی من فعلاتن صنایع مفاعیلن جبرئی مفاعیلن شتر اند فعلاتن صم ج عروض
 مجنون یا مشعش و ضرب مشعش و این بحقیقت همان است کہ ضرب دوم مثال شش بلیت
 سن اگر دل تن ہوشم بارے چہ رخ چون زعفران چہ پشام شتم تیسرے وزن عروض
 مجنون یعنی فعلاتن یا مشعش یعنی مفعولن اور ضرب مشعش یعنی مفعولن اور یہ وزن
 فی الحقیقت وہی ہے کہ ضرب دوسری یعنی قسم دوسری پس دوم اور سوم سددس میں
 ایک وزن ہے مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سنگدل فعلاتن تن ہوش مفاعیلن
 شتم بار ہی مفعولن رخ چون رخ فعلاتن فرائجی مفاعیلن پو شام مفعولن ہم و عروض ہا
 و ضرب مجنون مقصور برانگونہ بلیت چکنم چون مرا شخواہد یارم چکہ نالم ازین حکایت
 حال ہے ست چوتھا وزن عروض وہی یعنی فعلاتن یا مفعولن اور ضرب مجنون مقصور
 یعنی فعلاتن بیت مثال کی متن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چکنم چہ فعلاتن مرا ش
 مفاعیلن ہدیارم مفعولن یکہ نالم فعلاتن ازی حکما مفاعیلن تیال فعلان ہم و عروض ہا
 یا محذوف و ضرب ہم مجنون مقصور برانگونہ بلیت چکنم صابری چہ خبر نامندہ تم از
 صابری بگراختہ چہ ضرب مشعش مقصور ہم مستعمل باشد و بالیستہ کہ بخت آن دلی
 اندر ندی ست پانچواں وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلین
 اور ضرب بھی مجنون مقصور یعنی فعلان بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی

چکنم صا فعلاتن بری چسب مفاعلن رنما ند فعلان تفرزن فعلاتن چسا بری مفاعلن
 بگداخت فعلان اور ضرب مشعت مقصور یعنی فعلان بسکون عین بھی مستعمل ہے اور چاہیے
 کہ بھٹا دوسکے ایک وزن اور لائے ہم وعروض همان و ضرب مخذوف و کش همان
 مت چٹا وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون مخذوف یعنی فعلن اور حکم اوکا
 وہی ہے یعنی پنجم اور ششم ایک ہے ہم ز عروض همان و ضرب ابتر گفتہ اندوآن کہوت
 بل مشعت مخذوف ست برنگونہ بلیت چہ گندہ کردم ای نگار بگو کہ زمین روز و شب
 گریزانی ہے این جملہ مجزوا این بحر ست سا توان وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن
 اور ضرب ابتر کہی ہے عروضیون یعنی فعلن بسکون عین اور یہ سہو ہے بلکہ مشعت مخذوف
 اسواسطے کہ خبن بیان لازم ہے اور بعد خبن کے تیرسی فعلن بسکون عین نہیں سکتا
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چہ گندہ کر فعلاتن دمی نگار
 رکبو فعلن کز من رو فعلاتن ز شب گری مفاعلن زانی فعلن بسکون عین اور یہ سب اولان
 مجزو کے ہیں ہم مربع ح ہر دو مجنون ست برنگونہ بلیت چہ کئی با کسے جفا چہ کہ بود
 از تو بتلاست مربع آٹھوان وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون یعنی مفاعلن چسب
 بیت مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چکنی بافا علالتن کسی جفا مفاعلن کہو ز فعلاتن
 تبتلا مفاعلن ہم و بحقیقت این جملہ پنج وزن ست و صدر و ابتدا سالم رو بود و تسکین واسط
 متحرکات ہم جائز بودت اور یہ سب حقیقت میں پانچ وزن ہیں ایک مشن اور تین
 مسدس اول و سوم و چہارم اور ایک مربع باقی متحد صدر اور ابتداء این اوزان میں سالم لانا
 روا ہے اور واسط متحرکات کی تسکین بھی روا ہے یعنی سجاے فعلاتن مفعولن الامین
 جہان چاہیں ہم وعروضیان براکان سالم نہ تکلف امثلہ آوردہ اند مثال وزن اول
 از مسدسات برنگونہ بلیت چند گویم با من کن بدنگار چہ ناز عشقت پیدا نگردد و نہ نام
 ست اور عروضی ارکان سالم کی مثالیں یہ تکلف لائے ہیں مثال وزن اول کی مسدسات
 جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چند گویم فاعلاتن با من کن مستفعلن بدنگار
 فاعلاتن ناز عشقت پیدا کنر مس فاعلاتن و نہ نام فاعلاتن ہم مثال وزن دوم

بیت دلربا باشد پاک پیدار از دم نہ زوہر کس زین دیدہ نمازم ست مثال وزن دوم کہ
مسدسات سے جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دلربا با فاعلاتن شد پاک بی
مس تفع لن وار از دم مفعولن نہ زوہر کس فاعلاتن زنی دیدای مس تفع لن غمازم مفعولن
لفظ پاک شعر مذکور میں بمعنی صاف اور آشکارا ہے اور غماز بالفتح و تشدید المیم سخن چین
اور اشارہ کنندہ بچشم اور طعنہ زندہ لطافت سے کذا فی الغیث ہم مثال وزن سوم
روی یارم لالہ را کی پسند دہ لالہ چون او کی ہر دو در بہار بیت مثال وزن سوم کہ
سے شعر متن میں مرقوم ہے تقطیع او سکی یہ ہے روی یارم فاعلاتن مر لالہ راست فاعلاتن
کی پسند دہ فاعلاتن لالہ چو فاعلاتن کے ہر دو مس تفع لن دیہ ہار فاعلاتن ہم مثال وزن
چہارم بیت پنجم آمد و نخواہ سن بامداد ہر دو رخ را آریستہ چون بشت مثال
وزن چہارم کی مسدسات سے بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے پیشا مد فاعلاتن
و نخواہ سن مس تفع لن بامداد فاعلاتن ہر دو رخ را فاعلاتن آریستہ مس تفع لن چون بشت
فاعلاتن ہم مثال وزن پنجم بیت وقت رحمت نامد ترا ای نگار چہند داری ہار ابدین
زار بیت مثال وزن چہم کی مسدسات سے جیسی بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی
وقت رحمت فاعلاتن نامد ترا مس تفع لن ای نگار فاعلاتن چہند داری فاعلاتن ہار ابدین
مس تفع لن زاری فاعلاتن ہم مثال سالم وزن مشطوریہ بیت تاکہ ایدل اندہ خوری چہند
اولی تری ست مثال سالم وزن مشطوریہ مر ج کی تقطیع بیت مذکور کی یہ ہے تاکہ ایدل
اندہ خوری مس تفع لن تو بشاردی فاعلاتن اولی تری مس تفع لن ہم مضارع عین
سحر ہم و ہر دو وقت مستعمل ست و تبارزی اصلش در دائرہ مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن
دو بار باشد و در بنا مجز و آید و اور ایک عروض و یک ضرب بود ہر دو سالم و ہر یک وزن
آید و پیش نیست یہ بجز بھی تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل اسکی
دائرہ تازی میں مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن دو بار ہے اور استعمال میں مجز و آتی ہے
اور اسکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دونوں سالم یعنی فاع لاتن اور ایک وزن
آتی ہے اور بیت او سکی یہ ہے ہم شعر دغانی الی سعادہ و دغانی ہوی سعادہ

شعر مثال کا معنی اوسکے یہ ہیں کہ بلایا محکوم طر معشوقہ سعاد کے اسباب محبت سعاد کے
 اور تقطیع اوسکی یہ ہے وعلانی امفاعیل لاسعادون فاع لاتن دواعیہ مفاعیل اسعادوی
 فاع لاتن ہم و صدر و ابتدا کہ مکفوف اند مقبوض ہم رو بود و میان یا و نون مفاعیلین مراقبہ یا
 و در عروض کف نیز رو بود و مفاعیلین سشاید کہ بحر یا اشتر شود و اور صدر را و
 ابتدا کہ مکفوف ہیں یعنی مفاعیل مقبوض بھی رو امین یعنی مفاعیلین اور در میان یا اور نون
 مفاعیلین کے مراقبہ ہے یعنی ثبوت و نون کا ہم جائز نہیں ہے اور لامحاله سقوط ایک کا
 لابعینہ واجب ہے اور عروض اور ضرب میں کف بھی رو اسے یعنی فاعلات مگر جب آخر
 شعر میں کف آئیگا آخر لامحاله ساکن ہوگا اور مفاعیلین لائق ہے کہ خرم سے اخرج یعنی
 مفعول یا اشتر یعنی فاعلن ہو یعنی مفعول اور فاعلن بھی صدر را و ابتدا میں آجاتا ہے ہم
 و اما بفارسی اصالش در و اثرہ مفاعیلین فاع لاتن چہار بار بود و ہمہ ارکان مکفوف بکار دارند
 مکفوف یا موقوف دیا اخرج و ہر کیے را نونے شعر نزد ہر دو ہفت عروض و یا زہ ضرب آورده اند
 و گفته اند بر بست و ہفت وزن استعمال است و اما داکثرہ فارسی میں اصل اوسکی نقل
 فاع لاتن چار بار ہے اور سب ارکان مکفوف استعمال کرتے ہیں یعنی مفاعیل فاع لات
 اور مکفوف یا موقوف یعنی مفاعیل بدون اخرج یا اخرج یعنی مفعول آتا ہے اور ہر ایک کو
 عروضی ایک نوع جانتے ہیں اور و نون کے سات عروض اور گیارہ ضرب میں لائے
 ہیں اور کہا ہے کہ ستائیس وزنوں پر استعمال ہے ہم مضارع مکفوف عروضیان
 این نوع را چہار عروض ہفت ضرب آورده اند و گفته اند پردہ وزن آورده است سے شمن و
 دو سدس و سہ مربع و دو مثلث و تفصیل اینست مضارع مکفوف عروضی اس نوع کی
 چار عروض لائے ہیں یعنی مقصور یا محذوف فاع لاتن سے فاعلان یا فاعلن ایک
 اور ابتر جسکو محقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور کہا ہے یعنی فعلن جو اور مقصور مفاعیلین سے
 یعنی فعلن لان یا محذوف اوسکا یعنی فعلن تین اور سالم یعنی فاع لاتن چار صاحب حاشیہ نے
 اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے محذوف و محذوف و ابتر و سالم تم کلامہ مقابل اور اس
 ضرب میں لائے ہیں مقصور فاع لاتن سے یعنی فاعلان ایک اور محذوف اس سے

فاعلن اور اور ایتر یعنی فعلن جسکو تحقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور لکھا ہے
 اور مقصور مقبلاً علیہ یعنی سے لے کر فعلن لان چپ بار اور محذوف اوس سے
 یعنی فعلن پانچ اور سالم یعنی فاع لاتن چہ اور محبوب یعنی فعل سات اور ازل یعنی نفع
 اور صاحب حاشیہ سے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے کہ قولہ شت ضرب یعنی مقصور و محذوف
 و ایتر و سالم و ازل و این ہمہ شش می شود نہ ہشت و اگر مقصور و محذوف نہیں
 و مسدس و مربع را جدا جدا شمار کنند زائد از ہشت گردد تم کلامہ قتال اور عروضیوں نے
 کہا ہے کہ یہ نوع دس وزنوں پر آئی ہے تین ٹن اور دو مسدس اور تین مربع اور دو
 مثلث اور تفصیل یہ ہے ہم ثمنات عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور
 برینگو نہ بعیت بکار آفتاب روی و شراب آفتاب نخت بدلت گسل از نگار و دین
 گسل از شراب بدلت ثمنات پہلا وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی
 فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان جیسی شعر مرقومہ میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
 حکار ف مفاعیل تاب روی فاع لاتن شراب ف مفاعیل تاب نخت فاع لان دلت
 گسل مفاعیل از نگار فاع لات دین گسل مفاعیل از شراب فاعلان دلت گسل از نگار
 امی دل اپنا ندوٹھا معشوق سے ہم ب عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہمان
 ست دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور
 حکم اوسکا وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم ج ہر دو ابتر گفتہ اند و سہو ست چ
 ابتر محذوف مطلق باشد و این محذوف مقصور ست از ان جہت کہ فاع لاتن مفروق
 نہ مجموعی مثالش بعیت تو گوئی مرا کہ از چہ چنین ستمندی ہا زیر کہ تیغ لہو ز جانم کبزی ہا
 ست بیسرا وزن عروض اور ضرب دونوں ابتر کہے ہیں عروضیوں نے اور یہ ہوا
 اسوا سے کہ ابتر محذوف اور مطلق کو کہتے ہیں اور یہ محذوف مقصور ہے اس جہت
 کہ فاع لاتن مفروق ہے نہ مجموعی اور قطع فاعلاتن مجموعی میں آتا ہے نہ مفروق میں
 مثال اوسکی مرقومہ میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے گویم مفاعیل را کارج فاع لات
 چنی ست مفاعیل مندی فعلن ازیر اک مفاعیل پنج لہو فاع لات زجانت مفاعیل

کند فی فعلن هم مسدسات بحر عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر اینگونه
 باز در مرقعات شقیق چنین زار که کنون بر من ای نگار به بخشاشی مسدسات چو تهاون
 عروض مقصور یعنی فعولان یا محذوف یعنی فعولن اور ضرب مقصور یعنی فعولان بیت مثال کی
 مرقومہ متن سبب تقطیع او سکی یہ ہے ہندم ز مفاعیل عاشقیق فاع لات چنی زار فعولان
 کہو بر م مفاعیل فی نگا فاع لات بخشاشی فعولان هم ہ عروض همان و ضرب محذوف و
 همان است پانچوان وزن عروض وہی یعنی فعولان یا فعولن اور ضرب محذوف یعنی
 فعولن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی یہ دونوں وزن ایک ہیں ہم مریجات و بحر
 ضرب ہر دو سالم بر اینگونه بیت چہ کردم متبا گونی چہ کہ بر من چنین بکینی مریجات
 چھٹا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن بیت مثال کی مرقومہ متن چہ
 تقطیع او سکی یہ ہے چکر دب مفاعیل تا گونی فاع لاتن کہر چہ مفاعیل فی بکینی
 فاع لاتن اور بکینی ای کیکنہ ہستی هم ز عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر اینگونه
 بیت نہ بینی کہ عشق یار بہ من دست بر کشادت ساتوان وزن عروض مقصور یعنی
 فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن
 تقطیع یہ ہے نہ بینی کہ مفاعیل عشق یار فاع لان بہن دست مفاعیل بر کشادت فاع لان
 هم عروض همان و ضرب محذوف است آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع لان یا
 فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن یہ دونوں بھی اک ہیں ہم مثلثات ط
 این وزن را عروض نباشد و ضرب محبوب آید و این نوع شعور از گفتمہ اند چہا چہا
 گفتمہ اند ازان سہ بر یک قافیہ و چہا ہم را قافیہ دیگر و مطربان بعضی آنرا پارسی بار بخت
 و بعضی جادو راہ مثالش شہر دل از یار سنگدل بگسل و اگر مسکن کنند چنین شود شعر
 بنا مردی چہر اکوشتی مثلثات نوان وزن اس وزن کا عروض نہیں ہے نقطہ ضرب
 سے اسکی شناخت ہی اور ضرب محبوب آتی ہے یعنی جب مفاعیلن سے دونوں سبب
 گر گنی مفار ہا فصل او سکی مقام پر آیا اور اس نوع میں شعور از تر نہیں کہی ہیں یعنی بہت کم
 کہی ہیں قصیدہ خواہ غزل نہیں کہتی چار چار کہی ہیں یعنی مثل سطر چہا چہا کے اوچین

تین ایک تاقیے پر اور چوتھے کافیہ و دوسرا موافق اسیات کے اور بعضے مطرب اور
 فارسی بار بد کہتے ہیں بار بد نام مطرب خسرو پرویز کا کشف اور برہان اور غیاث سے اور
 بعضے مطرب اور سکوہ اور راہ کہتے ہیں جادو بمعنی سحر اور ایمنی نغمہ اور مقام اور پردہ اور
 اصول اور خوش اندگی ہے کذا فی البرہان مثال او سکی سے دل از یار سنگدل گسبل چہ تعلق
 یہ ہے دل از یار مفاعیل سنگ و لب فاع لات گسل فعل دور اگر مسکن کرین لینے اگر
 مفاعیل فاع لات فعل میں تین متحرک سے ایک کو ساکن کرین بر وزن مفاعیل فاع لات
 نع ہو مثال مرقومہ متن ہے تعلق یہ ہے بنام و مفاعیل می چر کو فاع لاتن شی فاع
 بنام روی ہی متن میں بھی اور حاشیہ میں بھی لکھا ہے قائل ہم ی ہین وزن و ضرب
 ازل ہم مسکن شود بر یگو نہ شعر از یار چنین گویدم یار ہو و بد انکہ مضارع موفور نیز و یک
 متاخران متروک است و سوان وزن ہی وزن ہے اور مطرب او سکی ازل لینے
 مضارع اور ازل اجتماع حذف و قصر کو کہتے ہیں جب مفاعیلین میں حذف و قصر کیا مضارع
 اور اگر مسکن ہو یعنی مفاعیل فاعلات مضارع میں تین متحرک سے ایک ساکن ہو و
 مفاعیل فاعلاتن فاع ہو جائے مثال او سکی جیسا کہ مرقومہ متن ہے اور لفظ از یار
 مذکور میں یعنی از یجبت ہے اور زیر انھف او سکا ہے خواہ زیر اصل ہو اور الف و
 زائدہ او سپر آیا ہو مگر از یار الفیج اول و یا مجہول مزید علیہ زیر ابجبت برہان سے
 کذا فی الغیاث تعلق یہ ہے از یار ج مفاعیل فی گزیدم فاع لاتن یار فاع اور معلوم ہو
 کہ مضارع موفور نیز و یک متاخران کے متروک ہے ہم مضارع اخر ب عروضیان
 این نوع راہفت عروض و یازدہ ضرب آوردہ اند و گفتہ اند کہ بر ہفتدہ نوع آوردہ است
 پنج شصت و ہفت سہ س و پنج موع باین تفصیل مضارع اخر ب عروضی اس نوع کو
 سات عروضی لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلین محذوف و فاعلاتن
 جسکو ابتر کہتے ہیں اور محذوف مقصور ہے اور فاع عجوب موقوف یا فاع محبوب کائنات
 اور مفاعیلین سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلین محذوف اور فاعل ازل اور گیارہ ضربین
 لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور اور فاعلین محذوف اور فاعل جسکو ابتر

مضارع اخر ب

کہتے ہیں اور وہ محذوف مقصور ہے اور رفع محبوب کثوف اور فاعل محبوب موقوف
 اور مفاعیل سالم اور فاعل ان مقصور اور فاعل محذوف اور فاعل ازل اور فاعل محبوب اور کہا
 کہ سترہ نوع پر آئی ہے پانچ مثنیٰ اور سات مسدس اور پانچ مربع اس تفصیل سے مثنیات
 عروض و ضرب ہر دو سالم برائے بیت فریاد من ز عشق پر چہ کہ سن برہ کہ عشقہ عمر
 برود نیامدشی ہر دو درہ و چون مسکن شود مفعول فاعل من چہ بار بار شود و چہ بار خانہ برین وزن
 حبش آیدت مثنیات پہلا وزن عروض اور ضرب دو وزن سالم یعنی فاعل لاتن بیت مثال
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے فریاد مفعول من عشق فاعل لاتن بیت مفاعیل اسی سمنبر
 فاعل لاتن کہ عشق مفعول عمر بر فاعل لاتن نیامدش مفاعیل بی ہر دو فاعل لاتن لفظ در شعر
 بین زائد ہے اور بعضے نسخوں میں بر در باضافت ہے یعنی نزدیک دروازہ اور اگر مسکن ہو
 یعنی تار فاعل لاتن نیم مفاعیل سے ملے بستکین اوسط مفعول فاعل لاتن چہ بار بار ہو اور چہ خانہ
 اس وزن میں خوش آئندہ ہوتا ہے مثال یہ ہے بیت از تو فانی یادانی کہ نیک دانم
 وزن چہاں نیخیزد دانم کہ نیک دانم ہر دو عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر نیکو
 شعر مایان من جوان و رفیقان من جوان ہر اندوہ تو بکر و مرا ای نگاہ پر چہ ت دوست و سراوان
 عروض مقصور یعنی فاعل علان یا محذوف یعنی فاعل علن اور ضرب مقصور یعنی فاعل علان بیت
 مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے ایران مفعول من جوان فاعلات رفیقان
 مفاعیل من جوان فاعل علان اندوہ مفعول تو بکر فاعلات مرا این مفاعیل کا پرہیزت اعلان
 معج عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہمان است تیسرا وزن عروض دی
 یعنی فاعل علان یا فاعل علن اور ضرب محذوف یعنی فاعل علن اور حکم اوسکا دی ہے یعنی ہر دو وزن
 وزن ایک ہیں ہم و عروض و ضرب ابتر گفتہ اندوہ سہوست چہ محذوف مقصور است مثالش
 بیت دانم کہ از چہ عمر گذارم باندہ ہر زیر کہ تو زاندہ من شادمانی چہ ت چو سہا وزن
 عروض اور ضرب کو عروضیوں نے ابتر کہا ہے اور یہ سہوست ہے اس واسطے کہ ابتر محذوف
 اور قطع ہے اور قطع و تد مجموعی میں آتا ہے اور فاعل لاتن بفضل میں و تد مجموعی نہیں ہے
 لغزاتی ہے میں یہ محذوف مقصور ہے جب فاعل لاتن کو حذف کیا فاعل لا رہا اور جب قصیر کیا

فَاعِلٌ لِّزَمٍّ اَوْ سَكَنٍ مَّجْمُوعٌ بِفَعْلَيْنِ لَّا سَكَنَ لِّمُتَّحِلٍ مَّرْقُومَةٍ مِّنْ سَبْعٍ تَقْطِيعُ يَهْ سَبْعٌ وَ اَمَّا مَفْعُولٌ
 زَجْرٌ فَعَالٌ لَّا تَكْذِبُ اَرَسِبَ مَفَاعِلٌ اَنْدَه فَعْلُنْ زَجْرٌ كَمَا مَفْعُولٌ تَوْزَانُ فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ مِّنْ سَبْعٍ
 مَّجْمُوعٌ اَمَّا فَعْلُنْ هَمْ عَرَضٌ مَّجْمُوعٌ مَوْقُوفٌ يَّامُجْمُوعٌ مَكْشُوفٌ وَ صَرْبٌ مَّجْمُوعٌ مَكْشُوفٌ
 بِرَافِئِ كَوْنِهِ بِلَيْتٍ كَمَنَّا رَزْمٌ مَّجْمُوعٌ جَنِينَانِ مَوْسَا بِي سَبْرٌ وَ اَرْدُوزِيْنٌ مَكْرُومٌ وَ بَالِيْتِيْ كَمَا ضَرْبٌ مَّجْمُوعٌ مَوْقُوفٌ اَزْدَانُ
 كَرْدَنَدِيْ قَبْلًا كَلَمَّ شَتَّ بِتَ پَانِجُوَانِ وَ زَنْ عَرَضٌ مَّجْمُوعٌ مَوْقُوفٌ يَمْنِيْ فَاعِلٌ جَبَّ وَ لَوْنٌ سَبَبٌ جَبَّ كَرَا
 اَوْرَعِيْنِ سَاكِنٌ هُوَ اَوْ قَفَّ سَوَّ فَاعِلٌ هُوَ اَيَّامُجْمُوعٌ مَكْشُوفٌ يَمْنِيْ جَبَّ لَوْنٌ سَبَبٌ جَبَّ كَرَا اَوْرَعِيْنِ سَاكِنٌ هُوَ اَوْ قَفَّ
 ضَرْبٌ مَّجْمُوعٌ مَكْشُوفٌ يَمْنِيْ قَفَّ بِلَيْتٍ مَّثَالٌ كِي مَرْقُومَةٍ مِّنْ سَبْعٍ تَقْطِيعُ يَهْ سَبْعٌ كَمَنَّا مَفْعُولٌ اَزْدَانُ
 پَسِجْ فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ شَمْسِيْ جَمِيْنٌ مَفَاعِلٌ يَّانِ فَعْلٌ دِيَا بِي مَفْعُولٌ سَبْرٌ وَ رَفَاعٌ لَّا تَكْذِبُ وَ زَرْبٌ كَرَا
 مَرْفَعٌ اَوْرَعِيْنِ كُوْجَا سَبَبٌ تَحَا كَمَا ضَرْبٌ مَّجْمُوعٌ مَوْقُوفٌ كُوْجَا سَبَبٌ وَ زَنْ اَوْرَقَرَارِ سَبَبٌ
 بِرَافِئِ كَمَنَّا مَكْشُوفٌ مَسْدَسَاتٌ عَرَضٌ وَ ضَرْبٌ هَرْدُوسَالْمٌ مَّثَالُ شَمْسِيْ شَهْرٌ اَوْرَقَرَارِ
 شَبَكِيْرِيْ يَهْ بُوْنِيْ تَقْشَرُ وَ سَمْنٌ وَ خِيْرِيْ تَسْمَدَسَاتٌ چَهْ اَوْرَقَرَارِ عَرَضٌ اَوْرَقَرَارِ
 سَالْمٌ يَمْنِيْ مَفَاعِلُنْ مَّثَالٌ اَوْ سَكَنِيْ مَرْقُومَةٍ مِّنْ سَبْعٍ تَقْطِيعُ اَوْ سَكَنِيْ يَهْ سَبْعٌ اَوْرَقَرَارِ مَفْعُولٌ اَزْدَانُ
 فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ شَبَكِيْرِيْ مَفَاعِلُنْ بُوْنِيْ تَقْشَرُ اَوْ سَكَنِيْ فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ سَمْنٌ وَ خِيْرِيْ مَفَاعِلُنْ
 بِمَعْنَى صَبْحٌ وَ مَحْرَاةٌ غِيَاثٌ سَبَبٌ اَوْرَقَرَارِ يَّالْكَسْرُ بِيَا مَعْرُوفٌ بِرَافِئِ اَوْرَقَرَارِ
 بِهَمَّتْ پَسِيْنٌ زَرْبٌ اَوْرَقَرَارِ سَبَبٌ اَوْرَقَرَارِ اَوْ سَكَنِيْ خَطْمِيْ اَوْرَقَرَارِ خَطْمِيْ اَوْرَقَرَارِ خَطْمِيْ
 پَسِيْنٌ بَرَا نِ اَوْرَقَرَارِ عَجْمٌ سَبَبٌ اَوْرَقَرَارِ مِيْنٌ كَمَا سَبَبٌ كَمَا مَعْرُوفٌ خَطْمِيْ اَوْرَقَرَارِ
 يَّامُجْمُوعٌ وَ ضَرْبٌ مَقْصُورٌ بِرَافِئِ كَوْنِهِ بِلَيْتٍ اَزْكَارٌ رَفْتٌ سَبَبٌ مِيْنَدِيْشٌ يَهْ وَ زَمَانُ مَوْقُوفٌ
 تَسَالُوتَانِ وَ زَنْ عَرَضٌ مَقْصُورٌ يَمْنِيْ فَعْلَانِ يَّامُجْمُوعٌ يَمْنِيْ فَعْلَانِ اَوْرَقَرَارِ مَقْصُورٌ
 يَمْنِيْ فَعْلَانِ مَّثَالٌ مَرْقُومَةٍ مِّنْ سَبْعٍ تَقْطِيعُ يَهْ سَبْعٌ اَزْكَارٌ مَفْعُولٌ رَفْتٌ پَسِجْ فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ
 فَعْلَانِ وَ زَمَانُ مَفْعُولٌ اَوْرَقَرَارِ فَاعِلٌ لَّا تَكْذِبُ يَّامُجْمُوعٌ اَوْرَقَرَارِ عَرَضٌ هَمَّا وَ ضَرْبٌ
 مَقْصُورٌ وَ كَمَشٌ هَمَّا اَسْتَسَاتٌ اَسْطُوَانِ وَ زَنْ عَرَضٌ وَ هِيْ يَمْنِيْ فَعْلَانِ يَّامُجْمُوعٌ
 ضَرْبٌ مَقْصُورٌ يَمْنِيْ فَعْلَانِ اَوْرَقَرَارِ اَوْ سَكَنِيْ يَهْ سَبْعٌ اَوْرَقَرَارِ وَ زَنْ اَيَّامُجْمُوعٌ
 عَرَضٌ وَ ضَرْبٌ اَزْلٌ بِرَافِئِ كَوْنِهِ شَهْرٌ اَمَّا نَزْدِيْ خُوبٌ لَكَارٌ يَهْ تَابُ شَبَّ چَا بَرْدُ اَوْرَقَرَارِ

ت نوان وزن عروض اور ضرب دونوں ازل یعنی فاعل باجماع حذف و تصریح مثال
مرثیہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ مثل روئے محبوب کے ماہ شب چاروہم چمکتا ہے نقطہ
مانند مفعول روئے خوب فاعل لات لگا ر فاعل تابدش مفعول ہے چار فاعل لات و ماہ فاعل
ہم می عروض ہمان و ضرب محبوب و ہمان وزن است و سوان وزن عروض ہی
یعنی فاعل اور ضرب محبوب یعنی فعل محذوف مرثیہ اور یہ وہی وزن ہے یعنی یہ دونوں
ایک ہیں ہم یا رکنی کہ بجای عروض است نہ ازان قبیل است کہ رکنی کہ بجای ضرب است
پس معتقد است و ضربش محبوب موقوف بر نیکو نہ مشعر تا کی کو ہم باندہ و تیمار عشق آن بت
نامہ زبان چہ اگر ہمہ اواسط سحر کات مسکن کنند پارہ بہتر شود بر نیکو نہ مشعر سر و سی بہ بالا
رخ سیب و سیم و ندان لب ناروان بدست گیا رہوان وزن جو رکن کہ بجای
عروض ہے نہ اوس قبیل ہے ہے جیسا کہ رکن بجای ضرب ہے پس معتقد ہے
یعنی رکن عروض اور ہے کہ مفاعیلین سے بنا ہے اور رکن ضرب اور ہے کہ فاعل لاتن سے
بنا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ مضارع مسدس کئی طرح پر ہے ایک بجز فاعل لاتن اخیر
یعنی مفاعیلین فاعل لاتن مفاعیلین جیسا کہ ظاہر ہے دوسرے بجز فاعل لاتن دوم غیر
مفاعیلین مفاعیلین فاعل لاتن جیسا کہ انوری کہتا ہے بیست کو آصفت جمع کو بیا بہ ہیں
بر تخت سلیمان راستین بد پیشش بدل دیو و دام و دود بر ہم زدہ صفہای حور عین
بر وزن مفعول مفاعیل فاعلن خواہ فاعلان اور تیسری صورت معتقد کی کہ اس میں
مفاعیلین اول مصرع ثانی گر گیا ہے لہذا اسکو معتقد کہا ہے یعنی گویا کہ یہ ایک ہی مصرع
سوا سے کہ مفاعیلین بحر مضارع میں جب مسدس بناتے ہیں ساقل نہیں ہوتا جیسا کہ
دفع اسکا مصرع ثانی بیت مثال میں ہے اور بیت معتقد ہے چنانچہ محقق علیہ الرحمہ
خود فرماتے ہیں کہ ضرب اسکی محبوب موقوف یعنی فاعل فاعل لاتن سے قطع بیت
مثال مرثیہ متن کی یہ ہے تاکہ مفعول و م باند فاعل لات تیمار مفاعیل عشق اب
فاعل لات نامہ مفاعیل بان فاعل اور اگر سب اواسط سحر کات کو مسکن کہیں یعنی مفعول
فاعل لات مفاعیل فاعل لات مفاعیل فاعل میں دو جگہ تین متحرک جمع ہوئے ہیں اور

او سلا کو ساکن کرین پس رکن یہ ہوئے مفعول فاعل لاتن مفعول فاعل لاتن مفعول فاعل
 یہ صورت کچھ اول سے بہتر نہیں بیت سروسی بالاسخ سیب سیم دندان لٹا لٹا
 جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے سرویس مفعول ہو بالافاع لاتن رخ سیب
 مفعول سیم دندان فاعل لاتن لب نام مفعول وان فاع اس جگہ صاحب حاشیہ فوہ کھا ہے
 ح قولہ محبوب موقوف درینجا محقق ازل باید زیرا کہ اصل رکن ضربی درینجا مفعولین نہ
 مجموعی است دو وقت در وقت موقوف واقع شود پس وقت درینجا گنجائش ندارد و تم کلام
 و دسر حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش تا کیب مفعول دم باتدفاع لات ہتیار مفعول غلط
 مفعول تنہم فاع لات بان فاع و این خلاف قرار داد مصنف علام است زیرا کہ اول
 و لون ساکن را کہ در آخر مصرع افتد باز یک حرف می شمار و پس محبوب مکشوف بالیتی فاع
 تم کلامہ اور تیسرا حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش سرویس مفعول ہے بالافاع لاتن رخ
 سیب مفعول سیم دندان فاع لاتن لٹا مفعول وافع تم کلامہ چوتھا حاشیہ یہ ہے
 ح و الف نامہ بان در تقطیع سے افتد و این عیب است تم کلامہ قائل ہم یہ غرض
 ہجنان و ضرب محبوب مکشوف و وزن ہمان است بارہوان وزن عروض و سلا
 یعنی رکن عروض اور رکن ضرب اور اور شعر معتقد اور ضرب محبوب مکشوف یعنی رخ
 فاع لاتن سے اور وزن وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم ہر لجات ہج عروض
 و ضرب سالم برینگونہ بلیت آمد بہار خرم وقت گل اندر آمدت تیرہوان وزن عروض
 اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے الی
 مفعول ہار خرم فاع لاتن و قی کہ مفعول اندر آمد فاع لاتن ہم پید عروض سالم ضرب
 بر اینگونہ بلیت ای دلبر نگارین با مایکی باز دست چودہوان وزن عروض سالم
 فاع لاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
 اید لب مفعول ری نگاری فاع لاتن مامی مفعول کی باز فاعلان ہم یہ عروض سالم
 ضرب محذوف و حکمش ہمان است ست پذیرہوان وزن عروض سالم یعنی فاع لاتن
 ضرب محذوف یعنی فاعلان اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں

عروض مقصور و رکن موفور و ضرب مقصور بر اینگونه بیت ای یار دلربای چه کی بار بی
باز است سولہوان وزن عروض مقصور یعنی فا علان اور رکن موفور یعنی رکن سوم
مفاعیل بدون غرب او ضرب مقصور یعنی فا علان مثال بیت کی مرقومہ متن ہے معنی
یہ ہیں کہ اسے دلربا ایک بار بندے سے موافقت کر قطع یہ ہے لے یا مفعول
دلربائی فا علان یکے یا مفاعیل ہی بسا فا علان ہم نیز عروض مانند شانزدہم رکن
سوم موفور اضراب مخدوف و این دو ضرب استحقاق الفراءندارد چہ تفاوت با دوزن
مذکور بہ تشکیں و تحریک اواسط متحرکات بیش نیست سترہوان وزن عروض
مانند شانزدہم یعنی مقصور فا علان اور رکن تیسرا موفور یعنی مفاعیل بدون خرب اضراب
مخدوف یعنی فا علن اور یہ دونوں قسمیں یعنی شانزدہم اور ہفتہم استحقاق الفراء کا
نہیں رکھتیں ہیں یعنی اوزان جداگانہ نہیں ہیں اسواسطے کہ تفاوت ساتھ دوزنوں کے
کہ قبل اس سے مذکور ہوئے فقط بہ تشکیں اور تحریک اواسط متحرکات ہوا ہیں بس
حقیقت میں وہی ہیں ہم و این چہار دہ وزن کہ بعد از وزن سوم آورده اند نزدیک تاخران
متروک است و تشکیں اوسط سے متحرک متوالی ہمہ جاجائز باشد و قدما موفور و اضراب ہم
آمیختہ اند چنانکہ رودکی گوید بیت جوانی کست و چیرہ زبانی بہ طبع گرفت نیز گرانی
ت اور یہ چودہ وزن کہ بعد از وزن سوم کے لائے ہیں نزدیک تاخرون کے
متروک ہیں اور تشکیں اوسط سے متحرک متوالی سب جگہ جائز ہے اور قدما نے موفور
یعنی مفاعیل اور اضراب کو ملایا ہے جیسا کہ رودکی کہتا ہے بیت مرقومہ متن ہے
قطع اسکی یہ ہے جو اینک مفاعیل است و چیرہ فاعلات زبانی فعلن طبعک مفعول
رفت نیز فاعلات گرانی فعلن ح قولہ بعد از وزن سوم درینجا از وزن سوم مے باید
یا بجائے پانزدہ چہار دہ نیز کہ پانزدہمہ ہجده می شود و یکی اوزان درینجا ہفده است
تم کلامہ پس چہار دہ کو پانزدہ پڑہ کر ای اعتراض لکھنا یعنی چہ اور اگر کتاب میں پانزدہ
تھا لفظ بعد کو بعد پڑا ہوتا کہ متوا حرف دال کا سہوا القلم کاتب ہے ہم مقصوب
این بحر تازیان خاص است و اصلش در دائرہ مفعولات مستفعلن مستفعلن دو بارہ است

و محجوز کبار و در نزد و در ایک عروض و یک ضرب است ہر دو مطوی برین وزن آید پیش
 این است مفتض بہ بحر خاص تازیون کی ہوا و مضرب اقضاب سوہنجی قطع کردن ہوا
 اور اصل او سکی و اثر سے میں مفعولات مستفعلن مستفعلن و بار ہے اور محجوز استعمال
 کرتے ہیں اور اسکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دو نون مطوی یعنی مفتعلن اس وزن
 آتی ہے اور بیت او سکی یہ ہے ہم شعر اعرضت فلاح کہا ہے عارضان کا لہر و
 ت شعر جو مرقومہ متن ہے معنی او سکے یہ ہیں اعراض کیا معشوقہ نے پس ظاہر
 ہوئے او سکے دور خسار سے مثل نزلے کے شفا و اور سپید اور بعضے نسخون میں بجا
 اعرضت اقبلت ہے یعنی توجہ کیا معشوقہ نے تظہیر او سکی یہ ہے اعرضت فاعلات
 لاح لہا مفتعلن عارضان فاعلات کلبر دی مفتعلن اور برد بفتحتین یعنی نزلہ و گنگر کذا
 فی الغیث ہم در صدر و ابتدا میان فار مفعولات و در و ش مراقبہ باشد پس ہر دو مخبون
 مطوی نشاید است اور صدر و ابتدا میں در میان فار و او مفعولات کے مراقبہ ہے
 پس دو نون رکن صدر و ابتدا میں مخبون مطوی سچا ہے یعنی اسقاط و دو نون کا اور انبا
 و دو نون کا متعابا تر نہیں ہے بلکہ ثابت رکھنا ایک کا دو نون سے لازم ہے پس فاعلات
 نہوگا یا فاعلات ہوگا یا مفعولات ہم و بیارسی بہ تکلف امثلہ آوردہ اندر براہیگونہ بیت
 ترک خوبروئی مرا کہ گوچرانہ خوش منشی و ضرب نزال معری و مسکن و اباید و اشت
 برقیاس ہوگیر اوزان است اور فارسی میو تکلف مثالین لائے ہیں جیسے بیت مرقومہ متن
 تقطیع او سکی یہ ہے ترک خوب فاعلات روی مفتعلن گوچرانہ فاعلات خوش منشی
 معلوم ہو کہ اس مریج کو کبھی مشن بھی لائے ہیں بیت سر و گلعدار منی و فصل نو بہار منی
 من اگر چہ تنگ توام و عز و افتخار منی و بروزن فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن اور
 اگر عین مفتعلن کا سا کن کرین فرق اس وزن میں اور ہرج آسترین نہ رہے جیسا کہ یہ
 شعر ہے وقت را غنیمت دان آلفد کہ بتوانی و حاصل حیات ایجان یکدم است تادال
 و اور کبھی خوشو میں مطوی مسکن سبغ ہوتا ہے جیسا کہ یہ شعر و در فراق او مہری
 فرض کن کہ شب بہارا چہ میتوان بروز آورد و دراکسے چہ کند کہ رکن دوم مصرع ثانی مفعولات

تجربہ

اور ضرب مقتضی کی مذاک یعنی مفتعلان اور معری مفتعلن اور مسکن یعنی مفعولن روا رکھتے ہیں مثل اور اوزان کے ہم مجتہدین این بحر در بحر و لغت مستعمل است و تازی اصلش در دائرہ مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن دوبار باشد و مجز و کبار در اندر یک عروض و یک ضرب ہر دو سالم و اور ایک وزن باشد و بتیش اینست ت مجتہد لغت میں یعنی از پنج برگزیدہ ہے اور یہ بحر تازی اور فارسی میں متعل ہے اصل او سکی دائرہ تازی میں مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن بحر دوبار اور مجز و استعمال کرتے ہیں ایک عروض اور ایک ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور اوسکا ایک وزن ہر بیت او سکی یہ ہے ہم شعر البطلن منها حیض و الکو حہ مثل الہلال و در ارکان خبن و کف و شکل روا دارند مگر ضرب کہ در وی خبر خبن شاید و میان آخر ہر رکن دوم دیگر رکن معاقبہ باشد و در ضرب تشیث روا بود ت شعر جیسا کہ مرقومہ متن ہے معنی او سکے یہ ہیں شکم اوس سے خالی ہے یعنی لا غریبان ہے اور منہ مثل ہلال ہے تقطیع او سکی یہ ہے البطلن من مس تفع لن و حینصو فاعلاتن و لوجہ مستمس تفع لن لہلالی فاعلاتن اور ارکان میں خبن یعنی مفاعلن فاعلاتن اور کف یعنی مستفعل فاعلاتن اور شکل یعنی مفاعل فاعلاتن روا رکھتے ہیں مگر ضرب اوس میں سوا خبن کے یعنی سوا فاعلاتن کے سچا ہے اور در میان آخر ہر رکن کے اور دوم رکن ثانی کے معاقبہ ہے یعنی لن فاعلاتن فاعلاتن کہ دونوں کو سلاست رکھیں یا ایک کو حذف کریں دونوں کو صاحب حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے پس حذف ہر دو یا احد ہا جائز بود تم کلامہ فاعلاتن اور ضرب میں تشیث یعنی مفعولن روا ہے بجائے فاعلاتن کے ہم را با پارسی اصلش در دائرہ مس تفع لن فاعلاتن چار بار بود و ثمن و مسدس و مربع و متعل و کردہ اندر و گفتہ اند کہ اور از پنج عروض و نہ ضرب است و بر سیزدہ وزن آئندہ است بہت ثمن و دو مسدس و چار مربع و ارکان ہمد مجنون بکار دارند و تفصیل اینست ت لیکن دائرہ فارسی میں اصل او سکی مس تفع لن فاعلاتن چار بار ہے اور ثمن اور مسدس اور مربع

یا فعلن مجنون محذوف اور فعلن مجنون محذوف مسکن جسکو ابتر لکھتے ہیں اور فاع مجنون
محذوف مدروس یا فاع مجنون محذوف مملوس اور فاعلن مجنون اور فاعلن مجنون اور فاعلن مجنون
مجنون اور فعلان مجنون مقصور اور فعلن مجنون محذوف اور فعلن مجنون محذوف مسکن جسکو
ابتر لکھتے ہیں اور فعل مجنون محذوف مطلق اور فاع مجنون محذوف مدروس اور فاع
مجنون محذوف مملوس اور فاعلن مجنون نذال اور فاعلن مجنون اور تیرہ ذنون
آئی ہے سات شمن اور دوسرے اور چار مع اور سب ارکان مجنون استعمال کرتے ہیں اور تفصیل یہ
ہم مثنیات اعروض و ضرب ہر دو مجنون برنگو نہایت اگرچہ حیلہ فروشی و گرجہ
چرب زبانی پس پاس دار خدا ایم کہ تو بجلہ مرانی ہے مثنیات پہلا وزن عروض
اور ضرب دونوں مجنون یعنی فعلان تنہا تنہا مثال کی مرقومہ متن ہے معنی او سکے ہیں
کہ ہر چند حیلہ گراور چرب زبان ہے تو شکر کر خدا کا یا شکر گزار خدا ہوں میں کہ تو ہمہ جست
واسطے میرے ہے تظہیر او سکے یہ ہے اگرچہ می فاعلن لفروشی فعلان و گرجہ چرب فاعلن
ہر زبانی فعلان پس پاس دار خدا ایم فعلان کہ تو بجلہ فاعلن لمرائی فعلان ہم
عروض مجنون مقصور یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور برنگو نہایت نہایت
نرا با من ای گزیدہ نگارہ سجای نرم درشت و سجای وصل فراق ہے دوسرا وزن عروض
مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلان
بہیت مثال کی مرقومہ متن ہے تظہیر او سکے یہ ہے زہرچی فاعلن تر یا فعلان
منی گزی فاعلن و نگار فعلان سجای نرم فاعلن درشتو فعلان سجای وصل فاعلن
لفراق فعلان ہم ج عروض ہچنان و ضرب مجنون محذوف و تحقیقت ہمان وزن است
تیسرا وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن
اور تحقیقت میں وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں کہ واسطے کہ زیادتی کچھ بجز
نہیں ہے ہم عروض ہچنان و ضرب ابتر لکھتے اندو این سہو مجنون محذوف مسکن
می باید چرخین و ہمہ ارکان لازم است و این استحقاق افراد نیست مثالش بہیت تو مردان
کہ روزی لغو و بامد اگر کہے ز پائی در آید سری نخبانی ہے ت چوتھا وزن عروض

یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب ابتر عرضیوں کے لئے کہی ہے اور یہ سہو ہے مخبون محذوف
 مسکن کہنا چاہیے اس واسطے کہ جن بیان جملہ ارکان میں لازم ہے اور بعد جن کے
 تر سے یعنی محذوف و قطع سے فعلن نہیں کہتا اور اس کی استحقاق انفرادی نہیں یعنی وزن کا لگانہ نہیں ہے
 بلکہ وہی وزن ہے یعنی دوسرا اور تیسرا اور سر جنبا نیدن یعنی حرکت کر دینا قطع یہ ہے
 مرد امفا علن نکر و زنی فعلاتن نحو ذیل مفا علن لکن فعلن کسیر یا مفا علن اور اید فعلن
 سری یجن مفا علن بانی فعلن ہم و عروض مخبون محذوف مسکن و ضرب مخبون مقطوع
 براینگونہ طیت مراوی ست کہ دائم ستم کند برین چہ بودی ارستم از شکر آمدی چہ
 ست یا سچوان وزن عروض مخبون محذوف مسکن یعنی فعلن بکون میں اور ضرب مخبون
 محذوف یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے معنی بیت کے یہ ہیں کہ دل سیر
 جمہیر ستم کرتا ہے ہمیشہ کاش ایسا ستم معشوق مجھ پر کیا کرتا قطع یہ ہے مراوی مفا علن
 سکد ایم فعلاتن ستم کند مفا علن برین فعلن چو دیر مفا علن ستم از فعلاتن شکر آمد مفا علن
 دری فعل ہم و عروض مخبون محذوف دروس یا مطوس و ضرب مخبون محذوف دروس
 براینگونہ طیت دل بر آتش و چشمی پر آب دارم ہذا ان کہ با من بدخوشد ہست جلان
 ست چٹا وزن عروض مخبون محذوف دروس یعنی فاع یا مخبون محذوف مطوس یعنی
 مع اور ضرب مخبون محذوف دروس یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطع او سکی
 یہ ہے ولی پر امفا علن تشش چشمی فعلاتن پر اید امفا علن رم فع از کیا مفا علن من بدخو
 مشورن شد ستم مفا علن نان فاع ح قطعیش دیپر امفا علن تشش چشمی فعلاتن برابر امفا علن
 رم فع از کیا مفا علن بند نحو فعلاتن شد ستم مفا علن نان فاع و اینہم خلاف توار داد
 مصنف علام معلوم میشود زیر کہ اوالفت دنون ساکن را یک حرف می شمارد پس ضرب
 مخبون محذوف مطوس ستم بطور مصنف ہم کلامہ مخفی تر ہے کہ مصنف مثالین بطور عرضیوں کے
 کہتے ہیں اور جہان جہان سہو پاستے ہیں بیان کرتے جاتے ہیں اور الفت دنون کو
 جو بحر دایرے سے نکلتا ہے وہاں بجای کیحرف لینا چاہیے ہوائی میں اختیار یہ
 کہتے ہیں صاحب حاشیہ والد اعلم کیا سمجھا ہے کہ ہر جگہ اسی بات کو اعتراضاً بار بار لکھا ہے

یا وصفی کہ خود معنی اس شعر کے بھی نہیں سمجھا کہ من بد خوگر وزن فعلاتن کھتا ہے اور تمام فعلاتن
اور غیر اضافت میں تشریح نہیں رکھتا ہم ز عروض همان و ضرب مخبون محذوف مطبوس وزن
ہمان است و گفتم اندکہ این ہر دو وزن مسکن خوشتر آید و این سہ وزن آخر بہ نزدیک مثال
معبورست است ہا توان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب مخبون محذوف
مطبوس یعنی فع اور وزن وہی ہے اور کہا ہے عروضیوں کے کہ یہ دونوں وزن مسکن
خوش آتے ہیں یعنی ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فع خواہ فاع مثال بیت اگر
کشتای تارمی ز سنبل تر بہ ہمیشہ آید بوی صبا مسطر بہ ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فع
اور خلط مسکن اور غیر مسکن بھی روا ہے اور یہ تین وزن آخر نزدیک متاخر و ن کے
مترک ہن ہم مسدسات ح عروض معری و ضرب مذال برائیکو نہ مشعر دلم بہر دہ
یا ربی بہا بہا بیا رو لیاں را بہر سپار بہت است اتوان وزن عروض معری یعنی مخبون
معری مفاعلن اور ضرب مذال یعنی مخبون مذال مفاعلن شعر مثال کا مرقومہ متن ہے
تقطیع یہ ہے دلم بہر تھا علن و ای یا فعلاتن ربی بہا مفاعلن بہا بیا مفاعلن ربی بہا
فعلاتن بہن سپار مفاعلن معنی یہ ہیں کہ ای یا ردل میرا لیا ہے تو نے بوسہ لبمیت
ہن دے ہم طہر و معری وہمان وزن است اتوان وزن عروض اور ضرب
معری یعنی مخبون معری مفاعلن اور یہ وہی وزن ہے یعنی ہشتم اور نهم ایک وزن
ہم مربعات می عروض و ضرب ہر دو مخبون برائیکو نہ بیت سخن خوبی رویت
کم از غمان برانی بہت مربعات و سوان وزن عروض و ضرب دونوں مخبون یعنی فعلاتن
بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سخن قو مفاعلن بہر بیت فعلاتن کم از غمان
برانی فعلاتن رویت یعنی روی خود اور کم اختصار کہ مرکا اور غمان یعنی غما ہم با عروض
ہمان و ضرب مخبون تقصیر برائیکو نہ بیت منم زیار سجست بہ منم ز عشق سجرت
گیا بہوان وزن عروض وہی یعنی فعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ
متن ہے تقطیع اسکی یہ ہے منم زیار مفاعلن ر سجست فعلاتن منم ز عشق مفاعلن

وزن عروض وہی یعنی فعلان اور ضرب مجنون مخدوف یعنی فعلین اور وہی وزن ہے یعنی
 یازدہم اور دوازدم ایک وزن ہے ہم تین عروض مجنون مقصور یا مجنون مخدوف و ضرب
 مجنون مخدوف و ہر دو مسکن روا ہو دیرایگو نہ بیست تو آگهی صنما کہ من چه غم خوردم
 تیرہواں وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون مخدوف یعنی فعلین اور ضرب
 مجنون مخدوف یعنی فعلین اور دونوں مسکن جائز ہیں بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع
 اوسکی یہ ہے تا آگهی مفاعیلین جنم فاعیلین خروم فعلین ہم و جملہ مسدسات و رباعیات
 نزدیک متاخران نامستعمل است و تسکین در ہمہ مواضع روا ہو و دو صدر و ابتداء این بحر
 روا نہ ہو و در مجموع نیست ہر چند بران وزن است از ان جہت کہ از دو سبب خفیف
 بعد از خفین وزن وندی باقی مانده است و از قدر بعضی بنا و بیستی آورده اند کہ صدر و آخر
 و بعضی از متاخران وزنی دیگر آورده اند از مفاعیل فاعلان چار بار و ان خلط مشکول
 با سالم میتواند بود دیرایگو پیشتر بدان ملک الملکو کی کہ ہر دو جہان با مرش شدند ز بیج خبری
 بگفتن کاف و نونی این ست اوزان دائرہ مشتبہ است اور جملہ مسدسات اور رباعیات
 نزدیک متاخران کے نامستعمل ہیں اور تسکین اوسط سبب جگہ روا ہے اور صدر اور ابتداء
 میں اس بحر کی خرم روا نہیں ہے اس واسطے کہ بند و تند مجموع نہیں ہے اور خرم و تند مجموع میں
 ہر چند اوس وزن پر جہت ہے کہ اصل میں سبب خفیف تو یعنی مس تقاضا کن میں جواب میں خفین ہوا و ان
 اند ہو گیا یعنی مفاکر و ند اصلی نہیں ہے اور قدما سے بعضے ایک بیت بنا دلائے ہیں کہ
 صدر اوسکا آخر ہے اور بعضے متاخران سے ایک وزن اور دلائے ہیں مفاعیل فاعلان
 چار بار اور وہ خلط مشکول یعنی مفاعل کا ساتھ سالم کے یعنی فاعلان کے ہو سکتا ہے شعر
 مثال کا مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے بدائل مفاعل کملو کی فاعلان کہ مروج مفاعل
 با مرش فاعلان شدند ز مفاعل بیج خبری فاعلان بگفتن مفاعل کاف و نونی فاعلان
 یہ ہیں اوزان دائرہ مشتبہ کے ہم متقارب این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و اش
 در دائرہ فعلن مشبہ بار باشد و بتازی وافی و مجز و بکار دارند و اورا دو عروض و ہر ضرب
 در شش وزن آمدہ است چار وافی و دو مجز و بیست و یک شش این ست یہ بحر عربی اور

فارسی میں استعمال ہو اور اصل اوسکی درجہ میں فعلوں آٹھ بار ہے اور تازی میں وانی اولہ
مجزوہ استعمال کرتے ہیں اور اوسکے دو عروض ہیں فعلوں سالم اور فعل محذوف اور چار قسم
ہیں فعلوں سالم فعل مقصور فعل محذوف فع ابتر اور چہ وزنوں پر آئی ہے چار وانی اور
دو مجزوا اور بیہین اوسکی یہ ہیں ہم اشعر فاما تہیم تہیم ابن مرقہ فالتا ہم القوم فلی
نیا باہ عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا وزن عروض اور ضرب دو وزن سالم یعنی
فعلوں بیت مثال کی مرقومہ متن ہے رومی راب سے معنی یہ کہ مست خواب ہوا اور نہایت طبع
نایم یعنی خوابیدہ یعنی یہ کہ فاما تہیم ابن مرقہ یا قوم نے سرست خواب تقطیع اوسکی یہ ہے
فاما فعلوں تہیم فعلوں تہیم فعلوں نورن فعلوں فالتا فعلوں ہلقو فعلوں مرزلی فعلوں
نیا یا فعلوں ہم ب اشعر و یا وانی الی نشوۃ یا یسات و شعث مرا ضیع مثل السال
عروض سالم است و ضرب مقصور است دوسرا وزن عروض سالم یعنی فعلوں اور ضرب مقصور
یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے یا یسات مقلوب الیسات زنان کسین ایاس
سیارہ کہ القطار حیض سے اوس میں ہوتا ہے اور نہایت الرعب میں بالکسات
بیای موجدہ پڑتا ہے معنی محتاجات اور شعث جمع شعنا یعنی پرگندہ موعبار آلودہ و مرصع
جمع مرصع یعنی شیر و ہندہ اور سعال اصل سعالی بجاوت یا معنی غول یا بانی معنی یہ ہیں کہ
جگہ لیتا ہے طرف زمان منقطع بحیض پریشان موگرد آلودہ شیر ہندہ کا مانند فعلوں یا
کے تقطیع یہ ہو و یا وانی فعلوں الانس فعلوں و تہیا فعلوں اساتن فعلوں شعثن فعلوں
مراضی فعلوں عثلس فعلوں سعال فعلوں ہم ج اشعر و ارونی من اشعر شعرا عو یضام
یفسی ارویات الذی قد واد عروض سالم است و ضرب محذوف تیسرا وزن عروض
یعنی فعلوں اور ضرب محذوف یعنی فعل شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں روایت
کرتا ہوں میں شعر سے شعر مشکل کہ بھلا دیتا ہے راویوں کو کہ اوسکی روایت کی ہر تقطیع
یہ ہے وادی فعلوں شش شع فعلوں ر شرن فعلوں عو یضام فعلوں یفسی فعلوں روایت
فعلوں لذی قد فعلوں برو فعل ہم اشعر خلیلی عو جاعلی رسم و اریہ خلعت من شعی
و من تہیمہ عروض سالم و ضرب ابتر و این چار وانی است چوتھا وزن عروض سالم

یعنی فاعل اور ضرب ابتر یعنی فاعل باجتماع حذف و قطع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
یہ ہیں ای دونوں دوستوں کے ٹھہر و خانہ سے ویران پر کہ خالی ہیں سلیبی سے
اور میتہ سے اور یہ دونوں نام معشوقہ کے ہیں تقطیع یہ ہے خلیلی فاعل یو ج فاعل
علی رس فاعل بدارن فاعل خلعت من فاعل سلیبی فاعل و منی فاعل یہ فاع اور یہ
چاروں وزن وافی کے ہیں ہم ہ شعر امن و منیہ اقفرت ہ فاعل بذات الغضابہ
ہر دو محذوف است پانچواں وزن عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فعل
شعر مثال کا مرقومہ متن ہے و منہ انا را لدا رکذا فی القاموس غضا جمع غضاۃ نام ایک
شجر کا ہے ذات غضا یعنی وہ زمین کہ جس پر یہ درخت ہوں معنی یہ ہیں آیا یہ ویرانہ
نشان گھروں کا ہے کہ واسطے معشوقہ سلی کے بیچ زمین درختان غضا کے تھا تقطیع
یہ ہے امندم فاعل نعتن اق فاعل قوت فعل مسلمی فاعل بذات فاعل غضا فعل
ہم و شعر کعقفت و لا تیشس ہ فاعل یقش یا تیشکا ہ عروض محذوف و ضرب ابتر
و این ہر دو مجز و اند است چھٹا وزن عروض محذوف یعنی فعل اور ضرب ابتر ہے یعنی
فع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ عقیف ہو اور خرین نہو جو کہ
مقدار اور حکم ہوا ہوگا پیش آئے گا عقیف مرد پارسا اور پرہیزگار از حرام نجاست سے
تقطیع یہ ہے تعفت فاعل ولایت فاعل تاس فعل فاعل فاعل صیاتی فاعل کا فاع اور
یہ دونوں مجز وین ہم و بطریق زحاف در دیگر ارکان قبض روا بود و در عروض باو سالم
قصر و حذف روا بود و در صدر ثلث و ثرم و باشد کہ و را بہذا ہم بنا در استعمال کنند
اور بطریق زحاف کے اور ارکان میں قبض روا ہے یعنی فاعل بضم لام معشوبین لانا
درست ہے اور قبض گرا نا حرف پنجم کا جب سببیا میں پڑے اور عروض ہی سالم ہیں
تقصیر یعنی فاعل اور حذف یعنی فعل روا ہے اور صدر میں اثلث یعنی فاعل اور ثرم یعنی فعل
بسکون عین روا ہے اور کہی ابتدا میں ہی بنا در اثلث اور ثرم کو استعمال کرتے ہیں ہم
و انا در پارسی وافی و مجز و مشطور آور وہ اند و گفہ اند کہ اور ادو عروض است و چار ضرب
دہرہ وزن آمدہ است چار شمن و نہ سدس و نہ مریع و انا پارسی میں وافی اور مجز و

اور مشطور لائے ہیں اور کہا ہے کہ اوسکے دو عروض ہیں سالم یعنی فحولن اور مقصور
یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور چار ضرب ہیں میں مسبح فحولان اور سالم فحولن اور فحول مقصور
اور فعل محذوف اور دوس ورنون پر آئی ہے چار شمن و تین مسدس اور تین مربع شمن
اعروض سالم و ضرب مسبح براہیکونہ بیت ببالا لنگار اچو ازادہ سروی و لیکن برخسار
مانند گلنار و دین ناپسندیدہ است چه حرف آخر ازادہ ہر دن است شمنات
یہ سلا وزن عروض سالم یعنی فحولن اور ضرب مسبح یعنی فحولان بیت مثال کی مرقومہ میں ہے
گلنار یعنی گل اتار مراد منج تقطیع یہ ہے ببالا فحولن نگار فحولن چا از فحولن و سروی فحولن
ولیکن فحولن برخسار فحولن رمان فحولن و گلنار فحولان اور یہ ناپسندیدہ ہے اسواسطے کہ
حرف آخر دائرے سے باہر ہے ہم ہر دو سالمات دوسرا وزن عروض اور ضرب
دونوں سالم یعنی فحولن مثال اوسکی یہ ہے بیت اگر سرو من در چمن جا بگیرد و عجب
باشد از سرو بالا بگیرد ہم ج عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور است تیسرا وزن
عروض مقصور یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فحول مثال سے توئی
کا فریدی زیکقطرہ آب و گہر ہای روشن تر از آفتاب و ہم عروض ہمان و ضرب
محذوف و تحقیق ہر دو وزن یکی است و شاہ نامہ برین وزن گتہ اندت چو تھان
عروض وہی یعنی فحول یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل مثال سے چو آیم بکویت کن
عیب من کہ بی اختیارم درین آمدن و اور حقیقت میں یہ دونوں وزن ایک ہیں
یعنی سوم اور چہارم اور شاہنامہ اسی وزن میں کہا ہے شعر شاہنامے کے یہ ہیں
بز و زبر و آن یل زورمند بہ شمشیر و خنجر بگز و کند و دید و برید و شکست و بہت و یان
را سر و سینہ و پا و دست ہم و این وزن را پارسی گویان راہ اعشی خوانند از جهت آنکہ یا
اعشی برین وزن است کہ این دو بیت از ان است شمشیر و کاس شربت علی کذہ
و آخر علی کذہ و شربت نہا بہا و لکی ایلیم الناس اتی اقرو و آیت الکعبۃ برق بہا
ت اور ان تین ورنون کو فارسی گوراء اعشی کہتے ہیں یعنی طریق خواندگی ہوا
اہیات اعشی اس وزن پر ہیں کہ دو بیتیں اوس سے یہ ہیں شرو و نون مرقومہ میں

معنی اونس کے یہ ہیں بہت کا سے پیے میں نے واسطے لذت کے اور بہت پیاسے
 نوش کیے سینے واسطے دوا کے یعنی بہت گرم و سرد زمانے کا چکھنا تاکہ جانیں لوگ کہ
 ایک مرد ہوں میں کہ ہو سچا ہوں میں اور تلاش کی ہے میں نے معیشت اور سکی و روزی و سحر
 اور تقطیع یہ ہے وکاسن فعل شریو فعلن علامہ فعلن وقتن فعل و آخری فعلن مرد و
 فعلن تنہما فعلن بہا فعل لکی یبع فعلن کثنا فعلن ساتم فعلن رود فعل ایتل فعلن عیش
 فعلن ہن با فعلن بہا فعل عشی نام شاعر کا اور راہ یعنی پردہ سر و دم مسدسات عرو
 و ضرب سالم برینگونہ بیت نگہ کن بدان سرخ و سرخ بہ کروز و گشت این رخا نم
 مسدسات پانچوان وزن عروض اور ضرب و وزن سالم یعنی فعلن بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے نگہ کن فعلن بد اسر فعلن خد و سرخ فعلن کروز فعلن
 و کشتی فعلن رخا نم فعلن ہم و عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور برینگونہ بیت
 ازان خط مشکین یا رہ شد آن ماہش اندر محاق است چٹا وزن عروض مقصور یعنی
 یعنی فعلن یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فعلن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع اور سکی یہ ہے ازا خط فعلن طمشکی فعلن نیار فعلن شدا ما فعلن ہشدر فعلن
 محاق فعلن ماہ سے مراد خسارہ اور محاق بضم اور کبیر اور لفتح تینوں حرکتوں سے آیا ہے
 بسنی کا ست ماہ ابتدا اور سکی شب پانزویں سے ہے اور تین دن آخر چھینے کے کہ چاند
 ان ایام میں چپ جاتا ہے طائف اور شیب اور مدار اور کشف سے کذا فی الغیاث ہم
 ز عروض ہمان و ضرب محذوف و بحقیقت ہمان است ساؤان وزن عروض ہی
 فعلن یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل اور یہ حقیقت میں وہی وزن سے یعنی ششم
 اور ہفتم ایک وزن ہے ہم مربعات عروض و ضرب سالم برینگونہ بیت
 عیان شد نہا نم بہ زنگ رخا نم است مربعات اٹھواں وزن عروض اور ضرب و وزن
 سالم یعنی فعلن شعر مثال کا مرقومہ متن ہے نہا نم یعنی زار نہاں میرا اور زخان و خساری
 تقطیع یہ ہے عیا شد فعلن نہا نم فعلن زنگی فعلن رخا نم فعلن ہم ط عروض مقصور
 یا محذوف و ضرب مقصور برینگونہ شعر توی دل گذار بہ نم دل سپارہ متن وزن

عروض مقصور یعنی فعل یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فعل بیت مثال کی
مرقومہ متن ہے قطعاً یہ ہے تائی دل فعل کن گزار فعل منہم دل فعل کن سپار فعل ہم
ی عروض ہماں و ضرب محذوف و بحقیقت ہماں است است دسوان وزن عروض ہماں
یعنی فعل یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل اور یہ وہی وزن ہے یعنی ہنم اردو ہم ایک
ح قطعاً ہماں تائی دل فعل کن گزار و فعل کن منہم دل سپار فعل ہم کلام تحقق علیہ الرحمہ
تو عروض کو مقصور یا محذوف لکھتے ہیں یہ قطعاً عروض سالم کی کرتے ہیں اور شعر
میں بھی دیکھا ہے ہم و بہ نزدیک متاخران مسدسات و مرئجات متروک است
و قدما اٹلم و صدر یا در ابتدا بنا در بکار و ششہ اند چنانکہ رودکی گوید بیت بہار است
ہر روزہ در روز نم و منکر فراوان و معروف کم و استعمال قبض در فارسی روایت ہے
مت اور متاخران کے نزدیک مسدسات اور مرئجات متروک ہیں اور قدما فی اٹلم یعنی
فعلن صدر میں یا ابتداء میں بطریق ندرت استعمال کیا ہے جیسا کہ رودکی کہتا ہے
بیت رودکی کی مرقومہ متن ہے روز نم یا روزیم یعنی موسم برشکال و بہار منکر یعنی امر منکر
مثل شراب نوشی اور اہمو و لعب معروف یعنی امر معروف ضد منکر قطعاً یہ ہے بہار س
فعلن تہر و فعل کن زور و فعل کن زخم فعل منکر فعلن فراد و فعل کن منہم و فعل کن منکم
فعل اور استعمال قبض کا فارسی میں روانہ نہیں ہے کسی وجہ سے معنی اسکے یہ ہیں
کہ وزن سالم میں اور وزن محذوف خواہ مقصور الضرب و العروض میں جیسو صدر اور
ابتداء میں رکن اٹلم یعنی فعلن کبھی آگیا ہے اس جگہ مقبوض یعنی فعل کو لانا چاہیے
صاحب میزان اس مطلب کو نہ سمجھا اور اٹلم پر یہ حاشیہ لکھا ح مثال اٹلم و صدر
و ابتداء بل جوشو نیز رفیم و برویم داغ نو بردل و صحر الصحر اسنزل مبتزل و وزن
مصرع اول فعلن فعل کن فعل کن وزن مصرع ثانی فعلن فعل کن فعلن فعل کن تم کلام
ظاہر ہے کہ رفیم و برویم بر وزن فعلن فعولان باسباع ہے اور و سراً حاشیہ استعمال
قبض کی جگہ لکھا ہے ح لیکن متاخرین بر مقبوض اٹلم شعر گفتہ اند باین طور کہ ایک
رکن مقبوض باشد و دیگر اٹلم تقدیم مقبوض چنانکہ درین شعر بر وز ہجرت چہ چار ہانم

چو شمع دور از تو میگذردم به بردن فعل و فعل فاعل و مفعول و تقدیم اتمم نیز است که مسمی خوانی و در م برانی به
 دل حزین را بجای جانی به بل ازین قسم برشانزده رکن هم آمده مثالش جانی فرماید
 زهی جمال تو قبله جان حرم کوئی تو کعبه دل به خان سجده نا الیک مسجد و ان سعینا الیک نعما
 و دیگری گوید نهی و دو چشمست بخون مردم کشاده تیر و کشیده خنجر به رخ چو ماه است صبح
 دولت خط سیاه است شب مغنبر به هر دو وزن فعل و فعل فاعل و بعضی مقبوض اتمم که آنرا اثر مگویند
 با سالم نیز بر تیب جمع کرده اند و برشانزده رکن آورده مثالش زلف مغنبر بر به تیر
 تیره شب است و وادی موسی به جامه صبرم و رکعت عشقت و امن یوسف دست زینما به
 بر وزن فعل فاعل و بعضی مقبوض اتمم در شش از در مثالش ای سوز زلف غالیه سالی به
 و می مه رویت غالیه نیز به بر وزن فعل فاعل و فعل فاعل تم کلامه ظاهر به که بیه سب
 اوزان متقارب بین هین اور عبارت محقق علیه الرحمه بین نالخت اکل کهن نهین حسکی
 نالخت کی به ده و هر مقام خاص به جسا بیان هو اتم محریب این سحر مستعمل است
 و شعر برین بسیار نیافته اند و هاشم فاعل نهشت بار بود و مثال بیت سالم او بنامی چنین
 باشد شمع حار بو قومم شمع کم نیز خود به الصلاح الذی خیر و زامن به است غریب
 به سحر مستعمل نهین به اور شعر اس بین به کم پائے بین اور اصل او سکی فاعل آتخته به
 اور مثال بیت سالم کی اوس سے عربی بین یون به شعر مرقوم متن به معنی به بین
 اڑے وہ اپنی قوم سے پس نہ ٹھہرے بدی سے واسطے صلاح کے ایسی صلاح که
 خیر او سکی مسدود به قطع به حار بو فاعل قومم فاعل شمع کم فاعل نیر عوف فاعل
 الفصل فاعل حلاذی فاعل خیر هو فاعل را بنو فاعل هم و هم منبول ایراد کنند برنگونه
 شمع و آتیت جمیع مواطینها به فاسفت بنیة ساکنها به است اور معجون سحر لا آهین
 یعنی فاعل سحر یک عین آتخته بار شعر مرقوم متن به معنی به بین آیا بین او سکو سب بوازد
 بین پس افسوس که یا سینه او سکه ساکن که غائب هونے بر قطع به معنی به و اکی فاعل
 شمع عوف فاعل طینها فاعل فاسفت فاعل بنی فاعل تیب فاعل کنها فاعل هم و هم سحر نیز
 ایراد کنند برنگونه شمع یا معجونی اوزر کن رومی به و از خرم قلبی فاعل عنندی است او سب کن

بجای

مسکن بھی لائے ہیں یعنی فعلین سکون عین آئندہ بار شعر مرقومہ متن ہے منی یہ ہیں اکی
محبوب میرے دریافت کر میری روح کو اور رحم کر میرے دل پر پس بیٹھ نزدیک میرے
تقطیع یہ ہے یا مح فعلین بونی فعلین اور ک فعلین روحی فعلین رحم فعلین قلبی فعلین بونی
فعلین محمدی فعلین ہم و عروضیان این رکھنا را مقطوع خوانند و این سہو سہت چہ قطع
جز در عروض و ضرب یافتند و ہر سہ نوع یعنی سالم و مخبون و مقطوع خلط کنندت اور
عروضی ان رکھنوں کو یعنی فعلین فعلین کو مقطوع کہتے ہیں اور یہ سہو سہت اس واسطے کہ
قطع سوائے عروض و ضرب کے نہیں آتا پس مخبون مسکن ہیں اور تینوں قسمیں یعنی
سالم فاعلین اور مخبون فعلین تہر یک عین اور مقطوع فعلین سکون عین خلط کرتے ہیں
ہم و اما بفارسی قدما بہ تکلف برین بحر ہم شعر آوردہ اند نذال و معری ہم عروض و ہم ضرب
و ضرب تمنا نذال و ہمہ مخبون یا ہمہ مسکن یا محتلط ہمہ نذال و معری و محتلط اما سالم یا مخبون
مسکن خلط کنند کہ از قیاس خارج بودت و اما فارسی میں قدما بہ تکلف اس بحر میں
شعر لائے ہیں نذال یعنی فاعلان اور معری یعنی فاعلین عروض ہی اور ضرب ہی اور
ضرب تمنا نذال بھی لائے ہیں اور سب رکن مخبون بھی لائے ہیں اور سب رکن مسکن بھی
لائے ہیں اور سب رکن محتلط بھی لائے ہیں یعنی کوئی مخبون اور کوئی مسکن اور سب
نذال اور معری اور محتلط بھی لائے ہیں لیکن رکن سالم کو ساتھ رکن مخبون اور مسکن کے
خلط نہیں کرتے ہیں فارسی میں کہ انکے قیاس سے خارج ہے بخلاف عربی کے کہ وہاں لانا
درست ہے ہم مثال سالم شمن شھر سخت سرگشتہ ام از غم ہجرتوہ گر خطای کتم و لبر اعفو
کن ہت مثال سالم شمن کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع سخت سر فاعلین کشتہ ام فاعلین
از غمی فاعلین جب تو فاعلین گر خطا فاعلین کی کتم فاعلین و لبر فاعلین بخنو کن فاعلین ہم
مثال سالم مسدس شھر سرخ گل بردورخ کشتہ ہد لاجرم فتنہ کشتہ ہت مثال سالم
مسدس کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سرخ گل فاعلین بردورخ فاعلین کشتای فاعلین
لاجرم فاعلین فتنای فاعلین کشتای فاعلین کشتہ یعنی پیدا کردہ ہم مثال مربع سالم شھر
سجدہ کردت تباہ آفتاب از فلک ہت مثال مربع سالم کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ

سجد کرنا جلین دست بتما فلین افنا فلین بز فلک فلین فلین مثال مثلین مجنون و مسکن در بیشتر
 آورده اند مثال مثلین مجنون اور مسکن کی سابق میں لائے ہیں عربی میں اور فارسی میں
 مثالین یہ ہیں مثال مجنون سے چوخت بود گل بانع ارم بہ چو قدرت بود قدس و چمن *
 فعلن آٹھ بار تعلق اسکی یہ ہے مثال مسکن سے ہر دم میشت وارم زاری بہ کز غم تاکے
 زارم داری بہ فعلن آٹھ بار تعلق اسکی یہ ہے ہم دہمیکین بہ زج اخرب ورل مجنون ہم
 تعلق توان کردت اور اگر سب رکن مسکن ہوں یعنی فعلن فعلن فعلن فعلن لبکون عین
 وزن کو ہزج اخرب اور ول مجنون میں تعلق کر سکتے ہیں ہزج اخرب مسدس محذوف و
 واضرب بر وزن مفعول مثلاً فعلن ہے اور ول مجنون مسدس محذوف العروض والاضرب
 فعلن تن فعلن ہے جب انکو مسکن کیجیے وہی وزن ہو جائے ہم و باقی وزن اعلیٰ مسدس
 و مرعبات مجنون و مسکن از طبع دور تر بود این است بحر ہای دائرہ متفقہ تفصیل بحور و اوزان
 تمامی آن تمام شدت اور باقی وزن مسدسات اور مرعبات مجنون اور مسکن کی طبیعت
 دور ہیں یہ ہیں بحرین دائرہ متفقہ کی اور تفصیل بحور و اوزان کی جملہ تمام ہوئی ہم معلوم
 کہ در پانزدہ بحر کہ مستعمل عرب است جملہ عروضہا نیست و شش است و جملہ ضربہا پنجہ است
 و پر شصت و سہ وزن آندہ است و در بحر کہ مستعمل عجم است بقول عروضیان چل و چہار
 عروض و ہشتاد و پنج ضرب است و بر صد و نو و نہ وزن شعر گفتہ اند والد اعلیٰ بالصواب
 است اور معلوم ہو کہ پندرہ بحر و ن میں کہ مستعمل عرب ہیں جملہ عروض چہا بیس ہیں
 اور جملہ اضرب پچاس اور ترستہ وزنوں پر آئی ہیں اور دس بحر و ن میں کہ مستعمل
 عجم ہیں بقول عروضیوں کے چوالیس عروض اور پچاسی ضرب ہیں اور ایک سے
 ننانوے وزنوں پر مشرکے ہیں والد اعلیٰ بالصواب ہم و باید دانست کہ این بحر ہا
 مولف از اصول بحر کو سنتہ و شاید کہ اصلاً ہا سے دیگر غیر آٹھ گتہ اند تا بیست گفتہ و ازان
 اصلاً بحر ہا مولف خود کہ در مقام دیگر مستعمل باشد یا بروز گاری دیگر مستعمل شود چنانکہ
 بنا در وقت پارسی رکنی ثمانی یافتہ می شود مولف از دو و تدریس بر وزن مفا غلاق و
 شری دیدہ ام از تکرار این رکن چہار بار کہ عین آن شعر بر یاد دارم اما برین منوال بود

بعیت اگر بدانی کہ نے تو جو غم مراد برین غم روانداری و اگر تفضل مجنون مرل برین
 وزن باشد از متفاعلن موقوف مرل بچنین ت اور جانا چاہیے کہ یہ سب مجنون مولف
 اصول مذکور سے ہیں اور شاید کہ اصلین اور سوا ان اصلوں کے تا بعیت کرین اور اول
 اصلوں سے سب مجنون مولف ہوں کہ اور زبانوں میں سوا تازی اور فارسی کے مستعمل ہوں
 یا اور زمانے میں مستعمل ہوں چنانچہ بندرت لغت پارسی میں ایک رکن ثنائی یعنی
 ہشت حرفی پایا جاتا ہے مولف دو و ت اور ایک سبب سے بروزن مفاعلاتن کہ اس میں
 مفا اور علا دو و ت ہیں اور تن ایک سبب و ایک شعر دیکھا ہے یعنی اس رکن کی
 مکرار سے چار بار کہ بعینہ و شعر یاد نہیں ہے مگر اس طرح پر تھا بعیت اگر بدانی کہ بی تو جو غم
 مراد برین غم روانداری و تظلیع اگر بدانی مفاعلاتن کبیت جو غم مفاعلاتن مراد برین غم
 مفاعلاتن روانداری مفاعلاتن اور تفضل مجنون مرل اس وزن پر ہے یعنی مفاعلاتن
 اور متفاعلن موقوف مرل یعنی مفاعلاتن بھی اس وزن پر ہے موقوف یعنی مضمون
 ہم و نیز از سبجی کہ اور امین زبان پہلو بران بحر میگویند و شبہ است بہر ج مسدس سالم
 رکن اول ہم ثنائی است مولف از چار سبب خفیف برین وزن کہ مفعولاتن دگاہ سالم کجا میدار
 دگاہ مجنون بروزن مفاعیلین و گاہ مطوی بروزن فاعلاتن و ہر سہ با یکدیگر خلط میکنند
 و در رکن باقی مفاعیلین مفعولاتن یا مفاعیلین مفعولاتن مثالش بیت فردا کہ عرض بی
 لشکر وزن پی و میان و سہ اہل انجمن پی و ہمہ گرد آورد و پیر و جوان را بہ انجمن کرد
 پی نہر ج ہم پی و صدر بیت اول سالم است و ابتدا و صدر بیت دوم مجنون و ابتدای
 بیت دوم مطوی و امثال این بسیار است اور ایک بحر اور بھی دیکھی ہے کہ رکن اول
 او سکا ثنائی ہے مولف چار سبب خفیف سے اس وزن پر کہ مفعولاتن اور اور امین زبان
 پہلو می اوس بحر پر کہتے ہیں وہ مشابہ ہے بہر ج مسدس سالم سے اور امین مضمون اول اور
 سکون نون اور اور امین بھی ایک طرح کی خوانندگی اور گویندگی ہے کہ وہ خاصہ فارسی و
 اور شعر او سکا زبان پہلو می میں ہوتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے بیت لحن اور امین
 و بیت پہلو می و زخمہ رود و سماع خسروی و اور ایک دیکھی نام ہے مضافات اور

تو بیج جو سقان سے مشہور باورامہ چونکہ ضمایا گروہان کے ساکن نے یہہ خوانندگی وضع
کی باورامہ مشہور ہوئے پس اس مفعولات کو کہی سالم استعمال کرتے ہیں اور کبھی
مجنون بروزن مفاعیلین اور کبھی مطوی بروزن فاعلاتن اور تینوں کو با یکدیگر خلط کر دیتے
اور بعد اس کے مفعولاتن خواہ مفاعیلین خواہ فاعلاتن کے دو درکن باقی مفاعیلین فاعلاتن
یا مفاعیلین فاعلاتن ہیں مثال اس کی بیت جو مرقومہ متن ہے اور شعر مذکور میں فردا کہ معنی
فردا وقت صبح اور عرض یعنی ملاحظہ اوہی لشکر یعنی پامی لشکر اور وژن یعنی کثافت اور
سجاست مراد خرابی پی در پی ہے اور دوسرا بل انجمن پی یعنی در پی در پی اہل انجمن
اور زبرج یعنی زینت اور بمن پی ای در پی من خواہر بود صدر بیت اول سالم ہے یعنی
مفعولاتن اور ابتدای بیت اول اور صدر بیت دوم مجنون یعنی مفاعیلین اور ابتدا سے
بیت دوم مطوی یعنی فاعلاتن قطع یہ ہے فردا کہ مفعولاتن ضعیف ک مفاعیلین
وژن پی فاعلاتن سیانی دو مفاعیلین سری اہلن مفاعیلین بمن پی فاعلاتن ہمہ کرد مفاعیلین
در پیرو مفاعیلین جوارا فاعلاتن انجمن ک فاعلاتن پیر برج مفاعیلین بمن پی فاعلاتن اور شل
اس کے بہت ہیں ہم و غرض از ایراد این سخن آن است تا داند کہ اصول بحر در اسچہ تقسیم
مخصوصیت نہ فروع و تغیرات بل اسچہ ایراد کردیم موجود است بحسب الغلب والحد اعلم
بالصواب اور غرض اس سخن کی ایراد سے یہ ہے تا معلوم کریں کہ اصول بحر
جو کہے ہیں ہمنے مخصوص بین نہ فروع اور تغیرات بلکہ جو فروع اور تغیرات ایراد کیے
ہتے موجود ہیں بحسب غالب یعنی اصول مخصوص بین فروع اور تغیرات مخصوص بین
والحد اعلم بالصواب **فصل ششم** در تغیر زیادت کہ تعلق بارکان نذر دوازہ
تغیرات کہ در بیشتر یاد کردیم تغیر زیادت را کہ آنرا اخر ہم خوانند در ہیج موضع مثال بنیادیم
و آن بنیاد گران و ناپسندیدہ باشد و بر کنی و بجزی خاص نبود و ایراد آن بآن سبب
باین موضع افگندیم کہ تا بحر و اوزان و قوت نباشد اگر اک آن چنانکہ باید دست نہ در
و خرم بیشتر یک حرف بود کہ در اول بیت افزاید مثالش تہازی امر و القیس گوید
شہر و کان شبیر آفی عرائین و بیکہ کہ شبیر آفیس فی سجاد مخرتل ہد بر بحر طویل است

از وزن دوم و دو او خرم است **ت** فصل ششم بیان تغییر زیادت میں کہ ارکان سے
 متعلق نہیں رکھتا پس تغیرات جو پہلے بیان کیے تھے ان میں ایک تغیر زیادت بھی
 او کو خرم کئے ہیں کسی جگہ مثال او سکی نہیں لائے ہم وہ نہایت گران اور ناپسندیدہ
 اور کسی رکن اور کسی بحر کے ساتھ خاص نہیں اور بیان او کو اس لیے بیان کیا ہے کہ
 جب تک بحرین اور اوزان معلوم نہوں اور اک او سکا جیسا چاہیے حاصل نہیں ہوتا
 اور خرم اکثر بیک حرف ہوتا ہے کہ اول بیت میں لاتے ہیں مثال او سکی تازی میں بیت
 امر القیس کی جو مرقومہ متن ہے اوس میں ثبیر نام ایک کوہ کا ہے اطراف مکہ میں اور
 غریب سر پہنی مراد اول چیز و بل جمع و ابل یعنی باران بزرگ قطرہ بجا دگیم مخطوط قرط
 چادر پیچیدہ معنی یہ ہیں اور گویا کہ ثبیر اول باران میں مرد بزرگ یہ گیم مخطوط پیچیدہ ہے
 قطعاً کان فاعل ثبیر فی مفاعیلین عرانی فاعلین نوبلی مفاعیلین کبیر فاعل اناس
 فی مفاعیلین بجا و ان فاعلین مفاعیلین کبیر طویل ہے وزن دوم سے جس کے عروض
 اور ضرب دونوں مقبوض ہیں اور او اول بیت میں خرم کا ہے ح خرم در اصل
 انداختن حلقہ در بینی شتر است و وجہ مناسبت ظاہر و حکم کردن حرفی یا کلمہ را بخروم
 بران است کہ بدوش وزن ثری درست نشود و لا نشاید ہم کلامہ قابل اور کچھ یہ زیادت
 مصرع دوم میں ہوتی ہے بیت **ت** اما اللہ یا کلبیات القاع فاعلین اما اللہ یا کلبیات
 اقم لیکنی امین البشیر بحر بسیط سے بروزن مستفعلن مستفعلن فاعلین مستفعلن فاعلین
 مستفعلن فاعل اور عمرہ استفہام اول مصرع دوم میں خرم جو ہم و زیادہ ازین ہم آورہ اند تا یک کلمہ
 از چہار حرف و آن نادر است و بیش این است **ت** شمس اشد و جباریمک الموت
ق ان الموت لا قیقا ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکام بحر بحرین است اول
 و کلمہ اشد و خرم است **ت** اور زیادہ ایک حرف سے بھی لائے ہیں چار حرف تک
 یعنی چار حرف کا کلمہ اور یہ بہت کم ہے اور مثال او سکی جیسا کہ مرقومہ متن ہے او میں
 جباریم جمع حرام معنی کہ بند ہے اور لا قیقا ہشباع الف معنی یہ ہیں باندہ کہ مرند
 اپنے واسطے موت کے پس تحقیق کہ موت ملاقات کر گئی تھیں اور نذر موت سے جھوٹ

وارد ہو پتیری وادی میں تقطیع یہ ہے حیا زیم مفاعیل کلکوت مفاعیل فائیکو مفاعیل
 تلافیک مفاعیل لا تجزع مفاعیل نکوت مفاعیل اذاعل مفاعیل بوادیک مفاعیل سہ بحر
 ہنج ہے وزن اول اور کلہ اشد و کا خزم ہے مثال زیادت ایک حرف اور چار حرف
 محقق علیہ الرحمہ نے لکھی مثال زیادت دو حرف کی یہ ہے شہر قد فائنی الیوم موت
 حد تک کہ کانت مدبر کہ ہر وزن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن خفیف مجزوء
 اور ق م خزم ہے مثال زیادت نہ حرف کی ملیت اذاعل عذرت ربی ذکر تک کہ
 یا بار کیمیا یذہب الخ ذرا ہر وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن مدید محرف
 اور کلہ اذاعل خزم ہے ہم دو پاسی ہم بیک حرف قدما آوردہ اند بعضے در اول مصرع
 اول بر اینگو کہ رود کی گوید ملیت جحد محو نوزد آب ببادہ گو یا آتچنان گستی
 میانکش نازک چو سایہ موئی گوئی از یکدگر گستی ہر خفیف است از وزن ہضم
 ویم خزم است در اول بیت دوم است اور فارسی میں بھی بیک حرف قدما لائے ہیں
 بعضے اول مصرع میں جیسا کہ بیت رود کی کی مرقومہ متن ہے ہر خفیف میں وزن ہضم
 عروض مشکول اور ضرب ابتر اوریم خزم کا ہے اول بیت دوم میں اور نوزد آب سنی
 موج آب تقطیع یہ ہے جحد محو فاعلاتن نوزد ا مفاعیلن ہیا و فاعلاتن کو یا ا فاعلاتن
 فاعلاتن مفاعیلن نسبی فاعلاتن میانکش فاعلاتن ز لکھسا مفاعیلن یا موی فاعلاتن کو یا
 فاعلاتن ذکر کس مفاعیلن نسبی فاعلاتن ہم و بعضے در اول مصرع دوم ہم گفتہ اند چنانکہ
 مرادی گوید ملیت از خشم و گنج چہ فریاد و سودا کہ مرگ کند بر تن تو تا خشن و بحر
 سلیح است از وزن دوم و حرف کہ در اول مصرع دوم خزم است و تا خراں البتہ احتمال
 خزم نمی کنند و البتہ علم است اور بعضے اول مصرع دوم بھی لائے ہیں جیسا کہ مرادی
 کہا ہے بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے از خشم و مقتولن و جحد مقتولن یا دسو
 فاعلاتن مرگ کند مقتولن بر خشم و مقتولن تا خشن فاعلاتن بحر سلیح ہے وزن
 دوم سے اور حرف کاف کا اول مصرع دوم میں خزم ہے اور تا خراں البتہ احتمال
 خزم کا نہیں کرتے ہیں و البتہ علم بالصواب **فصل نہم** در ذکر معانی بعضی الفاظ و

القاب مذکور بہارسی سبب رسن باشد و تدنیج و این دو اسم از اوجہت نہادہ اند کہ
 عرب بیت شعر را بنام تشبیہ کردہ اند چہ بیت خانہ باشد و خانہ ایشان خمیہ باشد و خمیہ
 بر رسن و میخ قائم شود و فاصلہ جدا کنندہ باشد بعضی متحرکات متوالی را سبب کن از دیگر
 متحرکات جدا کنند فصل نوین ذکر معانی بعض الفاظ اور القاب مذکور میں اور
 فارسی میں سبب بمعنی رسن ہے اور تدنیج بمعنی میخ اور یہ دو نام اس جہت سے رکھے
 ہیں کہ عرب بیت کو گھر سے تشبیہ دیتے ہیں اس واسطے کہ بیت بمعنی خانہ ہے
 اور گھر عرب کا خمیہ ہوتا ہے اور خمیہ رستی اور میخون سے قائم ہوتا ہے اور فاصلہ
 بمعنی جدا کنندہ ہے یعنی متحرکات متوالی کو بسبب ساکن کے اور متحرکات سے
 جدا کرتا ہے ہم و اما بھو طویل و مدید و بسیط باین سبب بمعنی درازی و کشیدگی گسترگی
 نام کردہ اند کہ تباری بزرگتر از ترکیب اصول این بجز کہ در دائرہ نیست و چہا حروف
 بیچ ترکیب نیست اور بھرون طویل اور مدید اور بسیط کا اس سبب سے بمعنی
 درازی و کشیدگی و گسترگی نام رکھا ہے یعنی طول بمعنی درازی اور مد بمعنی کشیدگی
 اور ربط بمعنی گسترگی ہے کہ تازی میں انکی ترکیب سے کوئی ترکیب بزرگتر نہیں ہے
 کہ دائرے میں چوبیس حروف ہیں ایک مصرع میں ہم و بعد ازان سہ بحر اصل بحر و
 و کامل بیت و یک حرف است و ہر چند مساوی دیگر مسلمات است اما بجزکت ازان
 زیادت است پس ازین جہت این دو بحر ابو فوہر و کمال موسوم کردند اور بعد انکے
 یعنی بعد طویل اور مدید اور بسیط کے وافر اور کامل ہے کہ اون میں اکیس حرف ہیں
 ایک مصرع میں اور ہر چند برابر اور مسلمات ہیں لیکن حرکتوں میں اون سے یازدہ ہیں
 کہ ان میں تیس حرکتیں ہیں اور سباعیات دیگر میں مثل رجز اور رمل کے چوبیس
 حرکتیں ہیں پس اسی جہت سے ان دو بحر وں کا نام ابو فوہر اور کمال رکھا ہم دہنا
 آواز سے راگویند کہ تا برسے باشد و این اسم از جہت نکوی بحر و نہادہ اند و رجز
 رنجی راگویند کہ پای شتر را بلزاند و گفتہ اند موضع نشستن باشد بیشتر از ہودج
 خرد تر و این اسم از جہت انظر اب اخر او بسبب تقارب حرکات بال سبب کوتاہی بیت

برین بحر نہادہ اندکہ در عرب بیشتر مشکو بہ استعمال کنند و رمل زفتن بشتاب باشد
 و این اسم از جهت روانی وزن نہادہ اندت اور ہرج آواز با ترغم کو کہتے ہیں اور
 ترغم بمعنی سرود اور خوش آوازی ہے اور یہ نام اس بحر کا بسبب خوبی اور نیکوئی کو
 رکھا ہے اور ہر ایک مرض کو کہتے ہیں کہ پامی شتر کو لغزش میں لاتا ہے اور یہ بھی
 کہا ہے کہ موضع نشستن ہے شتر پر ہودج سے چھوٹا اور یہ نام اس بحر کا بسبب
 اضطراب اجزاء کے اور بہت تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے رکھا ہے
 کہ عرب میں بیشتر اسکو مشطو مستحل کرتے ہیں اور رمل بمعنی شتاب زفتن ہے
 یہ نام بسبب روانی وزن کے رکھا ہے ہم و سرج را بسبب سرعت اطلاق بشتاب
 و زلفش این نام نہادہ اند و قریب را بسبب قرب او مضارع و ناقہ منسرحہ تیز رو باشد
 و المنسرح الرجل آن باشد کہ بر پشت افتد و پانہا از ہم باز نہد و منسرح را این نام
 بسبب روانی نہادہ اند یا بسبب آنکہ دور کن او کہ بروزن مستفعلن است از یکدیگر بر کن
 مفعولات جدا شدہ اندت اور سرج کا نام بسبب سرعت اطلاق کو اسکو کتاب
 وزن پر سرج رکھا ہے اور قریب کا نام قریب رکھا ہے کہ اسکو قرب مضارع ہے
 اسواسطے کہ وزن مضارع کا مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن ہے اور وزن قریب کا
 مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن ہے اور ناقہ تیز رو کو منسرحہ کہتے ہیں و المنسرح الرجل
 یعنی پشت سے دراز ہوا اور دونوں پاؤں یکدیگر سے جدا کیے پس منسرح کا نام منسرح
 بسبب روانی کے رکھا یا اس سبب سے کہ دور کن او سکے مستفعلن یکدیگر سے بر کن
 مفعولات جدا ہوئے ہیں ہم و خفیف را بسبب خفت وزن خفیف نام کردہ اند و مضارع
 را از جهت مشابہت او بہ ہرج و اقتضاب بریدن است و اقتضاب سخن و شعر گفتن
 آن باشد بر سبیل ارتجال و بعضی گویند بحر مقتضب از ان جهت خواندہ اند کہ گوئی بعضی
 از منسرح است کہ تا بریدہ اند و بعضی گویند بآن سبب کہ وزنی مرتجل است
 اور خفیف کا بسبب خفت وزن کے خفیف نام رکھا ہے اور مضارع کو مضارع کہا ہے
 کہ اسکو مشابہت ہے ہرج سے اسواسطے کہ وزن مضارع شتمل بہ مفاعیلن ہے اور

اور ہرج کے بھی کرکے مفاہیلین ہیں اور اقتضاب یعنی بریدن ہے اور اقتضاب سفر
 و سخن برسیل ارتجال یعنی فی البدیہہ کہنا اور نہ اسکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مقتضاب کو
 مقتضاب اس جہت سے کہا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی ہے اسواسطے کہ کرکے مقتضاب
 مفعولات مستفعلین ہیں اور وزن منسرح کا مستفعلین مفعولات مستفعلین ہے اور
 بعضے کہتے ہیں اس سبب سے کہ وزن مرتجل ہے یعنی روان اور فی البدیہہ ہم و
 مجتہد ازین برکنہہ باشد و گویند بآن سبب گفتہ اند کہ گویا این بھرا از خفیت باز
 برکنہہ اند و مراد تصور چنان است کہ مقتضاب مجتہد را باین نامہا از ان جہت خوانندہ اند
 کہ عرب خبر مخبر مستعمل گذشتہ اند گویا بعضے از اصل مجزورا باز بریدہ اند یا آنرا ازین
 برکنہہ اند و اور مجتہد یعنی ازین برکنہہ ہے اور کہتے ہیں یہ بھر خفیت سے
 برکنہہ ہوئی ہے یعنی نکالی گئی ہے اسواسطے کہ خفیت میں سے تفعیل در میان دو
 فاعلان کے ہے اور مجتہد میں مقدم دونوں پر اور محکو تصور ایسا ہے کہ مقتضاب
 اور مجتہد کے اس جہت سے یہ نام رکھے ہیں کہ عرب انکو سوامجزو کے نہیں کہتے
 پس گویا اصل سے مجزو کو بریدہ کیا ہے ہم و متقارب باز جہت تقارب اجزا کو
 ارکان متقارب گفتہ اند و غریب باز جہت قلت استعمال و رکض الخیل را ندن آپا
 بلای کہ بر پہلوی او بنیانند و این بھرا باین سبب باین نام خوانندہ اند کہ روانی او
 بہ تکلف است و بھرا از جہت اشتغال او بر اوزان بسیار بھر خوانندہ اند چہ معنی بھر
 دست و تعلق کند و اور متقارب کو مجتہد تقارب اجزا اور کوتاہی ارکان متقارب
 کہا ہے اور غریب کو مجتہد قلت استعمال غریب کہا ہے اور رکض الخیل را ندن آپا
 دوس قدم سے کہ اس کے پہلو پر ملائین یعنی مضمار مارین اور اس بھر کا اسم یہ نام رکھا ہے
 کہ روانی او سکی بہ تکلف ہے اور بھر کو اس جہت سے بھر کہا ہے کہ شتمل ہے اوزان
 بسیار سے اور معنی بھر کے مقتضی وسعت و تعلق ہیں ہم و بہرامی وغیرہ اوزار و عروضیان
 گفتہ اند عروض چوبی باشد کہ در میان خیمہ باشد و ضرب دانہا می خیمہ باشد و من این
 تفسیر در کتب لغت نیافتہ ام و چنانہا پذیرم کہ عروض را باین سبب باین نام گفتہ اند

کہ معارض ضرب بست یعنی مقابل او یا از انجست کہ عروض راہ و سمت راہ باشد و ضرب را
از انجست باین قسم خوانند کہ اوزان سبب ضربها مختلف شود چه ضرب و صنف
یکی باشد سمت او بر احوالی و غیرہ عروضیوں نے کہا ہے کہ عروض چوب در میان خمیہ
اور ضرب و امن خمیہ کے ہیں اور سینے یہ تفسیر کتب لغت میں نہیں پائی اور ایسا
جانتا ہوں کہ عروض کو اس سبب سے عروض کہا ہے کہ معارض اور مقابل ضرب
کے ہے کہ دونوں آخر صرع میں پڑتے ہیں یا اس جہت سے کہ عروض بمعنی راہ اور
سمت راہ ہے اور ضرب کو اس جہت سے ضرب کہا ہے کہ اوزان کو سبب مختلف ہوتی
کسو اسطے کہ ضرب اور صنف ایک ہی دونوں بمعنی قسم ہم و این علم را باین سبب
عروض خوانند کہ مثل است بر معارضہ کردن شعر یا اصول و لہ کان اوست اور اس
علم کا نام اس جہت سے عروض کہا کہ مثل ہے معارضہ اور مقابلہ شعر پر ساتھ ہوں
اور ارکان کے اور اس جہت سے کہ عروض علیہ شعر ہے یا اس جہت سے کہ عروض
نام مکہ معظمہ کا ہے اور خلیل ابن احمد کہ منظومین باین علم ملہم ہوا لہذا وہی نام اس
علم کا رکھا یا اس جہت سے کہ عروض بمعنی راہ و شوار گذار ہے کہ وہ میں اور اس علم سے
بھی بدشوار کی راہ اوزان کی معلوم ہوتی ہے اور ایسے وجوہ کتب عروض میں بہت
لکھے ہیں ہم و مجزوا سنی جزوی بیگندہ باشد و مشطور و اشطری یعنی نصفی بیگندہ و
منہوک از لاغری بگداختہ است اور مجزوا کا نام مجزوا اسطے رکھا کہ مجزوا و سکو کہتو ہیں
جسکا ایکہ جزو گر گیا ہو اور مشطور کا نام اسوا اسطے مشطور رکھا کہ مشطور و سکو کہتو ہیں
جسہین نصف اگر گیا ہو اور نصف باقی رہا ہو اور منہوک کو منہوک اسوا اسطے کہتو ہیں
کہ منہوک بمعنی از لاغری بگداختہ ہے یعنی ثلث بیت ہم اما القاب تغیرات جن
فراشکستن جامہ باشد و بد و خشن موضع شکستہ تاکو تاہ شود و مجنون را از نیجا گرفته اند
و طی و نور دین بود و قبض فراہم گرفتار و کف بازداشتن است و اما القاب تغیرات
جن فراشکستن جامہ ہے اور سینا موضع شکستہ کا تاکو تاہ ہو جائے و ہذا فی القاب
اور مجنون کو یہ سین سے یا ہے او طے پٹینا اور قبض فراہم کر لینا اور گرفتگی اور کف

باز رکھنا اور باز رہنا کذا فی المنتخب ہم واضرار باریک میان و سبک کردن چار پایان
و عصب پی سخت باشد و تعصیب باریک میان کردن از گرسنگی و معصوب از اینجا
گرفته اندست اوراضرار باریک میان اورسبک کرنا چار پایون کا اور منتخب بین معنی
ور دل داشتن بھی سبب اور عصب بمعنی پی سخت اور تعصیب باریک میان کرنا گرسنگی
اور معصوب یہیں سے لیا ہے ح قولہ معصوب از اینجا گرفته اند بل معصوب بمعنی
بسیار گرسنه است کما فی القاموس المعصوب النالج جدا و ممکن است کہ از عصب بمعنی
پیچیدن باشد تم کلامہ معلوم ہو کہ تعصیب کو بمعنی باریکی میان گرسنگی سے اور لفظ معصوب
اوس سے محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھا ہے اور عصب جیسا بمعنی پیچیدن بمعنی داغ
کردن و دستوار بستن و فراہم کردن شاخہا سے درخت و ریختن بر گھامی درخت
بضرب چوب و غیرہ و سخت بستن را نہامی شتر مادہ وقت دو شیدین شیر و خشک
شدن آب در وہان و غیرہ بھی ہین کذا فی المنتخب ہم و موقوف از وقف گرفته اند
و کشوف را از کشف کہ چون حرفی از آخر بیگند مانند آنت کہ برہنہ شدہ باشد
اور موقوف کو وقف سے لیا ہے اور وقف بمعنی ایستادن و واداشتن ہو منتخب ہو
اور کشوف کو کشف سے لیا ہے کہ جب ایک حرف آخر سے گرائین مانند برہنہ ہو گیا
ح قولہ برہنہ شدہ باشد ظاہر الین کلام دلالت ہرین معنی دارو کہ الین لفظ بشین معنی
لیکن علامہ مخمشری در کشاف و تپلاس و فیروز آبادی و تہاموس و سکاکی در مفتاح آورده
کہ صحیح بسین مہملہ است و بشین معنی تعصیب است تم کلامہ ظاہر ہے کہ یہ دو لغت ہین
ایک کشف بشین معنی برہنہ کردن اور دوسرا کشف بسین مہملہ بمعنی بریدن و پارہ پارہ
کردن جابہ لہذا عرو ضیون بین کسینے کشوف بشین معنی اور کسی نے کشوف بسین
مہملہ لکھا ہے کہ دو وزن مناسب مقام ہین اور دو وزن لغت منتخب سے ہم و مقصور
کو تاہ کردہ شدہ و مقطوع بریدہ اندام و محذوف بعضے از وہیکلندہ و اخذ و اتر
و نبال بریدہ سے مقصور کو تاہ کیا گیا مقطوع بریدہ اندام جسکا بدن بکڑے بکڑے
ہوا ہو محذوف یعنی گرا ہوا یعنی جس کو کوئی جزو گر گیا ہوا محذوف و نبال بریدہ جب

وہ کہتا ہے کہ میں حق تو دیکھتا ہوں مگر علامہ مصنف علامہ انست کہ اخذ و اجتر ہر دو
 معنی مذکور وار و حال آنکہ معنی اخذ فی الجملہ مخالفت از معنی مذکور وار و اجتر اخذ معنی خفیف الذہن است
 جو ہری گوید بعیر اخذ و ناتقہ خذ اری الہی خفیف ریش و بنہا یعنی آنکہ موسیٰ و میش کہتا باشند
 تم کلامہ معلوم ہو کہ خذ بالفتح و التشدید الذال معنی از ہم بریدن منتخب سے اور خذ بضم
 کو تا ہی و سبکی دم شتر و جزآن یہ ہے منتخب سے اور نیز بضم تین بریدہ دم شدن یہ ہے
 منتخب سے قتال ہم و اصل ہم و و گوش برکنندہ و شعث پر اگندہ کردہ یا فرو گزاشتہ است
 اصلم جسکے دو لون کان او کھٹاڑ لیے ہوں اور شعث پر نشان کیا ہوا اور لٹکا ہوا ہم
 و اصلم رخنہ شدہ و اخرم دیوار بینی بریدہ و سنج تمام و دراز کردہ و ندال دامن دراز کردہ
 یا فرو گزاشتہ و مفل بزرگ کردہ و دامن کشادہ کردہ و مشکول چار پادست دباستہ
 بشکال و مجبول عقل یا اعضا نباہ شدہ و معقول شتر زانو بستہ بعتال و منقوص ناقص کردہ
 و مقطوف خراشیدہ و یا میوہ از درخت چیدہ و موقوف گردن شکستہ و مخزول بریدہ
 و اثرم دندان بفتادہ و اشتر بلکہ چشم باز گردیدہ و اخرج گوش شکافتہ و غضب گو سپند
 کہ سر و ن اندرونی او شکستہ باشد و نیز گو سفندی را گویند کہ بک سر و ن او شکستہ باشد
 و اقصم گو سفندی را گویند کہ سر و ن بیرونی او کہ محکم باشد شکستہ باشد و مردی را نیز گویند
 کہ دندان پیشین او از نیمہ شکستہ باشد و اجم آن گو سپندی کہ سر و ن ندارد و اقص
 سر و ن برہم یا برگوش پیچیدہ و اخرم رسن درہنی کردہ است اور اٹلم سوراخدار اور اخرم
 لٹکا اور سنج بٹا یا ہوا اور ندال دامن دراز یا لٹکا ہوا اور مفل بزرگ کیا ہوا یا دامن
 کشادہ کیا ہوا اور مشکول چار پایہ ہاتھ پاؤں بند ہوا رسن سے مجبول جسکی عقل یا
 اعضا تباہ ہوئے ہوں اور معقول وہ شتر کہ جسکی زانو بند ہے ہوئے ہوں رسن سے
 اور منقوص ناقص کیا ہوا اور مقطوف خراش کیا ہوا یا میوہ درخت سے چنا ہوا اور
 موقوف جسکی گردن ٹوٹی ہوئی ہو مخزول بریدہ اور اثرم دانت گرا ہوا یعنی جسکے دانت
 گر گئے ہوں اور اشتر بلکہ چشم گھلا ہوا یعنی جسکی پلکین کھلی ہوئی ہوں اور اخرج کن گنا
 اور غضب وہ گو سفند جسکی شاخ اندر سے پھٹی ہوئی ہو اور وہ گو سفند جسکی اکب شاخ

شکستہ ہو اور اقصیٰ وہ گوشتند کہ شلخ برون اوسکی جو مکمل ہو اور ٹوٹ گئی ہو اور اس
 مرد کو بھی کہتے ہیں جسکے دندان پیشین ٹوٹ گئے ہوں اور اجم وہ گوشتند جو شلخ
 نزکھتی ہو اور عقص شلخ پٹی ہوئی یا شلخ کان پر پٹی ہوئی اور اخرم وہ جانور جو کبھی
 ناک میں رشی ڈالی ہو ہم غلیل بیشتر ازین القاب بلاخطہ احوال تغیرات نہادہ است
 کہ لقب بر علت کہ خاص با و ایل مصر عما است از علتہا سے مقدم چار پای می گرفته و اپنے
 خاص با و اخر است از علتہا می موخر و اپنے عام است از اپنے خاص بعضی نباشد
 اور غلیل نے بیشتر ہند القاب بلاخطہ احوال تغیرات رکھے ہیں کہ لقب اوس علت کا
 جو خاص با و ایل مصر ریح ہے علت ہای مقدم بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
 اوس علت کا جو خاص با و اخر مصر ریح ہے موخر بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
 اوس علت کا جو عام ہے اوس سے لیا ہے جو کسی موضع میں خاص نہیں ہے ہم
 و همچنین اعرج ننگ و مدروس کہنہ و ناپیدا و مطموس ناپدید و سترہ و ازل ناقص سرین
 یقال لکنت اندار ہم قزل زولو اکمی نقصت فی الوزن و الازل الخفیف الکرکین است
 اور سیطرع اعرج یعنی ننگ ہے اور مدروس یعنی کہنہ اور ناپیدا اور مطموس یعنی ناپدید
 اور سترہ اور ازل ناقص سرین جسکے سرین ناقص ہوں کہا جاتا ہے کہ ناقص ہوئی
 ورم وزن میں حق ناقص ہوئے گا ای نقصان آیا وزن میں اور ازل خفیف الکرکین کو
 کہتے ہیں وکرکین دو لون سرین ہم و محبوب بریدہ و حضی کردہ باشند و محبوب
 کٹا ہوا اور حضی کیا ہوا ہے ہم و همچنین معاقبہ بر عقب یکدیگر آمدن باشد و مراقبہ یکدیگر را
 نگاہ داشتن و رقیب و ہر منزلی از منازل قمر منزلی باشد کہ چون از ہر دو یکی طلوع کند
 دیگر غروب کند و الداعلم است اور سیطرع معاقبہ قیچی ایک دوسرے کے آنا اور
 مراقبہ ایک دوسرے کو نگاہ رکھنا اور رقیب ایک منزل ہے منازل قمر سے کہ وہ طلوع
 کرتا ہے ایک طرف مقابل میں اوسکے دوسرے منزل میں غروب کرتا ہے دوسری
 طرف یعنی مشرق اور مغرب و الداعلم فصل و ہم در بیان فائدہ و منفعت علم عروض
 بیان اینمندی ہر چند بصد کتاب الاثنی عشر باشد اما چون ہمکش بر مبدی دشوار تواند بود

تاخیر شش مصلحت نمود و ازین جهت در تناسب حلقه یافتند چه فائدہ ہر چیز کے کہ بوجہ
 غرض و غایت آن چیز است چنانکہ اول فکر باشد آخر عمل نیز باشد مصلحت فصل سوم
 بیان فائدہ علم عروض میں بیان اسکا ہر چند صدر کتاب میں لائق تر تھا لیکن جو فہم
 مبتدی پر دشوار ہوتا ہے تاخیر اسکی مصلحت معلوم ہوئی اور تناسب میں کچھ غلط نہیں ہے
 اسواسطے کہ فائدہ ایک شے کا کہ غایت اس شے کا ہے جیسا کہ اول فکر میں ہوتا ہے
 باعتبار تصور کے آخر کار بھی ہوتا ہے باعتبار وجود خارجی کے پس اگر آخر کتاب میں یہ بیان
 خالی مناسبت سے نہیں ہے ہم و منکرین فائدہ این علم گویند ادراک وزن بذوق تو اندر ذوق
 و صاحب ذوق از عروض مستغنی باشد و عادتش را بوسیلہ عروض از شعر حظ تا حدی بود
 پس عروض را فائدہ زیادت نباشد اور منکر فائدہ علم عروض کے کہتے ہیں کہ ادراک
 وزن کا متعلق بذوق ہے اور صاحب ذوق علم عروض سے مستغنی ہے اور اسکو عادم
 اور فائدہ کو یعنی فاد اوقف ذوق کو بوسیلہ عروض شعر سے حظ یعنی مزہ ایک حد تک ہوتا ہے
 یعنی طویل ہوتا ہے پس عروض سے زیادہ فائدہ نہیں ہے ہم ویدانکہ اکثر این مقدمات
 نامستقیم است و وجہش از انچه درین فصل گفتہ شود روشن گردد گوئیم کہ فائدہ این علم از
 چار وجہ است اور معلوم کرو کہ اکثر یہ مقدمات یعنی اقوال منکرین نامستقیم ہیں اور
 وجہ اسکی جو اس فصل میں لکھی جاوے گی ظاہر ہوگی کہتے ہیں ہم کہ فائدہ اس علم کا چار
 وجہوں سے ہے ہم اول آنکہ احاطہ بہہ اوزان و احصای آن وجہ مناسبت و مخالفت
 اوزان با یکدیگر و تصرفات پسندیدہ و ناپسندیدہ در آنکہ علم مشتمل بران است از ذوق
 حاصل نتواند شد و از صنعت حاصل آید و مثال این چنان بود کہ بچا سیم ذوق ادراک
 شیرینی ممکن باشد اما معرفت آنکہ انواع شیرینی با چند باشد و ترکیب آن چگونہ گفتہ
 و صلاح و فساد ہر یک از چہ باشد بچا س ذوق ممکن نگردد و مثال اول وہ کہ احاطہ
 سب وزنوں کا اور حصہ اور شمار او نکا اور وجہین مناسبت اور مخالفت اوزان کی با
 یکدیگر اور تصرفات پسندیدہ اور ناپسندیدہ کہ یہ علم مشتمل ہے او سپر ذوق سے حاصل
 نہیں ہو سکتا اور صنعت یعنی فن عروض سے حاصل ہو سکتا ہے مثال اسکی یہ ہے

کہ جس ذوق سے دریافت کرنا شیرینی کا ممکن ہو مگر معرفت انواع شیرینی کی اور اسکی ترکیب کی اور اسکی صلاح اور فساد کی جس ذوق سے ممکن نہیں ہم دوم آنکہ شعریاتی کہ بروزن غیر متداول باشد متناسب آن از بدایت نظر دور صاحب ذوق از ادراک ذوق آن عاجز شود تا بمعرفت هنر و عیب آن چہ رسد و صاحب صناعت را در حال بران وقوف افتد و وجہ دوسری یہ ہے کہ وہ شعر کہ بروزن غیر متداول اور نامستعمل ہیں اور متناسب او کا بدایت نظر سے دور ہے صاحب ذوق اسکے وزن کے ادراک سے عاجز ہوتا ہے عیب و ہنر کے جاننے کا ذکر کیا اور صاحب صناعت فی الفوہ اوس سے واقع ہو جاتا ہے ہم سوم آنکہ تمیز میان اوزان متقارب اکثر احوال پر اصحاب ذوق متبہس باشند اگر ادراک کنند از بیان آن عاجز باشند و عرضی بچنین بود مثال اوزان متقارب از فارسی دین بیت ست بیت عاقل از عیش تلخ حارم گردید باشند ایمن ہر آنکہ غافل گردد و اگر لایم عاقل یا سحر یک نکتہ و ہمزہ اظہار کنند وزن ترانہ باشد از ہرج و اگر سحر یک کنند با اظہار ہمزہ و شرح باشند و اگر ہمزہ و لفظ ہمزہ نہ خفیف باشند و ہمزہ تین تین در مصرع دوم است وجہ تیسری یہ ہے کہ تمیز اوزان متقارب کی یعنی جو بحرین کہ قریب اونس کے وزن ہیں اکثر صاحب ذوق پر متبہس ہوتی ہے اور اگر دریافت کرتا ہے اور اسکے بیان سے عاجز ہوتا ہے اور عرضی کے نزدیک کچھ مشکل نہیں ہے مثال اوزان متقارب کی فارسی میں جو مرقومہ متن سے اوس میں حارم معنی ہوشیار ہے خرم سے پس اگر لایم عاقل کو سحر یک مکرین اور ہمزہ کو اظہار کرین وزن ترانے کا ہو ہرج سے یعنی بروزن مفعولن فاعلین مفاعیلین رفع اور اگر لایم عاقل کو سحر یک کرین ساتھ اظہار ہمزہ کہ شرح ہو یعنی بروزن مفتعلن فاعلات مفعولن رفع اور اگر ہمزہ کو مفاعیلین تلامین خفیف ہو یعنی بروزن فاعلاتین مفاعیلین مفعولن اور یہی صورت ہے مصرع دوم کی ہم و مثال دیگر از فارسی دین است مشہر قد کا و قلبی ان یزل و ہمزہ و قوافی من کان انقلب بامرہ مصرع اول متصل است از طویل باشد و زلم بود و متصل است کا کامل شد و چون مصرع دوم آید اگر قوافی مختلف گویند معلوم شود کہ کامل است و اگر شد و گویند

معلوم شود کہ طویل است اور مثال دوسری تازی مین یہ ہے جیسا کہ شعر مرقومہ متن
 معنی اور سکے یہ مین تحقیق کہ حیووت لغزش کی میرے دل نے بسبب اور سکے جادو کے
 پس نگاہ رکھا اور سکوا اور سکے کہ قلوب ب کے اور سکے حکم مین مین یعنی خدا ایتھائے نے
 مصرع اول محتمل ہے طویل سے ہو اور انکم ہو یعنی بروزن فعل مین مینا عیلس فحول مینا علن بلور
 محتمل ہے کہ کمال سے ہو یعنی بروزن متفعل مینا علن اور جب مصرع دوم پر آئیں
 اگر وقاہ کو مخفف بدون تشدید کہیں معلوم ہو کہ کمال ہے بروزن مینا علن متفعل مینا علن
 اور اگر مشدو کہیں معلوم ہو کہ طویل ہے بروزن فحول مینا عیلس فحول مینا علن ہم ویکی از
 افاضل عالم کہ در علوم متبحر بود در اثنای بیان مسئلہ چند عرض خواستہ است کہ این بیت را
 نقطہ کندی شہر مین دایمی یومنا و یوم نبی النہیم بود اذا التفت نصیحتہ یقذر مہہ ہاگفتہ است
 از منبر است و اصل منبر مستفعل مینا علن متفعل مینا علن و اور مینا علن کہ از مستفعل بنجین شدہ خرم کردہ
 فاعل شدہ و این ناجائز در کن اول کہ مستفعل بودہ بنجین مینا علن شدہ و از مین فاعل بودہ کہ اینجا
 استقامت مینا علن و انود چ خرم درو تر بودہ و این مین جزوی از سبب است و فاعل مینا علن ہیچوہ از فروع
 مستفعل مینا علن بودہ اگر اول بیت مین را می بودی چنان بودی کہ او گفتہ اما چون برین وجہ است
 از بحر خفیف از وزن دوم است و آن فاضل بزرگتر از ان است کہ امثال اینخی برو پوشیدہ ماند
 الا انکہ اعتماد بر ذوق کردہ و در صناعت مہارتی تمام نہ داشتہ سموی چنین کردہ است اور ایک
 شخص نے افاضل عالم سے معلوم مین متبحر تھا اثنای بیان مسائل عروض مین چاہا کہ اس بیت کی تطبیق کر
 جو مرقومہ متن ہے معنی اور سکے یہ مین کس فرد کیا ہو روز جنگ یہ اور بنی تیم کا حیووت کہ گرمی اور سکے کی
 پیش آئی اور سکوا اور سکے کہ منبر سے ہے بروزن فاعل مینا علن فاعلات متفعل مینا علن فاعلات
 متفعل مینا علن اور در کن اول کہ مستفعل تھا بنجین مینا علن ہو اور پھر مینا علن اور اس سے
 فاعل تھا کہ اس جگہ استقامت مینا علن روا نہیں ہے اسوا سکے کہ خرم و تد مین آتا کہ
 اور یہ مین ایک جزو سبب ہے اور فاعل کسی وجہ سے فروع مستفعل ہے نہیں ہو
 اگر اول بیت مین را می بروزن مینا علن ہوتا اور سکے کہ استامحک ہوتا اسوا سکے کہ
 نہیں اس جگہ البتہ جائز ہے لیکن جو اس وجہ سے کہ اول بیت مین را می بروزن فاعل مین

بجھ خفیف سے وزن دوم ہے یعنی بروزن فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فعلاتن مفاعیلن
 فاعلاتن کسوا سطرے کہ وزن دوم خفیف میں عروض سالم اور ضرب محذوف ہے اور ضرب
 اس میں سب جگہ جابز ہے ح یعنی فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فعلاتن مفاعیلن مفعلاتن
 تم کلامہ قتال اور وہ فاصل بزرگتر اس سے ہے کہ ایسے معنی اور سپر پوشیدہ ہیں
 مگر یہ کہ اعتماد ذوق پر کیا اور صناعت یعنی فن عروض میں مہارت تمام نہ رکھتا تھا اس لیے کیا
 ہم وین کی ازاد بارادیم کہ قصیدہ دراز بر اول وزن طویل گفتہ بود و یک بیت در میان
 بروزن سوم افتادہ خواستیم کہ اور اقوف وہم چون در صناعت بصیرتے تداشتہ اور کہ
 نیکو و تابعدار مدنی کہ بذوق اور لک کرد اصلاح کن بیت بکرد و آن این است شعر
 تحمل خیرانی غلامی جیران و بان رقا و منی لایعرج اذ بان کوہ منی ملکوتی آما سنازل
 اہلما فی قصیر می و آما سنازل فغان و بعد از ان باضمان کردست اور میں نے ایک
 شخص کو اویہون سے دیکھا کہ قصیدہ دراز وزن اول طویل میں کہما تھا عروض قبض
 یعنی مفاعیلن اور ضرب سالم یعنی مفاعیلن اور ایک در میان کی بیت وزن سوم طویل میں
 واقع ہوئی تھی عروض مقبوض اور ضرب محذوف یعنی فاعلاتن چاہیے کہ اس کو آگاہ کرنا
 جو صناعت میں بصیرت نہ رکھتا تھا اور ان کو نہ تھا نہ ان تک کہ بعد ایک مدت کے کہ
 بسبب ذوق کے دریافت کیا اور اس بیت کی اصلاح کی بتین مرقومہ تن بہن معنی اور
 یہ بہن کہ محل باندا میری ہمالیوں نے پس نہیں بہن ہمالیے میرے اور دور ہوا
 خواب میرے کہ رجوع نہیں کرتا ہے جو وقت سے جدا ہوئے بہن ہمالی کب ملاقات کرے گا
 میں اور کی لیکن منازل اونکی اہل کے بصری میں بہن و آما سنازل میری پس عمان ہم
 مصرع اول بروزن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن ہے مصرع ثانی بروزن فاعلاتن
 مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن ہے مصرع ثالث بروزن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن ہے
 مصرع رابع بروزن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن ہے بعد اس کے سجاوے فغان فغان
 بنایا تا ضرب مصرع اخیر کی مفاعیلن ہوئی شبہ نہ ہو کہ عروض میں قبض لازم ہے اور
 یہاں عروض بیت اول میں سالم اسوا سطرے کہ ازوم قبض کا بیت غیر مصرع میں ہے

بجھ خفیف سے وزن دوم ہے

اول مصرع میں عروض تالیف ضرب ہوتا ہے ہم چارم آنکھ عادم ذوق را طریق تحصیل تہیہ
 میان نظم و شعر عروض نہ ہو و این فائدہ تمام است بآنکہ اعتقاد اسے نہ آئے کہ اگر کسی را
 در سبب فطرت ذوق نباشد ممکن باشد کہ بلکہ عروض اورا اکتساب ذوقی حاصل شود و
 این معنی در خویش تن مشاہدہ کردہ ام این است تمامی سخن در عروض والہد اعلم والہد ولی
 التوفیق است وجہ چوتھی یہ ہے کہ ناواقف ذوق کو راہ حاصل کرنے میں کی دیر میں
 نظم اور شعر کے سوا عروض کے نہیں ہے اور یہ فائدہ تمام ہے باوجودی کہ اعتقاد میرا
 یہ ہے کہ اگر کسیکو ابتدا سے فطرت میں ذوق نہ ہو ممکن ہے کہ بسبب ملکہ عروضی و سکون
 ذوق حاصل ہو جائے اور ملکہ بمعنی کیفیت راستہ ہے اور یہ بات سینے اپنی ذات میں
 مشاہدہ کی ہے یہ ہے تمامی سخن کی عروض میں والہد اعلم والہد ولی التوفیق
 مرقن دوم در علم قافیہ و آن در فصل ست فصل اول در حد قافیہ و اقسام
 آن اسم قافیہ باشد کہ بہ تہ قصیدہ یا بر تمامی یک بیت از قصیدہ اطلاق کنند
 و آن بطریق توسع و مجاز باشد اسم قافیہ یعنی قافیہ جبکہ نام ہے او سکون بھی اور آخر
 ابیات قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قصیدہ کے اوخر میں یہ
 قافیہ ہے اور یہ کہنا بطریق توسع اور مجاز ہے اور من قبیل اطلاق جزو ہے کل پر
 بلکہ اطلاق مکمل کا مجموع اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ
 باتمامی ایک بیت قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بیت میں یہ قافیہ
 اور یہ کہنا بھی بطریق توسع اور مجاز ہے کسواسطے کہ حقیقت میں قافیہ بدون دو چیزوں
 ظاہر نہیں ہوتا اور قافیہ کو قفوس سے لیا ہے بمعنی پیروی یعنی قافیہ پیرو آخر بیت ہے
 اشاعر پیروی او سکی کرتا ہے اور ہنا نظم کی او سپر ہے اور تہمہ آخر ہر چیز غیاث سے
 ہم دہا شد کہ کلمات متشابهہ را کہ در او آخر ابیات باشد قوافی خوانند و آن از جہت تہا ل
 الہات باشد بر قافیہ است اور کبھی کلمات متشابهہ کو جو آخر بیت میں واقع ہوتے ہیں
 قافیہ کہتے ہیں کسواسطے کہ اول کلموں میں حرف قافیہ شامل ہوتا ہے مثل گوہر اور اختر
 کے اور میں را حرف روی شامل ہے پس لفظ گوہر اور اختر تہا مہا او آخر ابیات میں

قافیه بین ہی سہ مذہب اخفش کا ہم و باشد کہ یک حرف را کہ اصل قافیه باشد و آن را
حرف روی خوانند چنانکہ بعد ازین گفتہ شود قافیه خوانندست او کوکھی ایک حرف کو
کہ اصل قافیه ہے اور او سکوری سکتے ہیں جیسا کہ بعد اسکے کہا جائے گا قافیه کہ ہیں
یہ مذہب ابو علی قطرب اور ابو العباس کا ہے کہ ان فی المفتاح معلوم ہو کہ یہاں تک
باب قافیه میں تین مذہب ہوئے ایک یہ کہ مثلاً اختر اور گوہر میں حرف روی
قافیه ہے دوسرا یہ کہ مجموع لفظ اختر اور گوہر قافیه بسبب شمول حرف روی کے
ہو تیسرا یہ کہ مجموع یہ دونوں قافیه ہیں اور آخر قصیدہ یا قصیدہ یا آخر بیت میں
بطریق توسع اور مجاز اور قسم اول ہی ہے ہم و خلیل و قومی از علمای عرب کہ نظر
و دقیق تر کردہ اند و تعریف قافیه گفتہ اند قافیه عبارت است از مجموع حرکات و حركات
از حرف ساکن آخر بیت باشد تا حرفی ساکن کہ برو مقدم بود یا حرکتی کہ پیش از ساکن
مقدم بود مثلاً در صاحب اکو کا تبا مجموع دو الف و دو حرف کہ میان ایشان است و حرکت
آن دو حرف و حرکت صا و یا پھنات او خلیل نے اور ایک قوم علمای عرب نے
نظر و دقیق کی ہے کہ قافیه عبارت ہے مجموع حرکات اور حروف سے کہ حرف
ساکن آخر بیت سے حرف ساکن تک کہ اوس ساکن آخر پر مقدم ہو ساتھ اوس
حرکت کے کہ اوس ساکن اول پر مقدم ہو مثلاً صاحب اکو کا تبا میں دو الف ساکن
اول و آخر اور دو حرف متحرک جو در میان ان دو الفوں کے ہیں اور حرکتیں او کی اور
حرکت صا کی صاحب اکو کا تبا میں حرکت کاف کی کا تبا میں مجموع قافیه ہے ح با حرکتی
پیش از ان است آہ و این کلام صریح است درین معنی کہ حرف ماقبل ساکن اول خارج
از قافیه نزد خلیل است انا از بیان سکاکی در مفتاح و صاحب خزرجیہ چنان معلوم میشود
کہ آخر حرف نیز داخل قافیه است چ عبارت سکاکی این است ہی عند الخلیل من آخر حرف
فی البیت الی اول ساکن یلیہ مع المتحرک الذی قبل الساکن و قال الخزرجی من المتحرک قبل
الساکنین الی انتہائہ کلامہ ظاہر ہے کہ جب حرکت داخل ہوئی وہ حرف کہ جس پر یہ حرکت
خارج نہیں ہو سکتا اس حرکت کو کہ دونوں لفظوں میں بلکہ کلام خلیل میں مراد متحرک سے حرکت

اوسکی ہے کہ حرکت بجز نہیں ہوتی ہم و اگر در آخر بیت مثل کار دو ساکن بود قافیہ مجموع آن
 دو ساکن و حرکت ماقبل ایشان باشد است اور اگر آخریت دو ساکن ہوں قافیہ مجموع وہ
 دو ساکن اور حرکت ماقبل اول دو ساکنوں کی ہے ہم بنا بر این تقریبت قوافی را قسمت
 کردہ اند بر پنج قسم و ہر یک را لقبی نہادہ اند برین وجہ کہ میان دو ساکن حشر خالی نبود
 از انکہ یا چار متحرک بود یا سه متحرک یا دو متحرک یا یک متحرک یا بیچ متحرک نبود و بیچ قسم دیگر
 غیر ازین اقسام ممکن نباشد اول را متکاوسل خوانند و دوم را متر اکب و سوم را متدارک
 و چہارم را متواتر و پنجم را مترادف و لفظ سکوت مثل بجدون او اخر این القاب است از بہت
 اس تقریبت اخیرہ کے قوافی کو تقسیم کیا ہے پانچ قسموں پر اور ہر ایک کا ایک لقب مقرر
 کیا ہے اس طرح کہ در میان دو ساکن آخر کے یا چار متحرک ہونگے جیسے الاکہ فخر بین کہ بعد
 الف ساکن کے جو بعد لام کے ہے اور قاف اور جیم اور با چاروں متحرک ہیں یا تین متحرک
 ہونگے جیسے الموت نزل میں کہ بعد واد ساکن کے تا اور نون اور زای جمہ تینوں متحرک ہیں
 یا دو متحرک ہونگے جیسے فیما جذع میں کہ بعد الف ساکن کے جیم اور ذال معجزہ دونوں متحرک
 ہیں یا ایک متحرک ہوگا جیسے سائل اور قاتل میں در صورت سکون آخر بعد الف ساکن کے
 ایک متحرک ہے یا کوئی متحرک نہ ہوگا جیسا کہ حال و قال میں بسکون آخر اول کو متکاوس
 کہتے ہیں اور تکاوس بمعنی ابنوہ کردن ہے منتخب سے ہی اور دوسرے کو متر اکب کہتے ہیں
 اور متر اکب بمعنی در ہم شستن ہے منتخب سے اور تیسرے کو متدارک کہتے ہیں اور تدارک
 بمعنی در یا حقن ہے منتخب سے اور چوتھے کو متواتر کہتے ہیں اور تواتر بمعنی پی در پی ملان
 غیاث سے اور پانچویں کو مترادف کہتے ہیں اور مترادف بمعنی در پس یکدیگر شستن ہے
 منتخب سے اور کوئی قسم سوا ان پانچ قسموں کے اور ممکن نہیں ہے کسوا سے کہ نازی میں
 چار متحرکوں سے زیادہ جمع نہیں ہوتے اور متحرک چہارم بطریق زحاف کے آتا ہے
 جیسے فکلمن میں اصلی نہیں ہوتا اور لفظ سکوت میں حروف آخر ان القاب کے
 شامل ہیں یعنی سین متکاوس کا اور با متر اکب کی اور کاف متدارک کا اور زے متواتر کی
 اور فے مترادف کی ہم و بدانکہ درین تقریبت و قسمت نظری و بہت چہ باشد کہ متنازل ہیں

تقریب مشتمل شود بر آنچه در قافیہ معتبر باشد مثلاً درین بیت گفته اند شجر قد جبر الدین
 الاله فخر بوجوب تقریب مذکور قافیہ مجموع شش حرف و پنج حرکت باشد از آخر بیت
 و نہ چنان است چہ درین موضع حرف را و حرکت ماقبل او پیش معتبر نیست و همچنین درین بیت
 گفته اند شجر لا غار بالموت نزل قافیہ بوجوب تقریب مذکور مجموع پنج حرف و چهار حرکت
 آخرین باشد و درین بیت شجر یا کثیری فیہا جذع مجموع چار حرف و دسہ حرکت
 آخرین باشد و چنان است چہ در ہر یک یک حرف و یک حرکت پیش معتبر نیست اور معلوم ہو
 کہ اس تقریب اور تقسیم بین فکر اور تامل واجب ہے اس واسطے کہ جو چیز کہ قافیہ میں معتبر
 نہیں ہے وہ بھی اس تقریب میں داخل ہوئی جاتی ہے مثلاً بیت اول میں جو مرقومہ متن ہے
 معنی اوسکے یہ ہیں تحقیق کہ کامل کیا دین کو خدا نے پس کامل ہوا اور جبر لازمی اور مقتدی
 و وزن طرح پر آیا ہے پس اس بیت میں قافیہ بوجوب تقریب مذکور کے مجموع چہ حرف
 یعنی الف ساکن کہ بعد لام الہ کے ہے اور با اور فا اور جیم اور با اور اسے ساکن جو آخرین ہر
 اور پانچ حرکتیں یعنی حرکت لام کی جو قبل الف الہ کے ہے اور حرکت با اور حرکت فا اور
 حرکت جیم اور حرکت با ہیں اور ایسا نہیں ہے یعنی یہ مجموع چہ حرف اور پانچ حرکتیں
 اس جگہ قافیہ میں معتبر نہیں ہیں بلکہ اس مقام میں فقط حرف را اور حرکت ماقبل
 قافیہ میں معتبر ہے اور پس کو واسطے کہ قصیدے میں قافیہ فخر کا نظر ہو گا نہ لہ فخر و شاہ
 فطر یعنی از حرکت حمزۃ التا حرکت بائی فخر تم کلامہ قتال اور اسے طرح بیت ثانی جو
 مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں ہے نہک موت سے کہ موت آنے والی ہے
 پس اس بیت میں بھی قافیہ بوجوب تقریب مذکور کے مجموع پانچ حرف یعنی دا اور تا اور نوں
 اور زا اور لام اور چار حرکتیں یعنی حرکت میم کی جو قبل واو کے ہے اور حرکت تا اور حرکت
 نوں اور حرکت زا و جیم ہے اور اسے طرح بیت ثالث میں جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکو
 یہ ہیں کاشکے ہوتا میں اس وقت میں جو ان اور معنی تفصیلی اسکے رجز میں بیان ہوئی پس
 اس بیت میں بھی قافیہ بوجوب تقریب مذکور کے مجموع چار حرف یعنی الف جو فیہا میں ہر
 اور جیم اور ذال و جیم اور عین اور تین حرکتیں یعنی حرکت با جو قبل الف فیہا کے ہے اور حرکت

جیم کی اور حرکت ذال سجدہ کی اور ایسا نہیں ہے یعنی شعر ثانی میں پانچ حرف اور چار حرکتیں
 اور شعر ثالث میں چار حرف اور تین حرکتیں معتبر نہیں ہیں بلکہ دونوں شعرون میں ایک
 حرف اور ایک حرکت فقط معتبر ہے اس واسطے کہ قافیہ نزل کا اجل ہو گا نہ موت نزل
 اور فوت عجل اور قافیہ جذع کا ورع ہو گا نہ باجذع و باورع ہم و اما قسمت مذکور اگر
 بطریق منع خلکو کنند یعنی قافیہ ازین اقسام خالی نباشد صحیح بود آتا اگر بطریق منع جمع کنند
 صحیح نبود چه اگر شعر مثلاً بر بحر بسط مجز و یا رجز باشد و رکن آخر در ہیتی عجول و در یک بیت
 مطوی و در سوم سالم یا مخبون باشد قافیہ در یک قصیدہ ہم متکا و س و ہم مترکب و ہم
 متدارک باشد اگر بحر کامل باشد و رکن اخروی و قی مخزول و قی سالم یا مضمر یا
 موقوف قافیہ ہم مترکب و ہم متدارک باشد است و اما قسمت مذکورہ اگر بطریق منع
 خلکو کرین یعنی کوئی قافیہ ان پانچ قسموں سے خالی نہ ہو گا یہ تقسیم صحیح ہوگی لیکن اگر
 قسمت بطریق منع جمع کرین یعنی پانچوں قسمیں ایک قصیدے میں جمع نہ ہوگی تو یہ تقسیم
 صحیح نہ ہوگی اس واسطے کہ اگر شعر مثلاً ایک قصیدے میں بروزن بسط مجز ہو اور وزن بسط
 مجز و یہ ہے مستفعلن فاعلن مستفعلن یا بروزن رجز ہو اور وزن رجز و یہ ہے مستفعلن مستفعلن
 مستفعلن اور رکن آخر یعنی رکن عروض و ضرب ایک بیت میں مخبول یا اجتماع غبن و طی یعنی
 فعلتسن آورد و سری بیت میں مطوی یعنی مفتعلن اور تیسری بیت میں سالم یعنی مستفعلن
 یا مخبون یعنی مفاعیلن ہو قافیہ ایک قصیدے میں ہم متکا و س ہو گا بروزن فعلتسن اسی
 قبل ساکن و ہم مترکب بروزن مفتعلن و ہم متدارک بروزن مستفعلن خواہ مفاعیلن و اگر
 شعر مثلاً ایک قصیدے میں بروزن بحر کامل ہو گا اور وزن بحر کامل کا یہ ہو مفاعیلن
 مفاعیلن اور رکن آخر بیت کا بھی مخزول یعنی مفتعلن اور کبھی سالم یعنی مفاعیلن یا مضمر
 یعنی مستفعلن یا موقوف یعنی مفاعیلن قافیہ ہم مترکب ہو گا بروزن مفتعلن و ہم متدارک
 ہو گا بروزن مفاعیلن خواہ مستفعلن خواہ مفاعیلن ہم بعد ازین تقریر کنیم و گوئیم اگر کسی
 خواہد کہ تقریر قافیہ کند بوجہی کہ تحقیق نزدیک تر بود بدین وجہ باید گفت کہ قافیہ عبارت است
 از مجموعی کہ مولف باشد از حرفی یا حرفی کہ واجب باشد کہ در کلمات متشابه کہ در آخر

ابیات یا مصرعہا بود مکرر یا در حکم مکرر باشد بحسب اصطلاح و از حرفی کہ بمثابة حشو افتد
 میان آن حروف و از حرکاتی کہ تعلق بآن حرف یا بان حروف داشته باشند بعد
 اسکے تقریر کریں ہم اور کہیں ہم کہ اگر کوئی چاہے کہ تعریف قافیہ کی کرے اس طرح کہ
 تحقیق سے نزدیکتر ہو یوں کہنا چاہیے کہ قافیہ عبارت ہے اوس مجموعے سے جو مولف ہو
 ایک حرف سے مثل روی کے جیسے لفظ قمرین حرف ر ہے کہ اس میں حرف ر مع حرکت قبل
 قافیہ ہے یا مولف ہو حروف سے اور مراد حروف سے تاسیس اور ردف اور روی اور
 اور وصل اور خروج ہے کہ واجب ہو یہ بات کہ کلمات متشابہ میں جو اواخر ابیات
 واقع ہوں یا اواخر مصاریع واقع ہوں کر آئین یا حکما مکرر آئین بحسب اصطلاح قید اواخر
 ابیات کی اسلئے ہے تاہید سے اور غزلین اور قطعے سے اسطرحونکے شامل ہو جائیں
 اور قید اواخر مصاریع کی اسلئے ہے تا مطلع اور شنوایان اور باعیان شامل ہو جائیں
 اور قید حکم تکرار کی اسلئے ہے تا فوافی مسترد اور فردین شامل ہو جائیں کہ مسترد حکم مصرع
 میں ہے اور فرد جب اوس سے دوسری بیت ملجائے گی تکرار قافیہ ہو جائے گی اور
 مولف ہو اوس حرف سے جو بمنزلہ حشو واقع ہوتا ہے ان حرفوں میں مثل ذیل کے
 جیسے ہم اور قاف ہے کامل اور عاقل میں اور مولف ہو حرکات سے جو تعلق اوس
 حرف روی سے یا اون حرفوں سے یعنی تاسیس اور ردف اور ذیل اور روی اور وصل
 اور خروج سے رکھتے ہوں ہم و فہم یعنی این تعریف بعد از معرفت حروف و حرکات قافیہ
 صورت می بندد چہ معرفت کرب کل بی معرفت اجزای او پس نشود و تحقیق فرق در میان آن
 عرب و مذہب علم و قافیہ ہم بعد از ان ممکن باشد و چون سبقت در علوم شعر عرب است
 ابتدا بہ بیان مذہب عرب کنیم درین فن والدہ اعلم است اور سمجھنا اس تعریف کا بعد سمجھنے
 حروف و حرکات قافیہ کی ممکن ہے اس واسطے کہ فہم کرب کا بدون فہم اجزاء کے یہ
 نہیں ہوتا اور فرق مذہب عرب و فہم بھی بعد اسکے معلوم ہو سکتا ہو اور جو سبقت شعریں
 عرب کو ہے لہذا بیان مذہب عرب سے ابتدا کرتے ہیں ہم والدہ اعلم **فصل دوم** در بیان
 حروف و حرکاتی کہ اجزای قافیہ باشد بر مذہب عرب حروف قافیہ نزدیک جمہور شاعران

رومی و سہ حرف کہ بروی مقدم باشد و آن تاسیس و وخیل و درون است و دو حرف کہ از روی متاخر باشد و آن وصل و خروج باشد و فصل دوسری بیان حروف و حرکات میں کہ اجزای قافیہ میں نزدیک غرب کے حروف قافیہ کے نزدیک جمہور کے چہ میں اولیٰ اور تین حرف کہ بروی پر مقدم ہوتے ہیں وہ تاسیس اور وخیل اور و درون اور دو حرف کہ بروی سے موخر ہوتے ہیں وہ وصل اور خروج ہے ہم اما حرف بروی حرفی است مگر کہ بنائی قافیہ بروی است و ہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد لبتش سحر بروی کتہ مشکلہ قصیدہ را کہ ضرب و سلب قافیہ باشد بائی خوانند قصیدہ را کہ حمل در حل قافیہ باشد لامی خوانند پس با و لام درین دو قافیہ رومی باشد اما رومی ایک حرف ہے کہ مکرراتا ہے اور بنا قافیہ کی اوس پر ہوتی ہے اور جو قصیدہ کہ منسوب ہوتا ہے ساتھ ایک قافیہ کی نسبت اوس قصیدے کی ساتھ حرف رومی کی کرتے ہیں مثلاً قصیدہ جہین ضرب اور سلب قافیہ ہوا و سکو بائی کہتے ہیں اور جہین حمل اور حمل قافیہ ہوا و سکو لامی کہتے ہیں پس ضرب و سلب میں بی رومی ہوا و حمل اور حمل میں لام رومی ہے اور ضرب یعنی زدن اور سلب یعنی ربودن اور نیست کردن اور حمل بفتح اول و سکون ثانی یعنی بروا شدن اور حمل بالفتح یعنی کوچ کردن چارون لغت غیاث سے اور رومی بفتح اول اور کسر و او اور تشدید یا ہے اور فارسیوں نے بتخفیف استعمال کیا ہے بمعنی سیراب اور تازہ اور نام حرف اصلی قافیہ کا ہے کہ مدار قافیہ کا اوسپر ہے و طائف اور منتخب سے اور رسالہ عطائی میں لکھا ہے کہ رومی کو روا سے لیا ہے اور روا لغت میں وہ رسن ہے جس سے بارشتر باندہ ہے میں پس گویا اس حرف سحر ابیات برہم نسبت ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ رومی لغت میں برہم تابدہ ہے پس جیسا کہ بٹنے والا رسی کارستی کو بٹتا ہے اور اوسکے اجزا کو جمع کرنا ہے یہ حرف بھی اجزا ابیات کو جمع کرتا ہے کذا فی الغیاث اور رومی کو بیان میں اور حرفون پر مت دم کیا اسو اسطر کہ یہ حرف اصلی ہے قافیہ میں اور قافیہ محض رومی سے بدون اور حرفون ہو سکتا ہے اور اور حرفون سے قافیہ بدون رومی کے نہیں ہو سکتا ہم و حروف مقدم

ما قبل مفتوح اور یہ ما قبل کسور اور اگر حرکت ما قبل مخالف ہو جیسے قول اور تیل بالفتح
اس میں اختلاف ہے اور تیل بالفتح پادشاہ اذقیال جمع غیاث سے ہے اور حروف متحرک
از روی انا وصل یا یکی از حروف مد باشد کہ بعد از روی متحرک آید چنانکہ الف در حکلہ و حکلہ
و واو در حکلہ و در حکلہ او یا در حکلہ و یا حکلہ و یا حرف ہا و آن یا ساکن بود چنانکہ در حکلہ و حکلہ
باشد و یا متحرک چنانکہ در حکلہ و حکلہ و حکلہ و اما خروج یکی از حروف مد بود کہ بعد
از ہا سے وصل متحرک باشد مانند الف در حکلہ و واو در حکلہ و او یا در حکلہ و است اور جو
حروف کہ حوسہ وی سے ہوتی ہیں اون میں ایک وصل ہے اور وصل یا ایک
حرف حروف مد سے ہوتا ہے کہ بعد از روی متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حکلہ اور حکلہ
میں اور واو حکلہ اور حکلہ امین اور یا حکلہ اور حکلہ مین و یا وصل حرف ہا ہوتا ہے اور
وہ حرف ہا یا ساکن ہوتا ہے جیسے حکلہ اور حکلہ مین و یا متحرک ہوتا ہے جیسے حکلہ اور حکلہ
اور حکلہ مین آدو دوسرا جو موخر وی سے ہوتا ہے خروج ہے اور خروج ایک حرف
حروف مد سے ہوتا ہے کہ بعد ہا سے وصل متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حکلہ مین اور
واو حکلہ مین اور یہ حکلہ مین وصل پیوند و پیوستن ضد بجز و پیوند کردن منتخب سو اور
وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ یہ حرف ردی سے بلا ہوا ہے اور خروج بصفتین یعنی بیرون
رفتن اور بغی شدن غیات سے اور وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ بعد از وی کے وصل اور بعد وصل
یہ حرف آتا ہے اور حکلہ اور حکلہ و دونوں صیغہ تثنیہ اور حکلہ اور حکلہ و دونوں صیغہ جمع اور
حکلہ اور حکلہ و دونوں مصدر مضارع بیا می حکلم اور حکلہ اور حکلہ و دونوں مصدر مضارع
بہا می ضمیر ہم و حروف او اخر این شش لقب درین لفظ جمع است کہ یسلف کج و وصل را
صلہ تیز خوانند کہ بعضی و خیل را از حروف قافیہ نظم نندت اور حرف آخر این الفاظ
اس لفظ میں جمع ہیں یسلف کج یا روی کی اور سین تا سبس کا اور لام و خیل کا اور
فاردف کی اور پھر لام وصل کا اور جیم خروج کا اور معنی یسلف کج کے یہ ہیں کہ گذرنا
در یا شمشیر اور وصل کو صلہ ہی کہتے ہیں اور بعضی و خیل کو حروف قافیہ سے نہیں
شمار کرتے بسبب اسکے کہ حرف غیر معین ہے ہم و بعضی دو حرف دیگر اثبات کنند کہ

قافیہ را باعتبار این دو حرف غالی و متعدی خوانند و در مثال غالی این بیت آورند کہ شعر
 وَ قَائِمُ الْأَعْلَامِ خَاوِي الْخُرْقَانِ بِمِثْلِهِ الْأَعْلَامُ كَمَا عَالَمُ الْخَفِشِ ۝ بروایتی کہ نون ساکن
 در لفظ آورند بعد از قاف کہ روی است و ساکن است و باشد کہ تحرکیش کنند اگرچہ وزن
 بآن سبب مختل شود و آن نون را حرف غلو خوانند و در بعضون نے دو حرف قافیہ
 کے اور ثابت کیے ہیں کہ قافیہ کو باعتبار اون دونوں حرفوں کے غالی اور متعدی
 کہتے ہیں اور غالی کی مثال میں یہ بیت لاتے ہیں شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
 یہہ ہیں یعنی بہت سے بیابان تاریک خالی چلنے والے سے مشتبہ علامات درخشندہ
 سراب قطع کیے ہیں مینے قائم سیاہ منتخب سے عرق بالفتح و بالضم و ضمیتین تک چاہ اور
 کنارہ بیابان کہ دیکھنے سے دور ہو منتخب سے مخترق چلنے والا اعلام جمع علم بمعنی نشان
 اور علامت ملح روشن ہونا اور چمکنا منتخب سے خفق ہنا سراب کا منتخب سو پس
 الخرق اور الخفق جو قافیہ واقع ہو تو میں اس بیت میں اسین و دروایتین ہیں ایک وایت
 یہہ ہے کہ نون ساکن تلفظ میں لاتے ہیں بعد قاف کے کہ روی ہے اور ساکن ہے
 اور دونوں کو ساکن پر پڑتے ہیں مثل دو ساکن کے آخریت میں اس صورت میں وزن
 مختل نہیں ہوتا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ فقط قاف کو آخرین متحرک پر پڑتے ہیں
 نون تلفظ میں نہیں لاتے اس صورت میں وزن مختل ہوتا ہے کسواسطے کہ صرغ اول
 بروزن مفتعلن مستفعلن ہے اور صرغ ثانی بروزن مفتعلن مستفعلن مفتعلن ہے
 جب نون کو تلفظ میں نہ لائے اور قاف کو کسور پڑا وزن مختل ہوا اگر یہ صورت تہنا سے
 خارج ہے صورت اول جہین نون پڑا جاتا ہے غرض اوس سے ہے اور اوس نون
 حرف غلو کہتے ہیں غالی حد سے گزرنے والا منتخب سے پس غالی نون تنوینی ہے کہ
 قوافی مقیدہ سے لاحق ہوتا ہے اور وہ عبارت ہے اول قافیون سے کہ حرف روی
 اون میں ساکن غیر مذہ ہو پس غالی آخرین مثل خرم کے ہے اول میں ہم و در مثال
 متعدی این بیت آورند مست کما رأیت الدہر حماً خطاً ۝ حرف صلت و ساکن
 می باید و چون بر عادت بعضے از عرب متحرک کنند و اوی تو لکند آنرا متعدی خوانند و ہر دور

از حساب عیوب شعر شمرند کہ تعلق بقافیہ وارد و فرق باشد میان خروج و تقدی چہ آن
 حرف را ایراد واجب بود و این حرف را خطا از جهت آنکہ وزن مختل میشود است اور
 تقدی کی مثال میں یہ بیت لائے ہیں جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ جیست
 دیکھا مینے کہ زمانے نے گرم کیا فساد اپنا خلل بفتحتیں سستی اور تباہ کننا سخن کا اور گونا
 چچیدن منتخب سے پس حرف ہا صلہ بھی ساکن چاہیے مگر عادت بعض عرب کی یہ ہے
 کہ اوس ہی کو متحرک کرتے ہیں کہ اوس سے وا پیدا ہوتا ہے اوسکو حرف تقدی کہتے ہیں
 اور دونوں کو یعنی غلو اور تقدی کو عیوب شعر سے شمار کرتے ہیں اور تعلق قافیہ سے
 رکھتا ہے اور فرق ہے خروج اور تقدی میں کسوا سٹے کہ ایراد حسنہ وجہ کا واجب
 ہوتا ہے کہ وہ داخل وزن ہوتا ہے اور ایراد تقدی کا خطا ہے اس جہت سے کہ
 وزن مختل ہوتا ہے جیسے یہ شعر رجز مشطوری بر وزن مستفعلن مستفعلن مفتعلن ہے جب حرف
 موصولہ متحرک اور واو پیدا ہوا وزن مختل ہو گیا مگر حرکات قافیہ و اما حرکات کہ
 تعلق بقافیہ وارد ہم شش است ارس و آن حرکت ماقبل الف تاسیس بود ب اشباع
 و آن حرکت و خیل بود ج حذف و آن حرکت ماقبل روف بود و توجیہ و آن حرکت
 ماقبل روی بودہ مجری و آن حرکت روی متحرک بود و نفاذ و آن حرکت ہا ی وصل متحرک
 بود و حرف او ایل این شش لقب درین لفظ جمع است کہ راحت من و قومی رس را
 اغلباً نکرده اند و قومی اشباع را و در انکہ تحت ماقبل واو یا را کہ نذر حرف مد باشند
 چون بجای روف افتد حذف و خوانند یا نہ خلاف است حرکتین قافیہ کی و اما
 حرکتین کہ تعلق قافیہ سے رکھتی ہیں وہ بھی چہ ہیں اول رس اور وہ حرکت ماقبل
 الف تاسیس کی ہے جیسے حرکت حا اور جیم کی قابل اور قابل میں اور رس بافتح
 و التشدید السین یعنی ابتدا ایک چیز کی منتخب سے اور یہ حرکت بھی ابتدای قافیہ میں
 آتی ہے دوم اشباع اور وہ حرکت و خیل کی ہے جیسے حرکت میم اور ہا کی حامل اور قابل
 میں اور اشباع بالکسر یعنی پر خواندن و باصلہ ملاح قافیہ حرکت مابعد الف تاسیس
 غیاث سے سوم حذف و اور وہ حرکت ماقبل روف کی ہے جیسے حرکت سین اور نون کی

ساروا اور نوزد امین اور خدو بالفتح برابر کرنا و چیزوں کا آپس میں اور برابر کسی چیز سے
 ہونا منتخب سے اور جو یہ حرکت قدم بقدم روت کی ہے لہذا خدو نام رکھا چہاں توجیہ
 اور وہ حرکت اقبل روی ساکن کی ہے جیسے حرکت فا اور شین کی فقی اور شق میں اور
 توجیہ روگردانی اور خوب بیان کرنا منتخب سے اور نام حرکت ماقبل روی ساکن کا
 کہ ان فی الغیث پنجم مجری اور وہ حرکت روی متحرک کی ہے جیسے حرکت لام کی حلی اور حکہ
 میں ح مانند حرکت قاف در مخترقن و مختقن تم کلامہ قائل اور مجری جامی روالن شدن
 اور راہ مجاری جمع غیث سے سبب جریان تم کلامہ ششم نفاذ اور وہ حرکت
 وصل متحرک کی ہے جیسے حرکت ہکی حملہا اور حملی میں اور نفاذ بالفتح جاری شدن
 فرمان منتخب سے اور بعضوں نے اسکو بدل مہملہ پڑا ہے یعنی تمام شدن اور خروج
 اوایل ان چہ القاب کے اس لفظ میں جمع ہیں کہ راحت من پس را اشارہ رس کا
 اور الف اشارہ اشباع کا اور حا اشارہ خذو کا اور تا اشارہ توجیہ کا اور سیم اشارہ مجری
 اور زون اشارہ نفاذ کا ہے اور ایک قوم نے رس کو اعتبار نہیں کیا ہے کہ وہ ہمیشہ
 فتح ہوتا ہے اور ایک قوم نے اشباع کو کہ اس کے نزدیک جیسے غیل غیر معین ہے
 ویسی اس کی حرکت بھی غیر معین ہے اور اس بات میں خلاف ہے کہ فتح ماقبل واو
 اور یا کا کہ حروف مدرسے نہوں جب بمقام روت کے واقع ہوا و سکو خذو کہیں یا کہیں
 پس جو لوگ اس حرف کو حرف مد جانتے ہیں اس حرکت کو خذو کہتے ہیں اور جو لوگ
 حرف مد نہیں جانتے اس حرکت کو بھی خذو نہیں کہتے ہم فصل سوم در احکام
 این حروف و حرکات ہیج شعر مقفی از روی خالی نتواند بود تا بد کہ پنج حرف باقی
 خالی بود و روی اگر متحرک بود قافیہ را مطلق خوانند اگر ساکن بود مقید خوانند و جمع تبار
 و روت بہم ممکن نباشد اما خلوا از ہر دو ممکن بود آن قافیہ را کہ از ہر دو خالی بود و مجر
 خوانند پس قافیہ یا مروت بود یا موسس یا مجر و ت فصل تیسری احکام بین ان حروف
 اور حرکتوں کی کوئی شعر مقفی روی سے خالی نہیں ہو سکتا ہے کہ با پنج حروف باقی
 یعنی تاسیس اور ذیل اور روت اور وصل اور خروج سے خالی ہو اور روی اگر متحرک ہو

درکمال علمای ترجمہ معیار الاشارات

یعنی موصولہ ہو قافیہ کو مطلق کہتے ہیں بسبب اطلاق اور روانی کے اور اگر ساکن ہو یعنی موصولہ نہ ہو مقید کہتے ہیں کہ آگے نہ چل سکے اور جمع ہونا تاسیس کا اور ردیف کا بہم ممکن نہیں ہے کسوا سئلے کہ تاسیس کو فاصلہ ایک حرف کا روی سے لازم ہے اور ردیف کا روی میں کوئی حرف فاصلہ نہیں ہوتا پس ماقبل روی یا وخیل ہوگا یا ردیف جمعیت ممکن نہیں مگر خالی ہونا دونوں سے یعنی تاسیس اور ردیف سے ممکن ہے اور اس قافیہ کو جو تاسیس اور ردیف سے خالی ہو مخرج کہتے ہیں یعنی تنہا ہے ردیف و تاسیس کے ساتھ نہیں مثل قمر کے کہ رابع حرکت میم قافیہ ہے پس قافیہ یا مخرج ہوتا ہے یا سوسن یا مجرد ہم و بیشتر حروف کہ در یک قافیہ جمع شود پنج بود تاسیس و وخیل و ردیف و وصل و خروج چنانکہ در حاکمہ و امثال ان مجتمع اند و بیشتر حرکات کہ در یک قافیہ جمع شود چہار بود رسی و شباع و مجری و نفاذ کہ در ہمیں مثال جمع اندت اور زیادہ حرف کہ قافیہ میں جمع ہو تو ہیں پانچ ہیں تاسیس اور وخیل اور روی اور وصل اور خسرو ج جلیسا کہ حاملہ میں اور اوکی امثال میں یعنی حاملہ او حاملہ میں فراہم ہیں پس حاملہ میں الف تاسیس کا اور میم وخیل کا اور لام روی کا اور واصل کی اور الف خروج کا اور زیادہ حرکتیں کہ ایک قافیہ میں فراہم ہوتی ہیں چار ہیں رس اور اشباع اور مجری اور نفاذ کہ اسی مثالیں یعنی حاملہ میں جمع ہیں پس رس حرکت ماقبل الف تاسیس ہے اور اشباع حرکت میم وخیل ہے اور مجری حرکت لام روی متحرک ہے اور نفاذ حرکت ہی وصل متحرک ہے ہم و کمتر حروف کہ در یک قافیہ اقتد کچھ بود و آن روی تنہا بود و کمتر حرکات بک حرکت بود و آن توجیہ بود چنانکہ در قمر اقتد مثلاً چون را روی ساکن بود یا مجری چنانکہ در قمر و افتد س اور کمتر حروف کہ قافیہ میں ہوتے ہیں ایک حرف ہوتا ہے اور وہ روس تنہا ہے اور کمتر حرکتیں کہ قافیہ میں ہوتی ہیں ایک حرکت ہے اور وہ توجیہ ہے جلیسا کہ لفظ قمر میں مثلاً جب رس روی ساکن ہو یا مجری جلیسا کہ لفظ قمر و میں پس توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن اور مجری حرکت روی متحرک ہے اور حاشیہ میں سپنج لفظ مجرے کے یہ لکھا ہے رس حرکت ماقبل روی متحرک ہم و اعتبار بر یکے از تاسیس

واردات و تجرید و اطلاق و تقييد در ہر قصیدہ و در ہر شعر کہ ہر یک قافیہ بود واجب باشد
و تاسیس چنانکہ گفتیم خرافت نباشد و در سبب خرافت نتواند بود و خیل ہر حرفی کہ
بود و غیر حروف مد شاید و اشباع نیز اصناف حرکات تواند بود و اختلاف و خیل پسندیدہ
نبود و اختلاف اشباع ناپسندیدہ بود و در حروف جز علت نبود و بنزدیک بیشتر اہل صنائع
جز حروف مد نشاید و اختلاف روف ناپسندیدہ بود و جز یک اختلاف و آن اختلاف
بواو یا باشد بشرط آنکہ از حروف مد باشند و در آن صورت لامحالہ حذو مخافت باشد
بصفت و کسرت و در غیر آن صورت اختلاف حذو ہم ناپسندیدہ بود و اورا اعتبار کرنا
تاسیس اورا رواف اورا تجرید اورا اطلاق اورا تقييد کا ہر قصیدے میں اور ہر شعر میں
کہ ایک قافیہ ہو یعنی مطلع ہو واجب ہے یعنی تمام قصیدے میں قافیہ ایک طرح کا چاہیے
اور تاسیس جیسا کہ کہا ہے سوا الف کے نہیں ہوتا اور رس یعنی حرکت ماقبل الف
تاسیس سوا فتح کے ممکن نہیں کہ ماقبل الف کے ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور خیل جو حرف ہو
سوا حروف مد کے سزاوار ہے اور اشباع یعنی حرکت و خیل سب حرکتیں ہوتی ہیں اور
اختلاف و خیل کا ناپسندیدہ نہیں ہے جیسے اختلاف ہم اور ہا کا ہے حال اور جابل
اور اختلاف اشباع کا یعنی حرکت و خیل کا ناپسندیدہ ہے جیسے اختلاف حرکت ہا کا
شجابل اور جابل میں اور روف سوا حرف علت کے نہیں ہوتا یعنی الف اور و اور یا
اور نزدیک اکثر اہل فن کے روف سوا حرف مد کے سچا ہے یعنی حرف مد مع حرکت
موافق مثل عھا و اور عیہ اور عمود کے اور بعضے قول اور قبیل بالفتح کو ہی روف جاتھیں
اور اختلاف روف کا ناپسندیدہ ہے سوا ایک اختلاف کے اور وہ اختلاف بواو یا ہے
بشرط کہ حروف مد سے ہوں جیسے عمود اور عمید کہ قافیہ انکا عربی میں درست ہے
اور اس صورت میں لامحالہ حذو یعنی حرکت ماقبل روف مختلف ہوگی ایک جگہ ضمہ اور
ایک جگہ کسرہ اور سوا اس صورت کے اختلاف حذو کا بھی ناپسندیدہ ہے ہم درود
ہر حرف کہ باشد شاید لاچار حرف کہ در یازدہ حالت نشاید و آن چار حرف مد است
و ہا کہ حروف مد و خیل اند و تفصیل حالتہا این است اور رومی جو حرف ہوتا ہے

یعنی اگر الف اور یا یا و اور عیہ اور عمود کے روف مختلف ہوں

مگر چار حرف گیارہ حالتوں میں رومی نہیں ہوتی اور وہ چار حرف تین مدہ ہیں اور ایک کہ چاروں حرف وصل ہیں اور تفصیل گیارہ حالتوں کی یہ ہے ہم اما الف دینچ حالت نشاید کہ رومی بود الفی کہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ در لفظ الضربا و آخر الف اطلاق خوانند ب الفی کہ از جهت بیان حرکت در آخر کلمہ آید چنانکہ در لفظ انا و حیملہ الج الفی کہ بدل تنوین بود در حال وقف چنانکہ رایت زید آ و الفی کہ بدل نون تاکید خفیہ باشد چنانکہ در اضربا کہ بدل اخرین بود الف ثنیہ چنانکہ در ضربا باشد اما الف پانچ حالتوں میں پنجابیہ کہ رومی ہوا اول وہ الف کہ اشباع حرکت سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ لفظ الضربا میں ہے اور اسکو الف اطلاق کتے ہیں دوم وہ الف کہ واسطے بیان حرکت کے آخر کلمہ میں آئے جیسا کہ لفظ انا و حیملہ میں ہے انا ضمیر مکمل ہے و حیملہ اسم فعل معنی ہیا سوم وہ الف کہ بدل تنوین کے ہوتا ہے حالت وقف میں جیسا کہ رایت زید یعنی دیکھا میں نے زید کو چارم وہ الف کہ بدل نون خفیہ کے ہوتا ہے جیسا کہ اضربا بدل الضربا کے آتا ہے معنی ہر آئینہ زن پنجم الف ثنیہ جیسا کہ ضربا میں ہے ہم انا یا در دو حالت نشاید کہ رومی بود ایا یکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ مخولنی و آن را یای اطلاق خوانند ب یای تانیث چنانکہ در قومی باشد لیکن یا در دو حالتوں میں پنجابیہ کہ رومی ہوا اول وہ یا کہ اشباع حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس لفظ میں مخولنی اور اسکو یای اطلاق کتے ہیں مخول بالفتح اول ہر خبر اور ابر یا ہر جو بہت بر سے اور سہیل کہ پانی او سکا صاف ہو اور نام ایک موضع کا ہے اور نام ایک عورت کا ہے کہ سگ مادہ کو دن بھر گرسند رکھتی تھی اور وہ سگ وہ رات بھر اوسکی پاس بانی کرتی تھی یہاں تک کہ اوس سگ مادہ نے مارے بھوک کے اپنی دم کو چبا ڈالا اور کھالیا اور یہ بات مثل ہوئی عرب کہتے ہیں فلان اجمع من کلبۃ حورلی منتخب سے دوم یای تانیث جیسا کہ قومی میں ہے اور قومی صیغہ امر سونت کا ہے بمعنی بر خیز ہم و اما او در دو حالت نشاید کہ رومی بود او دیکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ کہ مخولکہ و آن را او اطلاق خوانند ب او و جمع چنانکہ در ضربا باشد و اما او در دو حالتوں میں پنجابیہ کہ رومی ہوا اول

وادو کہ مشابہ حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس نقطہ میں کہ فحو ملو اور اوسکو رادو اطلاق کی گنجین
 حر ملو حالت رفع میں ہے اور فاکلمہ علاحدہ دوم وادو جمع کا جیسا کہ ضرلو ابین ہوا وحر ملو
 صیغہ جمع مذکر غائب کا ہے ہم واما ہا در دو حالت نشا پیدائی سکتے چنانکہ در مالئہ و سلطانہ
 باشد ہا سے تانیث خاصہ کہ ساکن ہو چنانکہ در حمزہ و ضار بہ باشد و اگر متحرک ہو
 بعضے بکار دہشتہ انداما بغایت ناپسندیدہ باشد و تانیث در امثال ضریت و حریت
 رود و دہشتہ اندکہ روی کنند اما ہم قبیح باشد و اگر متحرک کنند چنانکہ در ضریت و حمزہ
 قبیح کہ بود و اما بادو حالتون میں سچا ہے کہ روی ہو اول ہا می سکندہ اور ہا می
 وہ ہا ہے کہ آخر کلمہ میں سچا لیت وقت واسطے بیان حرکت اور باقی رہنے حرکت کے
 آتی ہے جیسا کہ بالئہ اور سلطانہ میں دوم ہا تانیث کی علی الخصوص جیسا کہ ساکن ہو
 یعنی حالت سکون میں بالاتفاق روی ہوگی جیسے کہ حمزہ اور ضار بہ میں اور حالت تحرک
 میں اختلاف ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ اگر متحرک ہو جیسے حمزہ اور ضار بہ میں بعضوں کا
 استعمال کیا ہو لیکن نہایت ناپسندیدہ ہے اور تانیث امثال ضریت و حریت میں
 روا رکھی ہے کہ اوسکو روی کرین لیکن یہ بھی قبیح ہے اور اگر متحرک کرین جیسا کہ ضریتی
 اور خرجتی میں قبیح اوسکا کم ہو جائے ہم و بدانکہ لون نیز در یک حالت نشا پید کہ روی ہا
 و ان لون تنوین باشد و اہل صناعت ذکر ان کردہ اند بان سبب کہ در مقاطع سنجہا
 تنوین مستعمل باشد اور معلوم کیا چاہیے کہ لون بھی ایک حالت میں سچا ہے
 کہ روی ہو اور وہ لون تنوین کا ہے اور اہل فن نے ذکر اوسکا نہیں کیا ہے اس سبب
 کہ مقاطع سخن میں تنوین مستعمل نہیں ہے بلکہ تنوین آخر شعر میں بہ مقام وقف حروف علت کو
 بدل جاتی ہے پس ذکر وادو و الٹ اور یا کا معنی اوس سے ہے ہم و ہر چہ غیر ازین حرف
 مذکور باشد وادو کہ روی باشد اما از انکافات مانند الفی کہ بدل حرفت اصلی بود چنانکہ
 در عصا و رحلی و الٹ تانیث چنانکہ در جہلی بود و الٹ زائد ملحق باخر کلمہ چنانکہ در جہاری
 باشد و از یا ایامی اصلی چنانکہ در یرمی وندی باشد و یا ای اصناف چنانکہ در یتیمی و یا
 نسبت چنانکہ در مکتی باشد و پچنین وادو اصلی چنانکہ در غیر فو باشد و یا ای اصلی چنانکہ در بلہ

وعمہ باشد و ای ضمیر چنانکہ در بیتہ و بیتہا باشد و اگر چہ ساکن بود ہر چند بعضی ازین از قبح خالی نبودت اور سو ان حرفون کے سب حرف رو اسے کہ روی ہون لیکن الفون سے مانند اس الف کے بدل حرف اصلی کے ہوتا ہے جیسا کہ عصا اور جی میں کہ الف بدل سے کے آیا ہے اور عصا بمعنی چوبدستی اور جی بمعنی سنگ استیا کے ہے غیاث سے اور الف تانیث کا جیسا کہ جہلی میں ہی اور جہلی بمعنی زن باردار ہے غیاث اور کنز سے اور الف زائدہ جو ملحق ہوتا ہے آخر کلمہ سے جیسا کہ جباری میں اور زائدہ ہونا اسکا باعتبار حروف اصلہ کے ہے اگر چہ نفس کلمہ میں داخل ہے باعتبار وضع سے جی جباری یعنی اول و رای مملہ و الف مقصورہ بصورت یا نام ایک طائر کا ہے برابر غالی اور رنگ اور سکارو اور سیاہ ہوتا ہے فارسی میں او سکو چہرہ کہتے ہیں شرح نصاب یونانی اور صحاح سے کذا فی الغیاث اور یاون سے یا ر اصلی جیسا کہ یزنی اور ندنی میں ہے یزنی رکنی سے بمعنی تیر انداختن اور ندنی بمعنی انجمن اور مجلس ہے دونوں لغت خوب سے اور یے اضافت کی جیسے لفظ بیتی میں ہے بمعنی خانہ میں اور یا نسبت جیسے کئی میں ہے یعنی منسوب بلکہ اور سی طرح و او اصلی جیسا کہ یغزنی میں ہے بمعنی جہاد میکند اور باو اصلی بلکہ اور غمۃ میں بلکہ لغتہ میں نادان شدن منتخب سے اور غمۃ لغتہ میں بمعنی گشتگی اور حیرت راہ میں اور سجاننا حجت اور دلیل کا اور دور ہونا منتخب سے اور باو ضمیر حبیبہ بیتہ اور بیتہا میں بیتہ یعنی گھر اور س مرد کا اور بیتہا یعنی گھر اور س عورت کا اور اگر چہ بیتہ اور ضمیر ساکن ہو بیتہ میں تو بھی روی ہو سکتی ہے ہر چند بعضی حرف ان حرفون سے قبح سے خالی نہیں ہیں یعنی انکے روی کر لے میں قباح ہے اور وہ یا ہی نسبت ہے اور یا ہی اضافت ہے کہ یہ مثل ضمائر اور مثل نون تثنیہ و جمع کے ہیں روی کرنا اسکا قباح سے خالی نہیں اور باو ضمیر جو بیتہ اور بیتہا میں ہے کہ اسکا بھی روی کرنا مثل ہاسے تانیث کے سچا ہو سکا کی فی اسکو تصریح لکھا ہے اور دواو اصلی جیسے یغزو میں ہے صاحب مفہاح نے لکھا ہے کہ بہت سے حروف اصلی مدات سے مثل یسری یسرو یسری کے اور یا ہی اصلی مثل ہشتمہ اور غمۃ کے مانند حروف اشباعیہ کے حرف وصل

ہوئے ہیں نہ روی اسکی گنجائش قصاید میں البتہ ہے ہم وضابطہ انست کہ ہر حرف
 کہ بیک معنی در آخر کلمات مکرر شود مانند ضمائر و نون تنہیہ و جمع وغیرہ آن اگر روی کنند
 از قبہی خالی بنود چہ بوجہی تکرار قافیہ باشد و در ہشال آن مقید از مطلق و مجرد از غیر مجرد
 قبیح تر باشد و بہترین حرفی کہ روی کنند حرف اصلی باشد کہ از جنس حرف مذکور است
 اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حرف بیک معنی آخر کلمات میں مکرر آتا ہے مثل ضمائر اور نون
 تنہیہ اور جمع وغیرہ کے جیسے یا سے نہایت ہے اگر اسکو روئے کرین قباحت سے خالی
 نہیں کہ واسطے کہ ایک وجہ سے تکرار قافیہ ہے اور ایطای اسی کو کہتے ہیں اور اسطرح کی
 تکرار میں مقید مطلق سے اور مجرد غیر مجرد سے قبیح تر ہے یعنی اس ایطای کی مثالوں میں ایطای
 روی ساکن کا ایطای روی متحرک سے اور ایطای روی مجرد کا ایطای روی غیر مجرد سے
 یعنی حرف اور موسس سے بدتر ہے اور بہتر روی کے واسطے حرف اصلی کلمے کا ہے کہ
 کہ جنس حرف مذکور سے ہو کہ واسطے کہ حرف مذکور ہی بیشتر حرف وصل ہوتے ہیں اسکا
 بیان ہو چکا ہے ہم و اختلاف حرف روی و اختلاف مجری روا ہو و اختلاف توجہ روا ہو
 اندام از قبہی خالی ہو و بعضی گفتہ انداختلاف توجہ بضم و کسر روا ہو و قیاس بر وزن
 و حذو وغیرہ آن روا ہو و دست اور اختلاف حرف روی اور اختلاف مجری یعنی حرکت
 روی کا روا نہیں ہے اور حال اسکا عیوب میں مفصل لکھا جائے گا اور اختلاف توجہ کا
 بحرکات ثلثہ روا رکھا ہے لیکن قبیح سے خالی نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اختلاف
 توجہ کا بضم و کسر روا ہے مثلاً قافیہ بحریم بضم را کا ساتھ بحریم کبسر را کے کرین گے
 اور قیاس اسکا ہے اوپر رون اور حذو کے اور ہوا اسکی جائز نہیں یعنی جیسے قافیہ قولو او
 قیلو کا درست ہے اور قافیہ قولو او قیلو خواہ قیلو او قیلو کا درست نہیں اسطرح اختلاف
 توجہ بھی بضم و کسر درست ہے بضم و فتح اور کسر اور فتح درست نہیں ہم و حرف وصل جزئی
 از چار حرف مذکور نتواند بود و جمع میان قافیہ موصول و غیر موصول و اختلاف حرف وصل
 و اختلاف لفاظ روا ہو و دست اور حرف وصل سو ایک کے چار حرفوں سے نہیں
 ہو سکتا وہ تین حرف مذکور با عیہ اور ایک موقع کی خواہ سکتی کی خواہ ضمیر کی جیسا بیان

حکایت
 رد
 نہایت

ہو چکا ہے اور قافیہ موصول اور غیر موصول جیسے اسباب اور ابواب جمع نہوگا اور اختلاف
حروف وصل جیسی عالم و ظالم اور اختلاف نفاذ یعنی حرکت وصل جیسے عالمی اور
ظالمی روا نہیں ہے ہم و حرف خروج جزئی کی از حروف مدنیوں اور اختلاف آن
بنود وصل و تنسوج بنزدیک جمہور جزوی مطلق را نباشد اور حرف خروج
حرف مد کے نہیں ہوتا اور اختلاف او کا مثل حکما اور علمو کے روا نہیں ہے
اور وصل اور خروج نزدیک سب کے روی متحرک کے واسطے ہوتا ہے کہ واسطے کہ جب
روی ساکن ہوگی کیونکہ حرف وصل سے ملے گی اور جب وصل سے ملے گی خروج ہو
بمبھی نکلے گی کہ خروج بعد وصل کے ہوتا ہے ہم و اشتباہ میان این حروف ممکن نباشد
جز میان روی و روف یا وصل اما میان روی و روف چنانکہ درینصورت کہ صلوة و زکوۃ
در حرف الف چہ بوجہی الف اولی آن باشد کہ روی کنند از ان جهت کہ ہی تانیث
نشانید کہ روی باشد و بوجہی الف اولی آن باشد کہ روف کنند چہ ہی وصل بعد از روی
نیایدت اور شبہ در میان حروف قافیہ کے ممکن نہیں ہے مگر در میان حروف روی
اور حرف روف کے اور در میان حرف روی اور حرف وصل کے پس در میان روی
اور روف کے جیسا کہ توانی صلوة اور زکوۃ میں حرف الف ہے کہ واسطے کہ اس الف کو
ایک وجہ سے اولے یہ ہے کہ روی کرین اور ہے کہ وصل کہین اس سبب سے کہ
تانیث سچا ہے کہ روی ہو خیال ایلا کی اور ایک وجہ سے بہتر یہ ہے کہ اس الف کو روف
کرین اور ہے کہ روی کہین اس جهت سے کہ حرف وصل بعد روی ساکن کے نہیں آتا
اور یہاں اگر الف کو روی کہین تو روی ساکن ہے ہم و درینصورت کہ علاء و حجاہ
بوجہی الف اولی آن باشد کہ روف کنند چہ درینصورت مضمیمہ باری روی می باید مضمیمہ باری
بود اما نشانید کہ وصل بود از جهت سکون روی و بوجہی اولی آنکہ روی کنند چہ حرف اصلی
و مای مضمیمہ در حکم تکرار تانیث خالی بود چہ باتفاق امثال این قافیہ قبیح نباشد اگر غلط
و علامہ قافیہ کنند قبیح باشد اور اس صورت میں جیسے علاء اور حجاہ ہو اور دونوں
میں مای مضمیمہ ہے اور مای مضمیمہ کا حال محقق علیہ الرحمہ نے پیشتر لکھا ہے کہ بعضوں نے

قافیہ کیا ہے اور اسکو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے اور پھر گھاس ہے کہ خالی از سبب
 نبوی یعنی بعضوں کے نزدیک یہ تکرار قافیہ ہے پس اس جگہ موافق دونوں نہیں ہو سکتا
 کہتے ہیں کہ علاوہ اور حجاجہ میں ایک وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ الف کو روت کہیں
 اور ہے کو روت اس واسطے کہ ہے ضمیر کی ہے اور سزاوار ہے کہ روت ہو موافق تکرار
 اون لوگوں کے جو اس میں تکرار نہیں جانتے اور سزاوار ہے کہ ہا وصل ہو بسبب سکون
 روتی کے یہ دوسری جہت ہوئی روتی قرار دینے حرف ہا کے اور ایک وجہ سے اولیٰ
 یہ ہے کہ اس الف کو روت کہیں اس واسطے کہ یہ الف حرف اصلی ہے اور حرف اصلی
 ہوتے ہوئے اور حرف کو روتی قرار دینا سزاوار ہے اور ہا ہی ضمیر حکم تکرار میں ہے موافق
 مذہب اون لوگوں کے جو ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں جانتے ہیں یہ جہت دوسری ہوئی
 روتی قرار دینے حرف ہا کے تاکہ قافیہ قبیح سے خالی ہو اس واسطے کہ ایسے قافیہ قبیح
 ہیں یعنی جب الف حرف اصلی روتی ہو اور ہا وصل باتفاق اس میں قباحست لازم
 نہ آتی اس واسطے کہ ہر جگہ حرف اصلی روتی اور ہا ہی ضمیر وصل ہوتی ہے اس میں بھی
 وہی صورت قرار دینا چاہیے اور اگر عقلہ اور علمہ کو قافیہ کرین قبیح ہے یعنی جن لوگوں
 ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے وہ قافیہ کرتے ہیں مگر قباحست سے خالی نہیں
 یعنی جبکہ نزدیک تکرار ہے وہ اسکو ایٹا سمجھتے ہیں صاحب حاشیہ کے فہم میں
 یہ مطلب نہ آیا لہذا یہ حاشیہ کھلا ح مخفی نماز کہ عبارت مصنف علامہ مشتمل بر شواہد و
 می نماید چہ قولہ و شاید کہ روتی بود و قولہ بوجہی اولیٰ آنکہ روتی کنند مفید معنی واحد است
 پس عبارت مستحسن چنین بود کہ بوجہی الف را اولیٰ آن باشد کہ روت کنند چہ در خصوص
 ہا ضمیر است یعنی روتی و بوجہی اولیٰ آنکہ روتی کنند چہ حرف اصلی است و ہا ہی ضمیر حکم تکرار
 وصل انشا ید کہ ہا وصل بود از جہت سکون روتی تم کلامہ قائل دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح قولہ قبیح باشد چہ ہا ہی ضمیر بعینہ تکرار است و احتمال دیگر گنجائش ندارد چنانکہ
 در علاوہ و حجاجہ محتمل بود تم کلامہ محقق علیہ الرحمہ قبیح فرماتے ہیں یعنی کسیکے نزدیک است
 اور کسی کے نزدیک نادرست نہ نادرست مطلق قائل علا با لفتح بلندی اور نام ایک مرد کا

اور ایک موضع ہے مدنیہ میں منتخب سے جی بالکسر عقل اور زیر کی اور بالفتح کنارہ ایک
چیمہ کا منتخب سے ہم دانا شبابہ میان روی و وصل ہم درین صورت ہا در حرف افتد
چہ بران تقدیر کہ الف روت کنند باروی باشد و بران تقدیر کہ الف روی کنند و وصل
باشد و آنا شبہ در میان روی اور وصل کے بھی ان صورتوں میں حرف ہا
صلوۃ و زکوۃ اور حرف ہا ی علاہ اور حجابہ میں پڑتا ہے اس واسطے کہ اگر الف کو روت
کے ہیں حرف ہا روی ہو اور اگر الف کو روی کہیں حرف ہا وصل ہو ہم و گفتہ اند ہے
وصل جزا ہی ضمیر یا تانیث یا وقت تواند وصل متحرک ازین جملہ جزا ہی ضمیر نباشد
و این حکم با بیشتر حکم اغلب تواند بود و الا اگر کسی قافیہ اسبابہ و ابوابہ کند و بعد از ان
ناہر بیارو کہ از نہایت کشتن باشد ای اصلی وصل افتادہ باشد و نشاید کہ گویند کہ
باروی ست و با و خیل و الا روا باید داشت کہ اعلامہ مثلاً درین قافیہ افتد
اور عروضیوں نے کہا ہے کہ ہاے وصل سوا ہاے ضمیر یا ہاے تانیث یا ہاے تانیث کی
نہیں ہوتی اور وصل متحرک ان سب سے فقط ہاے ضمیر ہوتی ہے اور یہ حکم اکثر بحکم اغلب میں
و الا اگر کوئی قافیہ اسبابہ و ابوابہ کا کرے اور بعد اوسکے ناہر لاسے کہ نہایت سوا
ای اصلی بمقام وصل ہو اور سچا ہے کہ کہیں کہ ہے روی ہے اور بے و خیل ہے
ناہر میں و الا اگر ایسا ہو اعلامہ بھی اس قافیہ میں آسکتا ہے کہ اختلاف و خیل کا
جائز ہے پس اس بات سے معلوم ہوا کہ وہ حکم عروضیوں کے بحکم غالب ہیں کلیتی
نہیں ہیں سوا سٹے کہ ناہر میں یہاں ہاے اصلی بمقام وصل پڑی ہے نہایت نام آور
اور بزرگ ہونا صراح سے اور مشہور ہونا منتخب سے کہ انی الغیاث ہم و بدانکہ ہر حرف
یا حرکت کہ در ہمہ قصیدہ مکر شود غیر حروف و حرکات مذکورہ آنرا بقافیہ تعلق نباشد و
از باب لزوم مالا یلزم بود کہ از قبیل صنعت ہا و ابداعا می سخن باشد و نسبت آن نظم
و ترکیبان بود و اور معلوم ہو کہ جو حرف یا حرکت تمام قصیدے میں مکرر ہو سوا
حروف و حرکات مذکورہ کی اوسکو قافیہ سے تعلق نہیں ہے بلکہ قسم لزوم مالا یلزم
سے ہے اوسکو صنعت اور ابداع سخن یعنی ندرت سخن سے کہا چاہیے اور نسبت اوسکے

الظنم و متفرقین ایک ہے قافیہ سے تعلق نہیں جیسے لازم کرنا حرکت و خیل کا
 در صورت روی متحرک کا ملی اور اعلیٰ میں کسوا سٹے کہ جب روی متحرک ہو تبدیل حرکت
 و خیل میں اختیار ہے اور اگر کوئی لازم کرے صنعت ہے نہ ہو یا الظنم فصل
 چہما رحم در انواع توانی نزدیک عرب قافیہ چنانکہ گفتیم باعتبار حال روی و نوع
 بود مطلق یا مقید و باعتبار ما قبل روی سے نوع مستس یا مردف یا مجرد
 و باعتبار ما بعد روی سے نوع موصول محرج یا موصول تنہا یا غیر موصول و غیر محرج
 پس بحسب ترکیب مجعہ شود کہ از ضرب دو در سہ در سہ حادث شود اما بعضی ازین مرکبات
 ممکن الوقوع نبود بعضی مختلف فیہ باشند و آنچه متفق علیہ بود نہ نوع باشد نہ
 فصل چوتھی اقسام توانی میں جو نزدیک عرب کے ہیں قافیہ جیسا کہ کہا ہمیں اعتبار
 حال روی کے دو طرح پر ہے مطلق جس میں روی متحرک ہو یا مقید جس میں روی
 ساکن ہو اور باعتبار ما قبل روی کے تین طرح پر ہے مستس جس میں الف
 تاسیس ہو یا مردف بسکون را و تخفیف دال جس میں حرف روف ہو یعنی حرف علت
 مع حرکت ما قبل موافق یا مجر و جس میں تاسیس روف کچھ نہ ہو اور باعتبار ما بعد
 روی کے بھی تین طرح پر ہے موصول محرج جس میں وصل اور خروج
 و دونوں ہوں یا موصول تنہا جس میں فقط وصل ہو غیر موصول اور غیر
 محرج جس میں وصل اور خروج کچھ نہ ہو اور احتمال محرج تنہا
 ساقط ہے کہ محرج نے وصل نہیں ہوتا پس بحسب ترکیب کے اٹھ
 قسمیں ہوتی ہیں کہ ضرب دو سے تین میں پچہر تین میں ہوتی ہیں
 یعنی مطلق اور مقید کو جب مستس اور مردف اور مجر و میں ضرب
 و تہیچے چھٹے ہوں اور جب چھٹے کو موصول محرج اور موصول تنہا
 اور غیر موصول اور غیر محرج میں ضرب و تہیچے چھ ترک اٹھا
 ہوں لیکن بعض ان مرکبات سے ممکن الوقوع نہیں ہیں اور بعض مختلف فیہ
 ہیں کہ مصنف نے خود انکا بیان لگے کیا ہے اور جتنے کہ متفق علیہ ہیں تو قسمیں ہیں

نقشه اقسام توانی باعتبار اختلاف روی				
<p>مجموع مجموع مجموع مجموع مجموع</p>				
مطلق ای متحرک	موسس موف مجرد	موصول مخرج	موصول تنها	غیر موصول غیر مخرج
مقید ای ساکن	موسس موف مجرد	موصول مخرج	موصول تنها	غیر موصول غیر مخرج

هم مطلق موسس موصول مخرج چنانچه درین قافیه که صاحبها و کاتبهاست اول مطلق
 موسس موصول مخرج جیسا که صاحبها و کاتبها بین الف تاسیس اور جا اور با و فیکو
 و خیل اور باروی اور با وصل اور الف آخر خروج ہے ہم ب مطلق موسس موصول غیر مخرج
 چنانکہ صاحبها و کاتبهاست دوم مطلق موسس موصول غیر مخرج جیسا کہ صاحبها و کاتبها
 بین الف تاسیس اور جا اور تا و نون مین و خیل اور باروی اور الف آخر وصل ہے
 هم ج مطلق مردف موصول مخرج چنانکہ جالها و خیالهاست سوم مطلق مردف موصول
 مخرج جیسا کہ جالها و خیالها بین الف اول ردف اور لام روی مطلق اور با وصل اور
 الف ثانی خروج ہے هم و مطلق مردف موصول غیر مخرج چنانکہ جالا و خیالات
 چهارم مطلق مردف موصول غیر مخرج جیسے جالا و خیالات بین الف اول ردف اور
 لام روی مطلق اور الف دوسرا وصل ہے هم و مطلق مجرد موصول مخرج چنانکہ ضربها
 و خطبهاست پنجم مطلق مجرد موصول مخرج جیسا کہ ضربها و خطبها بین باروی مطلق مجرد
 اور با وصل اور الف خروج ہے هم و مطلق مجرد موصول غیر مخرج چنانکہ ضربا و خطبا و این

مطلقاات ست ششم مطلق مجر و موصول غیر مخرج جیسا کہ ضربا اور خطبا میں باروی
 مطلق مجر و اور الف وصل ہے اور یہ چہ قسمین روی مطلق کی ہیں ہم ز مقید موسسین کہ
 قاضی و حامی ست ہفتم مقید موسس جیسا کہ قاضی اور حامی میں کہ الف تاسیس اور
 ضا و اور سیم و دونین دخیل اور پار شتاة سختانی روی مقید ہے ہم ح مقید مردف
 چنانکہ جمال و خیال ست ہشتم مقید مردف جیسا کہ جمال اور خیال میں الف مردف
 اور لام روی مقید ہے ہم ط مقید مجر و چنانکہ قمر و خطر داین سے نوع مقیدات ست
 ست نہم مقید مجر و جیسا کہ قمر اور خطر میں را روی مقید ہے اور بس اور یہ تین قسمین
 روی مقید کی ہیں ہم و سے نوع مطلق ممکن الوقوع نبود و آن موسس و مردف و مجر و
 باشد ہر سے غیر موصول و غیر مخرج از جهت امتناع تحریک حرف آخر از شجرت اور
 تین قسمین روی متحرک کی غیر ممکن ہیں اور وہ موسس اور مردف اور مجر و ہیں تین
 غیر موصول اور غیر مخرج یعنی مطلق موسس غیر موصول و غیر مخرج اور مطلق مردف غیر
 موصول اور غیر مخرج اور مطلق مجر و غیر موصول اور غیبہ مخجج کسوا سطلے کہ آخر شجرہ
 ساکن ہوتا ہے اور یہاں روی متحرک بدون وصل اور خروج کے واقع ہوئی ہے
 پس وقوع اسکا غیر ممکن ہے ہم و شش نوع مقید واقع نبود و آن موسس و مردف
 و مجر و بود ہر سے یا موصول غیر مخرج یا موصول مخرج اما نزدیک کسی کہ وصل و خروج
 بعد از روی ساکن جائز ندارد از جهت این علت ست اور چہ قسمین روی ساکن
 واقع نہیں ہوتیں اور وہ موسس اور مردف اور مجر و تینوں موصول غیر مخرج یا موصول
 مخجج لیکن نزدیک اون لوگوں کے جو وصل اور خروج بعد روی ساکن کو جائز نہیں کہتے
 و اسلے اسی علت کے یعنی بسبب عدم جواز وصل و خروج بعد روی ساکن کے ہم
 و اما نزدیک کسی کہ جائز دارند از این شش دونوع ممکن الوقوع ہوتا ہے مقید مردف
 موصول غیر مخرج بود از جهت توالی سے حرف ساکن در روی یعنی مردف و روی وصل ست
 و اما نزدیک اون لوگوں کے کہ قیح وصل و خروج کا بعد روی ساکن کے جائز رکھتے ہیں ان
 چہم قسمین و تینوں نامکن ہیں اور وہ اول مقید مردف موصول غیر مخرج بسبب برابر ہونے

تین حرف ساکن کے اوس میں اور وہ تین حرف ساکن یعنی ردف اور روی اور وصل
 اس واسطے کہ جب روی مقید ہو ہی ساکن ٹکڑے اور ردف خود عبارت حرف ساکن سے
 اور وصل کہ آخر شعر میں ہے الاحوالہ ساکن ہوگا پس وقوع اس صورت کا نام ممکن ہے ہم
 ب مقید مردف موصول مخرج از دست توالی دو ساکن در غیر مطلق شعر و آن ردف و رد کے
 بود کہ بر وصل متحرک سابق باشندت اور دوسری صورت نامکن مقید مردف موصول
 مخرج ہے بسبب برابر آئے دو ساکن کے غیر آخر شعر میں اور وہ ردف ساکن اور روی
 ساکن ہے کہ وصل متحرک سے پہلے واقع ہونگے اور دو ساکن سو آخر شعر کے درمیان میں
 نہیں آتے پس یہ صورت بھی نامکن ٹکڑی ہم و چہا رونوع باقی ممکن بود باین تفصیل
 امقید موسس موصول مخرج چنانکہ لم تخاطبہا ولم تقرأ قبہا و کسانیکہ انکار این نوع کنند
 تکرار الف و با از باب لزوم مالا یلزم شعر مذکور و قافیہ مطلق مجرد موصول
 غیر مخرج و اگر بدل با حرفی از حروف مذکور چنانکہ در قاصیہا و اینہا مطلق مردف شعر مذکور
 ت اور چار قسمین باقی ممکن ہیں اس تفصیل سے اول مقید موسس موصول مخرج
 جیسا کہ لم تخاطبہا اور لم تقرأ قبہا مخاطبت سے یعنی با ہم خطاب کردن اور آخرت
 یعنی نگاہ دشمن یکدیگر پس ان میں الف تا پس ہے اور ط اور قاف و دو نہیں
 وخیل اور باروی ساکن اور با وصل اور الف آخر مخرج اور جو لوگ انکار اس طرح
 کرتے ہیں اس میں یہ تادل بیان کرتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل اور مخرج
 نہیں ہوتا اس قافیہ میں تکرار الف اور باکی لزوم مالا یلزم ہے اور ہے روی ہے
 اور الف وصل اور قافیہ مطلق مجرد موصول غیر مخرج ہے اور اگر بدل ہو ساقط
 ایک حرف کے حروف مد سے جیسا کہ قاصیہا اور دانیہا میں ہے مطلق مردف
 جانتے ہیں یعنی بارد ف ہے اور باروی اور الف آخر وصل اور قاصی یعنی اعلیٰ
 اور دانی یعنی اونے ہے ہم ب مقید موسس موصول غیر مخرج و درین صورت چون
 روی و وصل ساکن باشند و اصل در کلام عرب آنست کہ چون دو ساکن توالی آتے
 کنند ساکن اول از حروف مذکور و حرف مد توالی نہ تواند بود پس لام الذی

از حرف مدیہ و وصل ای ساکن چنانکہ و قاضیہ و حامیہ و کسانیکہ اسکا رین نوع کنند
تکرار الف از باب لزوم مالا یلزم شمزد و یار و ت قاضیہ مقید مروف گویند
ت دوم مقید موسس موصول غیر مخرج اور اس صورت میں جو روی اور وصل
دونوں ساکن ہونگے اور قاعدہ کلام عرب کا یہ ہے کہ جب دو ساکن برابر استحال
کرتے ہیں پہلا ساکن حرف مدیہ ہوتا ہے اور دوجو حرف مدیہ برابر نہیں ہو سکتے ہیں
لا محالہ روی حرف مدیہ کی اور وصل ہا ساکن جیسا کہ قاضیہ اور حامیہ میں ہو سکتا ہے
وہ قاضیہ یعنی حکم کنندہ آن اور حامیہ حمایت کنندہ آن الف تاسیس اور ضیادہ
میں دونوں میں دخیل اور یا تختانی روی ساکن اور وصل ہے اور جو لوگ منکر
اس نوع کے ہیں کہتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل نہیں آتا پس تکرار الف
قاضیہ اور حامیہ میں لزوم مالا یلزم اور یار و ت اور ہا روی ہے اور قاضیہ او کلمہ نزدیک
مقید مروف ہے ہم و بدانکہ تجویز این دو نوع اقتضای آن کند کہ تعریف کی کہ خلیل قافیہ
کردہ است بران جملہ کہ صدر این فن گفتیم تمامی حروف و حرکات قافیہ را متناول
نباشد چہ دخیل و تاسیس و رس و رین دو صورت از ان تعریف خارج باشند اما ان حرف
بنا بر آنست کہ قافیہ مقید را وصل و حروف و جہ نہ باشد و اور معلوم ہو کہ تجویز این
دو نوع کی یعنی مقید موسس موصول مخرج جیسے لم تخطا طلبہا اور مقید موسس موصول
غیر مخرج جیسے قاضیہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ تعریف قافیہ کی جو خلیل نے
کی ہے اور صدر کتاب میں بیان ہوئی ہے تمام حروف و حرکات قافیہ اور رس
تعریف میں شامل نہوں کہ واسطے کہ قول خلیل یہ ہے کہ ساکن آخر ساکن اول کی
مع حرکت ماقبل قافیہ ہے پس بیان دخیل اور تاسیس اور رس یعنی حرکت قبل
تاسیس ان دونوں صورتوں میں تعریف خلیل سے خارج ہوتی ہیں مثلاً لم تخطا طلبہا
میں موافق تعریف خلیل کے با اور ہا اور الف اور حرکت ماقبل با قافیہ ہے
اور طے و دخیل اور الف تاسیس اور حرکت ماقبل او کی جبکو رس کہتے ہیں
خارج ہوتی ہے اور کی طرح قاضیہ میں یا اور او کی حرکت ماقبل اور ہا و دخل قافیہ

حرف مدیہ و وصل ای ساکن چنانکہ و قاضیہ و حامیہ و کسانیکہ اسکا رین نوع کنند

اور الف تاسیس اور او سکی حرکت ماقبل اور ضا و خیل خارج مگر وہ تعریف خیل کی
اسو اسے ہو کہ قافیہ مقید میں وصل اور شروع نہیں ہوتا یعنی لم یصلہا میں لم یصلہا
تک قافیہ ہو پس با اور ساکن اول الف اور او سکی حرکت ماقبل او طای و خیل
قافیہ پر باقی رد الف ہو اور قافیہ میں قاضی تک قافیہ ہو پس یا اور ساکن اول الف
اور او سکی حرکت ماقبل اور ضا و خیل قافیہ باقی رد الف ہو اس صورت میں ہمیں
اور و خیل اور میں داخل تعریف مذکور رہتی ہیں ہم ج مقید مجرد موصول مخرج چنانکہ
لم یصلہا ولم یصلہا و منکران این نوع تکرار بار بار لازم مالا یلزم شمرند و باروی نمند و
قافیہ مطلق مجرد موصول غیر مخرج و اگر بدل با یکی از حروف مدبوہ چنانکہ در علما و اندو
قافیہ مطلق مروف موصول شمرند سوم مقید مجرد موصول مخرج جیسا کہ لم یصلہا
او لم یصلہا پس باروی مقید اور او وصل اور الف خروج ہے اور معنی یہ کہ کتب آنرا
و حاجت نشد آنرا اور منکران نوع کی تکرار با کو لازم مالا یلزم اور با کو روی مطلق الف کو
وصل جانتے ہیں اور قافیہ کو مطلق مجرد موصول غیر مخرج کہتے ہیں اور اگر بدل با
حرف مدبوہ جیسا کہ علما با اور ندایا میں یعنی بالامی آن برآمد و آواز داد اور قافیہ کو
مطلق مروف موصول جانتے ہیں اور الف اول کو روف اور با کو روی مطلق اور
الف کو وصل کہتے ہیں ہم مقید مجرد موصول غیر مخرج و در یہ صورت ہم روی از
حرف مدبوہ و وصل ہای ساکن چنانکہ گفتہ آمد شکش صلوة و زکوۃ و منکران این
قافیہ را مقید مروف شمرند این است انواع توانی والدا علم است چارم مقید مجرد
موصول غیر مخرج اور اس صورت میں بھی روی حرف مدبوہ کی اور وصل ہای ساکن جیسا کہ
قبل ازین کہا گیا مثال او سکی صلوة اور زکوۃ ہے الف روی مقید اور ہای تائید
وصل ہے اور منکران قافیہ کو مقید مروف جانتے ہیں اور ہای تائید کو روی مقید
اور الف کو روف کہتے ہیں یہ ہیں قسمین قافیون کی نزدیک عرب کے والدا علم
مفضل بن نجم و عیوب توانی نزدیک عرب عیب ہای کہ تعلق بقافیہ دارد یا راجع
باحال حروف و حرکات قافیہ یا راجع نیست و صنف اول تقسیم است باقسام عدد حروف

اما آنچه تعلق بہ تاسیس دارد یکے بیش نتواند بود و آن جمع قافیہ موسس و قافیہ
 با موسس باشد در یک بیت و ہین عیب بعینہ اقتضای وجود و عدم رس کند و در تاسیس
 و رس غیر این اختلافی دیگر تصور نیندازد فصل پانچمین عیوب توانی میں جو اہل
 عرب کے نزدیک ہین وہ عیب کہ قافیہ سے تعلق رکھتے ہین یا رجوع کرے قہن
 طرف حرفوں اور حسہ کتون کے باراج بحروف و حرکات نہیں ہین پس جو راجع بحروف
 و حرکات ہین منقسم ہین باقسام عدد و حروف یعنی تثنیٰ قسمن اداں حرفوں کی ہین اوتنی
 قسمن ان عیوب کی ہین اما جو عیب تعلق تاسیس سے رکھتا ہے ایک سے زیادہ
 نہیں ہے اور وہ جمع ہونا قافیہ موسس اور ناموسس کا ہے ایک بیت میں عیوب قافیہ
 سالم اور مسلم کا اور یہی عیب بعینہ اقتضای وجود و عدم رس یعنی حرکت یا قبل تاسیس
 کرتا ہے اس واسطے کہ تاسیس منحصر بالف ہے اور ما قبل الف سوائے کے نہیں ہوتا
 پس اگر الف اور حرف سے بدل جائے گا حرکت او سکی اقبل کی بھی بدل جائے گی
 مثلاً سالم میں رس ہے اور مسلم میں رس نہیں ہے اور تاسیس اور رس میں سوا اسکے
 اور اختلاف خیال میں نہیں آتا ہم و اما آنچه بذیل وارد جز اختلاف اشباع نبود و آن
 سگو نہ تواند بود چه اختلاف بضم و کسر بود یا بضم و فتح بود یا بکسر و فتح و اما وجود و عدم
 و ذیل و وجود و عدم اشباع راجع بود یا جمع موسس و ناموسس و اما جو عیب
 تعلق و ذیل سے رکھتا ہے سوا اختلاف اشباع یعنی حرکت و ذیل کی نہیں ہے اور وہ
 تین طرح ہوتا ہے یا اختلاف ساتھ ضمے اور کسرے کے جیسے کابل اور کامل ہین یا
 اختلاف ساتھ ضمے اور فتحے کے جیسے ہاؤر اور دلاور میں یا اختلاف ساتھ کسرے
 اور فتحے کے جیسے تاجر اور باور میں اما وجود و عدم و ذیل کا اور وجود و عدم اشباع
 حرکت و ذیل کا راجع ہے طرف جمع موسس اور ناموسس کے اس واسطے کہ ذیل تابع
 تاسیس ہے جہاں تاسیس نہوگا ذیل بھی نہوگا جیسا قافیہ محل کا ساتھ حاصل کے
 کہ ایک قافیہ موسس ہے اور اوس میں ذیل بھی ہے اور ایک ناموسس اور اوس میں
 ذیل بھی نہیں ہے اور یہ قافیہ عرب میں جائز نہیں اور فصحا سے مجہ جائز رکھتے ہین

ہم دانا اپنے تعلق پر ردت وارد وہ نوع تو اند بود آجمع مروت و نام مروت سب سب
 میان و او و الف ہر دو درج جمع میان یا و الف ہر دو درج جمع میان و او ی کہ قبلیش
 مفتوح بود و او مدہ جمع میان و او ی کہ قبلیش مفتوح بود و الف و جمع میان
 و او ی کہ قبلیش مفتوح بود و یای مدہ جمع میان یا ی کہ قبلیش مفتوح بود و یا
 مدہ جمع میان یا ی کہ قبلیش مفتوح بود و او مدہ جمع میان یا ی کہ قبلیش
 مفتوح بود و الف ہی جمع میان و او یا قبل ہر دو مفتوح است و اما جو عیب کہ
 تعلق روت سے رکھتا ہے و نل طرح پر ہوتا ہے اول جمع ہونا مروت اور نام روت
 جیسے قافیہ خال اور خل کا دوست جمع ہونا و او و الف کا دونوں مدہ جیسے قافیہ
 عمو اور عمود کا تیسرا جمع ہونا یا و الف کا دونوں مدہ جیسے قافیہ عمید اور عماد
 جو تھاج جمع ہونا و او ماقبل مفتوح اور و او مد کا جیسے قافیہ قول اور طول کا پانچواں
 جمع ہونا و او ماقبل مفتوح اور الف کا جیسے قافیہ قول اور قال کا چھٹا جمع ہونا و او
 ماقبل مفتوح اور یا ی مد کا جیسے قافیہ قول اور قیل کا ساتواں جمع ہونا یا ی قبل
 مفتوح کا اور یا ی مد کا جیسے قافیہ ذیل اور قیل کا اٹھواں جمع ہونا یا ی ماقبل مفتوح کا
 اور و او مد کا جیسے قافیہ ذیل اور طول کا نوواں جمع ہونا یا ی ماقبل مفتوح کا اور الف کا
 جیسے قافیہ ذیل اور زال کا دسواں جمع ہونا و او و یا کا جن دونوں کا ماقبل مفتوح
 جیسے قافیہ قول اور قیل کا ہم و اختلافی دیگر ممکن ہو دو ان جمع باشند میان و او و یا
 ہر دو مد ناما انرا از عیوب فقیر مذکور کسانیکہ و او و یا کہ ماقبل ایشان مفتوح ہو و روت
 شمرند نزدیک ایشان ازین وہ نوع مذکور نوع آخر از اعتبار ساقط بود و شش نوع
 دیگر کہ بیش از ان باشند داخل ہو در جمع مروت و نام مروت اور ایک اختلاف اور
 ممکن ہے اور وہ جمع ہونا و او و یا دونوں مدہ کا ہے جیسے عمود اور عمید میں اور
 او کو عیب نہیں جانتے ہیں شاعر کہتا ہے مٹھہر بانٹ سٹھاؤ قتلیمی الیوم مٹھول
 ترا کم بقدر مٹھول لکھنا خلعت قد سبط من دمھا فجمع و وقع و اختلاف تبدیل
 یہی بہتر نہیں ہے خصوصاً غزل میں اور جو لوگ و او و یا ماقبل مفتوح کو مدہ نہیں جانتے

اور جس کے نزدیک قسم دہم جیسے قول اور قیل جو آخرین بیان کی ہے اعتبار سے ساقط ہوگی
 اور نو قسمیں جو باقی رہیں اول بین چہ قسمیں جو قبل اس نوع آخر کی بیان کیں داخل ہوں گی
 جمع مروف اور نامروف ہیں یعنی ایک جگہ مذکورہ اور ایک جگہ غیر مذکورہ ہم و اصناف عیوب
 متعلق مروف سے نوع اول پیش ہووے اسچہ راجع ہووے باحد و بین اقسام باشد یعنی
 چہ اختلافات این حروف اقتضای اختلافات حد و کذا و برعکس است اور قسمیں عیوب متعلق
 مروف کی تین سے زیادہ نہیں ہیں کسواسطے کہ جو پہلے بیان کی یعنی دس میں ایک
 اعتبار سے ساقط ہے اور چہ قسمیں داخل جمع مروف و نامروف ہیں باقی رہیں تین
 قسمیں اور جو عیب کہ راجع ہے طرف حد کے یعنی طرف حرکت ماقبل مروف کے یہی
 اقسام ہیں یعنی کس لیے کہ اختلافات ان حروف کا متضمنی ہے اختلافات حد و کذا اور
 برعکس یعنی اختلافات حد و کذا متضمنی اختلافات مذکورہ ہے ہم و اما اسچہ راجع ہووے بارہ
 سے صنف ہووے کیے اسچہ روی و مختلف باشد آن دو نوع ہووے کی آنکہ دو حرف باشد
 قریبی المخرج و دیگر آنکہ قریب مخرج درو معتبر نباشد و صنف دوم اسچہ بسبب اختلافات توجہ
 بود و آن ہم سے گونہ بود چہ اختلافات باضم و کسر بود یا بضم و فتح یا بفتح و کسر و صنف سوم
 اسچہ بسبب اختلافات مجرے بود و آن سے گونہ بود برقیاس گذشتہ و اما اختلافات
 بوجود توجیہ و عدشش یا بوجود مجری و عدشش از اعتبار خارج بود چہ اقتضای اول
 تشابہ کنز اصلا است و اما جو عیب کہ متعلق بروی ہے تین طرح پر ہے اول اختلافات
 ادسکی دو قسمیں ہیں قسم پہلی وہ کہ دو حرف ہوں قریب المخرج جیسے میم اور نون ایک جگہ
 نیم روی ہو ایک جگہ نون اسکو اکٹھا کہتے ہیں قسم دوسری وہ کہ قریب المخرج نہ ہوں
 جیسے با اور را یہ بڑا عیب ہے اور اسکو اجازہ کہتے ہیں دوم عیب جو متعلق بروی ہے
 بسبب اختلافات توجیہ یعنی حرکت ماقبل روی کے وہ تین طرح پر ہے اسواسطے کہ
 اختلافات بضم و کسر ہوگا مثل در و اور خضر یا اختلافات بضم و فتح ہوگا مثل در و قمر یا اختلافات
 بفتح و کسر ہوگا مثل قمر و خضر سوم عیب جو متعلق بروی ہے وہ بسبب اختلافات مجرے
 یعنی حرکت روی شکر کے ہوتا ہے برقیاس گذشتہ یعنی بضم و کسر جیسا قاف و اور قالہ میں

یا بضم اور فتح جیسا قالہ اور قالہ میں بالفتح و کسر جیسا قالہ اور قالہ میں واما اختلاف
 ساتھ ہو سنے اور نہ ہونے تو جہیہ کے جیسا قمر اور قمرین یا اختلاف ساتھ
 ہونے اور نہ ہونے مجرے کے جیسا علمہ اور علمہ میں اعتبار سے خارج ہے یعنی قابل
 اعتناء نہیں اس واسطے کہ اقتضائے ازالۃ تشابہ کرتا ہے مطلقاً یعنی اس میں کیسی طرح کا
 تشابہ نہیں ہے پس تانیہ عیب دار بھی نہ ہو گا ہم واما پنچہ راجع یا وصل بود ہم برسہ گوشت
 واما اختلاف بود یہ وادو یا بالو ولف بالفت ویا بحقیقت راجع باشد یا اختلاف مجری واما اختلاف
 وصل جمع کی از حروف مد با و اختلاف جمع امی ساکن و متحرک و اختلاف بود و عدد
 از اعتبار خارج بود چہ مقتضی ازالۃ اصل تشابہ باشد واما جو عیب راجع وصل
 ہوتا ہے وہ بھی تین طرح پر ہوتا ہے اور وہ اختلاف بود یا ہے جیسا قالو اور قالی
 یا اختلاف بود و والفت ہے جیسا قالو اور قالہ میں یا اختلاف بالفت ویا ہے جیسے قالو اور
 قالی میں اور حقیقت میں یہ عیب راجع ہوتا ہے طرف اختلاف مجرے یعنی حرکت روی
 متحرک کی واما اختلاف وصل کا ساتھ جمع ہونے ایک حرف مد کے ساتھ حرف ہا کے
 جیسا قالو اور قالہ میں اور اختلاف وصل کا جمعیت ہا سے ساکن و متحرک جیسا کہ حکہ و
 حکہما میں اور اختلاف وصل کا بود و عدم جیسا کہ نخل اور حکہ اعتبار سے خارج ہے
 کہ اس واسطے کہ اصل تشابہ ان میں زائل ہے یعنی اختلاف کے ساتھ کہہ تشابہ چاہیے
 بہان کسی طرح کا تشابہ بھی نہیں ہے پس ماخن فیہ سے خارج ہے ہم واما اختلاف بخروج ہم
 سے نوع بود چہ یا جمع وادو یا بود یا جمع وادو والفت یا جمع وادو والفت و ہر سے راجع بود یا اختلاف
 نفاذ و حکم اختلاف جنس و جمع وجود و عدد شش ہم از اعتبار خارج بود و این عیب ہا
 متعلق بود بحروف و حرکات است واما اختلاف متعلق حروف بھی تین طرح پر ہوا اس واسطے کہ
 یا جمع وادو یا ہوگا جیسے فخطا ہو وکتا بھی یا جمع وادو والفت جیسے لم یطیہو و لم یطیہنا
 یا جمع یا والفت جیسے بعتا ہی وکتا ہا اور یہ تینوں راجع ہیں باختلاف نفاذ یعنی حرکت
 وصل متحرک اور حکم اختلاف جنس و جمع کا بھی صحیح وجود و عدم اعتبار سے خارج ہوا یہ عیب متعلق
 بحروف و حرکات ہم اعیب ہا کی کہ بحروف و حرکات متعلق نبو ویا بسبب اعادہ قافیہ بود و ان چنان

کہ کلکہ بتر قافیہ مشتمل بود بلفظ و معنی مکرر شود و یا بسبب آن بود کہ قافیہ را از صیغہ مستعمل تکرار
 کنند تا اشارہ حاصل آید مثلاً ابراہیم با ابراہیم کنند چون قافیہ نعیم و کریم باشد یا لفظ را
 قافیہ کنند کہ معنی را بان اختصاصی نبود مثلاً اگر قافیہ سجود و شہود باشد ذکر باری تعالی
 در موضع قافیہ افتد از اسمای اوتعالی و دود ایراد کنند و ایراد این اسم را خبر رعایت قافیہ
 و جہی نبود و یا لفظی را قافیہ کنند کہ جس نہی باشد و جزو دیگر در اول دیگر بیت بود مثلاً
 در شعرے کہ قافیہ کرم و علم باشد لم از لم لفعل قافیہ کنند و لفعل در اول بیت دیگر بیاورند
 تا آما وہ عیوب جو حسرت اور حرکات سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کسی طرح پرہن
 یا وہ عیب بسبب اعادہ قافیہ ہوتا ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ کہ مشتمل قافیہ ہے
 لفظ و معنی میں مکرر ہو یعنی لفظ بھی ایک اور معنی ہی ایک جیسے لسان اور لسان دونوں
 بمعنی زبان پس اگر لفظ بدل جائی جیسے لسان اور زبان قافیہ ہوگا یا معنی بدل جائیں
 جیسے لسان ایک جگہ بمعنی زبان اور ایک جگہ بمعنی زبان تر از قافیہ ہوگا یا وہ عیب
 بسبب اسکے ہوتا ہے کہ قافیہ کو صیغہ مستعمل سے تکرار کرین اس واسطے کہ باہم مشابہت
 ہو جائی یعنی عنیت دور ہو جائے فی الجملہ تغایر پیدا ہو مثلاً ابراہیم کو ساتھ ابراہیم کے
 قافیہ کرین مطلع میں جب قافیہ نعیم و کریم ہو قصیدے میں پس قافیہ کرنا ایک کلمہ کا
 تکرار نہایت چاہیے یا وہ عیب یوں ہوتا ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ معنی کو اوس
 لفظ سے خصوصیت نہ ہو جیسے دود و معنی دوست اور ایک اسم اسمای باری تعالیٰ ہو جیسا
 پس جب قافیہ سجود و شہود کا ہو اور ذکر باری تعالیٰ موضع قافیہ میں پڑے اسمای باجہال
 و دود ایراد کرین اور یہ وارو کرنا اس حکم فقط بر رعایت قافیہ ہو اور کوئی وجہ نہ ہو
 یہ کہ دود اور قادر اور شکم صفت واقع ہوتے ہیں پس رب و دود اور رب قادر کہنا چاہیے
 کہ معنی کو خصوصیت ہو جائے یا عیب قافیہ کا یہ ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ وہ جزو
 ایک سخن کا ہو اور دوسرا جزو اوسکا اول بیت ثانی میں ہو مثلاً جس شعر میں قافیہ کرم
 اور علم کا ہو مخطلم کو قافیہ کرین لم لفعل سے اور لفعل کو اول بیت ثانی میں لائیں ہم
 عیوب قافیہ علی الاجمال سے صنف باشد انچہ البتہ نشاید کہ ایراد کنند و اگر کسی ایراد کنند

آن شاذ شعر مذکور بچند ایرادش قبیح بود اما استعمال آن شعر را از روی ضرورت اتفاق
افتد چنانچه استعمال آن بسیار باشد اما مستحسن نبود و از عیوب مذکور بعضی را القاب مخصوص
باشد بعضی را بشارت اور عیوب قافیہ کے مجملاتین قسم بہین اول وہ کہ یقیناً سنجائیہ کہ ایراد کرن
اور اگر کوئی ایراد کرے او سکو شاذ جانتے بہین دوم وہ کہ ایراد او سکا قبیح ہوا استعمال
او سکا شعر بہین از روی ضرورت کے اتفاق پر سے سوم وہ کہ استعمال او سکا بہت ہو
مگر مستحسن نہ ہو یعنی ایک قسم ایسی ہے کہ استعمال او سکا عند الضرورت بھی جائز نہیں ہے
اور دوسری قسم ایسی ہے کہ عند الضرورت جائز ہے مگر قبیح ہے اور تیسری قسم ایسی ہے
کہ بی ضرورت بھی روا ہے مگر قبیح ہے اور عیوب مذکورہ میں بعض کے القاب مخصوص
ہیں اور بعض کے القاب نہیں ہیں ہم و از القاب مشہور کی اقواسہ و آن اختلاف
مجری باشد و البتہ روا بنود است اور القاب مشہورہ سے ایک اقواسہ ہے اور وہ اعملاً
عجز سے یعنی حرکت روی کا ہے جیسے قانو اور قالہ بضم و کسر اور قالہ اور قالہ بضم و فتح اور
قالہ اور قالہ بفتح و کسر اور یہ مثالین سابق بھی لکھی گئی ہیں پس یہ اختلاف البتہ روا نہیں ہے
اور اقواسہ بالکسر تمام ہونا زاد کا پس اس قافیہ کا لانا ایسا ہے گویا زاد شاعر کا تمام ہوا
غیاث سے اور منتخب میں یعنی خالی شدن منزل اور محتاج اور درویش گردانیدن اور
مختلف گردانیدن قافیہ بجز کات و در منزل خالی فرود آمدن و مسافرت کردن اور بڑوش
شدن و خالی شدن شکم از طعام و بسیار مال شدن و بی مال شدن کھاسے ہم و دوم الکفا
و آن اختلاف حروف روی باشد نے اعتبار قریب مخرج و ہم البتہ روا بنود سوم اجازت
و آن اختلاف حروف روی باشد بشرط آنکہ مخرج متقارب باشند مانند تا و ط یا سین و صاد
و این نوعی است از الکفاست اور دوسرا کفا ہے اور وہ اختلاف حروف روی کا ہے
بدون اعتبار قریب مخرج یعنی اعتبار قریب مخرج کا اس میں ضرور نہیں ہے قریب المخرج
ہوں یا نہ ہوں اور یہ البتہ روا نہیں ہے اور اکف بالکسر کج کرنا طے و کاف کا
تاجو کچھ کہ اوس میں ہو کر جائے اور خم و ثیا کمان کو اور ایک نوع عیب قافیہ ہے
کہ بعض ابیات میں حرف زہی اور ہو اور بعض میں و منتخب سے اور غیاث میں کھاجر

کہ اکفا عیب قافیہ ہے کہ روی یا قید مختلف ہو بشرط قرب مخرج جیسے صباح اور سپاہ
اور بحر اور شہر تیسرا عیب اجازت ہے اور وہ اختلاف حروف روی کا ہے بشرطیکہ
مخرج میں متقارب ہوں جیسے تا اور طوی اور سین اور صاد اور یہ ایک نوع ہے
اکفا کی یعنی اکفا عام ہے اور اجازہ خاص اور اجازہ بزرگ مجموعہ روا رکھنا اور چوڑ دینا
روز و سوری دنیا اور ایک قافیہ میں ایک جگہ طوی اور ایک جگہ دال روی لانا
منتخب سے اور صاحب غیاث نے معنی خراؤد میں لکھا ہے کہ ماخذ اس لفظ کا کتب
معتبرہ لغات عرب میں پایا گیا اور ملا نور الدین ظہوری نے خزان خلیل میں نہاد اور
خراؤد کا قافیہ کیا ہے ظاہر طوی خراؤد کی فارسیوں نے اپنے تصرف سے تاشق
بدل کے بحمت قرب مخرج دال سے تبدیل کی ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ باصطلاح
شعرا عرب اس عمل کو اجازہ کہتے ہیں کہ ایک مصرع میں حرف روی طار حملہ کو لانا
اور مصرع دیگر میں دال لانا تم کلام صح قولہ این نوعی بہت از اکفا ظاہر این قول صحیح
چہ در اکفا حسب تصریح مصنف علام عدم اعتبار قرب مخرج است و در اجازہ اثنتا بار
قرب مخرج پس اندراج و نوعیت کی از مخالفین نسبت دیگری صورت نہ بند
مگر آنکہ گویند معنی قولہ بے اعتبار قرب مخرج است کہ قرب مخرج در ان ضروری نیست

باشد یا نہ و ہذا ہوا موافق لما قالہ ابن الحاجب فی المقصد الجلیل لاکفا اختلاف الروی
فان کین شہ مخرج او یخطو قد سہل لیکن صاحب مفتاح و خزینہ میگویا اختلاف
مقارب المخرج را اکفا گویند رتباً بعد المخرج را اجازہ و بسیاری از عروضیان دیگر نیز
موافق ایشان آورده اند بل معنی اجازہ اسنچہ مصنف علام آورده در ثانی دہر نش
تم کلامہ ظاہر ہے کہ اعتراض اول کو خود کچھ سمجھ کر دفع کیا اور اعتراض ثانی اگر صراح
اور منتخب بھی دیکھتے نہ کرے کہ اس واسطے کہ منتخب اور صراح میں لکھا ہے کہ اجازہ اس
کہتے ہیں کہ ایک قافیہ کے روی طویے اور ایک قافیہ کی رو سے دال ہو اور دال اور
طویے قریب المخرج ہیں چنانچہ رسالہ مطبوعہ سعید حسن فارسی میں یہ عبارت لکھی ہے
کہ مخرج طار اور دال بی لفظ و تالی قرشت از سر زبان ست فافہم ہم چارم سنا دوان

چند نوع بود اجمع موسس و ناموسس بجمع مردف و نامردف آج اختلاف ردف بود و
 والفت یا بیادالفت در حرف مد در اختلاف ردف بیای غیر مد کہ قبلش مفتوح بود یا
 اختلاف توجیه و سه قسم اول روا بود چارم قبیح بود اما استعمال کنند بنا در و پنجم بسیار
 استعمال کنند و شش از قبیح چارم کمتر بود و بعضی اختلاف توجیه بضم و کسر روا دارند
 قیاس بر اختلاف ردف بود و یاد رہم مواضع قبیح این ہمہ نوع اختلاف از دیگر انواع
 کمتر شمرند چوتھا عیب قافیہ کا سناد ہے اور سناد بالکسر لغت میں معنی معاونت
 اور اصطلاح اہل عروض میں جو عیب کہ قبل ردیف کے ہو اور وہ کسی طرح پر ہے اول
 جمع ہونا موسس اور ناموسس کا یعنی ایک جگہ الف تاسیس ہو اور ایک جگہ نہ وجہ
 سالم اور مسلم میں دوم جمع ہونا مردف اور نامردف کا یعنی ایک جگہ حرف ردف ہو ایک
 جگہ نہ وجہ طور اور کھنر کہ عربی میں حرف ردف مدہ ہوتا ہے سوم اختلاف ردف کا
 ہوا و الف جیسے کول اور قال یا بیادالفت حرف مد میں جیسے قال اور قبل چارم اختلاف
 ردف کا بیاسے غیر مدہ کہ ماقبل اسکا مفتوح ہو ساتھ یا مدہ کے جیسے
 ذیل اور قبل پنجم اختلاف توجیہ کا جیسے قل اور حل اور حل اور تین قسمیں پہلی سناد کی
 روا نہیں ہیں مطلقاً اور چوتھی قسم قبیح ہے مگر استعمال کرتے ہیں بہ ندرت یعنی کہی کہی
 اور پانچویں یعنی اختلاف توجیہ بہت استعمال کرتے ہیں اور قبیح اسکا چارم سے
 کمتر ہے اور بعضی اختلاف توجیہ کا بضم و کسر روا رکھتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں
 اختلاف ردف ہوا و یاد رہی اختلاف توجیہ کا بضم و کسر جیسے قل اور حل ہے مثل
 اختلاف ردف ہوا و یاد رہی جیسے عمود اور حمید اور جیسے وہ جائز ہے ویسے یہ جائز ہے
 اور سب مواضع میں قبیح اس نوع اختلاف کا اور انواع سے کمتر جانتے ہیں ح
 مخفی ناند کہ نوع ششم از انواع سناد باقی ماندہ و آن اختلاف اشباع یعنی حرکت
 ذیل است چنانکہ در عالم و عالم کسر لام کی و لفتح لام دیکر تم کلامہ ظاہر ہے کہ سناد کہتہ ہیں
 اس عیب کو حوا قبل ردیف کے ہو اس صورت میں صورت قل اور حل اور عالم و عالم
 کی ایک ہے اور توجیہ عام ہے اور اشباع خاص ہیں اشباع داخل توجیہ ہر صحتا جانیہ کو

یہ بھی یاد نہیں کہ خود قبل اسکے بیان توجیہ میں حاشیہ لکھا ہے کہ فرق در توجیہ وہاں
 وفت کہ توجیہ عبارت است از حرکت با قبل روی ساکن خواہ ان حرف با قبل و خیل باشد
 مثل میم کامل و رائل یا نباشد چنانکہ میم قمر و مزد اشباع عبارت است از حرکت و خیل کہ
 مابعد تاسیس بود خواہ روی آن ساکن بود خواہ متحرک پس نسبت عموم من وجہ در بیان
 این سر و تحقیق است تم کلامہ ہم پنج ایطادان اعادت قافیہ بود و چند اکثرا تکرار قافیہ یکہ
 نزدیکتر بود و قبحش زیادت بود و ایراد لفظ مشترک مانند عین بمعنی مختلف ایطان بود و بیشتر
 اگر لفظ در اصل یکے بود و بتصرف یا وجہ استعمال مختلف شود اختلافی کہ اقتضاے
 اختلاف لفظ یا معنی کند مثلاً رجل الرجل کی نکرہ و دیگر معرفہ و لم تضرب کی
 مخاطبہ مونث و دیگر مخایبہ او و غلام و غلامی کی بجای اطلاق و دیگر بجای اضافت
 بانفس خود و امثال این ایطان بود و انابرجل و لرجل و یضرب و تضرب و امثال این
 ایطان بودت پانچوان عیب قافیہ کا ایطاس ہے اور ایطاس بمعنی پائال کردن و پائال کتابت
 منتخب اور غیاث سے اور اصطلاح اہل عروض میں تکرار قافیہ لفظاً و معنایاً ہے اور حتی کہ
 تکرار قافیہ یکہ گرے نزدیکتر ہو قصیدے میں قبح او سکا زیادہ ہو گا لکھا ہے کہ
 کہ اقل قصیدہ سات بیشین دین پس اگر اعادہ قافیہ کا بعد سات بیون کے ہو گویا
 اعادہ قصیدہ ثانی میں ہے اور سیطرح اگر اعادہ فن دیگر میں ہو مثلاً تمہید کے بعد
 مرج شروع کرے اور اعادہ قافیہ کا عمل میں لائے کہمہ باک نہیں ہے کذا قال السکالی
 اور در ذکر ما لفظ مشترک کا مانند عین کے بمعنی چشم و آفتاب و ذات و چشمہ وغیرہ بمعنی
 مختلف ایطان ہیں ہے یہی ہے مذہب جمہور کا مگر خلیل تکرار قافیہ باختلاف بمعنی زنجی
 داخل ایطان جانتا ہے الا باختلاف اسم و فعل مثل ذہب اسم بمعنی زر اور فعل بمعنی
 یہ ایطان سے اسکے نزدیک خارج اور سیطرح اگر لفظ اصل میں ایک ہو اور بسبب
 تصرف کے یعنی گردان کے یا وجہ استعمال مختلف ہو پس وہ اختلاف کہ مقتضی اختلاف
 لفظ بمعنی اوس و اختلاف لفظ بمعنی یا مقتضی اختلاف معنی ہو یعنی اوس و اختلاف معنی ہو جائز مثلاً رجل
 اور الرجل کہ ایک نکرہ ہے یعنی کوئی مرد اور دوسرا معرفہ سے یعنی یہ مرد اور لم تضرب

لم تضرب بشباع ایک صیغہ مونث حاضر کا اور ایک صیغہ مونث غایب کا اور غلام
 بشباع اور غلامی ایک بیای اطلاق اور ایک بیای اغماقت طرف اپنی ذات کے
 یعنی غلام میر اور امثال اسکی ایطانیہ میں ہے کسواسطے کہ الرجل اور رجل میں تغایر معنی
 ہو گیا اور لم تضرب اور لم تضرب میں اور غلام اور غلامی میں تغایر لفظی ہو گیا اما برجل اور
 رجل اور یضرب اور تضرب اور امثال اسکی داخل ایطانیہ میں ح قولہ یضرب و تضرب
 مخفی نہ اند کہ حکم مخالفت الرجل از رجل بسبب شدت اتصال افادہ آن میکند کہ در یضرب
 و تضرب نیز ایطانیہ باشد چہ اتصال یا ی یضرب نامی تضرب کثر از اتصال الرجل نے نماید
 والہذا علم تم کلامہ قائل کہ الرجل اور یضرب اور تضرب میں اتصال الہن و لام اور یا اور
 تا سے غرض نہیں جیسا کہ صاحب حاشیہ نے گمان کیا ہے غرض یہ ہے کہ الرجل اور
 رجل میں صورت معنی کے بدل گئی اور معنی تغایر ہو گئے بخلاف یضرب اور تضرب کے
 کہ صورت معنی کی ایک رہی اور آخر لفظ بھی ایک ہی رہا فقط حضور اور غیبت ہشت
 تغایر نہیں ہے ہم ششم تضمین و آن تعلق آخر بیت بود باول دیگر بیت چنانکہ در پیشتر
 گفتہ آمد و این تضمین غیر انست کہ در صنعت ہای شعر افتد و آن ایراد شاعر بود در آئنا
 شعر خود بیت مشہور کہ برہان وزن و قافیہ بود از شعر دیگر بر سبیل استشہاد و یا مثیل
 انست انچہ واجب نمود ایراد آن از علم قافیہ شعرازی والہذا علم ت چھٹا عیب
 قافیہ کا تضمین ہے اور وہ تعلق آخر بیت کا ہے ساتھ اول بیت ثانی کو جیسا کہ
 پیشتر کہا گیا مثل لم کے کہ آخر بیت اول میں قافیہ ہو اور فعل شروع بیت ثانی آئی
 اور یہ تضمین سوا اس تضمین کے ہے کہ داخل صنائع شعر ہے اور سکی صورت یہ ہو
 کہ شاعر اپنی شعر میں شعر مشہور شخص غیر کا ہم وزن اور ہم قافیہ بر سبیل استشہاد یا
 ضم کرے یہ ہے جو کچھ کہ واجب تھا ایراد اسکا علم قافیہ سے شعرازی میں والہذا علم
فصل ششم در حروف و حرکات توانی بنزدیک پارسی گویان و ذکر ردیف و جہت
 ہمیں را در شعر پارسی اعتباری نیست و کسانیکہ اعتبار کردہ اند لاطنہ شعر عرب کردہ اند
 و حال ایشان ہا نیست کہ مال کسانیکہ براوزان خاص بحرب شعر فارسی گفتہ اند و چون

بعینہ ایک حرف ہونا تمام قصید سے میں اور اسکی حرکت ماقبل یعنی خود کا ایک حرکت
 ہونا بعینہ بس جو کچھ اسکے خلاف ہے اور جمع ہونا حرکت معروف اور مجهول کا مثلاً
 دور اور شور میں ان سب کا حال عیوب میں کھا جاوے گا یہاں تفسیر اور اسکی حرکت میں
 رکھتی ہم وگام روی باشد کہ کچھ حرف ہو و باشد کہ دو حرف ہو اول را مفرد خوانند و دوم را
 مضاعف ت وگام روی کبھی ایک حرف ہوتا ہے اور کبھی دو حرف اول کو روی
 مفرد کہتے ہیں اور دوم کو رو سے مضاعف اور عربیوں نے اس جگہ ردف کو مکرر
 کہا ہے ایک کو ردف اصلی اور ایک کو ردف زائد ہم دروی مفرد باشد کہ حرف مد بود
 مانند الف در جدا اور وایا در بھی و صبی و و اور را سو پہلو و شبیہ بیاد و عوی و عوی
 شبیہ بو اور نیکو وینو باشد کہ غیر مد بود مانند دال در کرد و مرد و در کرد و سفر
 اور روی مفرد کبھی حرف مد ہوتا ہے جیسا الف جدا اور و این اور یا بھی اور صبی میں
 اور و اور اسو اور پہلو میں اور را سو یعنی نیو کہ ہے اور شبیہ یا جیسا عوی اور عوی میں
 اور شبیہ بو اور جیسا نیکو اور نیکو میں اور کبھی روی مفرد غیر مد ہوتی ہے مانند حرف دال کے
 کرد و مرد میں اور مانند حرف را کے کرد اور سفر میں ہم دروی مضاعف از حرف ہا ہی مدو
 بود و بشرطی مخصوص اما شرط ہا آن بود کہ قافیہ مردف بود و ردف کی از حرف مد بود
 و آن دو حرف کہ روی باشد مد و در کہ اولی ہشتاد و حرف اول یا دو اور
 مجهول الحکۃ ہشتاد اور روی مضاعف حرف مد و د سے ہوتی ہے اور آوین
 شرطین ہیں اول یہ کہ قافیہ مردف ہو دوسرے یہ کہ ردف ایک حرف مد سے ہو
 تیسرے یہ کہ وہ دو حرف روی کے کلمے میں اصلی ہوں چوتھے یہ کہ حرف پہلا یا او
 و او کا و و تون مجهول الحکۃ ہوں جیسے بخت اور سوخت کہ قافیہ مردف سے ہے اور و او
 اور یا انہیں حرف مد ہیں اور و تون حرف روی یعنی فا اور تا کلمے میں حرف اصلی
 ہیں اور حرف اول و او اور یا کا یعنی با اور سین بخت اور سوخت میں مجهول الحکۃ میں
 صاحب حاشیہ نے لفظ و او کو دو رک کے یہ عبارت لکھی ہے کہ اول یا ہر دو مجهول الحکۃ
 باشند اور پہلے اس عبارت کے کھا ہے از و حرف روی اور دوسرے یہ شبیہ کھا ہے

ح قوله اول یا هر دو مجهول الحکمته باشند ظاهر آنست که در بیشتر ترین کلمات بمشله
 تا بعد هر دو حرف روی مضاعف ساکن واقع شده مثل سست و ساخت و یافت و ثبت
 آری در بعضی از کلمات پارس و کار و حرکت حرف اول مختلف است اما حرکت مجهول در کلمات
 ازین کلمات بر اول و ثانی حرف روی یافته نمی شود معلوم نیست که مصنف علام از حرکت
 مجهول چه اراده ساخته است تم کلامه مقابل اکبر مرد قابل آنکه نا آشنای علم طلب
 حاشیه نیز ان الطیب پر لکھا اور تپ نو بہ کی جگہ نوبت کے معنی لغت میں دیکھ کر حاشیہ پر
 ثبت کیے کہ نوبت چیری ست کہ بر در شان می نوازند الحق کہ بدون فہم معنی کے
 حال تحریر کا ایسا ہی ہوتا ہے اور معلوم ہو کہ بعضے نسخوں میں وہ عبارت ہے جو لکھی گئی
 اور بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے کہ وہ حرف اول یا هر دو مجهول الحکمتہ ہشتند
 پس محشی نے باکو جو بیای موحده ہے یا بیای تھانی پڑھ کر مطلب کو خراب کیا ہے
 ورنہ معنی یون ہی بنتے ہیں کہ حرف اول ساتھ دو تون حرف روی کے مجهول الحکمتہ
 مثلاً بجیت میں حرف پاکہ خا اور تا سے ملا ہوا ہے اور دوست میں واو کہ سین اور
 تا سے ملا ہوا ہے مجهول الحکمتہ ہو پس اس صورت میں بھی وہی معنی ہوتے ہیں
 ہم اما حرفہامی کہ در روی مضاعف افتد باستقر معلوم شدہ ست کہ حرف اول کے
 ازین ہفت حرف باشد خا و را و سین و شین و فا و نو ن و ذرا کہ درین لفظہا مجتمع اند
 ثر و حرف دوم کے ازین شش حرف باشد یا و تا و جیم و وال و سین و کان کہ
 درین لفظہا مجتمع اند سکت بجد و وقوع آن در امثال این کلمات است سست نیست
 و دست نیست و پشت گوشت یافت کوفت فریفت ساخت بجیت و دشت کاشک کوشک
 کار و مور و راند بانگ پارس جا باسپ کوچ نیز کہ غیر ذکر و ثروت و لیکن جو حرف کہ
 مضاعف میں واقع ہوتے ہیں باستقرار و تلاش معلوم ہوا ہے کہ حرف اول اور
 سات حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقومہ متن ہیں اور مجموعہ او کا سخنش ثر و ہے یعنی
 سخن او کا عمیق اور تہ دار ہے اور حرف دوسرا ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقومہ
 متن ہیں اور مجموعہ او کا سکت بجد ہے یعنی خاموش ہو اکو سخنش یا بعد مقابل ہر ل ہے

کنز اور غیاث سے اور مثالین انکی جو مرکبہ متن بین اور حروف ثانی میں جو کاف ہوں
 اوس سے مراد کاف پارسی اور کاف تازی دونوں ہیں اور مثالون میں بیست یعنی بیست
 با ثانی مہول امر ہے ایستادن سے یعنی توقف کن بران سے اس واسطے کہ قبل ہر
 حرکت مہولہ شرط میں داخل ہے اور بخت ضیغہ ماضی ہے بختن سے بابا فارسی بیرون
 ریختن یعنی پچیدن بران سے اور کاشک مخفف کاشکے ہے کہ اصل میں کاشش تھا
 ای محقق کہ کاف بیانی کے آخر میں تھی بسبب کسر کے یا ی تختانی سے بدل ہوئی
 کاشکے ایک لفظ مٹھرا جو ہر الحروف اور غیاث سے اور کوشک بسکون ثالث بنامی بند
 اور قصر کو کہتے ہیں بران سے اور کار و معنی کز ایک ہے کہ عربی میں اوسکو سکین کہتے ہیں
 اور مورد بضم اول و سکون ثانی مہول و ثالث دوال اسجد نام ایک درخت کا جو کہ اوسکو
 آس کہتے ہیں پتی اوسکی نہایت سبز اور تر و تازہ ہوتی ہیں اور دواؤن میں استعمال
 کرتے ہیں اور بسبب نہایت سبزی کے زلف محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور نہایت
 مہر و نگین آیا ہے بران سے اور پارس بابای فارسی نام ایک ولایت کا ہے اور وہ
 چار شہر ہیں شیراز اور سپاہان اور کرمان اور سنہر وار اور استعمال میں ایک حرف
 پارس کا زیادہ وزن سے آتا ہے کشف اللغات سے اور معنی یوز اور نام پہلو بن سام
 بن نوح علیہ السلام بھی ہے بران سے اور جاماسب بابا فارسی نام حکیم کا کہ ذریعہ شایب
 شاہ کا تھا اور جاماسب نامہ اوسکی مصنفات سے ہے کذافی الکشف اور کوچ کو بران
 اور جہانگیری میں بفتح فاکھا ہے بمعنی نام جماعت کہ کوستان کرمان میں رہتو ہیں
 اور کوچان کو بران میں بروزن بوستان اور کشف میں باقا موقوف بھی جماعت مذکور
 اور قفس کھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوچ بفتح فاء و سکون فاء و دون طرح آیا جو اور کھیل
 کہ سکون فاء مخفف کو فحان ہو اور نیز کسح نیز اول ثانی کشیدہ دہرای فاسی زدہ گیا ہے
 کہ برادر خست پچد و بحر بی عشقہ گویند کذافی البران آنا با کاف دیدہ نشد شاید مثل کاشک
 افزودہ باشند تم کلامہ بران میں لفظ نیز بدون کاف ہے اور یہاں مع الکاف اور
 دونوں حرف روی کے اصلی درکار ہیں ایسا قیاس مفید نہیں اور غیر شرح غیر بکسر اول

دیا و موصول و فارسی نودہ امر غیر بدین است کہ معنی بزانو و چار دست و پانشتہ وین
 مانند طفلان و بزیادت دال چنانکہ مصنف آوردہ دیدہ نشدستاید و بعضی است دال را
 زائد کردہ باشند مثل کاف و کاشک و اللہ اعلم تم کلامہ ظاہر ہے کہ غیر امر اور غیر بدین
 مصدر برہان میں لکھا ہے اور یہاں غیر و مع الدال آیا ہے اور دونوں حرف روی
 اصلی درکار ہیں کیا عجیب کہ مثل غیر بدین کے غیر دن بھی مصدر آیا ہو جیسے گزرائین اور
 گزارون و گستر بدین اور گستر دن وغیرہ اور غیر و ماضی اوس سے ہو اور کرو و شح کرو
 یو و موصول یعنی نشاط و اندوہ از لغات اضداد است کذا فی الغیات اما حال دال را برہان
 دال غیر و قیاس باید فرمود تم کلامہ یہ قیاس صاحب حاشیہ کا بکار آمد نہیں کہ برہان او
 کشف میں یہ لفظ بدون دال ہے اور یہاں مع الدال اور دونوں حرف روی کو اصلی کا
 ہیں سو اسکے برہان میں کروڑ بر وزن خروس لکھا ہے اور یہاں حرکت تا قبل رفت
 مجبولہ چاہیے شاید کہ کروڑ دن بھی کوئی مصدر آیا ہو ہم دین دو حرف چون در تقاطع
 شعر افتد آواز اور دن بجای یک حرف شمرند چنانکہ گفتند ایم و روی مقید باشند تو جہ
 و این جنس و تلافیہ تازی واقع نباشد و اما اگر در تقاطع نباشد اتصال این دو حرف
 یا بجزنے ساکن بود یا بجزنے متحرک و اگر بحرف ساکن بود چنانکہ در لفظ راستی روی
 بود چہرہ و حرف روی را متحرک شمرند و اگر اتصال شان بحر فی متحرک بود چنانکہ گویم
 راست شو اگر یک حرف دزدیدہ شود تا بر وزن فاعلن شود روی را یک حرف بیش نباشد
 و اگر ہر دو حرف مستوفی در لفظ آزد تا بر وزن مفتعلن شود ہر دو حرف روی متحرک باشد
 و روی در نیصورت سنہ وصل باشد و ہر جہاں چون روی دو حرف متحرک باشد متصل باشد
 و وصل اسم مجری بآن حرکت لائق تر باشد کہ وصل پیوستہ بود و حرکت اول را آن اولی کہ
 با سہمی دیگر خوانند و چہنیں چون ہر دو حرف متحرک باشند یا یکی و وصل متصل نباشد اسم مجر
 بران حسرت کہتا لائق نباشد و این حکم کا کہ گفتہ آمد خاص است یا میں لغت است اور یہ
 دو حرف یعنی روی مضاعف کہ دونوں ساکن ہیں جب آخر ہشتر میں واقع ہوتے ہیں
 او بکو وزن میں نہ سہمی یک حرف شمار کرتے ہیں جیسا کہ کہا ہے اول کتاب میں اور روی

مضید ہوگی سنے توجیہ کے یعنی حقیقت میں مثلاً لفظ راست میں تاروی ساکن ہے اور
 سین اس کے ماقبل بقیاس تازی متحرک چاہیے تھا اور حرکت اس کی توجیہ ہوتی اور یہاں
 سین دوسرا حرف روی کا واقع ہوا ہے اور ساکن ہے پس گویا روی ساکن ہے
 بدون توجیہ کے اور اس قسم کا قافیہ تازی میں واقع نہیں ہوتا بسبب اسکے کہ دو حرف
 روی دونوں ساکن اور ماقبل اس کے مدہ وہ بھی ساکن پس وقوع میں حرفوں ساکن کا
 آخر شعر تازی میں نہیں ہوتا اور اگر یہ دو حرف آخر شعر میں نہ ہوں حشو میں ہوں اتصال
 ان دونوں حرفوں کا یا بحرف ساکن ہوگا یا بحرف متحرک اگر بحرف ساکن ہوگا جیسا کہ
 لفظ راستی میں کہ یا ساکن سے اتصال ہوا اس صورت میں روی مطلق ہوگی یعنی متحرک
 اس واسطے کہ دونوں حرف روی کو متحرک شمار کرتے ہیں اور راستی کو بروزن فاعلن کہتے ہیں
 اور اگر اتصال اور کجا بحرف متحرک ہو جیسا کہ راست شو اگر اس میں ایک حرف و زیدہ کیجیے
 اور بروزن فاعلن کیے روی پر ایک حرکت سے زیادہ ہوگی گویا اس واسطے کہ ایک و زیدہ
 ہو گیا ایک حرف جو باقی رہا اس پر ایک ہی حرکت چاہیے اور اگر دونوں حرف مستوفی
 اور تمام کردہ شدہ یعنی پُر پُر ہیں تا بروزن مفتعلن ہو دونوں حرف روی کے متحرک ہونگے
 اور روی اس صورت میں بی وصل ہوگی اس واسطے کہ حرف وصل متحرک نہیں ہوتا اور
 منفصل نہیں ہوتا اور بر جملہ معنی حاصل کلام یہ ہے کہ جب روی دو حرف متحرک ہونگے
 اور وصل سے ملین گے جیسے لفظ راستی میں کہ بروزن فاعلن ہے نام مجرے کا اس
 حرکت روی کو زیبا ہے کہ مجرے حرکت روی متحرک کو کہتے ہیں اور یہاں روی متحرک
 وصل ساکن سے ملی ہے اور حرکت حرف اول کا بہتر یہ ہے کہ اور نام رکھیں گویا اس واسطے کہ
 حرف روی دو ہیں اور دونوں متحرک ایک کی حرکت کا نام مجرے ہوا اور مری کا نام اور
 چاہیے اور سیطر جب دونوں حرف روی متحرک ہوں جیسو راست شو میں بروزن مفتعلن
 یا ایک حرف متحرک ہو دوسرا ساکن جیسو راست شو میں بروزن فاعلن اور وصل سے
 متصل ہو جیسو یہاں شو کا شین متحرک اور منفصل ہے وصل نہیں ہو سکتا ہے حرف وصل
 ساکن اور منفصل چاہیے اس صورت میں اسم مجرئی ان حرکتوں پر لائق ہے اس واسطے کہ

پھر ہی نام حرکت روی متحرک کا ہے جو متصل ہوتا ہے وصل سے اور یہاں وصل نہیں
اور روی متحرک ہے پس یہ احکام کہ کہے گئے خاص ہیں لغت فارسی میں تازی میں یہ
صورتیں قافیوں کی نہیں ہوتی ہم و اما وصل حرفی زائد باشد کہ بعد از روی آید از کلمہ متصل
نہود و بعضی گفتم اندر وصل ازین شش حرف باشد تا ویم و شین و یا و دال و ہا چنانکہ درخت
و سختم و سخنش و سخن و گوید و گفتم ہی آیدت و اما وصل ایک حرف زائد ہوتا ہے کلمہ سے
اور تکرار اداسکی واجب ہوتی ہے اور بعد روی کے آتا ہے اور کلمے سے جدا نہیں ہوتا
اور بعضوں نے کہا ہے کہ وصل ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے تا ویم شین یا دال ہا جیسا کہ
سخنت اور سختم اور سخنش اور سخن اور گوید اور گفتم میں آتا ہے ہم و این حصہ واجبیت
چہ پاکہ در خطاب باشد مثلاً گوئی تو درین سخن یا در صفت چنانکہ در لفظ خوش سخن یا
در نسبت چنانکہ در شہری دیگر باشد و شبیہ بیا کہ در نکرہ آید مثلاً گوئی سخن از سختم یا
در تقدیر فعل چنانکہ گوئی اگر گفتمی و کاشکی گفتمی و بخواب دیدم کہ گفتمی و این دو حرف باشد
و یکی گرفتہ اندت اور یہ حصہ حرفوں پر واجب نہیں ہے اس واسطے کہ یا ی خطاب
جیسا کہ کہے تو کہ تو درین سخن یعنی تو بیچ اس بات کی ہے اور یاے کلمہ توصیف جیسا لفظ
خوش سخن میں یعنی سخن خوش اور یا نسبت جیسا کہ شہری میں یعنی شہر کا رہنے والا
پس یہ یا اور ہے یعنی یاے معروف ہے اور شبیہ بیا یعنی یاے مجہول کہ نکرے میں
آتی ہے مثلاً کہے تو سخن از سختم یعنی گوئی سخن سختم سے یا تقدیر فعل میں ہوتی ہے یعنی
جس میں وقوع فعل ثابت نہو جیسا کہ کہے تو اگر گفتمی یعنی اگر کہتا میں و کاشکی گفتمی یعنی
کاشکی کہتا میں و بخواب دیدم کہ گفتمی یعنی خواب میں دیکھا میں کہ کہتا تھا اور ہی اور یہ
دو حرف ہیں یعنی ایک یا ی معروف اور ایک شبیہ بیا یعنی یا ی مجہول اور عربیوں نے
ایک ہی ی ی ہی چہ حرفوں میں ح یعنی شبیہ بیا کہ عبارتست از یا ی مجہول حقیقت
حرف مرکب است از الف و یا و تقصیاض در اول کتاب گذشت ہم و نیز الف نداء چنانکہ
گوئی پس ازین قبیل است و خارج است از حرف مذکور ت اور الف نداء جیسا کہ کہے تو
پس ازین ہی پس اسی قبیل سے ہے اور خارج ہے از حرف شش گانہ مذکورہ سے

همچنین کاف تصغیر چنانکه کوئی پسر که در بعضی لغات بدل کاف تصغیر و او بود و دست او را
 سیطره کاف تصغیر جیسا که گفته تو پسر که یعنی پسرخود او بیست لغت میں بدل کاف تصغیر
 و او ہے یعنی پسرو شمال او سکی شہر بر من نظری میکنی اسی پسرو چشم خوش تو کہ آؤن
 با و برو ہم و نون مصدر چنانکہ در لفظ گفتن و کردن ہم ازین قبیل است و خارج است
 از حروف شش گانہ است اور نون مصدر جیسا کہ لفظ گفتن اور کردن میں ہے اسی قبیل
 اور خارج ہے حروف شش گانہ سے ہم و بر جملہ تحقیق درین موضع آنست کہ ہر حرف
 ساکن کہ جاری مجری این حروف باشد کہ بروی مطلق پیوندنا کلمہ آن تمام شود از قبیل
 وصل بود است اور فی الجملہ تحقیق اس جگہ یہ ہے کہ جو حرف ساکن کہ قائم مقام ان حروف
 کہ روی مطلق سے ملے تو کلمہ بسبب اس کے تمام ہو قبیل وصل سے ہے ہم و بدانکہ ت و با
 الف اطلاق بر رسم عرب بکار داشته اند چنانکہ گویند شود او گوید او از قبیل وصل شمرده و
 استعمال آن الف اصلا خطا است چہ عرب را الف و د او و یا از اشباع حرکات او اخر
 کلمات حادث شود و عجم را او اخر کلمات متحرک نہ باشد پس اشباع حرکتی در ان فزون و آن را
 اشباع کردن تا حرفی حادث شود و خروج باشد از لغت است اور معلوم ہو کہ قدما نے
 الف اطلاق کو مثل عرب کے استعمال کیا ہے جیسا کہ کہتے ہیں شود او گوید او از قبیل
 وصل شمار کرتے ہیں اور استعمال الف کا مطلقا خطا ہے کسور سطلے کہ لغت عرب میں الف
 اور و او اور یا اشباع حرکات او اخر کلمات سے پیدا ہوتی ہیں اور زبان عجم میں او اخر
 کلمات متحرک نہیں ہوتے پس زبان عجم میں ایک حرکت کا زیادہ کرنا اور او سکو اشباع کرنا
 یہاں تک کہ ایک حرف پیدا ہو خروج ہے لغت سے یعنی یہ بات زبان عجم سے خارج ہے
 ہم و امانہ روج درست تر آنست کہ در پارسی خروج نیست از جهت آنکہ وصل متحرک نیست
 و باین سبب یوسف عروضی کہ در تہذیب قواعد عروض و توانی پارسی مانند تعلیل است در ثنائی
 در ثنائی حروف توانی پارسی نہ روج نیاوردہ است و اما خروج ٹھیک یہ بات ہے
 کہ پارسی میں ج نہ روج نہیں ہے اس سبب سے کہ پارسی میں وصل متحرک نہیں ہے
 اور جب وصل متحرک ہو گا مگر حرف ما بعد یعنی روین ہو جائے گی اور اسی سبب یوسف عروضی

کہ تہید تو اعداء و قوافی پارسی میں مانند خلیل کے ہے تازی میں حروف قوافی تازی
 میں جن سے روج نہیں لایا ہے ہم و بعضی گفتہ اند چون حروف وصل متحرک شود و لب کنی
 دیگر متصل گرد و آن ساکن خروج باشد و حرکت وصل نفاذ چنانکہ گوئی ز دشمن و پسندش
 دال روی است و ہم وصل و شین خروج است اور بعضی کہتے ہیں کہ جب حرکت وصل
 متحرک ہوتا ہے اور ایک ساکن سے ملتا ہے وہ ساکن خروج ہے اور حرکت وصل کا
 نام نفاذ ہے جیسا کہ کہے تو ز دشمن و پسندش یعنی مارا سینے او سکو اور پسند کیا میں
 او سکو دال روی ہے اور ہم وصل اور شین جن سے روج ہم و باشد کہ خروج ب حرکت وصل
 با و پیوند چنانکہ گوئی پس پیش و خبر پیش است اور کبھی خروج ب حرکت وصل وصل سہا ہ
 جیسا کہ کہے تو پس پیش اور خبر پیش یعنی ایک پس اور سکا اور ایک خبر او سکی ہم و بعضی حرفی
 دیگر را کہ بخروج پیوند ہمہ برین قیاس کہ در اتصال خروج ب وصل گفتہ اند زائد نام نہادہ اند
 چنانکہ درین قافیہ کہ زودہ است و بستہ است دال روی است وائی کہ در حال حرکات
 ہمزہ در تلفظ بدل او است وصل و ہم خروج و تازائدت اور بعضی جب ایک حرف اور
 خروج سے ملتا ہے او سکو بر قیاس اتصال خروج ب وصل زائد کہتے ہیں اور بعضوں نے
 او سکا نام مزید رکھا ہے جیسا کہ اس قافیہ میں زودہ است و بستہ است یعنی مارا ہے میں
 جھکو اور دیا ہے میں جھکو اس میں دال روی ہے اور وہ ہا کہ حالت تحریک میں ہمزہ تلفظ
 میں بدل اوس ہا کے ہے وصل ہے اور ہم خروج ہے اور تازائد یا مزید ہم و ازینجا لازم آتا
 چون گویند اگر زودہ است و بستہ است یا حرفی دیگر کہ بیا ماند زیادت شود و بقیہ دیگر احتیاج
 افتد یا زائد زیادت از یک حرف روا باید داشت و شاید کہ ازین ہم زائد شود است اور اس جگہ
 لازم آیا کہ جب کہیں اگر زودہ است و بستہ است یعنی اگر مارتا میں جھکو اور اگر تیا میں جھکو
 یا کوئی حرف اور کہ مشابہ یا کے ہو اور زیادہ ہو کسی اور لقب کی حاجت پڑے اور لقب
 نایرہ ہے یعنی نافرہ اور نفرت کنندہ کہ سب حرفون سے کنا کہش ہے پس زودہ است
 اور بستہ است میں دال روی اور سا کہ بدل اوس کے حالت تحریک میں ہمزہ تلفظ میں
 آتا ہے وصل اور ہم خروج اور یا مزید او تانا نیرہ ہے اور مشابہ اسکے یہ مثال ہے

بیت دل کہ بدست تو سپردستمش بند بارزہ اکنون کہ خبر دستمش چہ وال روی اور سین
 وصل اور تا خروج اور یم مزید اور شین نایرہ ہے یا زائد کہ زیادہ ایک حرف سو رو اور
 یعنی نایرہ نکلیے زائد ثمنے کیے اور شاید کہ اس سے بھی زیادہ ہو مثال اور سکی یہ ہے
 بیت آن دل کہ بدست تو سپردستمش چہ ای جان بدہ اکنون کہ خبر دستمش چہ وال روی
 اور سین وصل اور تا خروج اور یا مزید اور یم اور شین نایرہ ہم و اولی آنکہ ہر چہ بعد از روی
 وصل آید جملہ از حساب ردیف شمرند و چھین حرف وصل را چون متحرک شود از حساب
 ردیف شمرند اور بہتر یہ ہے کہ جو حرف بعد روی اور وصل کے آئیں سب کو حساب
 ردیف سے شمار کریں اور سیطر ح حرف وصل کو بھی جب متحرک ہو حساب ردیف سے
 جانیں ح و بنا بر این قول لازم می آید کہ درین بیت آنکہ در مدح دیدہ وطن ختمش
 قدر شناخت چو اشک از نظر انداختمش چہ یم و شین را ردیف گویند و شاید کہ قابل این
 قول برخلاف جمہور شعرا التزام کند تم کلامہ خلاف جمہور کیا بلکہ ایک جماعت شعرا کا بھی
 مذہب ہے ہم و ردیف در اصل خاص بود بزبان فارسی و متاخران شعرا می عرب از
 پارسی گویان فر اگر فتنہ اندو بکار میدارند و این حرفی باشد یا کلماتی کہ بعد از روی موصول
 یا غیر موصول مکرر شود و در ہمہ قوافی و اعتبار روی تکرار الفاظ است و بمعنی اعتبار است
 چہ اگر ردیف در ہمہ قصیدہ بیک معنی بود یا بمعانی مختلف یا بعضی را معنی باشد بعضی را
 نباشد سبب آنکہ بعضی بالفرد لفظی باشد و بعضی جزوی باشد از لفظی رو بود مثلاً
 اگر قافیہ باد و باد و باد باشد و ردیف شاہ و دوقتی بمعنی ملک آید و دوقتی بمعنی شاہ طبرستان
 و در میانہ یک قافیہ باد شاہ آید و شاہ درین لفظ جزوی از کلمہ است و بالفرد اوج معنی
 ندارد و وقوع این جملہ در موضع ردیف یکسان باشد بی تفاوتی است اور ردیف
 اصل میں خاص بزبان فارسی ہے اور متاخران عرب نے فارسی گو یونہی اخذ کی ہے
 اور استعمال کرتے ہیں اور یہ ردیف حروف ہوتی ہیں یا کلمات کہ بعد روی موصول
 یا غیر موصول کے مکرر آتے ہیں سب قوافی میں اور مستحیر ردیف ہیں تکرار الفاظ ہے
 مستحیر نہیں اس واسطے کہ اگر ردیف تمام قصیدے میں ایک معنی پر ہو یا بمعنی مختلف

جہاں کہ وصل سے متصل ہوتا ہے صورت پذیر نہیں ہے اور ردیف بخلاف اسکے ہر
یعنی تمامی قافیہ ہر ردیف صورت پذیر ہے اس واسطے کہ ردیف مثل شے غیر کے ہے
اور وصل کو قافیہ سے ایسا تعلق ہے کہ زیادت اس کی لازم ہے بخلاف ردیف کے
کہ زیادہ ہونا اس کا لازم نہیں ہے لہذا وصل کو واسطے حکم مفرد تجویز کرنا واجب ہے
یعنی وصل کے واسطے وہ بات ہے جو ردیف کے واسطے نہیں ہے پس درمیان وصل
اور ردیف کے ایک فرق ظاہر ہے لیکن باب خروج میں بخلاف اسکے حکم ہے
اس واسطے کہ وقوع خروج کا بعد وقوع وصل کے ہوتا ہے اور جو وصل درمیان خروج
اور روی کے فاصل ہوتا ہے پس خروج مثل غیر کے ہے روی سے پس حکم خروج کا
حکم ردیف کا ہے مبانی میں حاصل یہ کہ وصل کو بسبب عدم مبانی کے روی سے
ردیف کہنا مناسب نہیں اور خروج کو بسبب مبانی کے روی سے ردیف کہنا مناسب
ہم و در لغت تازی چون ردیف معتبر نبوده است باعتبار خروج در حال متحرک وصل
احتیاج افتاده اما در لغت پارسی بسبب اعتبار ردیف از اعتبار وصل متحرک و خروج
استغنا حاصل است اور لغت تازی میں جو ردیف معتبر نہیں ہے اعتبار خروج کی
بہالت متحرک وصل احتیاج ہونی کہ بدون خروج متحرک وصل ممکن تھی مگر لغت پارسی میں اعتبار
اعتبار وصل متحرک اور خروج سے استغنا حاصل ہے یعنی مناسب ہے کہ وصل متحرک
اور خروج کو پارسی میں داخل ردیف کریں کہ ردیف پارسی میں معتبر ہے ہم
و با مہ سخن شویم و گوئیم ازین بحث روشن شد کہ حروف قافیہ در پارسی پنج است
ارد و ب روی مفرد ج حرف اول از روی مضاعف و حروف دوم از روی مضاعف و اول
ہم پنج است اذ وہ توجہ تخریج حرکت مہول کہ حرف اول روی مضاعف
را بودہ حرکتی کہ حرف دوم روی مضاعف را بود یا روی مفرد را بود و در حال اتصال
بتحرکی کہ بعد از روی آید اور اصل مطلب پر آئیں ہم اور کہیں ہم کہ اس بحث سے
ظاہر ہو کہ حرف قافیہ کے پانچ ہیں اول ردیف دوم روی مفرد سوم حرف اول
روی مضاعف سے چارم حرف دوم روی مضاعف سے پنجم وصل اور حرکتیں بھی

پانچ ہیں اول جذب یعنی حرکت ماقبل ردف دوم توجیہ یعنی حرکت ماقبل روی ساکن سوم مجری یعنی حرکت روی متحرک چارم حرکت مجہول کہ روی مضاعف سے جو پہلے حرف سے ہے اوس پر ہوتی ہے جیسے حرکت بای بنجت اور رای رنجت پنجم وہ حرکت جو حرف دوم روی مضاعف پر ہوتی ہے یا روی مفرد پر ہوتی ہے در حالت اتصال بہ متحرک کہ بعد روی کے آتا ہے جیسے حرکت تاکی راست شونین جو بروزن مفتعل ہے کہ تا متحرک ہے اور شین وصل کا بھی متحرک اسکو مجری کہنا چاہیے کہ مجری کہنا اسکو مناسب ہے جو روی حرف ساکن سے بلکہ متحرک ہو اور اسی طرح روی مفرد جیسے درو جب حرف وصل متحرک سے ملے جیسے در در دل یہ حرکت بھی مجری سے الگ ہے ہم دیکھنا کہ ہر چند زیادت از وصل باشد بعد از روی و مکرر شود و آنرا ردیف خوانند ہر چند زیادت از ردف باشد پیش از روی و مکرر شود از قبیل صنعت ما باشد و آثار القافیہ تعلق نباشد اور حطر جہو کہ کہ زیادہ وصل سے ہوتا ہے بعد روی کے یعنی بعد وصل کے کہ وصل اور روی جدا نہیں ہو سکتی اور مکرر آتا ہے اسکو ردیف کہتے ہیں اوس طرح جو کہ کہ زیادہ ردف سے ہوتا ہے قبل روی کے یعنی قبل ردف کے کہ ردف اور روی جدا نہیں ہو سکتے اور مکرر آتا ہے وہ بن قبیل صنائع ہے اور اسکو قافیہ سے کہہ تعلق نہیں ہے ہم و اگر آن مکرر نقلی باشد چنانکہ گویند کرد یاد و کرد شا و چون قافیہ یاد و شا و باشد آن را حاجب خوانند الا آنکہ مکرر حاجب واجب نبود بل از باب لزوم بالایلزم باشد اگر رعایت کنند نوعی از صناعت باشد و اگر کنند حرجی نباشد اور اگر وہ مکرر جو زیادہ ردف سے ہوتا ہے ایک لفظ ہو جیسا کہ کہے نو کرد یاد اور کرد شا و چونکہ قافیہ یاد اور شا و ہے اسکو حاجب کہتے ہیں مگر تکرر حاجب کی واجب نہیں ہے بلکہ لزوم بالایلزم سے ہے اگر رعایت اسکی کریں ایک صنعت ہے اور اگر نکرین کہہ حرج نہیں ہے معلوم ہو کہ کبھی ایک لفظ حاجب ہوتا ہے جیسا کہ کرد یاد و کرد شا و دین اور کبھی زیادہ جیسے اس بیت میں بیت ہر چند رسد ہر نفس از یار نمی یابد نشود در بخت دل از یار وے *

کہ اسمین از اور یار و لفظ حاجب ہیں اور کبھی حاجب در میان دو قافیوں کے ہوتا ہے جیسے اس رباعی میں رباعی اسی شاہ زمین بر آسمان داری تخت پرست است عدو تا تو کمان داری سخت ۛ جملہ سبک آری و گران داری تخت ۛ پیری تو ہدیہ و جوان داری تخت ۛ اور جو شعر کے مثل حاجب ہوتا ہے اور کو محجوب کہتے ہیں اور حاجب تخت میں بمعنی پردہ دار ہے پس یہ حاجب بھی گویا پردہ دار قافیہ ہے کہ قبل اوس سے ہے و مکرار دلالت واجب بود مگر در ترجیع ہا یا اسجا کہ شاعر بطریق بدعت ردیف بگرداند یا ترک کند و ذکر علت و عذر ایراد کند و ہر بدعت کہ لطیف و مقبول بود نوعی از صنعت باشد مثال تغیر دلالت بطریق بدعت آن است کہ کمال اصفہانی درین روزگار در قصیدہ کہ بعضی را دلالت می آمد کردہ است و بعضی را می آید آوردہ است و مطلع قصیدہ اینست بلیت سپیدہ دم کہ نسیم بہار سے آمد بد نگاہ کردم و دیدم کہ یار می آمد ۛ دور موضع تغیر باین نوع گفتہ است بلیت ز بحر قال ز راضی شدم بہ استقبال ۛ کہ این ابایم چنین خوشگوار می آید ۛ ز ہی رسیدہ بجای کہ پیش خاطر توبہ ہمہ نمان سپہر آشکار سے آید ۛ و انواع بدعت مخصوص نہ و چہ تعلق آن بہ صرف طبع ۛ منوط باشد است اور مکرار ردیف کی واجب ہے مگر ترجیع بند میں یا جہان کہ شاعر بطریق بدعت کے ردیف کو تبدیل کرے یا ترک کرے اور ذکر علت کا اور عذر کا ایراد کرے اور جو بدعت کہ لطیف اور مقبول ہو ایک نوع کی صنعت ہے مثال تغیر دلالت کی بطریق بدعت کے کمال اصفہانی نے اندونون ایک قصیدہ کہا ہے کہ بعض جا ردیف می آمد ہے اور بعض جامی آید بستیہن مرقومہ مترق ہیں ادون میں لفظ فال معنی شکون ہے کہ شکون نیک لیا ہے مینو موسم بہار کا تا آئندہ بہار مجھ کو نصیب ہو اور لفظ ایام بالفتح بمعنی آتش ہے جیسا کہ رشیدی میں لکھا ہے اور سند او سکی ہی بیت لکھی ہے اور فرنگ جہانگیری میں یہ لفظ یکسر ہے اور اقسام بدعت محدود نہیں ہیں اس واسطے کہ تصرف طبائع سے متعلق ہیں ہم فصل ہفتم در انواع قوافی نزدیک فارسی گویان قافیہ در پارسی مجرور یا مرفوع بود و مرفوع رازوی یا مفرد بود یا مضاعف و ہر یکی از مجرور و مرفوع مفرد و مطلق بود

مطلق مجرد موصول جیسا کہ کہے تو پُرسری اور خبری را روی مطلق اور یا وصل ہے ہم سب
غیر موصول چنانکہ گوئی پُرسر من و خبر من است دوم مطلق مجرد غیر موصول جیسا کہ کہے تو
پُرسر من اور خبر من را روی مطلق اور من ردیف ہے اور اس حرکت کو مجری کہنا زیبا
نہیں کہ روی متحرک ہے بدون وصل کے پس یہ حرکت خاص ہے فارسی میں ہم داما
ج مطلق مردف مفرد موصول چنانکہ گوئی مردی و مردی است سوم مطلق مردف مفرد
موصول جیسا کہ کہے تو مردی اور مردی اس میں را ردف اور دال روی مطلق اور یا
وصل ہے ہم وغیر موصول چنانکہ مرد من و مرد من وغیر موصول در ہر دو نوع خبر یا ردیف
تواند بود چہ مقطع شعر متحرک نشاید اما موصول از ہر دو نوع بار دلیف تواند بود است
چہ ارم مطلق مردف مفرد غیر موصول جیسا کہ مرد من اور مرد من اس میں را ردف
اور دال روی مطلق اور من ردیف ہے اور غیر موصول دونوں نوعون میں یعنی
مجرد اور مردف میں جیسے پُرسر من اور مرد من بجز ردیف ممکن نہیں یعنی ایسا قافیہ
حشو بیت میں واقع ہوتا ہے آخر بیت میں نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ مقطع بیت متحرک
سچا ہے پس جب وصل اور ردیف دونوں نہوں روی متحرک آخر شعر میں کیونکہ اس کے
اقافیہ موصول دونوں نوعون میں جیسے پُرسری اور مردی ساتھ ردیف کے ہو سکتا ہے
یعنی حشو بیت میں آسکتا ہے مثلاً پُرسری را بروزن فعلاتن اور مردی را بروزن مفہون
ہوگا روی موصولہ مطلق رہے گی ہم مثال مقیدات اماہ مقید مجرد موصول چنانکہ گوئی دعائ
و ثنات و این بار دلیف نشاید چہ وقوع دوساکن در حشو بیت مقید مثال مقید
اما پنج مقید مجرد موصول جیسا کہ کہے تو دعائ اور ثنات یعنی دعائ تیری اور ثنائ تیری آئین
الف روی مقید اور تا وصل ہے اور یہ ساتھ ردیف کے سچا ہے یعنی حشو بیت میں
وقوع انکا ممکن نہیں ہے اس واسطے کہ وقوع دوساکن کا حشو بیت میں نہیں ہوتا
اور بیان الف روی اور تائی وصل دونوں ساکن ہیں اور وصل صرف ساکن
ہوتا ہے پس دعائ را اگر بار دلیف کہیں بروزن مفاطن ہو دوساکن باقی نہیں
اور آخر شعر میں دونوں ساکن باقی رہتے ہیں ہم وغیر موصول چنانکہ گوئی خسر و گداز

۱۰- منیر علی صاحبزادہ
۱۱- قیوم علی صاحبزادہ
۱۲- سلیمان صاحبزادہ
۱۳- ابوالحسن صاحبزادہ
۱۴- علی صاحبزادہ

ہر دو نوع شاید **ششم** مقید مجرور غیر موصول جیسا کہ کہے تو خبر اور گزریہ قافیہ دونوں
 طرح ہو سکتا ہے یا ردیف اور بیردیف اگر آخر شعر ہوگا روی مقید رہے گی اور اگر خوشبیت
 میں ہوگا تب بھی روی مقید رہے گی مثلاً خبر مرا بروزن فنا علن ہوگا صاحب حاشیہ نے
 زیر این ہر دو نوع شاید یہ حاشیہ لکھا ہے **ح** یعنی **بجھ** و **ششم** تم کلامہ قائل ہم مقید
 مروف مفرد غیر موصول چنانکہ مروف و دو و این ہم یا ردیف **نشا** **دیت** ہفتم مقید مروف
 مفرد غیر موصول جیسا کہ مروف اور دو اس میں راحرف روف ہے جسکو قید کہتے ہیں
 اور دال روی مقید ہے یعنی ساکن اور ردیف اس میں نہیں آسکتی ہے یعنی خوشبیت
 یہ قافیہ نہیں آسکتا اس واسطے کہ روف اور روی دونوں ساکن ہیں اور اجتماع ساکن
 در میان بیت کے نہیں ہوتا مثلاً مروجہ ہوگا بروزن فنا علن ہوگا روی مقید مجرور
 اور آخر بیت میں اجتماع ساکن ہو سکتا ہے کہ روبروزن فاع ہوگا ہم آماج موصول
 متغیر بود از جہت آنکہ اگر یا ردیف باشد ساکن در خوشبیت افتد و این محال است
 و اگر بیردیف باشد ساکن متوالی در آخر بیت افتد و این از احتساب خارج بود
 چہ اعتبار دو ساکن را بیش نیست و اگر واقع باشد بر نیگاہ بود کہ گوئی بارش و کارش
ت اما ہستم مقید مروف مفرد موصول متغیر ہے اس سبب سے کہ اگر ساکن
 ردیف کے ہو یعنی خوشبیت میں ہوتین ساکن در میان بیت کے پڑیں روف اور
 وصل اور یہ محال ہے اور اگر بیردیف ہو یعنی آخرین ہوتین ساکن متوالی آخر بیت
 میں پڑیں روف وی وصل پر اعتبار سے خارج ہے اس واسطے کہ آخر بیت میں دو ساکن
 زیادہ معتبر نہیں ہیں اور اگر واقع ہو تو اس طرح واقع ہو کہ کہے تو بارش اور کارش
 پس قطع میں ایک ساکن تین ساکنوں سے گر جائے گا اور دو ساکن آخر بیت میں معتبر
 ہونگو تینوں ساکن معتبر نہیں ہونگو ہم و اما مروف مضاعف یا ہر دو روی ملفوظ بہ باشد
 و لا محالہ ہر دو مطلق ہشتند والا تو قیاساً زیادت از یک ساکن در خوش و از دو ساکن در آخر
 لازم آید و یا یک مطوی باشد و لفظ دیگر یا مطلق ہو یا مقید و این سے نوع باشد و ہر کی
 یا موصول یا غیر موصول پس حملہ شش نوع باشد **و** اما مروف مضاعف یا دونوں

حرف روی ادوس میں ملفوظ بہ ہون مثلاً راستی بروزن فاعلن اس صورت میں دونوں
حرف روی لامحالہ مطلق یعنی متحرک ہونگے والا یعنی اگر ملفوظ بہ ہون وقوع ایک
ساکن سے زیادہ کا یعنی دوساکن خواہ تین ساکن کا حشو بیت میں ہوگا اور وقوع
دوساکن سے زیادہ کا یعنی تین ساکن کا آخر بیت میں لازم آئے گا ہر چند گنجائش ایک
ساکن کی حشویں اور دوساکن کی آخر میں ہے یا ایک حرف پیچیدہ ہوگا اور دوسرا
یا مطلق ہوگا یعنی متحرک یا مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ تین قسمیں ہوں اول دونوں حرف
روی مطلق دوم ایک پیچیدہ لفظ میں اور دوسرا مطلق سوم ایک پیچیدہ لفظ میں دو
مقید اور ہر ایک ان تینوں میں یا موصول ہوگا یا غیر موصول پس جملہ چہ قسمیں پھر میں تفصیل اسکی
خانوں میں یہ ہے

مردف مضاعفت ہونوع

ہر دوروی مطلق		اول مطوی دوم مطلق		اول مطوی دوم مقید	
موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول
		بہستصل	غیر بہستصل	بہستصل	غیر بہستصل

ہم امامردف مضاعفت ہر دوروی مطلق موصول چنانکہ گوی راستی و خواستی لیکن
مردف مضاعفت جسمیں دونوں روی حرف روی متحرک ہون اور موصول جیسا کہ کہو تو
راستی اور خواستی بروزن فاعلن الف ردف ہے اور سین اور تار روی مضاعفت مطلق
اور یا وصل ہم وغیر موصول چنانکہ گوی راست است و خواست است یا راست بود و خواست بود
بروزن مفتعلان و این بنایت گران باشند در لفظ و این نوع جز بار دلیت متوازن بود
اور مردف مضاعفت جسمیں دونوں حرف روی متحرک ہون غیر موصول جیسا کہ کہے تو
راست است اور خواست است یا راست بود اور خواست بود بروزن مفتعلان اور یہ نہایت
گران ہے اور تقیل ہے لفظ میں اور یہ نوع بجز ردلیت نہیں ہو سکتی پس مثالوں میں
لفظ است اور لفظ بود ردلیت ہے ہم امامردف مضاعفت یک روی مطوی و دیگر مطلق
موصول در لفظ قبیح بود و نہ مستعمل امامردف مضاعفت جسمیں ایک حرف روی پیچیدہ

اور دوسرا حرف روی مطلق یعنی متحرک اور موصول ہے لفظ میں نہایت فصیح ہے
 اور نامستعمل ہے مثلاً راستی پر وزن فعلن کہ تلفظ میں بھی اچھی طرح نہیں آسکتا ہم
 وغیرہ موصول در لفظ اگر گرائی خالی نبود اما بسیار استعمال کنند و ببردلیت تواند بود و مثال
 چنانکہ گوئی راست بود و خواست بود بر وزن فاعلان است اور مردف مضاعفت جسمین
 ایک حرف روی پیچیدہ اور دوسرا مطلق غیر موصول ہے لفظ میں گرائی اور ثقافت
 خالی نہیں ہے مگر بہت استعمال کرتے ہیں اور ببردلیت نہیں ہو سکتا مثال و سکی جیسا کہ
 کہے تو راست بود و خواست بود بر وزن فاعلان پس الفت روف ہے اور سین حرف
 اول روی مضاعفت پیچیدہ اور تا حرف ثانی روی مضاعفت متحرک اور پو و ردلیت ہے
 ہم اما مردف مضاعفت یک روی مطلق مطوی و دیگر مقید موصول ہا مستعمل ہو و از جهت تقدیر
 لفظ چسا کہ نہای متوالی یا آنکہ از اعتبار ساقط است باطنی بعضی و اظہار بعضی و دشوار
 در لفظ آید است اور مردف مضاعفت ایک روی مطلق پیچیدہ اور دوسری مقید موصول
 ہا مستعمل ہے اس جہت سے کہ تلفظ اوسکا متعذر ہے اس واسطے کہ سوا کن متوالی کاغذی
 و و حرف روی ساکن سوم وصل ساکن باوصفی کہ اعتبار سے ساقط ہیں ساتھ حذف
 بعضی اور اظہار بعضی کے تلفظ میں آنا دشوار ہے اور اگر چہ حرف روی اول مطلق مطوی
 مگر ساتھ حرف دوم مقید کے یہ بھی حکم ساکن میں ہے ہم وغیرہ موصول بدنگی نہ بود کہ
 رست و خواست و بار دلیت تواند است اور مردف مضاعفت ایک روی مطلق مطوی دوسری
 مقید یعنی ساکن سطرچ ہے کہ رست اور خواست اور یہ ساتھ ردلیت کے نہیں آسکتی بلکہ
 اگر ردلیت آئے گی روی حشو میں متحرک ہو جائے گی مقید نہ رہے گی ہم پس ازین بحث
 معلوم شد کہ ہمہ انواع چہارہ است پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ سب انواع
 وجودہ ہیں یعنی آٹھ قسمین روی مفرد کی اور چوتھ قسمین روی مضاعفت کی ہم سہ نامستعمل
 و بارہ مستعمل تین ہا مستعمل ہیں ایک نوع ہشتم روی مفرد کی یعنی مردف مفرد
 مقید موصول اور دوسری مضاعفت سے ایک مردف مضاعفت ایک روی پیچیدہ دوسری
 مطلق موصول دوسری مردف مضاعفت ایک روی مطلق مطوی دوسری مقید موصول

اور باقی گیارہ مستعمل ہیں ہم و ازین یازده ہفت مفرد و چار مضاعفت است اور ان
 گیارہ سے سات مفرد ہیں کسوا سطل کہ جب آٹھ سے ایک نوع ہا مستعمل کل گئی سات
 رہیں اور چار مضاعفت ہیں کسوا سطل کہ جب چہرہ سے دونوں میں کل گئیں چار رہیں
 ہم و از ہفت مفرد چار مطلق و سہ مقید و از چار مضاعفت دو ہر دوروی مطلق و یکی
 ہر دوروی در حکم یک روی مطلق و یکی ہر دوروی در حکم یک روی مقید است اور ساتون
 مفرد سے چار مطلق ہیں اور تین مقید کسوا سطل کہ ایک قسم مقید کی ہا مستعمل بھی کل گئی
 آٹھ میں سات رہیں اور چارون مضاعفت سے دو تیسہ وہ ہیں جنہیں دونوں حرف
 روی مطلق ہیں موصول اور غیر موصول اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم
 یک روی مطلق میں ہیں اور حقیقت میں اول مطوی ہے اور ایک نوع اسکی سبب عدم
 استعمال کے نکل گئی اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم یک روی مقید ہیں
 ہیں اور ایک نوع اسکی سبب عدم استعمال کے نکل گئی ہم و از جملہ این یازده نوع سے
 نوع بار و لیت تو اند بود و چار نوع بیرو لیت تو اند بود و چار نوع شاید کہ بار و لیت
 بود و شاید کہ بیرو لیت بود است اور ان سب گیارہ نوعوں سے تین نوعیں ساختہ
 رو لیت کے نہیں ہو سکتیں ایک مقید مجرد موصول و دوسری مقید مردف و غیر موصول
 تیسری مردف مضاعفت ایک وی مطوی دوم مقید غیر موصول اور چار نوعیں غیر رو لیت
 نہیں ہو سکتیں ایک مطلق مجرد غیر موصول و دوسری مطلق مردف و غیر موصول
 تیسری مردف مضاعفت ہر دوروی مطلق غیر موصول چوتھی مردف مضاعفت ایک وی
 مطوی دوسری غیر موصول اور چار نوعیں بار و لیت بھی ہوتی ہیں اور بیرو لیت بھی
 ایک مطلق مجرد موصول و دوسری مطلق مردف موصول تیسری مقید مجرد غیر موصول چوتھی
 مردف مضاعفت ہر دوروی مطلق ہم **فصل ہشتم** در تاقیہ اصلی و معمول و ذکر
 شاکیان لفظی کہ در موضع تاقیہ افتد اصلی بود یا معمول و اصلی چنان بود کہ بر ہمدان صفت کہ
 در اصل وضع دہشتہ باشد استعمال کنند و معمول چنان بود کہ آنرا بر ترکیبی یا تصریحی شاکستہ
 استعمال گردانند مثلاً رست دیند است اول اصلی و دوم معمول چوتھریہ لفظ است لفظ

پیدا شایسته در موازات قافیہ اول شدہ است فصل الثمین قافیہ اصلی
 اور معمول کے بیان میں اور ذکر شایگان میں جو لفظ کہ مقام قافیہ میں واقع ہوگا
 اصلی ہوتا ہے یا معمول اور اصلی وہ ہے کہ اسکو اصل وضع پر استعمال کریں اور
 معمول اسکو کہتے ہیں کہ جب کو کسی ترکیب یا تصریف سے شایستہ استعمال کیا ہو
 مثلاً راست اور پیدا است اول اصلی ہے اور دوسرا معمول اسواسطے کہ لفظ است کو
 پیدا سے ملا کر منبر اور مقابلاً قافیہ اول کیا ہو یہ مثال ترکیب لفظ کی ساتھ لفظ کے ہے
 مثال ثانی یہ بیت سے تراطاف حق تعالیٰ شاہ عادل ہے ہر دم میر و دوز دست مادل ہے
 اور مثال ترکیب لفظ کی ساتھ حرف کے یہ ہے بیت بافسون و عشوہ دماز آن
 طناز میں ہے دل ز دست عالمی بردست فی تنہا ز من ہے اور ایک قسم اسکی تصریف
 تحلیل ہے کہ ایک لفظ کو دو ٹکڑے کر کے نصف کو قافیہ اور نصف کو ردیف کریں
 جیسے یہ بیتین خواجہ حافظ کی ہے شب از مطرب کہ دل خوش بادوی را پیشینیم
 مائہ جانسوزنی راہ عفاک الدمن شتر النواہب ہے جزاک الدنی الدارین خیرا ہے
 لفظ خے قافیہ اور لفظ را ردیف واقع ہوا ہے ہم و ہمین پاروم و افشاروم اول
 اصلی و دوم معمول ہے لفظ افشارون حکایت نفس در ماضی آوردہ است
 و شایستہ استعمال و میں قافیہ شدہ است اور اسکی طرح پاروم یعنی دہی آپ
 اور افشاروم یعنی افشاروم اول اصلی اور دوم معمول ہے اسواسطے کہ قافیہ لفظ
 افشارون سے حکایت نفس صیغہ ماضی میں لایا ہے اور شایستہ استعمال اس قافیہ میں
 ہوا ہے قول پاروم ظاہر از کلام مصنف غلام آشت کہ این لفظ بفتح دال باشد
 بقرینہ قافیہ افشاروم لیکن در کتب لغت بنظر ائمہ لغت و فہم نیادہ آرمی پاروم بضم دال
 یعنی چرمی کہ بر پس زمین اسپ اندازند و بران موجود غالب آشت کہ در معنی مرکب
 از پار کہ معنی چرم و باغت داوہ ست و دوم باشد ثم کلامہ غالب کہ یہ لفظ بفتح دال بھی
 استعمال شہر امین آگیا ہوا و کشف میں چہرہ اسکا قافیہ با پار فارسی لکھا ہے دال سے
 کچھ تعرض نہیں کیا اور در صورتی کہ بضم دال ہو قافیہ عیب دار ہوگا اور اگر موصولہ ہوگا

عجب بھی برطرف ہو جائیگا ہم در تازی در تازی کہ اسم فاعل از تباہت باشد و تازی کہ ناب
 باشد باہمی ضمیر کی اصلی باشد و دیگر معمول ت اور تازی میں تازی اسم فاعل تباہت
 بمعنی بزرگی اور تازی ناب سے بمعنی دندان پیشین ساتھ باہمی ضمیر کی ایک اصلی ہے
 دوسرا معمول ہم وہ گاہ کہ از قافیہ مرکب یک جزو مکرر باشد و در ہمہ مواضع مکرر ایک معنی
 آید آن قافیہ را شایگان خوانند و مراد از شایگان کثرت نامحدود است چہ گنج شایگان
 گنجی را گویند کہ در وی مال بسیار و بچید باشد مثال قافیہ شایگان الف و نون بمعنی جمع کہ
 در اسپان و مردان باشد یا بمعنی فاعل چنانکہ در روان و نگران و جویان باشد و الف
 جمع کہ در سرا و دستہا باشد و یا می نکرہ کہ در آپی و مردی باشد و ال استقبال کہ گوید
 و کند و دہر باشد و استعمال شایگان در قافیہ جائز نہا شد و تحقیق چنان اقتضای کند کہ استعمال
 یک قافیہ از شایگان روا بود مثلاً در قصیدہ کہ قافیہ او نہان و گران و جهان باشد و او بود
 کہ اسپان ایراد کنند و نشاید کہ الف و نون جمع در قافیہ دیگر بیارند مثلاً گویند خزان چہ الف
 نون در اسپان و خزان یک معنی است پس قافیہ مکرر شدہ باشد و علت بیج شایگان
 مکرر قافیہ است بیک معنی است اور جبوقت کہ قافیہ مرکب سے ایک جزو مکرر واقع
 ہوتا ہے اور سب جگہ تکرار ایک معنی پر آتی ہے اوس قافیہ کو شایگان کہتے ہیں
 یعنی ایطای جلی اور مرد و شایگان سے کثرت نامحدود ہے اس واسطے کہ گنج شایگان
 اوس گنج کو کہتے ہیں جنہیں مال بہت اور بچید ہو اور قافیہ شایگان میں بھی مکرر ایک معنی
 بکثرت ہے مثال اسکی جیسے الف اور نون بمعنی جمع اسپان اور مردان میں ہے یا
 بمعنی فاعل جیسے روان اور نگران اور جویان میں ہے اور ہا اور الف جمع کا جیسا
 سرا اور دستہا میں ہے اور یا می نکرہ جیسے آپی اور مردی میں ہے اور ال استقبال
 جیسے گوید اور کند اور دہر میں ہے اور استعمال شایگان کا قافیہ میں جائز نہیں ہے اور
 تحقیق یہ چاہتی ہے کہ استعمال ایک قافیہ شایگان کا روا ہو مثلاً جس قصیدہ میں
 کہ قافیہ نہان اور گران اور جهان ہو روا ہے کہ اسپان لائین اس واسطے کہ ایک جگہ ہے
 فقط تکرار ایک معنی کی لازم نہیں آتی ہے اور سچا ہے کہ الف اور نون جمع کا اور قافیہ میں بھی

لازمین مثلاً کہیں سراج کہ جمع خرہ ہے اس واسطے کہ الف اور نون سپان اور خزان میں
 ایک معنی ہے پس قافیہ مکرر ہوا اور سبب قیج شایگان کا تکرار قافیہ ہے ایک معنی ہے
 اور غیاث میں برمان اور سراج سے لکھا ہے کہ شایگان یعنی فراخ دلائق و منراور
 اور ہر چیز کہ بہتر اور خوب لائق بادشاہ کے ہو اس واسطے کہ اصل اسکی شایگان تھی حرف ہا کو
 ہمزہ لینہ سے بدل کیا اور نام ایک گنج کا ہے گنہما سے خسرو پر وزیر سے اور معنی بیکار
 کار بنیو اس واسطے کہ یہ امر بھی محکم کا ہے اور تعلق شاہ اور حاکم سے رکھتا ہے اور
 ایک نوع ہے قافیہ معیوب سے جیسے صیغے اسم فاعل کے گریان اور خندان انکو ساتھ
 زبان اور خندان کے قافیہ کریں یا اون لفظونکو خمین یا اور نون نسبت ہو جیسے سین
 اور آئینہ ساتھ خمین اور کہیں کے یا الف اور نون جمع ہو ساتھ اون لفظون کے
 خمین یا اور نون ذات کلیہ سے ہو قافیہ کریں جیسے دوستان اور یاران کو ساتھ
 زبان اور کمان کے اور یک طرح صفات اور حادثات اور کائنات اور ایسے قافیے کو
 فقط ایک جگہ لانا مضائقہ نہیں درست ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب لغت مذکور کا
 ہم اما شعر از شایگان اختر از کردہ اند تا بحدی کہ آن یک قافیہ کہ جائز است ہم ملایر
 از سبب شہرت قیج شایگان کے مگر اسجا کہ شعر مرفوع ہو و چون ولایت عیب قافیہ ہو شاندر و شعر
 مرفوع ہم زیادہ از یکے نیاز نہ البتہ اما شاعرون نے شایگان سے اختر از
 کیا ہے یہاں تک کہ ایک جگہ ایک قافیہ لانا جو جائز ہے او سکو بھی نہیں لانی بہن
 بسبب شہرت قیج شایگان کے مگر جہاں کہیں کہ شعر مرفوع یعنی بار ولایت ہو وہاں شایگان
 کا لانا مضائقہ نہیں کہ ولایت عیب قافیہ کا چہا پی سبب ہے اور شعر مرفوع میں بھی زیادہ
 ایک جگہ سے نہیں لانی بہن البتہ ہم دور لغت عربی بالیستی کہ شایگان اعتبار
 کروندی چنانکہ در مومنات و سلمات و نصرت و ضربت و در ضما و امثال آن الا کہ
 قد از ان نمائند ہوا اند و محمد ثمان کہ شعر از اسے گویند اعتبار کنندت اور لغت عربی میں
 یعنی قافیہ ماہی لغت عربی میں چاہیے تھا کہ شایگان کو اعتبار کرے جیسا سلمات او
 ہومنات اور نصرت اور ضربت میں اور ضما میں مثل جالہ اور حساب کے اور جمل اسکا

مگر قدا اس سے آگاہ تھے اور متاخرین کو مفعول آراستہ کہتے ہیں اعتبار کرتے ہیں
 اور اپنے کلام میں ایطالہ جگر نہیں لاتے ہیں **فصل ششم** در بعضی احکام قوافی پر بندہ کی
 گویان گاہ بود کہ از ایراد یک قافیہ در دو قافیہ در شعر معلوم نشود کہ قافیہ از کدام نوع است
 چہ شاعر اجمال بقصوت باقی بود کہ از نوعی بنوعی دیگر نقل کنند مثلاً اگر در قصیدہ در موضع
 قافیہ آزار و بازار ایراد کنند شاید کہ بعد از ان گفتار و کردار آورد تا قافیہ مروف باشد و رو
 حرف را بود و مقید بود و غیرہ باشد **فصل نوین** بعضی احکام قوافی میں موافق منسوب
 فارسی گویوں کے کبھی ایک قافیہ اور دو قافیہ کے ایراد سے شعر میں معلوم نہیں ہوتا کہ
 قافیہ کس قسم کا ہے اس واسطے کہ شاعر کو قدرت تصرف کی باقی رہتی ہے کہ ایک نوع سے
 طرف دوسرے نوع کے نقل کرے مثلاً اگر قصیدہ سے میں قافیہ آزار و بازار کا ایراد کر
 سزاوار ہے کہ بندہ کے گفتار اور کردار لائے کہ قافیہ مروف ہو یعنی الف مروف ہو اور را
 روی مقید اور ہر دلیت ہو ہم و شاید کہ بعد از ان راز اور سازا گوید تا قافیہ از و باز و راز
 و ساز بودہ باشد و آخر ہر دلیت باشد و شاید کہ قافیہ بود و الاشیا کان بودہ باشد
 و این قافیہ ہم مروف بود و روی حرف را بود و مطلق بود و بار دلیت باشد
 و سزاوار ہے کہ بعد اوسکے راز اور سازا کہے یعنی راز اور سازا کو لائے تا قافیہ
 از و راز و سازا و سازا ہو و کلمہ آرسب جگہ رو دلیت اور پنجاہیہ کہ یہی آرسب قافیہ ہو و نہ
 شایگان ہو گا اس واسطے کہ آرسب جگہ ایک معنی پر ہے اور یہ قافیہ بھی مثل قافیہ
 اول کے مروف ہے یعنی الف سازا و باز میں روف ہے اور حرف زار روی ہے
 اور مطلق یعنی روی متحرک ہے اور ساتھ رو دلیت کے ہے یعنی کلمہ آرسب جگہ رو دلیت ہو
 ہم و بار دیگر بعد از ان ہم شاید کہ چرا زار و گیارا آورد تا قافیہ او با و ساد چرا و گیا
 بودہ باشد و راز و راز ہر دلیت بود و شاید کہ قافیہ بود و الاد بعضی شایگان افتد
 و این قافیہ مجرد بود و روی کہ حرف الف مست مقید بود و بار دلیت ہرین قیاس باید کرد
 در دیگر مواضع است اور پھر بعد اوسکے بھی سزاوار ہے کہ چرا زار و گیارا قافیہ
 لائے چرا زار یعنی جای چہریدن اور گیارا مخفف گیارہ زار یعنی جای روئیدن گیارہ

تاقیہ آ اور بار اور بار اور چار اور گیا ہو اور زار سب جگہ ردیف پڑے اور چاہیے
 کہ یہی زار قافیہ ہو ورنہ بعض جاشایگان واقع ہوگا یعنی جیسو چر زار اور گیا زار ہے کہ زار
 ان میں بیک معنی پڑے گا اور ساز زار و چر زار میں نہ پڑے گا کہ ساز میں از لفظ
 اور چر زار میں زار اور یہ قافیہ آ اور با اور سا وغیرہ کا مجرد ہوگا یعنی بیرون و تاسیس اور
 روی کہ حرف الف ہے بتقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ قافیہ ردیف کے ساتھ ہوگا کہ زار
 ردیف ہے اور یہی قیاس کیا چاہیے اور مواضع میں ہم ویدانکہ ہر چند از جنہا می گذشتہ
 معلوم شد کہ چون الفاظ قافیہ متحد باشند اختلاف معانی واجب بود تا قافیہ کر نہ باشد
 اما باید کہ معلوم شد کہ آن اختلاف لازم نباشد کہ از جهت تعدد معانی تنها بود بل شاید کہ
 از جهت وجود معانی و عده شش باشد و در طرف وجود و چنانکہ بتعدد معانی معنایت
 حاصل آید در طرف عدم باختلاف تعلق بمعانی ہم مغایرت حاصل آید و اما اختلاف
 کہ بسبب وجود معنی و عده شش باشد چنان بود کہ در لفظ یکبار بالافراد دال بود بمعنی یکبار
 بالافراد دال نبود بل جزوی باشد از کلمہ کہ آن دال بود اما تہ لفظ باز کہ بالافراد دال است
 بر مرئی و چون جزوی باشد از لفظ باز مرئی سوق بالافراد دال نبود و معلوم
 کہ ہر چند جنہا می گذشتہ سے دریافت ہو کہ جب الفاظ قافیہ متحد اور ایک ہوں
 اختلاف معانی کا واجب ہے جیسے عین ایک جگہ بمعنی چشم اور ایک جگہ بمعنی آنکھ
 لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ وہ اختلاف لازم نہیں ہے کہ جہت تعدد معانی سے تنها ہو
 یعنی فقط یہی اختلاف نہیں ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں بلکہ لائق ہے کہ وہ اختلاف
 جہت وجود و عدم معانی سے ہو یعنی ایک جگہ لفظ بمعنی ہو اور ایک جگہ بمعنی ہو اور
 جیسے بمعنی ہونے میں درمیان تعدد معانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہو و یسوی
 بمعنی ہونے میں بھی بسبب اختلاف تعلق بمعانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہے
 یعنی جزو لفظ کہ قافیہ ہوتا ہے بسبب تعلق کل لفظ بمعنی کے ہمدگر تعلق میں اختلاف
 رکھتا ہے مثال اسکی محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھی ہے آتا جو اختلاف کہ بسبب وجود معنی اور عدم
 ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ لفظ میں ایک بار تنها دلالت کرے معنی پر اور ایک بار

بہا دالالت نکرست معنی پر خود معنی ہو بلکہ ایک جزو ہو کلمے سے کہ وہ کلمہ دال ہو معنی پر یا نہ
 لفظ باز کے کہ یہ باز نہادال ہے ایک مخرج شکاری پر اور جب یہی باز جزو ہو لفظ باز کا معنی
 سو تو نہادال ہوگا معنی پر پس اس صورت میں باز ایک جگہ بمعنی ہے اور ایک جگہ بمعنی
 ہم و اما اختلاف کہ بسبب تعدد معانی بود چنانکہ لفظ باز کہ بالفرد دال است بر مخرج و یکبار
 دال بود بر معنی معاودت چنانکہ گویند باز چنین کرد یعنی دیگر بار چنین کرد است و اما اختلاف
 کہ بسبب تعدد معانی کے ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے لفظ باز بالفرد دال است
 معانی متعدد پر ایک بار دال ہے مخرج شکاری پر اور ایک بار دال ہے معنی معاودت پر جیسا کہ
 کہتے ہیں کہ باز چنین کرد یعنی دوسری بار ایسا کیا یہاں باز دونوں جگہ بمعنی ہے بالفرد
 ہم و اما اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق بود بمعانی مختلف در حال عدم دلالت بالفرد
 چنین بود کہ بازار باشد ترک شکار بیوق افتد بر معنی دیگر لفظ باز آورد ہر دو حالت ایک حکم
 تواند بود است و اما اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق بمعانی مختلف کے حالت عدم
 دلالت میں بالفرد ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے باز کہ بازار میں ملا ہوا معنی سو
 پر ہے اور سیطرہ بمعنی دیگر لفظ بازار یعنی جوار و معنی لفظ بازار کے ہیں پس بھی یہی صورت ہے
 چنانچہ غیاث اور بہار عجم میں لکھا ہے کہ بازار بمعنی سود و معاملہ اور رونق اور تازگی کی بھی
 آگیا ہے پس دونوں حالتوں میں ایک حکم نہیں ہو سکتا یعنی ایک باز بازار میں بمعنی شوق ہر
 اور ایک باز بازار میں بمعنی رونق ہے اگرچہ دونوں باز بالفرد معنی نہیں رکھتی مگر بحکم تعلق
 بمعانی کے اختلاف ان میں حاصل ہے ح زیر عبارت بمعنی دیگر لفظ بازار یہ ہے کہ دی باز بار
 قتال پس صورتیں تین ٹھہریں ایک اختلاف بوجود معنی دوسری اختلاف بعدم معنی
 بالفرد تیسرے اختلاف بوجود معنی بعدم معنی بالفرد ہم و مثال جامع این ہر سہ اختلاف
 اگر لفظ گردون چار بار ایراد کنند و قافیہ کر یا شد و دون ردیعت و گرد و موضع بالفرد
 دال بود یک بمعنی ہون شرط و یکی بمعنی حرف بود موضع بالفرد دال بود بل جزو باشد از مجموع کلمہ مجموع کیا دال
 بر عجل بود و کیا دال بود بر فلک سین اختلافات مکور حاصل شود و ایراد ہر چارہ در قافیہ تکرار نمود و اندر علم
 است اور مثال جامع ان تینوں اختلافوں کی اگر لفظ گردون کا چار بار ایراد کریں اور

خیر گریہ اور دون روایت اور گرد و بگوله تنہا دال ہو معنی پر ایک جگہ معنی حرفت شرط
 غفٹ اگر ہے اور ایک جگہ جتنی تجزب یعنی خارش اور دو جگہ تنہا دال تو معنی پر یکہ ایک
 نوع کلمہ سے ایک مرتبہ دال مجملہ پر معنی را بہ اور ایک مرتبہ دال فلک پر یہ اختلافات مذکور
 حاصل ہوں یعنی یہ تینوں اختلافات حاصل ہوں ایک یہ کہ گریہ معنی ششہ اور گریہ معنی خارش
 یہ اختلافات بوجود معنی ہوا دوم گریہ گردون میں ہی معنی را بہ اور گریہ گردون میں ہے
 معنی فلک یہ اختلافات بعدم معنی ہو کہ گرائن میں بالقراد معنی نہیں رکھتا مگر تعلق ہے
 اسکو الفاظ معنی دار سے سوم اختلافات بوجود عدم معنی کہ ان دونوں کے الفاظ
 حاصل ہوتا ہے اور درود کرنا چاروں کا قافیہ میں تفسیعی تکرار نہیں ہے والد اعلم
 جرب بفتح تین و بار و واحد مرض خارش کشفت اور منتخب اور تجب ایچواہ اور صراح سے
 کہ زانی انبیاء گردون فلک و را بہ کہ ہندی گاڑی گویند غیاث سے عجلہ لفتح تین التی
 کہ ازراگا و میکشد منتخب سے هم فصل و ہم در عیوب قوافی فارسی از انچه در باب عیوب
 قوافی شعر تازی گذشتہ آمد عیوب قوافی شعر فارسی معلوم تو ان کرد و بر تیس گزشتہ انجا
 عیوب چہار قسم باشند فصل و سون عیوب قوافی فارسی تان جو کہ کہتہ کہتہ
 عیوب قوافی شعر تازی میں کہا گیا عیوب قوافی شعر فارسی بھی انہیں سے معلوم
 کیا جا رہے یعنی وہی عیوب یہاں بھی ہیں اور موافق گذشتہ کے یہاں عیوب کی
 چار قسمیں ہیں ہم قسم اول انچه تعلق برد و دشتہ باشد و ان دونوں بود اول فلک
 مذکور شد و در و در و در و اگر قافیہ مطلق ہو و چنانکہ رستہ و رستہ و رستہ و رستہ
 تر باشد قسم اول جو تعلق روت سے رکنتی ہے اور دو طرح پر ہے اول
 اختلافات حد و کا یعنی حسرت کا قبل روت کا اور روت میں قید بھی شامل ہے جیسے کہ
 مروا و در و در و در و در و در و اگر قافیہ مطلق ہو یعنی متحرک جیسے کہ رستہ
 اور رستہ اور رستہ سب ان میں عیب یعنی اختلافات جتا و پوشیدہ تر ہے کمال اہل
 کہتا ہے کہ گریہ دلم کیہ نفس تہستہ شود از در دلم راہ نفس سبتہ شود و در
 از ان آب بھی گردانم تا ہر چہ پیش تستہ آن ششستہ شود ہم دوم اختلافات

و اختلاف بحروف متباہر خارج ظاہر و قبیح بود و بان سبب استعمالش کمتر اتفاق افتاده
 اما بحروف متقارب چنانکہ در دور و شور و شیر و شیر کہ یکبار دارند و ہم قبیح باشد مگر در وقت کسائی
 ہر دو کلمہ بیک حرف گویند و جمع معروف و غیر معروف بحقیقت راجع بہین قسم باشد
 و سہ اختلاف حرف روف کا عیب ہے اس میں اختلاف بحروف متباہر عند الخرج
 عیب ظاہر و قبیح تر ہے اور اسی سبب سے استعمال او سکا کمتر اتفاق پڑتا ہے لیکن
 اختلاف بحروف متقارب جیسے کہ دور اور شور اور شیر یعنی اسد اور شیر بمعنی لبن میں ہے
 استعمال کرتے ہیں مگر یہ بجلی قبیح ہے اور دور میں و او معروف اور شور میں و او مجهول
 اور شیر بمعنی اسد میں یا می مجهول اور شیر بمعنی لبن میں یا می معروف حقیقت میں
 و حرف میں اور قریب الخرج ہیں مگر جن لوگوں کی زبان میں دونوں کلمے بیک
 حرف ہیں یعنی و او و یا می معروف اور مجهول کہ ایک حرف جانتے ہیں اوسکے نزدیک
 کچھ عیب نہیں اور جمع ہونا معروف اور غیب معروف کا بحقیقت راجع بہین قسم بمعنی
 اختلاف روف ہے اور عیب ظاہر ہے ہم قسم دوم انچہ تعلق بروی و دشتہ باشد
 و آن چہ انواع است قسم دوسری عیوب قوافی فارسی کی وہی جو تعلق حرف
 روی کرکھتی ہے اوسکی چار نوعیں ہیں ہم اختلاف توجیہ چنانکہ در اختر و عنصر و شاعر
 و اگر را متحرک شود این عیب مرتفع گردد چنانچہ حرکت ماقبل را توجیہ نبود بلکہ از حساب
 قافیہ نیویدر آنکہ در پارسی میان اختلاف بفتح و ضم و یا بفتح و کسر میان اختلاف بغنم
 و کسر آن مبادیت نباشد کہ در تازی است بار می کنند و ہمہ را یک حکم باشد نوع
 اول اختلاف توجیہ ہے جیسا کہ اختر اور عنصر اور شاعرین کہ اکثر میں حرکت ماقبل
 روی ساکن فتحہ اور عنصر میں ضمہ اور شاعرین کسرہ ہے اور اگر حرف را ان توجیہ نہ
 متحرک ہو یہ عیب دور ہو جائے اسواسطہ کہ حرکت ماقبل حرف را توجیہ نہ ہے بلکہ اس
 قافیہ سے ہوگی اس صورت میں قافیہ فقط رای متحرک ٹھہری حرکت ماقبل اوسکی
 داخل قافیہ نہوئی اور معلیم کہ کو کہ فارسی میں در میان اختلاف بفتح و ضم یا بفتح
 و کسر کی اور در میان اختلاف بغنم و کسر کے کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ تازی میں اختلاف

کر گئے ہیں اور محمود اور حمید کا قافیہ لاسبتے ہیں بیان پارسی میں سب کا ایک حکم ہے
 ہم یہ اختلاف حروف روی دیکھنا کہ در حرف گفتیم بجزوف متباد ظاہر تر و شنیع تر
 باشد و بجزوف متقارب پوشیدہ تر چنانچہ رستو و چار سو و مری و علی و گرگ ترک
 ست نوع و دوسری اختلاف حرف روی کا عیب ہے اور جیسا کہ بیان حرف میں
 کہا ہے کہ بجزوف متباد المخرج اختلاف عیب ظاہر تر و شنیع تر ہے اور اختلاف
 بحروف متقارب پوشیدہ تر بیان ہی وہی صورت ہے جیسا سبکو بوا و مجهولہ اور
 چار سو بوا و معروفہ اور مری بیا و مجهولہ اور علی بیا و معروفہ اور گرگ بکاف فارسی اور ترک
 بکاف تازی میں کہ انکا عین سبب قریب المخرج ہونے کے یکدیگر کتر ہے اختلاف
 متباد المخرج سے سبکو یکسر اول و ثانی بوا و مجهول رسیدہ ملنیور کو گنتے ہیں کہ
 تین تار رکھتا ہو اور زر قلب رکش کو بھی گنتے ہیں کہ اندر س یا آہن ہو اور باہر نقرہ
 یا طلا بران سے اور مری یکسر اول و یا رتختانی مجهول بردن ہری یعنی کوشیدن اور
 براہری کردن ہے کسی سے قدر اور مرتبہ اور بزرگی میں یعنی خصوصت اور کید اول
 بدیکر دار می بھی ہے یہ ہر بیان سے چہ در سبکو و چار سو حرف روی مختلف است
 کہ اول باو ثانی سین است و در مری را و در علی لام و در گرگ سکاف فارسی و در ترک کاف
 تازی تم کلامہ قتال ہم یہ اختلاف مجری و قیج آن پوشیدہ نامند کہ اختلاف اول
 باشد بدو حرف متقارب چنانکہ پسری و در خطاب و دخیری و در نکرہ پس کثرت مختلف است
 و شاید کہ بعضی مردم متنبس گرد و خاصہ کہ بار دلین بودت نوع تیسری اختلاف مجری
 یعنی حرکت روی کا اور قیج او سکا پوشیدہ نہیں رہتا مگر حیوت کہ اختلاف وصل ہو
 ساتھ دو حرف متقارب المخرج کے جیسا کہ پسری حالت خطاب میں یعنی پسری تو
 او خیری حالت نکرہ میں پس کسر و حرف را کا مختلف ہے ایک جگہ معروف
 اور ایک جگہ مجهول (اور دونوں یا معروف اور یا مجهول قریب المخرج ہیں شاید کہ
 اس صورت میں یہ دونوں حرف بعض مردم پر متنبس ہوں علی الخصوص حیوت رولین
 یہی ساتھ ان قافیوں کے جو ہم کو اختلاف حرکت روی مفرد یا روی مضاعف چنانکہ

گویا پادشاہ و پادشاہ چه در اول کبیر است و در دوم مجهول است و همچنین چراست
 کثر و است و کثر چه اول مجهول است و دوم بضم و اما در حرف اول از روی مضاعف و تثنائی
 تصور نیتند چه آن حرکت مجهول باشد همیشه است نوع چوتھی اختلاف حرکت روی مفرد
 یا روی مضاعف کا مثال اختلاف حرکت روی مفرد کی یہ ہے جیسا کہ کہو تکیا یا شاہ اور پادشاہ اسو اسطے کہ
 اول یعنی پادشاہ میں وال یا د کی یکسر ہے اور دوم یعنی پادشاہ میں ال یا د کی یکسر ہے
 یعنی حرکت نامتام اور مثال اختلاف حرکت روی مضاعف کی یہ ہے چہرست کثر اور
 رست و کثر اسو اسطے کہ اول میں یعنی تا در است اول میں حرکت نامتام ہے اور دوسری
 میں یعنی تا در است ثانی پر ضمہ و اما حرف اول از روی مضاعف میں جیسو حرکت حرف
 بای بخت اور رای ریخت اس میں تصور اختلاف کا نہیں ہے اسو اسطے کہ یہ حرکت
 ہمیشہ مجهول ہوتی ہے قسم سوم اختلاف اصل و اصل جانشین ہر ایک سے کوفہ آرت قسم تیسری تثنائی فارسی کے اختلاف وصل کا ہے
 حال اسکا بھی اسی طرح ہے جیسا کہ کہا گیا یعنی حال اختلاف وصل کا سابق بیان کیا
 کہ اختلاف اسکا مقتضی ازالت اصل تثنائی ہے یہ قسم چہارم اختلاف ردیف و
 آن در حرکاتی و حرفی تو اندو کہ پوشیدہ ماند والا بس قبیح باشد مثالش بستہ چون
 در حالت خطاب گویند و بستہ چون نکرہ گویند تا حرف یا و شبیہ یا مختلف باشند در حرکت
 ما قبل همچنین و باقی عیوب ہم برین قیاس باید کرد کہ در عیوب قوافی تازی گفتم آرت
 قسم چوتھی عیوب قوافی فارسی کے اختلاف ردیف کا ہے اور وہ اون حرکتوں میں
 اور اون حرفوں میں ہو سکتا ہو کہ پوشیدہ رہے والا نہایت قبیح ہے مثال اسکی
 جیسے بستہ حالت خطاب میں اور بستہ حالت نکرہ میں کہ حرف یا اور شبیہ یا
 مختلف ہیں ایسی ردیف عیب وار ہے اور حال حرکات ما قبل کا اسطرح ہو اور باقی
 عیوب قوافی پارسی کو عیوب قوافی تازی پر قیاس کیا چاہیے ہم و بدانکہ در قوافی سمجھا
 و تشوہا و خانہ نامی مرصع و مسطوط مستقصا سی بسیار نکند و استعمال بعضی عیوب روا دارند
 و در قصاید قافیہ مصرع اول شاید کہ در دیگر ابیات تصبیدہ مکرر شود اما در مصرع دوم
 نشاد است اور معلوم ہو کہ سخن اور ثنوی اور خانہ نامی مرصع اور مسطوط کے قافیہ بن میں مستقصا

در حرکات و قوافی
 و در قوافی پارسی
 و در قوافی تازی
 و در قوافی فارسی
 و در قوافی عربی
 و در قوافی ہندی
 و در قوافی سنسکرت

یعنی تمام در گرفتن زیاد ضرورت نہیں اور استعمال بعضی معلوم کار واسطے اور قصائد میں قافیہ
 مصرع اول کا چاہیو کہ اور ابیات میں مکرر لائیں کہ اسکو بدو مطلع کہتو ہیں اور وہ خارج
 عیب ایطاسے لیکر مصرع دوم میں نچا سیتے ورنہ ایطاسوگا استقصا تمام در کردن و بہت
 چیزیں رسیدن منتخب سے ہم وقد ماگفتہ اندکہ تکرار قافیہ در قطعہا و غزلہا بعد از ترتیب
 و در قصائد بعد از چار و دو بیت ردو ابابشرا تا بنزدیک محمد ثمان متصل نیست و بعضی گفتمہ اندکہ
 اختلاف تصریف ہفتی و اثبات مانند کن مکن مقتضی تکرار قافیہ نباشد و این ہم متصل نیست
 ست اور قافیہ مانے کہا ہے کہ تکرار قافیہ کی قطعوں میں اور غزلوں میں بعد سات بیت
 اور قصیدوں میں بعد چودہ بیتوں کے ردو اسنے لیکن نزدیک متاخرین کے متصل نہیں
 مگر بعض نے بعد بیس بیت کے کہا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اختلاف تصریف کا
 ہفتی و اثبات مانند کن مکن مقتضی تکرار قافیہ نہیں ہے اور یہ بھی متصل نہیں ہے ہم
 این است آنچه نحو استیم کہ درین مختصر ایراد کنیم از علم عروض و قوافی این دو لغت پرست
 ایجاز و باندہ التوفیق است یہ سب جو کہہ کہ چاہا ہننے کہ اس مختصر میں ایراد کو علم
 و قوافی تارن اور قافیہ سے پرستیم ایجاز و اختصار و ابیاد التوفیق تمام شد

رباعی محقق علیہ الرحمہ

موجودہ بہت و بعد اول باشد	باقی ہر سہ معروضہ و مخیل باشد
ہر چیز جزا کہ آپا اند نظرت	انقش دو بدین چشم احوال باشد



تقریباً اذیتھو اکھا جناب فخر شعرائی زمان رشک اہل جہان ثمار سے نظیر
جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید محمد غفر علیہ الصاحب بجا و وصول جنگ
تخلص حکیم ابن جناب تدبیر الدولہ بدر الملک جناب منشی سید غفر علیہ الصاحب
بجا و بہادر جنگ تخلص بہ اسیر صنعت کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفر خروئی ظلم اوس شاہنشاہ کی نگارش حمد ہو کہ جس تو اجداران گلشن کو چتر بحاب سہ سفر فرمایا
آؤر گیتی رقم اوس جہان پناہ کی آرائش ثنا ہو کہ جس تو تخت نشینان چمن کو کثرت خرمی و شگفتگی بین
دست تصرف دیا عشقوی طغر افغانی لاسکانی بارگاہش بہ ہجوم بی نیازیا سپاہش بہ زورہ
برام وحدت کو س شاہی بہ مطیع اوست از نہ تابماہی بہ بہارستان لطفش بیخبران ست بہ
حسن آن سبزی نہ آسمان ست آوردہ و دامد و دغا تم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ
جنت تک تقریبان و گاہ وحدت سے اونی اد سے ترین دربان در کی اجازت پناہی اوسکی بارگاہ
تقدس میں جاذبی جرات پناہی جس کہ حضرت اسیر نے ایک شعر استاد پر مصرعونسی زینت دی ہے
نمایندگی از مائی کی جو محسن عن ہے یہ حق معرفت نور حق میں بات بہ فصل ہو بہر بی سو تو ای فخر کائنات
آتش حیات شمع ہو پروانے کو مات بہ موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات تو عین ذات
مینگری در تبسمی او صفات انجم لمعات اوس نمبر نشین محفل غدیر خم کہ جس تو اپنے گوش حق نیوش
کلمہ پنج رخ ملک یا علی زبان اغیار ہو سنا آور ہم عام بین فقرہ سلونی قبل ان تفقدونی خود زبان
معجز بیان سے کہا ہمنام خدا علی مرتضیٰ کا محراب و مجلسی نے خوب کہا کہ علی بندہ است تصدیف بصفہ
خدا رباعی ظہوی سلطان رسل کہ جملہ راتاج سرت بہ قانون بقا طفیل او نعمہ درست بہ
در چار حد از شعبگی آؤزہ دم بہ ہر کس زرو آؤزہ مقامش خبر ست بہ آکا بعد ارباب نظر اور اصحاب ہنر
صرافان سببہ بازار معانی کامل عیاران معیار بخندانی کہ جن لوگون نے ماہ و سال جسم کو مثل طلال
گھسایا ہے تب فلک کمال پر مثل بدر جلوہ فرمایا ہو شام کو سا تخہ آفتاب کو برای سلاخہ مسیہ آؤزہ
ہیں تو صبح کو زیر آسمان تفکر سے نکلی ہیں مژدہ ہو کہ کتاب معیار را لا شعرا رفیع و ذائقہ فانی یز

مستند شہر اسی روز کا تصنیف جناب تقدس آب عمدہ محققین زبدۃ المدققین ہادی العلوم العظمیٰ
 والنقلیہ ہادی السبل الشریعہ اسوۃ فضلاء فحام قدوہ علماء اعلام صاحب القوة القدسیہ مالک الملک
 المملکیہ مستند الحکماء و المتکلمین سلطان العلماء و المجتہدین مجمع العلوم العقول و المنقول مستنبط الذہن
 من الاصول مقتدی الفقہاء من الآفاق المتکلم علی و سادۃ الاجتہاد بالاحتقاق عالم کامل فخر الادب
 و امثال ماہ فلک علوم کاشف بین النجوم علامۃ عصر زید و میر جناب شیخ اصیہ الدین محقق طوسی
 صاحب ثراہ و جعل البختہ شواہد کی کہ ہر حرف او سکا گوہر شاہوار ہے اور ہر نقطہ او سکا در معانی در کنار
 ستی سر و سطور سنگینی نراکت سے سریز میں نہادہ ہیں اور گہما ہی سیراب معانی شاخسار طاعت
 پر دامن الوان بوقلمون کشادہ ہیں ہر نقطہ او سکا ایک قفل ناپیدا کلید ہے اور ہر حرف او سکا نہ
 وید ہر شنفید ہر تحجب دریا ہر کہ ہزاروں انہار مپطوراوس میں روان ہیں اور صد ہا صدف لفظ و آواز
 معانی در کنار اوس میں نہان ہیں جب سو کہ بانی علم نے اس حکم کو ایجاد کیا ہو ایسا رسالہ نہ کوئی لکھ لکھا
 نہ کہینے لکھا ہے بسبب اس کتاب کے یہ علم صاحب جان ہو شاید کہ آب مداد میں شرکت آب حیات
 اگر ایک گوہر معنی اسکا درست فہم میں بھرارجد و جد آجاؤر شستہ علوم میں کوئی عطفہ و لعل ایسا کہ حکما
 انکشاف محال ہو پھر نہ پائے میزان عقل میں اتنی تاب نوان بنیں کہ وزن مراتب کر سکے اور نہ با
 ناظرہ مردم میں اتنی قدرت نہیں کہ در بھی دم ثنا بھر سکے اکثر صاحب پیستان تحقیق میں اگر گل
 مضامین بطور خود ماتہ میں لازہ میں رنگہا ہی طبع نو بود کھاسے ہیں نگر اصل میں جو دیکھو تو پائے
 گرے ہوئے ہیں ترخ راہ راست سے پھرے ہوئے ہیں تبتا قابض جان تحقیق ہو اور حل محل و حل
 تنقیدی ہو کہو کہنا بند کرنا ہے اور ظاہر کرنا اور چپا نا ہو کہینے اعتراض بجا کیوں ہیں اور کہینے جواب بجا
 دینے ہیں اور کیونکر نو سبب نایابی نسخہ اچانے کیا کیا پڑ گیا یہ اور باعث خرابی ہو لو
 اونیو ہی کم پایہ تھے اوسکو غنیمت جا کر پڑ پڑے لگے شاگرد و نیر اوستادی جانی لگے کج طبع
 ان گنہ گشت طبع کجی او کی پہچان لگے گنہ گنہ منون صحیح کی طرح نہ ماتہ آتا تھا خواص فکر ہر مرتبہ
 جہد کی جگہ خذف پاتا تھا مشعر جودت طبع کو اسجا میں عیان کرتا ہوں یہ شکل ہر حرف
 جو غم سے تھے بیان کرتا ہوں جو بسبب عدم نظر صاحب فہم کامل کے حال حروف تباہ تھا
 کثرت ماتم سے زیب بدن جامہ سیاہ تھا جو تہجوف سے لکھا ہوا تھا اپو خون میں آپ ڈوبا ہوا تھا

الف نیز آہ کی صورت بلند تھا حیرت سے دیکھ کر شکل پر کھنکھار رہا پسند نہ تھا نہ سر پر کلاہ مدرہ نعین لفظ نیز پائی
کیا بیان ہو کہ حالت کیا تھی بسبب اسکے کہ نہایت بار غم اوٹھایا تھا پشت پا لیا طاقت تھی قوت نامیہ
معدوم تھی لہذا کی صورت تھی صورت رستی کب نظر آتی تھی بہت نقطہ سہاقت نہادہ اور جہکی جاتی تھی پچھلے
تقریر غم نقطہ بہر تھا اشتیاق عالم میں مانند دل تڑپ رہا تھا پشت دال بھی بار غم سے غم ہو کر بے تاب
توان تھی سب سے دو حصہ بڑھ کر ناتوانی میں مشورہاں تھی رستے سہریش نہیں نشتر قدوش سینہ
خوش تھی چونکہ فوج غم سے لڑائی ہوئی تھی سر زار پر گولی نکلنے کی لگی تھی اس قدر جھوم الم سے جنوں میں
بتلا تھا کہ سینے سے دامن اٹھا دانتوں سے پکڑ لیا تھا کہ نشتر غم اس قدر تیز ہوا تھا کہ دامن میں
کے اوس بار ہو گیا تھا انکے اکبر کیا کہم شیون تھا کہ آب چشم سے صاف تر دامن تھا جو کہ ہوا
تند باد غم کا چلا تھا الف کا تھکا چشم طائر میں پڑ گیا تھا عین کو اس قدر زندگی سے نفرت
تھی جو کوئی لفظ عجب کو اولٹ کر لکھتا تھا عین پر عین عنایت نہی حرف غم سر غم تھا
مثل الف افسر اہل غم دالم تھا کاف و فار ملکہ شکل کف ہوئی تھی کف کشتا ہوا اہل
بصیرت ہو کر کوچہ نامی اور ارق کتاب میں پھر رہی تھی چونکہ دستور جہان ہے کہ ہر جہاں قدر ہو
ظاہری پسند اہل زمان ہے سب قاف چاہتے تھے کہ اگر قدرت پائین اور کتابو نہیں بھلے چلے جائیں
حرف لام و میم الم میں لگتی تھی نیز غم سینے پر کھا لگی تھی خون کو پابند جنوں کون یا ماہی دریای
خون کون داد اور داد جہان طجائی تھی صورت وہ کہ کلمہ تاسف و تحسیر کی دہلائی تھی جس کیسے
انکھ لڑائی تھی چشم ہار ویدہ نقطہ سے خالی پائی تھی یا بڑی خبر سستی و مایوسی دیتی تھی برابر
انکھ ایمان لیتی تھی سب حرف صرف ماتم تھے بسبب اسکے کہ کوئی عالی فہم نہ ملتا تھا بتلائی غم و
الم تھی الغرض دوستان باصفا اور دشمنان صادق الولا خدمت باپرکت جناب استاذ کل
صاحب رای صاحب شک انوری و صاحب گوش مردم جب سو خلق ہوئے ہیں ایسے اشعار و مضامین
آبدار نہیں سننے میں زبان فرج و دونوں بونکو و اسلحہ کلمات کے ملایا ہو گیا تھی صحت الفاظ و مضامین
کے واسطے معجون مرکب کو بنایا ہو سفیدی سحر جو مشہور ہے بیاض بین السطور دیوان بلاشت
بنیان سو فیضیاب ہی اور سیاہی شب جو زبان زدن دیکھ دو رہے سیاہی سطور پر نو کلام فصاحت
تو امان سے باآب و تاب ہو پیشی انوار و انور پکی روشنی مرد و مل ساطع ہو گشت فروع لفظ پر

طلعت تجلی ایچم بران قاطع ہو شعر بہاریہ انکا اگر برگ خشک خزان دیدہ پر کما جایی بزرگ ہر کما سے
 اشیا فصل بہار ہلکہ بڑے بڑے سبزی آئی دوسرے ہر گاہ ہا بطل ہو گزرتی غزل میں آتے تسلسل سب ہلکہ لاطل
 مگر انکے قصیدہ ہی مسلسل میں نہ وہ گویا اسے یہ کہ جب تک کہ سو نہ رکھو ہر ایک دفتر ہر سب سے
 اور دم نہ رہا کہ جب تک ہا ہر آؤ ایک کتابتہ در الوجود یہ تب تصنیف پانچ اجال اور انکا اگر چاہو پندرہ
 ایک قطر تکین لازوال تفصیل نہ کی اگر اجازت پانی ایک دو سو یا قصاب عالتاب چمکاؤ زبان شیریں
 انکی اگر چاہتی فراؤ شیریں میں تلخی در میان میں آتی نہ کی اشارتیں یک شوق آسمان ہونی ہے اور
 روشنی فکر چمک کر صیقل تجلی ماہ ابان ہونی ہے یہی نہو آسمان ہونے تو آسمان اور کسین کمان ہے
 اشعار صاف اور عام فہم ایسے کہ اگر منظور ہو کہ سنائیں ہر کسے ہونے نہاں یہ فقط جنہاں لب ہر سامعین
 سمجھ جائیں عربی فارسی اردو سب میں تصنیف نہ ہو ہر علم میں ایک نئی صورت کی تالیف ہے تعداد
 کتب مصنفہ و مؤلفہ تقریر و دیوان مکتوبہ نہ طبع ہر اسوعیان ہو گیا حاجت بیان ہے صد امیر غریب
 فیضیاب کلام ہرین شاگردیستہ یک نام ہرین اشعار یہی ہرین نہ آسمان سخن نہ انہیں ہی ہر روشن جان
 سخن ہر سخن اس قدر ہے سلاست کے ساتھ ہر بدل ہو گشت ملاقات کے ساتھ ہر بلند اس قدر ہر گمان
 ہو گئی نہ یں طبع کی آسمان گئی نہ کمانی ہر روشن بانی اثر کہیں نہ ملد نہ تہ نہ تو نکلے نہ سنا میں اگر کند غلو کو کج
 بخیر تر فہمی ہو کچھ علاج یہ کہتی ہرین سب ہشمانی سخن نہ خدائی سخن ہرین خدائی سخن نہ مقابل ہو
 انکا نہ کیونکر ذلیل ہو کہ ہی یہ کتاب اوسہ قاطع دلیل مدد ہوتا و اشیاں ظہوری و ظہیریہ جناب کتب
 تدبیر الدولہ و تدبیر الملک منشی سید طغر علی خان صاحب بہادر بہاد جنگ اٹھلس ہر اسیر مظلوم
 میں آئی اور حرم التجار زبان پر لاسے جناب و صوفی نرانی بجاؤ کی منظور کی یہ کتاب شمع معیار
 سے ہر کمال عیاں تصنیف فرما کر نیکیش نزدیک و دور کی اکثر عروض و نیکو کا امتحان نامہ
 ہر خچہ کو خام کیا کیا عقل آریاں فرامی ہرین خطائیں جو قائم کی گئیں یقین اور ٹھکانی ہرین حقا
 ثم سبحان اللہ کتاب کیا ہے قدرت خدا جل وہ نہا ہے بہت سے شخص پر ہر فیضیاب ہوؤں دراز
 عروض میں انتخاب ہوئے شعر اس شرح کا مثل متن جابجا ہو آجسکو ذرا ہی ذوق تماہل و جا
 اشتاق اسکا ہو اچھا سچہ جناب عالی ہم والا کرم منشی والا شان مشہور جہان و جہانیاں صاحب
 سخاوت و مہربانی چاربا شریعت و مروت جناب منشی نوال کشور صاحب لازالت بہادری

تو علی مرآۃ از منتہ الدہ ہونے لکھ لکھ و عدوہ ذلیل کہ گناہ آفاق ہیں ہر علم کی کتاب کے مشتاق ہیں
ایک روز جناب منشی صاحب کے دوستوں نے پرتشرف لائے اور یہ کتاب اون سے لیکر اپنے مکان پر
پر آئے اہل مطبع کو حکم دیا کہ اسے کادیاں لکھنا ان علم پر نہایت احسان کیا تعریف خط و کاغذ و قلم
و سیاہی بیرون از طاقت بشر ہے صحت اسکی اگر پوچھیے کتاب پیش نظر ہے یا عجمی مملو کی
خطش نگذاشت مجنونا چینی ہر نقطہ آن نافہ مشک آگینی ہر ورق برخش ز تار و پود نگہ ست
بیگشت و گرنہ خط پرستی دینی ہر امید علماء را اعلام آور فضل اکرام تبصران عجائب جہان سامان
کلام ناوار اہل زمان سے یہ ہے کہ اس کتاب کو بغیر انصاف و یکساں فیض باب ہوں اور دعای خیر مصنف
میں متوجہ درگاہ رب الارباب ہوں اغلاط کتابت کا تب پر نظر نہیں آوے میں اعتراض نہیں کا
گذر نہیں اندیش باقی ہوں شہر ہنوا جو زمین و آسمان تک ہر کس حکیم اب کہاں تک ہر شاعر

قطعات تاریخ

از نتیجہ افکار جناب شاعر عظیم انظیر مرمت الدولہ بہار الملک سید محمد غفر علیہ الصلاۃ
بصورت جنگ متخلص بحکیم خلف اکبر و شاگرد جناب منشی
مظفر علیہ الصلاۃ صاحب اسیر مصنف کتاب

طلسمی است بی شبہ کامل عیار	کہ شد بجز میزان افکار طبع
اگر سال تاریخ خواہی	بگو شد عجب شیخ معیار طبع
از نتیجہ افکار جناب افضل الدولہ مظفر الملک جناب سید فضل علیہ الصلاۃ	شکوہ جنگ متخلص بحکیم خلف اکبر و شاگرد جناب منشی صاحب اسیر مصنف کتاب
عجب شیخ ہی معیار کی صحیح صحیح	ورق یہ منتخب روزگار خوب چہی
خود ہی طبع کی تاریخ یوں کمی افضل	مطالب زر کامل عیار خوب چہی
از نتیجہ افکار شاعر بی بدل صفا فکر عالمیہ پشاور علیہ الصلاۃ	شکوہ جنگ متخلص بحکیم خلف اکبر و شاگرد جناب منشی صاحب اسیر مصنف کتاب

اولین شرح شرح میزان بود	بعد از آن این کتاب شد تیار
عقلم تاریخ او به من عینالی	گفت شرح کبر معیار
از نتیجه افکار جناب شی سید فضل رسول خان صاحب بهادری و علی شاکر	حضرت اسیر صنف کتاب تعلقه دار جلال پور و غیره رئیس قصبه سند پادشاه سرکار
و اه کیا گوی گئی آسپه کتاب	عل هوئی مشکل مسائل سرب
واسطه تاریخ او سکی کلک سینه	یون رستم کی شیخ بندی مختصر
از جناب میرزا آقا حیدر صاحب افسون	شاکر و جناب شی مظفر علی صاحب اسیر شهر
اوستاد نے کیا کتاب کئے	جو سطر ہے میل چشم بد ہے
تاریخ کی یہ او سکی سینه	افسون یہ شرح مستند ہے
از نتیجه افکار شاعر کیا جناب شیخ رضا حسین صاحب مخلص برضا شاکر و جناب	مدیر الدوله شی مظفر علی صاحب اسیر صنف کتاب
بزرگسال عیار شد مطبوع	آنکه میزان برای اشعار است
تکر تاریخ چون صفا کردم	گفت بالقب که شیخ معیار است
قطعه تاریخ از فکر شاعر ذوی شعور جناب شیخ ظهور حسین صاحب مخلص به ظهور	خلف منشی علی صاحب شاکر و جناب شی صاحب صنف کتاب
همسیر تیر فلک کلک جناب اسیر	هست زپیکان او سینه حاسد افکار
کرد جو فکر بلخ از سر فضل و کمال	کرد بهر فقره اش سلک بربانکار
از پی تاریخ طبع خوب رقم زد ظهور	سکه نوشد روان از بزرگسال عیار
خاتمة الطبع	
الحمد لله و المنة که ترجمه معیار الاشعار سنی بزرگسال عیار مطبع نامی منشی نول کشور	
مین بمقام لکهنو باه اکت ۱۲۸۵ ع مطابق ماه جمادی الثانی ۱۲۸۹ هجری	
طبع ہو کر شائع ہوتا فقط	

غلط نام کی کتاب کے کامل عیا											
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۱۶	بوزون	بوزون	۵۵	۱۱	انضاعی	انضاعی	۱۵	۱۱۶	گندانی	گندانی
۱۵	۱۵	ن	ان	۶۰	۱۳	دو چابا	دو چابا	۳	۱۱۷	شالی	شالی
۱۵	۱۵	نرم	نرم	۶۱	۲۱	مرامرا	مرامرا	۷	۱۱۸	نہرا	نہرا
۱۹	۱۹	ست	ست	۶۳	۲۳	کسن	کسن	۶۶	۱۱۹	بہر	بہر
۹	۹	بطلب	بطلب	۶۲	۱۸	اگر	اگر	۱۸	۱۲۰	رہبر	رہبر
۱۳	۱۳	رو	رو	۶۹	۱۱	تبا	تبا	۲۹	۱۲۱	دب	دب
۸	۸	تکلف	تکلف	۷۰	۵	مشمین	مشمین	۱	۱۲۲	اشارا	اشارا
۲۳	۲۳	فقرت	فقرت	۷۴	۱	ہی یہ	ہی یہ	۱۶	۱۲۳	فارسی	فارسی
۶	۶	ناخن	ناخن	۷۵	۷	باز یادہ	باز یادہ	۱۷	۱۲۴	بجو	بجو
۱۱	۱۱	موسیقی	موسیقی	۸۲	۲۲	لو	لو	۳	۱۲۵	زن	زن
۳	۳	دوہ	دوہ	۸۷	۵	نہین	نہین	۱	۱۲۶	مفاعیلان	مفاعیلان
۸	۸	مفعول	مفعول	۸۹	۱۷	مفاعیلان	مفاعیلان	۱۱	۱۲۷	شوار	شوار
۶	۶	گویا	گویا	۹۳	۱۳	اٹھائیں	اٹھائیں	۱۳	۱۲۸	جن میں	جن میں
۲۳	۲۳	متن	متن	۹۵	۱۵	تازی	تازی	۲	۱۲۹	کسی	کسی
۸	۸	مین	مین	۱۰۲	۹	پین	پین	۱۶	۱۳۰	احضری	احضری
۷	۷	ہوا	ہوا	۱۰۸	۷	کپا	کپا	۱۸	۱۳۱	عروض سلم	عروض سلم
۱۱	۱۱	اصلی	اصلی	۱۰۹	۱	مفاعیلان	مفاعیلان	۳	۱۳۲	مفاعیلان	مفاعیلان
۲۲	۲۲	موقت	موقت	۱۱۰	۹	راکہ	راکہ	۷	۱۳۳	یعنی	یعنی
۷	۷	ہی	ہی	۱۱۳	۷	ثانی	ثانی	۲۲	۱۳۴	مشتعل	مشتعل
۲	۲	حرف	حرف	۱۱۷	۹	تجربہ	تجربہ	۵	۱۳۵	ساکن	ساکن
۲۳	۲۳	سکن	سکن	۱۱۸	۱۱	عروڈا	عروڈا	۱۳	۱۳۶	چاہیں	چاہیں
۲	۲	ندارک	ندارک	۱۱۹	۱۲	فاتحت	فاتحت	۱۳	۱۳۷	ساکن	ساکن
۸	۸	من	من	۱۱۹	۱	ثانی	ثانی	۱۷	۱۳۸	لا	لا
۱۸	۱۸	ور	ور	۱۲۰	۷	ایراد	ایراد	۲۱	۱۳۹	فعلان	فعلان
۵	۵	خوش	خوش	۱۲۱	۹	اوپر	اوپر	۱۵	۱۴۰	بایستی	بایستی
۱	۱	جز	جز	۱۲۲	۱۵	گزارا	گزارا	۲	۱۴۱	اند	اند

[illegible]

